مجموعہ فتاوی

جلد دوم

مولفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیسہ مولف نے نہایت
جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ مین چھپا

فہرست کتب مطبوعات مطبع یوسفی جنکا حق کاپی رائٹ بنام مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ محفوظ ہے و بعض کتب جنکا خاص تعلق مطبع یوسفی سے ہے مع کتب مصریہ

نام کتاب

الایضاحات لمبحث المختلطات از مولانا عبد الحلیم رح
الضمیمہ ابن کتاب یوسفی۔
بدیع المیزان تحشیہ مولانا عبد الحلیم رح
تحفہ شاہجہانی۔
تحقیقات مرضیہ بر میر زاہد رسالہ مولانا عبد الحلیم رح
تبیان شرح میزان الصرف از مولانا محمد عبد الحی رح
تقویم العام یعنی جنتری صد سالہ جسمین ابتدا سے
عالم سے آخر زمانہ تک کی جنتری اور نقشہ طلوع
و غروب ہر ملک و مقام مندرج ہے مولوی ابو الحسن
محمد محی الدین اخانصاحب جج ہائیکورٹ نظام
نے بہت کوشش سے لکھی ہے۔
جامع صغیر تحشیہ مولانا عبد الحی رح
حمد اللہ تحشیہ مولوی محمد برکت اللہ صاحب
حصن حصین تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
حسامی تحشیہ نفیسہ۔
خیالی سفید و بادامی۔
ذیل اللآلی یہ چار کتابوں کا مجموعہ ہے
جسمین ذیل اللآلی المصنوعہ للسیوطی تعقبات
علی الموضوعات للسیوطی کشف الاحوال
فی نقد الرجال للفاضل المدراسی

نام کتاب

مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث
المشتہرۃ علی الالسنہ للسخاوی۔
ذکر شہنشاہ جسمین شاہ ایڈورڈ ہفتم کی
پوری سوانح عمری قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے لکھی ہے
رسائل الارکان از مولانا بحر العلوم رح
الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل از مولانا محمد عبد الحی رح
رشیدیہ شرح شریفیہ تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
ردر کاغذ گندہ ۱۷-۲۷ تقطیع
زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبہ از مولانا محمد عبد الحی رح
جو غیبت کے بیان مین اردو زبان مین ہے۔
سعی مشکور از مولانا محمد عبد الحی رح در رد مذہب ماثور
در بیان زیارت رسول مقبول صلعم اردو زبان مین ہے
سلم العلوم متن صرف تصدیقات
سیر دربار جسمین دربار دہلی منعقدہ ۱۹۰۳ء کا پورا
حال بالتصریح معہ نقشہ دربار دہلی و فہرست مہمانان
وغیرہ درج ہے بہت کوشش سے قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے جمع کیا ہے
سراجی تحشیہ مولانا قیام الدین محمد عبد الباری صاحب
فرنگی محلی برادر مولانا محمد عبد الحی رح

نام کتاب

سعایہ شرح شرح وقایہ از مولانا محمد عبد الحی رح در دو جلد
جلد اول تا کتاب الطہارت
رر جلد ثانی از باب الاذان تا باب القراءت
سعدیہ شرح شمسیہ
شرح وقایہ تحشیہ مولانا عبد الحی رح کامل در چہار جلد
جلد اول مع عمدۃ الرعایہ
جلد ثانی مع عمدۃ الرعایہ۔
جلد ثالث تحشیہ نفیسہ
رر جلد رابع رر
شرح عقائد النسفی تحشیہ مولوی عبد الاحد الہ آبادی
شرح ملا جامی تحشیہ نفیسہ
شرح تہذیب تحشیہ مولانا محمد عبد الحلیم رح
شریفیہ شرح سراجیہ تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شرح چغمینی تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شمس بازغہ تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شرح سلم مولانا احمد عبد الحق رح
شرح سلم مولانا محمد مبین و حاشیہ
میر زاہد ملا جلال و حاشیہ میر زاہد شرح مواقف
از حضرت شاہ احمد عبد الحق رح
صرف تصدیقات

مجموعۂ فتاویٰ

جلد دوم

مولفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیسۂ مؤلف نے نہایت
جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب التصرف

مرسلہ مولوی اعجاز حسین صاحب

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اور مفتیان شرع متین محقق شامی کے اس قول مین اوپر قول درمختار کے وفی الشرنبلالیۃ عن الخانیۃ لا یصح ومن قسمۃ الوہبانیۃ ولیس لہم قسم قال الامام تقاسم بدرب ولم ینفذ کذا البیع یذکر قال ابن الشحنۃ والمسئلۃ من التتمۃ عن نوادر ابن رستم قال ابو حنیفۃ فی سکۃ غیر نافذۃ لیس لاصحابہا ان یبیعوہا ولو اجتمعوا علی ذلک ولا ان یقسموہا فیما بینہم لان الطریق الاعظم اذا اکثر الناس فیہ کان لہم ان یدخلوا ہذہ السکۃ حتی یخف الزحام قال الناطفی وقال شداد فی دور بین خمسۃ باع احدہما نصیبہ من الطریق فالبیع جائز ولیس للمشتری المرور فیہ الا ان یشتری دار البائع واذا ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا ویسدوا راس السکۃ لیس لہم ذلک لانہا وان کانت ملکا لہم ظاہرا لکن للعامۃ فیہا نوع حق انتہی ملخصا ثم افاد ان ما توہمہ الناظم فی شرحہ من اختلاف الروایتین مدفوع فان ما ذکرہ ابن رستم فی بیع الکل وما ذکرہ شداد فی بیع البعض والفرق ان الثانی لا یفضی الی ابطال حق العامۃ بخلاف الاول ہذا وقد علمت مما قررنا سابقا ان ما فی الوہبانیۃ غیر ما ذکرہ المصنف لان مراد المصنف الطریق الخاص المملوک

لو احد وہذا طریق مشترک فی سکۃ مشترکۃ انتہی جو واقع ہے صفحہ ۱۱ جلد رابع شامی مین آیا یہ روایت ملک مشترک مین وارد ہے یا ملک خاص مین شخص واحد کی اور اگر ملک مشترک مین وارد ہے تو اوس سے ملک خاص کا بھی حکم دربارۂ منع تصرف نکلتا ہے یا نہین اور یہ قول ظاہر الروایۃ ہے یا نادر الروایۃ اور قول مفتی بہ ہے یا غیر مفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب یہ روایت نوادر کی ہے اور ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کرسکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ہو المصوب مخفی نرہے کہ ملک خاص مین مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے بشرطیکہ کسی غیر کا ضرر بین نہو اور جس تصرف مین کہ دوسریکا ضرر بین ہو اوس تصرف سے ممنوع رکھا جاویگا تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی التنویر وشرحہ الدر المختار لا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا فیمنع من ذلک وعلیہ الفتوی بزازیہ واختارہ فی العمادیۃ وافتی بہ قاری الہدایۃ وافتی بذلک ایضا الشیخ برہان الائمۃ وبہ یفتی کما فی شرح الوہبانیۃ لابن الشحنۃ نقلا عن کتاب الحیطان للصدر الشہید وفی حواشی الاشباہ لبیری زادہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ مالم یکن ضررا بینا وہو ما یکون سببا للہدم وما یوہن البناء بسببہ او یخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو ما یمنع عن الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ والفتوی علیہ انتہی اور جامع الفصولین مین ہے الحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع منہ ولو اضر بغیرہ لکن ترک القیاس فی محل یضر بغیرہ ضررا بینا وقیل بالمنع وبہ اخذ کثیر من المشائخ انتہی اور کوچہ غیر نافذہ مین جسمین ملک مشترک وحق عبور علی سبیل التساوی ہوتا ہے کسی شخص کو تصرف نہین جائز ہے اگرچہ دوسرون کو مضر نہو بدون اجازت جملہ اہل سکہ کے تعالیق الانوار علی الدر المختار مین ہے وغیر النافذ لا یتصرف مطلقا ای باحداث شئی کالبناء او الحفر اما الانتفاع فجائز قال فی منیۃ المفتی اہل السکۃ ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا او یسدوا راس السکۃ لیس لہم ذلک لانہا

وان کانت ملکا لہا لکن للعامۃ فیہا نوع حق وہو انہ اذا ازدحم فی الطریق کان لہم ان یدخلوہا حتے
یخف الزحام وہذا فی المملوک فکیف بغیر المملوک فلا یجوز سدہ ومنع الناس منہ وفیہا سکۃ غیر نافذۃ
احدث رجل فی آخر السکۃ شیئا لم یملک الا باذن جمیع اہل السکۃ الاعلی والاسفل انتہی اور مجمع البرکات
مین ہے لو احدث ذلک فی طریق غیر نافذ لا یسعہ ذلک بلا اذن الشرکاء فی ذلک الطریق وان لم یضرہم
انتہی اور برجندی کی شرح مختصر وقایہ مین ہے وفی غیر نافذ لا یسعہ احداث ذلک الا باذن الشرکاء
اضربہم اولا لانہ مملوک للجمیع انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے فی غیر النافذ لا یجوز ان یتصرف
باحداث مطلقا اضربہم اولا الا باذنہم لانہ کالملک الخاص لہم شرح التنویر للعلائی انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

آج کاغذات مثل مقدمۂ مولوی اعجاز حسین صاحب مدعی صدر مرافع بنام مسماۃ عمدہ بیگم مدعی علیہا
یعنے دو قطعہ نقل استفتا اور ایک قطعہ نقل موجبات ناراضی گذرانیدہ مدعی اور دو قطعہ نقول
فیصلجات عدالت ما تحت و مرافعہ و یک قطعہ نقشہ موقع متنازع فیہ مین نے من اولہا الی آخرہا
معائنہ کیے قبل اسکے کہ یہ کاغذات رامپور سے میرے پاس پہونچین مدعی نے دو فتوے کہ جنکی
نقل منسلک مثل ہے پیش کیے تھے اور استدعا تحریر جواب کی کی موافق اونکی استدعا کے مین نے
اوس سوال پر جسمین روایت نوادر بن رستم سے استفسار ہے لکھدیا یہ روایت نوادر کی ہے اور
ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک
اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو فقط
اور دوسرے سوال پر یہ ترقیم کر دیا بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ
لگانے سے اوسمین منع نکیا جاویگا مگر بہ ہمسایہ کہ اوس سے ضرر ظاہر پہونچے اور ہر گاہ زید مالک نافع
حرور نہین تو ضرر بین نہو گا انتہی بحاصلہ اب بعد معائنہ کاغذ نقشہ وغیرہ کے ثابت ہوا کہ یہ دونون
فتوے مفید مدعی نہین ہین اور مدعی علیہا کو حق ممانعت پہونچتا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ضرر بین کا
اعتبار ملک خاص مین ہے نہ سکہ غیر نافذہ مین اور یہ زمین متنازع فیہ ملک خاص مدعی نہین ہے بلکہ
سکہ غیر نافذہ کی زمین ہے کہ جسمین سب اہل سکہ کو حق مرور علی السویہ ہے پس اوسمین چوکھٹ
وکواڑ لگانا بدون اجازت جملہ اہل سکہ کی نہین ممکن ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہے

بلکہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اتفاق جملہ اہل سکنہ بھی ایسے امور کا احداث بلحاظ حق عامہ نہیں درست ہے دوسرے یہ مکان مدعی علیہا کا اوس سکنہ کے ایک گوشہ میں واقع ہے اور کوئی دوسرا امر اوسکا نہیں ہے پس گو بالفعل مدعی اوسکو مرور سے ممانعت نکرے مگر بعد تقرر اس بناء جدید کے اور تزاید خصومت کے احتمال اس امر کا ہے کہ مدعی علیہا کو ضرر بہونچے الحاصل اس مقدمہ مین حکم حکام عدالت اور مرافعہ کا مطابق شرع کے ہے اور دونون فیصلے قابل نفاذ ہین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الربوا

استفتا چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر کسے بہ حربیان زرخطیر بطور قرضہ سودی بدہد وبرای اخذ ربوا وکیل خود را بدار الحرب مقرر نماید گرفتن زر ربوا از دار الحرب بوساطت وکیل جائز است یا نہ

ہو المصوب در دار الحرب از حربیان ربوا گرفتن جائز است خواہ وکیل باشد یا موکل زیراکہ نائب مثل غیب ست در در مختار می نویسد ولا ربوا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر خلافا للثانی والثلاثۃ انتہی ودر رد المحتار می آرد قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم والربوا اعم من ذلک اذ یشمل ما اذا کان الدرہمان فی بیع درہم بدرہمین من جہۃ المسلم والکافر وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل مسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ منہم اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک طیبا لہم والاسیر والمستامن سواء حتی لو باعہم درہما بدرہمین او باعہم میتۃ بدراہم او اخذ مالا منہم بطریق القمار فذلک کلہ طیب لہ انتہی ملخصا واللہ اعلم وعلمہ احکم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد محمد علی عفی اللہ عنہ الاحد

ہو المصوب اگر مسلم معاملۂ ربوا از حربی در دار الاسلام کردہ وکیل خود را برای قبض آن بدار الحرب فرستادہ جائز نخواہد شد چہ معاملۂ ربوا در دار الاسلام ممنوع است واگر در دار الحرب کردہ است البتہ جائز خواہد شد در اشباہ می آرد الربو حرام الا فی ست مسائل بین المسلم

والحربی ثمہ وبین مسلمین لم یہاجر الینا الخ واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے دعوی ولاپانے زر کثیر کا کہ بعض سود اور بعض اصل ہے بوکالت بکر بنام ہندہ عدالت مین دائر کیا تھا وکیل زید نے پیش قاضی وقت گفتگوی مقدمہ بہ نسبت زر مدعا بہا کے یہ الفاظ بیان کیے کہ دراصل یہ تنازع پیچ رقم سود کے درمیان فریقین کے واقع ہے آیا اس بیان وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور باقی رہنا سود کا سمجھا جاتا ہے یا نہین اگر قاضی بیان مذکور کو وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور نزاع حال کو نزاع سود سمجھکر دعوی مدعی خلاف شرع تصور کرکے خارج اور نامسموع کر دے تو بجا اور درست ہے یا نہین اور وکیل کا زر مدعا بہا کی نسبت رقم سود کہنا مخالف اور متناقض قول مدعی کے کہ وہ بعض مدعا بہا کو سود اور بعض کو اصل کہتا ہے ہو سکتا ہے یا نہین یا قول وکیل بمنزلۂ قول موکل قرار پا کے بحکم اسکے کہ بیان قول اخیر معتبر ہے چنانچہ حاشیۂ فتاوی شامیہ آخر وقف مین قاعدۂ اصول یون منقول ہے فان التعین اذا تعارضا عمل بالتاخر منہما یہ نزاع کل مدعا بہا کی رقم سود کی سمجھی جائیگی اور قول وکیل کا بحکم اس روایت کے بمنزلۂ قول موکل کے ہو سکتا ہے یا نہین وصح اقرار الوکیل کذا فی الدر المختار علامۂ شامی تصریح اوسکی یون فرماتے ہین یعنی اذا اصت وکالۃ الوکیل بالخصومۃ فاقر علی موکلہ سواء کان موکلہ المدعی فاقر باستیفاء الحق او المدعا علیہ فاقر بثبوتہ علیہ بینوا توجروا

از ارقام مولوی [illegible] صاحب [illegible]

ہو المصوب اس صورت مین وکیل نے ایسا کوئی کلمہ نہین کہا کہ جس سے زر اصل سے برائت یا اقرار وصول وغیرہ سمجھا جاوے تا قول اوسکا بعینہ قول موکل سمجھکے تناقض وغیرہ ثابت کیا جاوے بلکہ مفہوم قول وکیل کا اسیقدر ہے کہ اصل خصومت رقم سود مین ہے اسمین یہ بھی احتمال ہے کہ رقم اصل اتفاقا لازم ہو اور رقم سود مین نزاع ہو پس اس صورتین نہ تناقض ہے نہ اقرار وصول اصل وغیرہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الحظر والاباحۃ

استفتاء چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین صورت کہ زید از ہندہ عقد نکاح کردہ بعد مدتے زید واہل قرابتش میخواہند کہ ہندہ را از شخصی کہ نہ از قرابت بعیدہ است ونہ از قریبہ بلکہ اجنبی محض ست روبرویش برآرند وہندہ واہل قرابتش را این امر منظور نیست درین صورت ہندہ را شرعاً میرسد کہ برگفتہ شوہر واہل قرابتش عمل نماید یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب درصورت مسئولہ شخصے اجنبی را دیدن کف ووجہ زن اجنبیہ بشرطیکہ مامون از شہوت باشد درست نیست علی الخصوص فی زماننا بسبب خوف فتنہ برلے مرد شاب وزن شابہ مگر بوقت ضرورت کہ ازان گریزی نباشد مثل قاضی وشاہد وطبیب ویا کسی کہ ارادہ نکاح دارد والروایة وینظر من الاجنبیة الی وجہہا وکفیہا فقط للضرورة فان خاف الشہوة اوشک امتنع نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوة والا فحرام ہذا فی زمانہم واما فی زماننا فمنع من الشابة قہستانی وغیرہ الا النظر لا المس لحاجة کقاض وشاہد یحکم ویشہد علیہا در مختار قولہ اما فی زماننا الخ لا لانہ عورة بل لخوف الفتنة رد المحتار واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

محمد مسیح الدین خان | مفتی حیدرآباد دکن

محمد علیم الدین الجواب صحیح والمجیب نجیح فانہ لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق واللہ اعلم وعلمہ احکم

محمد عبد الحی | ابو الحسنات

استفتاء حامداً ومصلیاً ومسلماً اول تمہید چند مقدمہ می سازد بعد ازان سوال میکند

مقدمۂ اولی اینکہ مستحسن از صفت مامور بہ است خواہ لعینہ باشد خواہ لغیرہ واستحسان بعد الامر معلوم می شود ان الآمر حکیم والحکیم لایامر بالفحشاء کما ذکر فی الاصول پس ہر انچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست **مقدمۂ ثانیہ** اینکہ در خبر ست من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد ومراد از امرنا دین ست واصول وفروع دینی از ادلۂ اربعہ ثابت میشود یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہد وآنکہ مجتہد مستقل مثل ائمہ اربعہ نیست لائق تقلید نیست وقیاس او معتبر نہ واجماع نیز از تعامل بعض علما یا اکثر منعقد نمی شود بلکہ اجماع آنست کہ اتفاق جمیع مجتہد عصر باشد یا فتوای بعض وسکوت دیگران بعد اطلاع تا سہ یوم واجماع غیر مجتہدین را در شرع اعتباری نیست خصوص در امری کہ محتاج قیاس باشد کما ثبت فی کتب الاصول پس ہر انچہ از ادلۂ اربعہ ثابت نشود بدعت است کما فہم من کلامہ علیہ السلام فہو رد **مقدمۂ ثالثہ** آنکہ از جزئیت جمیع اجزا فرداً فرداً جزئیت مجموع لازم نیست چہ حکم افراد فرداً فرداً دیگر ست وحکم مجموعی دیگر

[illegible]

کما ثبت فی مقامہ مقدمۂ رابعہ آنکہ مفتی غیر مجتہد فتوی از قول مجتہد میتواند داد جائز نیست
کہ از کلیات مسائل استخراج کند مقدمۂ خامسہ آنکہ قولہ تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ وقولہ تعالی
کنتم خیر امۃ الآیۃ وقولہ تعالی جعلناکم امۃ وسطا الآیۃ وقولہ علیہ السلام لاتجتمع امتی علی الضلالۃ
وقولہ علیہ السلام ماراٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن وقولہ علیہ السلام من سن سنۃ حسنۃ
الحدیث ونحوہا من الآیات والاحادیث واز لفظ مومنین وامت مجتہدین مراد اند کما یفہم
من کتب الاصول وسن بمعنی رواج ست ودر احداث ورواج فرقی ظاہر ست پس تعامل علمائے
غیر مجتہدین خواہ علمائے حرمین شریفین باشند یا بلاد دیگر حجت نباشد مقدمۂ
سادسہ آنکہ سکوت عن الحق شان علما نیست پس از امر حق ہدایت فرمایند بعد تمہید
این مقدمات می گویم چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید مجلس
مولود شریف میکند بدین طور کہ چند کسان را جمع میکند وذکر میلاد حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ
وسلم مع دیگر حالات آنسرور علیہ السلام میکند وسوای این جمع کردن مردمان برای ہمین مجلس
امر دیگر خلاف شرع نیست پس این امر از ادلۂ اربعہ شرعیہ مستحسن ست یا بلحاظ مقدمات مذکورۂ بالا بدعت
ضلالہ است بینوا بالکتاب او السنۃ او الاجماع او قیاس المجتہدین امید وار است
کہ بجواب سوال عبارت کتاب نقل شود ونشان فصل وباب نیز ترقیم یابد کہ بصحت نقل تردد
نگردد وجواب مسئلہ عام فہم باشد کہ مستفتی بفہمد وہو من العوام

ہو المصوب اولا تمہید چند مقدمات میکنم بعد ازان بر اصل می آیم مقدمۂ اولی محدث
امریست کہ نہ وجود آن بخصوصیتہ در ازمنۂ ثلاثہ یعنی زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
وزمانۂ صحابہ وزمانۂ تابعین کہ مشہود لہا بالخیر ہستند باشد ونہ اصلش از ادلۂ اربعہ یعنی کتاب
وسنت واجماع وقیاس یافتہ شود علامۂ سید شریف در حواشی مشکوۃ در شرح حدیث من احدث
فی امرنا ہذا لیس منہ فہو رد می نویسد المعنی ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب
والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فہو مردود علیہ انتہی وفاضل معین بن صفی در شرح اربعین
نووی می نویسد فان قلت قد اشتہر ان البدعۃ نوعان حسنۃ وسیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ
بالتخصیص قلت المراد من البدعۃ فی الحدیث البدعۃ الشرعیۃ وہی ما لیس لہ دلیل شرعی فی کل ما فعلہ

الشارع او امر به فهو لیس ببدعة شرعیة انتهی وحافظ ابن حجر در هدی الساری مقدمهٔ فتح الباری
در فصل خامس که موضوع ست برای شرح غریب می آرند قوله من احدث حدثا ای فعل فعلا
لا اصل له فی الشرع انتهی ودر فتح الباری می آرند قوله محدثاتها بفتح الدال جمع محدثة والمراد بها ما احدث
ولیس له اصل فی الشرع یسمی فی عرف الشرع بدعة وما کان له اصل فی الشرع فلیس ببدعة والبدعة
فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة انتهی وابن حجر مکی در فتح مبین شرح اربعین می نویسند المراد
من قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه ما ینافیه او لا یشهد له قواعد الشرع
وادلته العامة انتهی وهمچنین ملا علی قاری در شرح اربعین وابن مالک در شرح مصابیح وبیضاوی
در شرح مصابیح وغیره نوشته اند پس معلوم شد که هر امری که وجودش در زمانے از ازمنهٔ ثلثه باشد
یا سندش از دلیلے از ادلهٔ اربعه یافته شود بدعت ضلالت نخواهد شد مقدمهٔ ثانیه این که گمان نبری
که استحسان شرعی صفت آن مامور به است که صراحة در دلیلی از ادلهٔ اربعه امر باو وارد شده باشد
بلکه استحسان صفت هر مامور به است خواه صراحة امر باو وارد شده باشد یا از قواعد کلیهٔ شرعیه
سندش یافته شده باشد وخواه واجب باشد یا مندوب کما لا یخفی علی من تامل فی العبارات السابقة
وآنچه که در کتب اصول اختلاف در اطلاق مامور به ومندوب مذکور است نزاع لفظی است کما
حققه ابن الهمام فی التحریر الحاصل همچنان که اطلاق مامور بر واجبات می شود بر مندوب نیز
می شود وهمچنان که استحسان در واجبات ظاهر میگردد همچنان در مندوبات پس هر محدثے که
وجودش بخصوصه در زمانے از ازمنهٔ ثلثه نباشد لیکن سندش در دلیلے از ادلهٔ اربعه یافته شود
هم مستحسن خواهد شد نمی بینی که بناے مدارس را جملهٔ فقهاے شرقا وغربا ومحدثین جنوبا وشمالا مستحسن
حالانکه وجودش در زمانهٔ نبوی نبود مگر اصلش از حدیث اذا مات ابن آدم انقطع الا من ثلاث
صدقة جارية او علم ینتفع به او ولد صالح یدعو له رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی
والترمذی چون ثابت میشود لهذا حکم باستحسانش دادند ودر بدعت ضاله داخل نساختند
ومقدمهٔ ثالثه مفتی را لازم که هر واقعه که در پیش شود اگر حکم آن صریح باشد در کتاب یا سنت
یا اجماع یا قیاس باید که حسب آن فتوی دهد ورنه آن واقعه را زیر قواعد کلیهٔ شرعیه پیش سازد
واز جزئیات هر کلیه که یابد حسب آن فتوی دهد وهمین حال علماے متقدمین وفقهاے متبحرین مانده

آری بر فتہ کہ بجز نقل عبارت کتب و اقوال مجتہدین طاقت استنباط مطلقا ندارد آنرا البتہ بجز نقل
چارۂ دیگر نیست علامہ سعد الدین تفتازانی در حواشی عضدی می نویسند المراد باہل النظر بعض اصحاب المذہب
ممن لہ ملکۃ الاقتدار علی الاستنباط من الاصول التی مہدوہا وہو المسمی بالمجتہدین فی المذہب
کالغزالی والنووی من اصحاب الشافعی ہو فی المذہب بمنزلۃ المجتہدین المطلق فی الشرع
واما الذین یفتون بما حفظوہ او وجدوہ فی کتب الاصحاب فہم بمنزلۃ النقلۃ والرواۃ انتہی
و علامہ عمر حنفی در جواہر نفیسہ می آرند اعلم ان الفقہاء والعلماء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین
فی الشرع کالائمۃ الاربع الثانیہ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف و محمد والاساتذۃ
من اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی مہدہا اساتذتہم
فانہم وان خالفوہم فی بعض الفروع لکنہم موافقون لہم فی الاصول الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل
التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف والطحاوی والکرخی والحلوائی والسرخسی
والبزدوی و قاضی خان الرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین کالرازی واحزابہ فانہم
لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا لکنہم باحاطتہم بالاصول وضبطہم بالمذہب یخرجون الاقوال الخامسۃ
طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کالقدوری و صاحب الہدایۃ وشانہم تفضیل بعض الروایات
علی بعض یقولون ہذا اولی وہذا اصح درایۃ وہذا اوضح روایۃ وہذا اوفق بالقیاس وہذا
ارفق بالناس السادسۃ طبقۃ المقلدین القادرین علی التمیز علی الاقوی والقوی والضعیف وظاہر
المذہب فظاہر الروایۃ والروایۃ النادرۃ کاصحاب المتون المعتبرۃ عند المتاخرین کصاحب الکنز
والمختار والوقایۃ والمجمع وشان کل منہم ان لا ینقل فی کتابہ الاقوال الضعیفۃ والمردودۃ والروایات
الضعیفۃ السابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکر ولا یعرفون الغث والسمین ولا یمیزون
الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب لیل وہذا ذکر فی طبقات الفقہاء مع تطویل لا یسعہ
ہذا المختصر انتہی بعد تمہید این مقدمات میگویم کہ نفس ذکر مولد بدعت ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول
ذکر مولد عبارت است ازین کہ ذاکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیثے نبویہ تلاوت کردہ در شرح آن قدرے
از فضائل نبویہ و معجزات احمدیہ و برخے از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارقے کہ بوقت ولادت
و قبل ازان ظاہر گردیدند و امثال آنہا بیان سازد کذا حققہ ابن حجر المکی فی النعمۃ الکبری علی العالم بمولد

سیدہ لد آدم وغیرہ من العلماء الماہرین ووجود این حقیقت در زمانہ نبوی در زمانہ اصحاب ہم بود اگرچہ مسمی باین تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجالس وعظ و تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت احمدیہ میکردند و در صحاح مرویست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند و اوشان مدائح نبویہ را کہ نظم کردہ بودند خواندند و آنحضرت اوشان را دعاء خیر دادند و فرمودند اللہم ایدہ بروح القدس و بر ناظر دیوان حسان مخفی نخواہد ماند کہ در قصائد شان معجزات نبویہ و کیفیات ولادت و ذکر نسب شریف وغیرہ موجودست پس خواندن ہمچو اشعار بر سر مجلس عین ذکر مولد ست و این قصہ خواندن حسان اشعار در مسجد صحیح بخاری ہم موجود ست من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ و الی غیرہ پس در حقیقت ذکر مولد کہ بیان او گذشت و این قصہ فرقے معتد بہ معلوم نمی شود دیگر این کہ این قصہ مسمے بہ مجلس مولد نبودہ پس این امر نیست دیگر اگر اختلاج این امر شود کہ اگرچہ وجود نفس ذکر مولد و فضائل وغیرہ ثابت شدہ مگر ذکر مولد بجمع کردن مردم و طلب کردن احباب از خانہا بثبوت نرسید دفع آن باین طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم و طلب اوشان برای نشر علم در حدیث ثابت ست فقیہ ابو اللیث در تنبیہ الغافلین می آرد حدثنا ابی قال حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داؤد حدثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب قال نزلت اذا جاء نصر اللہ فی مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فما لبث ان خرج یوم الخمیس فرقی المنبر وجلس علیہ ثم دعا بلالا و قال نادی فی المدینۃ ان اجتمعوا لوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرہم و کبیرہم و ترکوا الابواب بیوتہم مفتحۃ حتی خرجت العذاری من خدورہن حتی غص المسجد باہلہ والنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول وسعوا لمن ورائکم وسعوا لمن ورائکم ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لانبی بعدی الحدیث انتہی ملخصا علاوہ ازین کلام در نفس ذکر مولد ست و تخصیصات عرفیہ اگر بالفرض ازین اجتماع ثابت نشود عدم جواز نفس ذکر مولد لازم نمی آید وجہ دوم این کہ سلمنا کہ وجود ذکر مولد در زمانے از ازمنہ ثلاثہ نبودہ پس میگوییم کہ در شرع این قاعدہ ثابت شدہ کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب ابن ماجہ از ابی ہریرہ روایت کردہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مما یلحق المؤمنون من حسناته بعد موته علم نشره و بخاری در کتاب العلم از عمر بن عبد العزیز روایت کرده کہ ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یہلک حتی یکون سرا و علامہ سیوطی در بعض رسائل خود در شرح حدیث اذا مات ابن آدم الحدیث می نویسند حمل العلماء الصدقة الجاریة علی الوقف والعلم المنتفع بہ علی التصنیف والتعلیم انتہی و ظاہر ست کہ در ذکر مولد تحقیقے کہ گذشت فرد یست از افراد نشر علم پس در ینجا دو مقدمہ حاصل شدند اول اینکہ ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم دوم و کل فرد من افراد نشر العلم مندوب نتیجہ برآمد ذکر المولد مندوب و بخاری از ابی وائل روایت کرده قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یتخولنا بہا مخافة السآمة علینا و وہم نسازی کہ ہرگاه ذکر مولد در ازمنۂ ثلاثہ نبود و نہ در زمان مجتہدین اثرش یافتہ شد پس بچہ طور فتوی بجوازش جائز باشد چہ سابقا ذکر کرده شد کہ مفتی را فتوی بطور استنباط باید کہ ضروری ست پس اگر تسلیم کنیم کہ ذکر مولد در ازمنۂ ثلاثہ نبود و نہ از مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چون در شرع این قاعده ممہد شده است کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت او داده خواہد شد و برہمین مسلک فقہائے متبحرین و اہل افتائے مستنبطین مثل ابو شامہ و حافظ ابن حجر و سیوطی و شامی و امثال آنہا رفتہ اند و حکم بہ ندب ذکر مولد داده اند حالا مقدماتے کہ سائل آورده است باید شنید و بغور باید دید اما مقدمہ اولے پس اگر مراد جملہ ہر انچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست این ست کہ ہر انچہ مامور بہ بصراحت نیست استحسانش معلوم نیست پس غلط ست چہ بسیار امور ازین قبیل ہستند کہ مامور بہ بصراحت نیستند مگر فقہائے متبحرین از قواعد استنباط آنہا کرده حکم بہ ندب آنہا داده اند و اگر مراد این است کہ ہر انچہ مامور بہ اصلا نیست نہ صراحة و نہ اندراجا پس صحیح ست لیکن مضر مقام نیست چہ ذکر مولد بر تقدیر تسلیم عدم وجودش در ازمنۂ ثلاثہ در قاعده مندرج ست پس لابد مامور بہ خواہد شد و استحسانش ظاہر خواہد شد کما مہدنا لک سابقا فی المقدمة الثانیة و اما مقدمۂ ثانیہ پس آنہم مضر نے زانکہ چہ مراد بما احدث و محدث امریست کہ سندش از ادلۂ اربعہ یافتہ نشود کما مہدنا لک فی المقدمة الاولی و ذکر مولد این چنین نیست و اما مقدمۂ ثالثہ پس اگرچہ از جزئیت فرد فرد جزئیت مجموع لازم

نمی آید مگر ہرگاہ جزئیت مجموع بسبب اندراجش زیر قاعدۂ شرعیہ معلوم شدہ جای چون وچرا باقی نماند واما مقدمۂ رابعہ پس غلط محض ست کما ذہبنا لک فی المقدمۃ الثالثۃ حاصل مرام وملخص مقام اینکہ ذکر مولد فی نفسہ امریست مندوب خواہ بسبب وجود او در خیر الازمنہ یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی وکسے ندبش را منکر نشدہ مگر یک طائفۂ قلیلہ کہ رب النوع آن طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی ست واو را طاقتی نیست کہ مقابلہ علمای مستنطبین کہ فتوے بہ ندب ذکر مولد دادند کند پس قولش درین باب معتبر نیست آری اگر بحقیقت ذکر مولد کہ سابقاً گذشت تخصیصات غیر مشروعہ وتشریعات غیر ماثورہ منضم شوند حکم ندبہ آن باقی نخواہد ماند لیکن این امریست دیگر در نفس جواز مولد شکی نیست واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

آصاب المجیب جزاہ اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد در حقیقت این فعل زید بدلالت ادلۂ شرعیہ کہ بالتصریح والتشریح در سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مذکورند مستحسن ومندوب ست در مجلات وفتاوی شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی مکتوب ست الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرہا تشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضہا لیس فیہا شر ولا شک ان النوع الثانی سنۃ وتشملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ وذکرہم اللہ تعالی فیمن عندہ رواہ مسلم وروی ایضا انہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمدونہ علی ان ہداہم الاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباہی بکم الملائکۃ وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباہی اللہ بہم الملائکۃ وتنزل علیہم السکینۃ وتغشاہم الرحمۃ ویذکرہم اللہ تعالی بالثناء علیہم بین الملائکۃ فای فضائل اجل من ہذہ وقول السائل وہل الاجتماع جائز جوابہ نعم ہو جائز انتہی مختصراً فصح الجواب واللہ علیم بالصواب

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ اللہ العلی الرب الحکیم ۵

استفتا چہ میفرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ حقیقت سحر چیست آیا بامتزاج بعض اشیا داوویہ امر عجیبی کہ پیدا شود سحر ست ویا از تاثیرات کلمات خبیثہ شیطانیہ کہ بدان کلمات

استغاثہ بخبائث و شیاطین می کنند و امرے عجب حادث میگردد میان سحر و طلسم و شعبدہ فرق چیست و حرام و کفر ازینہا چہ چیز ست و تمیز میان سحر و معجزہ و کرامت چیست امید دارم کہ مفصلاً ارشاد شود و نیز ارشاد فرمودہ شود کہ آیا سحر ہر چہ باشد موجب حدوث ایذا و مرض بجسم انسان میگردد و ضرر میرساند و قتل میکند یا نہ۔ ظلکم ممدود باد

ہو المصوب جواب سوال اول سحر را بسیار اقسام اند و اکثر اطلاق آن بر امر عجیبی می شود کہ بسبب تقرب الی الشیاطین پیدا شود بیضاوی در تفسیر قولہ تعالیٰ یعلمون الناس السحر میفرمایند المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیلہ بالتقرب الی الشیطان مما لا یستقل بہ الانسان و ذلک لا یستتب الا لمن یناسبہ فی الشرارۃ و خبث الباطن فان التناسب شرط فی التضام و التعاون انتہی و علامہ ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر می آرند السحر علی اقسام اولہا سحر الکلدانیین الذین کانوا فی قدیم الدہر یعبدون الکواکب و یزعمون انہا المدبرۃ للعالم و منہا یصدر کل ظہر خیر و شر وہم الذین بعث الیہم ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوہام و النفوس القویۃ الثالث الاستعانۃ بالارواح الارضیۃ و القول بالجن مما انکرہ بعض متاخری الفلاسفۃ و المعتزلۃ و اما اکابر الفلاسفۃ فلم ینکروہ الا انہم سموہا الارواح الارضیۃ الرابع التخیلات و الاخذ بالعیون الخامس الاعمال العجیبۃ التی تظہر من ترکیب آلات علی النسب الہندسیۃ مثل صورۃ فرس فی یدہ بوق فاذا مضت ساعۃ من النہار صوت البوق من غیر ان یمسہ احد و کان سحر سحرۃ فرعون من ہذا القبیل السادس الاستعانۃ بخواص الادویۃ المزیلۃ للعقل و نحوہا السابع تعلیق القلب و ہو ان یدعی الانسان انہ یعرف الاسم الاعظم مثلاً فاذا کان السامع ضعیف القلب عتقد انہ حق و حصل فی نفسہ انہ نوع من الرعب فح انہ یتمکن الساحر فیہ من ان یفعل ما یشاء

جواب سوال دوم ہر نفس انسانی را از جناب باری تاثیرے عنایت شدہ است کہ آن تاثیر در نفس دیگر نیست و ہر نفسے را خاصیتے ست بحسب استعداد او کہ در دیگرے نیست و ہر یکے از سحر و طلسمات و شعبدہ از قبیل تاثیرات نفوس اند و فرق میان اینہا این ست کہ اگر تاثیر نفس در دیگرے باستعانت ارواح خبیثہ وغیرہ باشد بغیر استعانت بتاثیرات کواکب و خواص اعداد وغیرہ آن را سحر می نامند و تاثیرے کہ باستعانت امثال اینہا باشد آن را طلسمات میگویند و تاثیرے کہ از قوت متخیلہ شخص دیگر گردد آن را شعبدہ می نامند علامہ عبد الرحمن حضرمی معتزلی معروف

وابن خلدون در مقدمۂ تاریخ خود می نویسند علوم السحر والطلسمات علوم بکیفیۃ استعدادات تقتدر النفوس البشریۃ بہا علی التاثیرات فی عالم العناصر اما بغیر معین او بمعین من الامور السماویۃ الاول ہو السحر والثانی الطلسمات وذلک لان النفوس البشریۃ وان کانت واحدۃ بالنوع فہی مختلفۃ بالخواص نفوس الانبیاء لہم خاصیۃ تستعد بہا للمعرفۃ الربانیۃ ونفوس الکہنۃ لہا خاصیۃ الاطلاع علی المغیبات بقوی شیطانیۃ والنفوس الساحرۃ علی ثلث مراتب ولہا المؤثر بالہمۃ فقط من غیر آلۃ ومعین وہذا ہو الذی تسمیہ الفلاسفۃ السحر والثانی بمعین من مزاج الافلاک والعناصر وخواص الاعداد وتسمیہ الطلسمات والثالث تاثیر فی القوی المتخیلۃ یعمد صاحب ہذا التاثیر الی صاحب القوۃ المتخیلۃ فیتصرف فیہا بنوع من التصرف ویلقی فیہا انواعا من الخیالات ثم ینزلہا الی الحس من الرائین بقوۃ نفسہ المؤثرۃ فیہ فینظر الرائون کانہا فی الخارج ولیس ہناک شیء ویسمی ہذا الشعوذۃ او الشعبذۃ واختلف العلماء فی السحر ہل ہو حقیقۃ او انما ہو تخییل فالقائلون بالاول نظروا الی المرتبتین الاولیین والقائلون بانہ لاحقیقۃ لہ نظروا الی الآخرۃ انتہی ملخصاً وصاحب مصباح اللغۃ می آرد شعوذ الرجل شعوذۃ ومنہم من قال شعبذ شعبذۃ لسبیدی الانسان منہا مالیس لہ حقیقۃ انتہی وعلامہ ابراہیم لقانی در شرح جوہرۃ التوحید می آرند الطلسمات نقش اسماء خاصۃ لہا تعلق بالافلاک والکواکب علی زعم اہل ہذا العلم فی اجسام تحدث لہا خاصیۃ ربطت بہا فی مجاری العادات انتہی **جواب سوال سوم** اتفاق دانند برین کہ سحر حرام وکبیرہ است وبعض ائمۂ فقہ اطلاق کفر ہم بر آن کردہ است حتی کہ تفتازانی در حواشی کشاف اجماع نقل میکند السحر مزاولۃ النفوس الخبیثۃ لافعال واقوال تترتب علیہا امور خارقۃ للعادۃ ولا یرے خلاف فی کون العمل بہ کفرا انتہی واصح نزد ارباب تحقیق این ست کہ سحرے کہ مشتمل باشد بر امور کفر موجب کفر است وسحرے کہ این چنین نیست نفس آموختن وارتکاب او کفر نیست البتہ اعتقاد استقلال آن کفرست خود تفتازانی در شرح عقائد مینویسد لاکفر فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتب الاثر علیہ انتہی وعلامہ علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسند اتفق کلمہم علی ان ما کان من جنس دعوۃ الکواکب السبعۃ او السجود لہا او التقرب الیہا بما نیاسبہا کفر وہو من اعظم ابواب الشرک انتہی وابن حجر مکی در زواجر می آرند اختلف الناس فی کفر الساحر ولیس محل الخلاف النوع الاول اذ لانزاع فی کفر من اعتقد ان الکواکب مؤثرۃ لہذا العالم او ان الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ مؤثرۃ

فی ایجاد جسم واما ان یعتقد الساحر او بلغ فی التصفیة الی ان تصیر نفسه بحیث یطیعه الجنة فالمعتزلة لیضرونه دون
غیرهم واما بقیة انواعه فقال جماعة انها کفر مطلقا واما النوع الثالث وما بعده فان اعتقد ان فعله
مباح قتل لکفره لان تحلیل المحرم کفر انتهی وعلامه اردبیلی در فتاوی انوار می نویسند اطلق المالکیة
وجماعة الکفر علی الساحر ولا شک ان هذا قریب من حیث الاجمال غیر انه عند التنادی فی جزئیات الوقائع
یقع غلط عظیم والسبب فی ذلک انه اذا قیل للفقیه ما السحر وما حقیقته حتی یقضی علیه بالکفر یعسر جدا
واما به طول عمری ما رأیت من یفرق بین هذه الامور انتهی وابن همام در فتح القدیر می طرازند السحر حرام
بلا خلاف واعتقاد اباحته کفر وعن اصحابنا ومالک واحمد یکفر الساحر بتعلمه وتعلیمه ویقتل وعند الشافعی
لا یجب قتله ولا یکفر الا اذا اعتقد اباحته ویجب ان لا یعدل عن مذهب الشافعی فی کفر الساحر
واما قتله فیجب اذا عرفت مزاولته علی السحر لسعیه بالفساد فی الارض انتهی باقی ماند حال طلسمات وشعبده
پس صاحب درمختار علم طلسمات وعلم شعبده مثل علم سحر مذموم وحرام نوشته وابن خلدون نوشته
الشریعة لم تفرق بین السحر والطلسمات وجعلته کله بابا واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منها
ما یهمنا فی دیننا او دنیانا فان کان فیه نوع ضرر کالسحر ویلحق به الطلسمات یکون آنچه محظورا فجعلت
الشریعة باب السحر والطلسمات والشعوذة واحدا انتهی **جواب سوال چهارم** معجزه عبارت است
از امر خارق عادت که بر دست مدعی نبوت بمقابله منکرین نبوت صادر شود وکسی مثل او کردن نتواند
وکرامت عبارت ست از خارق عادتی که بر دست ولی صادر شود بغیر دعوی امرے واما سحر پس
صادر شود از نفوس خبیثه که مناسبت بنفوس شیطانیه می دارند ومثل او هر کس که مناسبت
پیدا سازد ممکن الصدور ست تفتازانی در شرح مقاصد می نویسد المعجزة امر خارق للعادة مقرون
بالتحدی مع عدم المعارضة واحترز بقید المقارنة للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضة
عن السحر والشعبدة انتهی **جواب سوال پنجم** شکے نیست که سحر امرے ست موثر بهر امرے که ساحر
خواهد نه باستقلال ساحر بلکه حسب جریان عادت الله ابن حجر از قرطبی نقل می سازد وقال العلماء
لا ینکر ان یظهر علی ید الساحر خرق العادات بما لیس فی مقدور البشر من مرض وزوال عقل وتعویج
عضو ولا یکون السحر علة لذلک ولا موجبا له بل یخلق الله هذه الاشیاء عند وجود السحر انتهی
وملا علی قاری در شرح فقه اکبر می نویسد الاکثرون یقولون ان السحر قد یؤثر فی موت المسحور ومرضه

من غیر وصول شئی ظاہر الیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

(سنہ رمضان ۱۲۸۶ھ)

استفتا چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت کہ در مسجد بر چارپائی خفتن جائز است یا ممنوع هرچہ باشد بموجب حکم شرع ثبت فرمایند

ہو المصوب جائز است چہ برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در مسجد سریرے نہادہ شدی و بر آن در ایام اعتکاف آرام میفرمودند کما فی سفر السعادۃ و ابن ماجہ از ابن عمر روایت کردہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبۃ

واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

(سنہ رمضان ۱۲۸۶ھ)

استفتا چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ شانہ از دندان فیل یا شاخ گاؤمیش وغیرہ مردار کشیدن جائز ست یا نہ

ہو المصوب جائز است در ہدایہ می آرد لاباس ببیع عظام المیتۃ وعصبہا وصوفہا وقرنہا وشعرہا ووبرہا والانتفاع بہا لانہا طاہرۃ لا یحلہا الموت لعدم الحیوۃ والفیل کالخنزیر نجس العین عند محمد وعندہما بمنزلۃ السباع حتی یباع عظمہ وینتفع بہ انتہی و شیخ عبدالحق دہلوی در شرح مشکوۃ در تفسیر حدیث یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج کہ در سنن ابوداؤد وغیرہ مروی ست مینویسد المعروف بین العامۃ ان العاج سن الفیل وقیل ہو عظم ظہر السلحفاۃ البحریۃ او عظم دابۃ بحریۃ غیرہا اسمہا الذبل یتخذ منہ السوار والمشط وفی القاموس العاج الذبل وعظم الفیل وقال التوربشتی ذکر الخطابی فی تفسیرہ انہ الذبل ونقل ذلک عن الاصمعی والعجب لعدول عن اللغۃ المشہورۃ الی ما یشتہر بین اہل اللسان انتہی و در فتح القدیر می نویسد قیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ اشتری لفاطمۃ سوارین من عاج وظہر استعمال الناس لہ من غیر نکیر ومنہم من حکی اجماع العلماء علی جواز بیعہ وفی صحیح البخاری قال الزہری ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بعظام المیتۃ نحو الفیل ونحوہ ویدہنون فیہا لا یرون بہ باسا وقال ابن سیرین وابراہیم لاباس بتجارۃ العاج

انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ میفرمایند علمای دین درین امر کہ رام چندر و کرشن وغیرہ اوتاران مذہب اہل ہنود کہ نزد شان لفظ اوتار بمعنی رسول ست وافعال و کردار ایشان بہتر بودند و ایشان خود بارہا

بندۂ خدامی دانستند وخلقت را ہدایت می ساختند بر ایشان لعنت کردن جائز است یا نہ۔

ہو المصوب بشرط صدق مستفتی لعنت کردن بر ایشان جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتاء کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ زید عالم علم دین خالد عالم کی محفل مین آیا اور خالد اور جملہ حاضرین مجلس نے واسطے تعظیم زید کے قیام کیا اور وقت رخصت کے بھی قیام کیا پس ایسا قیام شرعاً درست ہی یا نہین اور اگر درست ہو تو کس دلیل سے درست ہی

قیام تعظیمی

ہو المصوب قیام واسطے تعظیم علما اور رئیس قوم اور سادات کے درست ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری سے ان اناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما بلغ قریبا من المسجد قال قوموا الی خیرکم او سیدکم الحدیث اسیواسطے امام غزالی احیاء العلوم کے کتاب آداب السماع مین لکھتے ہین القیام عند الدخول الداخل لم یکن من عادۃ العرب بل کان الصحابۃ لا یقومون لرسول اللہ فی بعض الاحوال کما رواہ انس ولکن لم یثبت فیہ نہی عام ولا نری بہ باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہا باکرام الداخل بالقیام فان المقصود منہ الاحترام والاکرام وتطیب القلب بہ وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطیب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فی ما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل انتہی آرے قیام سے محبت رکھنا اور اس امر کو چاہنا کہ لوگ ہماری تعظیم کرو واسطے کھڑے ہوجاوین البتہ مکروہ ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت معاویہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار امام نووی رسالہ قیام مین تحریر کرتے ہین معناہ الصریح الظاہر الزجر والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس لہ ولیس فیہ تعرض للقیام نہی ولا غیرہ انتہی اور قنیہ مین مشکل الآثار سے منقول ہے القیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہ انما المکروہ محبۃ القیام من الذی یقام لہ فان لم یحب القیام فاموا لا یکرہ لہم انتہی اگر کسی کو شک ہووے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم متکیا علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا پس اس سے معلوم ہوا کہ قیام تعظیماً

ممنوع ہو تو اُسکو یون دفع کرے کہ اس حدیث مین مطلق قیام کی نہی نہین ہو بلکہ اُس قیام سے کہ عجم کیا کرتے تھے اور اُنکا قیام بطور التزام کے تھا یعنی وہ لوگ قیام تعظیمی کو امر ضروری جانتے تھے اور محبت رکھتے تھے پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام سے منع فرمایا کہ بالتزام و محبت قیام ہو نہ مطلق قیام سے کیونکہ بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہو قال کان رسول اللہ صلعم یجلس معنا یحدثنا فاذا قام قمنا حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ پس اگر مطلقاً قیام تعظیماً ممنوع ہوتا صحابہ ہرگز بوقت برخاست قیام نکرتے علاوہ یہ ہے کہ قیام عجم کا بنظر تعظیم کے ہوتا تھا جیسا کہ اُون مین سلاطین کے واسطے سجدہ تعظیماً مروج تھا پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام تعظیمی سے منع کیا خلاصہ حاشیہ طیبی مین ہے قال النووی القیام للقادم من اہل الفضل مستحب وقال الغزالی المنہی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام انتہی زیادہ برین انیست کہ قیام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی ثابت ہو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا و لا ہدیا برسول اللہ من فاطمۃ فی قیامہا و قعودہا و کانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فقبلہا و اجلسہا فی مجلسہ الحدیث الحاصل قیام کی محبت رکھنا یا اُسکا التزام کرنا جیسا کہ امور ضروریہ کا التزام ہوتا ہو یا بنظر تعظیم عجمی کے قیام کرنا شرعاً ممنوع ہے لیکن قیام واسطے اکرام آنے والے کے مطلقاً ممنوع نہین اور اُسکی نہی مین کوئی حدیث وارد نہین بلکہ احادیث اُسکے ثبوت پر دلالت کرتے ہین ہذا ہو مذہب العلماء المحققین و مسلک الفقہاء و المحدثین واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ ریش را از زنخدان شق کردن و از ہر دو طرف برخدین بالا نمودہ مدور ساختن درست ست یا نہ

ہو المصوب درست نیست ابو داؤد و نسائی از رویفع بن ثابت رضؓ روایت میکنند قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یقول یا رویفع لعل الحیوۃ ستطول بک بعدی فاخبر الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بری منہ ابن الاثیر در نہایۃ غریب الحدیث در شرح لفظ عقد می آرد قیل کانوا یعقدونہا فی الحرب فامرہم بارسالہا کانوا یفعلون ذلک تکبرا و تعجبا انتہی و در مطالب المؤمنین وغیرہ می آرد زاد الشیخ محی الدین النووی فی مکروہات اللحیۃ عقدہا و تصفیفہا طاقۃ فوق طاقۃ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا ۹ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ چرٹ وغیرہ پینا عند الشرع شریف درست ہے یا نہین اگر کسی صورت مین درست ہے تو مصداق حدیث شریف من تشبہ بقوم فہو منہم اسپر صادق آئیگا یا نہین درصورت صادق آنے اس حدیث کے اگر حاکم شرع ہو اُسکو سزا شرع مین چاہیے یا نہین بینوا بسند الکتاب توجروا بیوم الحساب

ہو المصوب چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے مکروہ تحریمی ہی بلا ریب و بلا شک اور چرٹ مین بسبب مشابہت نصاری کے زیادہ تر کراہت ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فاتحہ جو مروج ہے مشائخ صوفیہ مین اور بعض کتب مثل آداب الطالبین وغیرہ مین مذکور ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ شیرینی یا طعام وغیرہ رکھکے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکے میت کو ثواب بخشتے ہین اور اُسکا نام عرف مین فاتحہ ہی جائز ہی یا نہین اور یہ ثواب بمذہب اہلسنت میت کو پہونچتا ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ثواب اموات کو بمذہب اہل سنت پہونچتا ہے اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اُسکا ثواب بخشنا مردون کو موجب رفعت درجات کا ہے لیکن جو طریقہ فاتحہ کا مروج ہے کہ شیرینی وغیرہ سامنے رکھکے کھڑے ہو کے فاتحہ دیتے ہین اسکی اصل شرع مین نہین ہے واللہ اعلم - حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا ۱۱ چہ میفرمایند علماے دین درین مسئلہ کہ سود گرفتن از کافر در دار الحرب صحیح و درست ست یا نہ فی الہدایۃ لا ربوا بین المسلم والکافر فی دار الحرب دار الحرب بر کدام شہر اطلاق کردہ میشود تا در آنجا گرفتن سود از کافر جائز باشد بینوا توجروا

ہو المصوب سود گرفتن در دار الحرب از کفار بقول امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ جائز است خلافا لابی یوسفؒ کذا فی فتح القدیر و دار الحرب عبارت از وارے ست کہ در ولایت کفار باشد و در آن حکمی از احکام اسلام جاری نشود و کفار از اجرای احکام شرع مانع شوند بلکہ احکام کفر اعلی سبیل الاشتہار جاری سازند و کسی از اہل اسلام بلا اجازت و امان کفار در آنجا اقامت کردن نتواند کذا فہم من تقریر الامام محمد فی الزیادات واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

[illegible]

محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الرئی

محمد عبدالحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۴ چہ می فرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ در یوم عاشورہ مثل اعیاد تزئین وغیرہ درست ست یا نہ بینوا توجروا

ہوالموفق صاحب صواعق محرقہ می آرد وایاہ ثم ایاہ ان یشغل ببدع الناصبیۃ المتعصبین علی اہل البیت او الجہال للمقابلین للفاسد بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشر بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور واتخاذہ عیداً او اظہار الزینۃ فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع النفقات وطبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات واعتقادہم ان ذلک من السنۃ والمعتاد والسنۃ ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شئی یعتمد علیہ ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض ائمۃ الحدیث والفقہ عن الکحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشوراء فقال لم یرو فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من اصحابہ ولا استحبہ احد من ائمۃ المسلمین لا من الاربعۃ ولا من غیرہم ولم یرو فی الکتب المعتمدۃ فی ذلک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذلک العام ومن اغتسل لم یمرض کذلک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ سائر سنتہ علیہ وامثال ذلک فکل ذلک موضوع الا حدیث التوسعۃ علی العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ فصار ہولاء بجہلہم یتخذونہ سماً کذا ذکر ذلک جمیعہ بعض الحفاظ وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومہ بدعۃ مع روایتہ خبران من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینہ ابداً لکنہ قال انہ منکر ومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم وقال بعض الحفاظ ومن غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر الاحادیث فی فضیلۃ غیر الصوم کفضل الصلوۃ فیہ والانفاق والخضاب والادھان والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذلک کلہ موضوع ومفتری وبذلک صرح ابن القیم ایضا فقال حدیث الاکتحال والادہان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین انتہی مختصراً واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب. کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۹ھ

فی الواقع زینت لباس وغیرہ در روز عاشورہ بدعت ست قبیحہ واحادیث کہ درین باب بعض ارباب سلوک می آرند جملہ آنہا موضوع اند علامہ وقت خود احمد بن تیمیہ در منہاج السنۃ می نویسند مانند کردن فی فضائل عاشوراء وما ورد من التوسعۃ علی العیال وفضائل المصافحۃ والحناء والخضاب

والاغتسال ونحو ذلک ویذکرون فیہا صلوۃ وکل ہذا کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لم یصح
فی عاشوراء الا الفضل صیامہ انتہی کلامہ و در جای آخر از ہمان کتاب می نویسند قد یروج علی کثیر ممن
ینتسب الی السنۃ احادیث یظنونہا من السنۃ وہی کذب باتفاق اہل المعرفۃ کالاحادیث المرویۃ
فی فضائل عاشوراء وفضل الکحل فیہ والاغتسال والخضاب والمصافحۃ ونحو ذلک انتہی وعلامہ شمس الدین
محمد بن عبد الرحمن السخاوی در مقاصد حسنہ حدیث کحل را موضوع گفتہ چنانچہ در حرف المیم می نویسند
من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینیہ ابدا الحاکم والدیلمی من حدیث جویبر عن الضحاک عن
ابن عباس بہ مرفوعا قال الحاکم انہ منکر قلت بل موضوع اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات
من ہذا الوجہ من حدیث ابی ہریرۃ انتہی و حدیث توسعہ عیال را حسن نوشتہ میفرمایند من وسع
علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا الطبرانی والبیہقی فی الشعب وفی فضائل الاوقات
وابو الشیخ عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط عن ابی ہریرۃ وجابر قال العراقی
فی امالیہ لحدیث ابی ہریرۃ طرق صحح بعضہا ابن ناصر الحافظ انتہی الحاصل بروز عاشوراء بجز روزہ
کہ از احادیث صحاح سنیت واستحباب آن ثابت ست ووسعت طعام بر عیال واحباب کہ حدیث
این ہم اصلی دارد امری دیگر نباید کرد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ میں کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر سے ثابت ہے یا نہیں در صورت
ثبوت کے سنت موکدہ ہے یا کیا ہے حکم اسکا بینوا وافتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ حسن المآب
ہو المصوب مصافحہ بوقت ملاقات کے سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ
وقت ملاقات کے مصافحہ کرتے تھے اور اسپر ترغیب فرماتے تھے ابو داؤد نے ابو ذر سے
روایت کی ما لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط الا صافحنی اور طحاوی نے شرح معانی
الآثار میں شعبی سے روایت کی ہے ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا التقوا تصافحوا
واذا قدموا من سفر تعانقوا اور ترمذی نے براء ابن عازب سے روایت کی قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اذا التقا المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفرا غفر لہما اور اسی طرح احمد اور
طبرانی اور بزار وغیرہ نے روایت کی ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات مصافحہ
سنت ہے رہا بوقت رخصت کے پس کسی حدیث صحیح سے ثابت نہین کہ آنحضرتؐ یا صحابہ
وقت رخصت کے بھی مصافحہ کرتے تھے اور ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین محل المصافحۃ
المشروعۃ اول الملاقات انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت رخصت کے سنت نہین
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات
صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم الی یوم القیام سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو
خواہ غیر مسافر سے کتاب شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے ونصہ ہکذا وکان اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا وانعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وان
التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی البتہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام اور تابعین اور
تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ابتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا
اور صحابۂ کرام سے بھی ابتک اور کتاب مین دیکھا نہین گیا اور درصورت ثبوت سنت مؤکدہ نہین ہی
واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۸۲ ذی الحجہ اصاب المجیب کتبہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص قوم چمار سے ہے اور
ابتک وہ اپنے آباء و اجداد کے دین پر ہے لیکن مالدار ہے اسنے اپنی لڑکی کی شادی کی اور
اسمین تمام رسومات مثلاً شراب خواری و باجا و ناچ و آتشبازی و پوجا اپنے دیوتاؤن کا وغیرہم
بڑی دھوم دھام سے کیا چنانچہ صرف شراب دو ہزار روپیہ کی آئی تھی وقس علی ہذا سب سامان
مہیا کیا اور چند اہل ایمان کی بھی دعوت کی اور مسلمانون نے انکار کیا تب اوسنے ایک مولوی صاحب
کی کچھ نذر کی مولوی صاحب نے اپنا پیٹ بھر کر کہدیا کہ اسکی دعوت لینی درست ہے
انکے حسب الارشاد انکے ساتھ چند مسلمانون نے اور بھی دعوت قبول کی اور اسکے وہان جا کر کھانا
کھایا باوجودیکہ اشیاء مذکورہ موجود تھے اب عوام الناس مین بڑا فساد برپا ہے بعض کہتے
ہین کہ ایسی دعوت لینی درست ہی ورنہ فلانے مولویصاحب کیون لیتے بعض کہتے ہین کہ
نادرست ہی کیونکہ ایک تو وہ چمار ہے دوسرے وہان پوجا و رقص و سرود و شراب خواری وغیرہ

موجود تھا لہذا آپکی خدمت مین گذارش یہ ہی کہ للہ جسقدر جلد ہو سکے موافق کتب معتبرہ دینیہ کے آپ رستم فرمایئے کہ مولوی صاحب مذکور کا کہنا حق تھا یا ناحق اگر حق تھا تو اس کی حقیقت کی دلیل اگر ناحق تھا تو اپر کیا لازم ہو اور چارہ کی دعوت قبول کرنی مسلمانون کو درست ہے یا نہین اور جو شخص اُسکی اس قسم کی مجلس مین جاوے اور کھاوے اور اُسکی مجلس کو زینت دے

وہ فاسق ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ایسی مجلس دعوت مین کہ وہان ناچ و باجا و شرابخواری و پوجا وغیرہ افعال محرمہ واطوار شرک موجود ہون اور ان امور کا ہونا پہلے سے معلوم ہو وے کسی مسلمان کو جانا اور شرکت کرنا نہین درست ہے بلکہ ایسے امور مین برضا و رغبت شرکت کرنا فسق ہی اور اگر ان امور کا ہونا پہلے سے نہین معلوم تھا بلکہ بعد جانے کے صاحب دعوت کے مکان پر معلوم ہوا پس اگر محرمات اُسی مقام پر ہون جہان کھانا کھلایا جاتا ہے وہان سے واپس آنا لازم ہی اور شریک ہونا اور اس مجلس مین دعوت کھانا نہین درست ہے اور اگر اُس مقام پر نہون بلکہ دوسرے درجہ مین ہون اُس صورت مین اگر یہ شخص جسکی دعوت کی گئی ہے مقتداء مثلاً عالم یا مفتی ہے اُسکو دعوت کھانا نہین درست ہے اگر مقتدا نہین ہی تو اوسکو شریک ہونا درست ہے مگر بشرط قدرت منکرات سے منع کرنا لازم ہی درمختار مین ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لاینبغی ان یقعد بل یخرج معرضاً فان قدر علی المنع فعل والا صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلاً سواء کان ممن یقتدی بہ او لا لان حق الدعوۃ انما یلزمہ بعد الحضور لا قبلہ انتہی ملخصاً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم (محمد ابراہیم)

استفتا سوال خطبہ آخر جمعہ رمضان مین الوداع یا الفراق پڑھنا درست ہی یا نہین

سوال مُردے کو قبر مین جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھلایا جاتا ہے یا نہین

ہو المصوب الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان مین پڑھنا اور کلمات حسرت

ورخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ مسلمان ہوے تو امید ثواب ہے مگر اس طریقے کا ثبوت قرون ثلثہ مین نہین ہے البتہ آخر شعبان مین خطبۂ استقبال رمضان احادیث مین وارد ہے جیسا کہ درمنثور مین ہے اخرج العقیلی وضعفہ ابن خزیمۃ والبیہقی والخطیب والاصبہانی عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال الحدیث بطولہ اور شاید جسنے اس طریقے کا ایجاد کیا اوسنے خطبہ آخر رمضان کو خطبۂ استقبال پر قیاس کیا لیکن اہتمام کرنا خطبۂ وداع کا جیسا کہ اس زمانہ مین مروج ہے اور اوسکو حد التزام تک پہونچانا خالی ابتداع سے نہین علمای معتمدین کو لازم ہے کہ اس طریقے کے التزام کو چھوڑین تا عوام اعتقاد استحباب وسنیت بلکہ ضروری ہونے اس طریقۂ خاص سے نجات پاوین اور مردہ کو قبر مین جمال مبارک کا دیکھنا نہین ثابت ہی جلال الدین سیوطی کے رسالہ شرح الصدور مین مرقوم ہی سئل الحافظ ابن حجر ہل تکشف للمیت حتی یری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاجاب بانہ لم یرو فی ہذا حدیث وانما ادعاہ بعض من لا یحتج بہ بغیر مستند سوی قولہ فی ہذا الرجل لا حجۃ فیہ لان الاشارۃ الی الحاضر فی الذہن انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۸ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعض کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی تمسے احتراز کرے تم بھی اوس سے احتراز کرو آیا یہ احتراز صرف اکل وشرب مین ہے یا ہمہ امورات مثل موانست ومشاورت وغیرہا مین فقط بینوا توجروا

ہو المصوب جملہ امور موانست اور صحبت مین کفار سے احتراز اولی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۹ نیکو آگاہان علم دین وخوبتر دانندگان شرع متین چہ زبان میزنند وچہ سخن می سنجند اندرین معنی کہ سگ کہ پلید تر اعنی نجس العین ست پروردنش چہ مایۂ علم تر دامنی بر می افرازد وفرو ریختن مو الیش بخانہ فرشتگان رحمت را سنگ راہ میشود یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب پروردن سگ اگر براے شکار کنانیدن یا براے حفاظت زراعت یا جانوران یا پاسبانی بوقت ضرورت باشد درست ست وبدون این امور وبغیر ضرورت پروردنش ناجائز وباعث حرمان ثواب اعمال صالحہ است ودر موطا امام محمد ست اخبرنا مالک اخبرنا

یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید اخبرہ انہ سمع سفیان بن ابی زہیر یحدث اناسا معہ وہو عند باب المسجد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اقتنی کلبا لا یغنی بہ زرعا ولا ضرعا نقص من عملہ کل یوم قیراط قال محمد یکرہ اقتناء الکلب بغیر منفعۃ فاما کلب لزرع او الضرع او الصید او الحرس فلا باس اخبرنا مالک عن عبد الملک بن میسرۃ عن ابراہیم النخعی قال رخص رسول اللہ صلعم لاہل البیت القاصی فی الکلب یتخذونہ قال محمد ہذا للحرس اخبرنا مالک اخبرنا عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال من اقتنی کلبا الا کلبا ماشیۃ او ضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان انتہی ملخصاً

و در احادیث صحیحہ وارد است کہ پروردن سگ و بودن در مکان سد راہ نزول ملائکہ رحمت میگردد

سیوطی در رسالہ خود الحبائک فی اخبار الملائک می آرد اخرج ابن ماجہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ واخرج احمد ومسلم وابو داود والترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا کلب ولا جرس واخرج ابو داود والنسائی والحاکم عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۲۰ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ اگر زن تابعداری شوہر نکند و سخن او نشنود باوجودیکہ باو فہمائش تا چنانکہ باید کردہ شد پس شوہر او را چہ لازم خواہد بود و ہم تابعداری والدین از تابعداری شوہر مقدم دارد و دانند ۵

ہو المصوب تابعداری شوہر بر زن مقدم است از تابعداری والدین، و زنے کہ در خلاف مرضی شوہر سرگرم ماند اولا شوہرش نصیحت لسانی سازد و اگر موثر نگردد زجراً از و ترک کلام و مجامعت سازد تا او را تنبیہ حاصل شود اگر برین ہم اثرے نشود ضرب آن بشرطیکہ زائد تکلیف دہ نگردد درست است قال اللہ تعالی فی کتابہ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا واخرج الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن انس ان رجلا انطلق غازیا واوصی لامرأتہ ان لا تنزل من فوق البیت وکان والدہا فی اسفل البیت فاشتکی ابوہا فارسلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لعلہ ای البصیرۃ من المہارۃ والمحتاج الی الحرز ... بالفتح ای حفاظۃ البیوت ...

وسلم تخبرہ وتستامرہ فارسل الیہا انقی اللہ واطیعی زوجک ثم ان والدہا توفی فارسلت الیہ تستامرہ فارسل الیہا بمثل ذلک اخرج البزار والطبرانی فی الاوسط عن عائشۃ سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجہا قلت ای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی واللاتی تخافون نشوزہن قال تلک المرأۃ تنشز وتستخف بحق زوجہا ولا تطیع امرہ فامرہ اللہ ان یعظہا ویذکرہا باللہ فان قبلت والا ہجرہا فی المضاجع ولا یکلمہا من غیر ان یذر نکاحہا فان رجعت والا ضربہا ضربا غیر مبرح ولا یکسر لہا عظما ولا یجرح جرحا کذا فی الدر المنثور لجلال الدین السیوطی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۲۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یعنی وسمہ سیاہ کا موی ریش سفید میں خضاب لگانا حرام محض ہے ۱۹ اور مرتکب اس کا صرف خاطی ہے یا مرتکب گناہ بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب برنگ سیاہ خالص ممنوع وگناہ کبیرہ ہے ابن حجر مکی نے زواجر میں اسکو کبائر میں شمار کیا ہے اسوجہ سے کہ حدیث میں وارد ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی آخر زمان میں ایسے لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے مانند رنگ دانہ دان کبوتروں کے وہ لوگ نہ پاوینگے بوی جنت کو اور طبرانی نے روایت کیا ہے من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ یعنی جو شخص سیاہ خضاب کریگا بروز قیامت حقتعالی اوسکو سیاہ رو کریگا اور ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں ذہب اکثر العلماء الی کراہۃ الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انہا کراہۃ تحریم وان من العلماء من رخص فیہ للجہاد ولم یرخص فیہ لغیرہ انتہی پس برگ نیل سے اگر سیاہ خضاب ہووے وہ ممنوع ہے مثلا اسکے کہ پہلے بالوں کو مہندی سے رنگین کرے اوسکے بعد استعمال نیل کا کرے اس صورت میں رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اگر رنگ خالص سیاہ نہووے مثلا نیل کے ساتھ مہندی وغیرہ شریک کی جاوے جس سے رنگ مائل بسرخی ہو تو درست ہے جیسا کہ امام محمد موطا میں لکھتے ہیں لا نری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسا انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۰ استفتا سانڈ کا کھانا درست ہے یا نہین جب وہ کسی شخص خاص کی ملک نہین ہے تو بنام خدا ذبح کرکے کھانا جائز ہوگا یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین جائز ہوگا جب تک مالک اوسکا اجازت نہ دیوے اسوجہ سے کہ چھوڑ دینا کسی جانور کا بغیر اجازت اوس شخص کے جو پاوے ملک مالک سے اوسکو نہین نکالتا ہے جیسا کہ رد المحتار مین ہے المختار فی الصید انہ لا یملکہ اذا لم یحجر وکذا فی الدابۃ اذا سیبہا کذا بسطہ الشرنبلالی انتہی اور در مختار مین ہے ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ زیلعی انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۱ استفتا مالش کرنا چربی شیر کا دوائً جائز ہے یا نہین اور بغیر دہوئے اوسکے نماز درست ہے یا نہین

ہو المصوب چربی شیر کی حرام اور نجس ہے اور تداوی بالمحرم مین اختلاف فقہا کا ہے بعض مطلقاً ممنوع کہتے ہین اور بعض بشرط ضرورت اسطرح پر کہ باخبار طبیب حاذق مسلم یہ معلوم ہو کہ اوس مرض کی کوئی دوا دوسری نہین ہے اور اسمین شفا مظنون ہے جائز رکھتے ہین جیسا کہ در مختار مین ہے اختلف فی التداوی بالمحرم فظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف عن الحاوی قیل ترخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی انتہی وبر تقدیر استعمال بغیر دھوئے ہوئے کوئی نماز نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

۲۲ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ خضاب کرنا مسنون ہے تو کس چیز کا اور کس حدیث سے ثابت ہے جس چیز کا مسنون ہی اوسکے سوا دوسری چیز کا خضاب جیسے وسمہ نیل کا یا دوسرا نسخہ ہو تو کیا حکم ہے اگر ممانعت ہے تو کس حدیث سے اور جائز ہے تو کس حال مین یعنی روز گار پیشہ کو یا ہر شخص کو اور اگر ممانعت ہی تو کس طرح سے اور اوسکے خلاف روی مین کسطرح کا عذاب ہوگا یا کس نعیم جنت سے محروم رہیگا صاف صاف بیان فرمائیے اور اسکا جواز اور حرمت متفق علیہ یا مختلف فیہ ہو تو ویسا ارقام فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب کرنا سرخ یا زرد یا اور کسی کا سوائے سیاہی خالص کی مستحب ہی اور خضاب نکرنا اور سپیدی قائم رکھنا بھی جائز ہے اور سیاہ خضاب ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے

فتاوی قاضیخان مین ہے الخضاب بالحناء حسن انتہی اور صحیح مسلم مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے غیروا ہذا الشیب واجتنبوا السواد یعنی تغیر کرو سپیدی کو اور اجتناب کرو سیاہی سے اور سنن ابی داؤد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لایجدون رائحۃ الجنۃ یعنی آخر زمانہ مین ایسے لوگ ہونگے کہ خضاب سیاہ کرینگے مثل رنگ کبوتر کے سینہ کے وہ لوگ نہ پاوینگے بوے جنت کو اور معجم طبرانی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے من خضب بالسواد سوّد اللہ وجہہ یوم القیمۃ انتہی یعنی جو شخص سیاہ خضاب کریگا قیامت کے روز وہ روسیاہ محشور ہوگا اور شیخ دہلوی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین خضاب بحنا باتفاق جائز ست ومختار در سواد حرمت ست انتہی اور خضاب وسمہ یعنی نیل کا اگر بغیر اشتراک مہندی وغیرہ کے ہو کہ جس سے سیاہی خالص حاصل نہین ہوتی بلکہ سیاہی مائل بسبزی ہو تو وہ درست ہے جیسا کہ امام محمد موطا مین لکھتے ہین لانری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسا وان ترکہ ابیض فلا باس بذلک کل ذلک حسن انتہی اور اگر بشرکت مہندی ہو یا اور کوئی نسخہ ہو جس سے رنگ بالکل سیاہ ہو تو وہ حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** کیا حکم ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص ذی علم ہے جسکو فی الجملہ تمیز کتاب وسنت کی اور کتب فقہ مین مثل علماء اس زمانہ کے نظر وقدرت رکھتا ہے وہ شخص ایک عارضہ سخت مین بیمار ہے اور علاج بقدر امکان بہت کیا ہے مگر اطباء وہانکے دوا اوس عارضہ کی ایسی مجرب اور قوی العمل نہین دیسکتے ہین جس سے صحت ہو مگر اوسکے واسطے بعض جانور حشرات الارض سے تجویز کرتے ہین کہ وہ بحسب تصریحات کتب طبیہ اور تجربۂ اطبا اس زمانے کے بہت مجرب ہین پس بنظر اختلاف فقہا بمسئلۂ تداوی بالحرام وبنظر عبارت مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد کے اور بنظر اختیار صاحب ہدایہ کے جو تجنیس مین لکھا ہے وہ شخص واہی مذکور کو حالت موجودہ مصرحہ بصدر مین انکا استعمال کرسکتا ہے یا نہین حکم اس مسئلہ کا بملاحظہ در المختار وحاشیۂ شامی وہدایہ وشرح ہدایہ وغیرہ وملاحظۂ صحاح درخصوص حدیث عرنیین بمادہ استعمال ابوال شرع کے بسند کتاب ارقام فرمایا جاوے

از قصبہ سہسرام ضلع شاہ آباد محلہ بارہ مکان مولوی حکیم حسن علی صاحب مرسلہ مولوی عبد الغنی صاحب تحریر ۱۹ ربیع الاول ۱۲۹۶ ہجری

عبارت مرقاۃ الصعود کی یہ ہے قولہ ولا تداووا بالحرام قال البیہقی فی سننہ ہذا الحدیث وحدیث النہی عن الدواء الخبیث ان صحا محمولان علی النہی عن التداوی بالمسکر وعن التداوی بکل حرام فی غیر حال الضرورۃ لیکون جمعا بینہما وبین حدیث العرنیین فقط

ہو المصوب ہر چند کہ اس باب میں فقہا کا بڑا اختلاف واقع ہے اور فتوی بھی مختلف ہے ایک جماعت فقہا کی مطلقا عدم جواز تداوی کے فتوی دیتی ہے اور ایک جماعت بضرورت تداوی بالمحرم جائز رکھتی ہے لیکن بظاہر اگر کوئی شخص موافق فتوی جم غفیر علما عبارت بعض محدثین عند الضرورت استعمال اشیاء محرمہ کا کریگا مواخذہ نہوگا انشاء اللہ تعالے علینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں اجابوا عن حدیث العرنیین بانہ قد کان للضرورۃ فلیس فیہ دلیل علی انہ مباح فی غیر حال الضرورۃ لانہ ثمہ اشیاء ابیحت فی الضرورات ولم تبح فی غیرہا کما فی لبس الحریر فانہ حرام للرجال وقد ابیح لبسہ فی الحرب او للحکۃ او لشدۃ البرد اذا لم یجد غیرہ ولہ امثال کثیرۃ فی الشرع وقال ابن حزم صح یقینا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما امرہم بذلک علی سبیل التداوی من السقم الذی کان اصابہم والتداوی منزلۃ ضرورۃ وقد قال اللہ الا ما اضطررتم الیہ فما اضطر المرء الیہ فہو غیر محرم علیہ من الماکل والمشرب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۶ نحمدہ ونصلی کیا فرماتے ہیں علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوانح اور وقائع شہادت امام حسین رض وغیرہما میں سامان کرنا اور اوسپر رونا اور رولانا اور اوسکی واسطے انعقاد مجلس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب علی قول مفتی بہ اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کہ جسپر وعید نازل ہوئی ہے اوسکی یہی حقیقت ہے کہ موتی کے مصائب وتکالیف بیان کیجاوین یا کچھ اور بینوا مستندین بالکتاب

ہو المصوب نفس ذکر محاسن موتے وتحسر بران ممنوع نیست بلکہ گریستن با آواز بلند وجمع آوردن آواز بلند کردن یا بیان مصائب ومناقب ممنوع ودداخل نوحہ ست در کشف الغمۃ امالزم للموتی علی الاحیاء شیخ الاسلام محمدی مینویسند گریستن بنوحہ بلند کہ آنرا در احادیث آواز شیطان خواندہ خصوص کہ باذکر مناقب مردہ جمع کنند چنانکہ عادت جاہلیت ست

… مذکور در کتب آن … حرام ست مطلقا اما اصل تمنا و ذکر محاسن مردہ بر وجہ ندبہ
جائز است … اصل گریستن کہ ناشی از رقت قلب باشد بے جزع و اضطراب
لاباس بہ است بلکہ آنرا در احادیث رحمت خواندہ و از آن حضرت در وقائع متعددہ وقوع یافتہ
انتہی و نفس بیان وقائع شہادت و گریستن بران بشرطیکہ از نوحہ و متعلقات آن معرا باشد و از
عقد مجلس کہ موجب تشبہ روافض است تبرہ درست ست و خصوص عقد مجلس برای آن خالی
از تشبہ و کراہت نیست و در جامع الرموز می نویسد و اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل
سائر الصحابۃ لئلا یشابہ الروافض کما فی العون و در صراط المستقیم می آرد و ذکر قصہ شہادت بعقد
مجلس باین قصد کہ مردم بشنوند و تاسفہا نمایند و گریہ و زاری کنند ہر چند در نظر ظاہر خللے در ان
ظاہر نمیشود اما فی الحقیقت آنہم مذموم و مکروہ ست در مجالس الابرار می نویسد قد روی احمد
و ابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ
فیذکرہا و ان قدم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الا کتب لہ اجر مثلہا یوم اصیب و ہذہ الحدیث
رواہ الحسین و عنہ ابنتہ التی شہدت مصرعہ و قد ثبت فی علم اللہ ان مصیبۃ الحسین یذکر مع تقادم
العہد و کان من سنۃ الاسلام ان تجری ہذہ السنۃ کلما ذکرت المصیبۃ بان یسترجع لہا
فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بہا انتہی واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا شافعی گفت کہ شطرنج مباح ست مدام | کج مبازید کہ جز راست نہ فرمود امام
حنبلی گفت کہ گر زانکہ بغم دریابے | بستہ بنگ تناول کن و سرخوش بخرام
بوحنیفہ بہ ازان گوید در باب شراب | کہ ز جوشیدہ بجوز تانہ بود بر تو حرام
گر کنی پیروے مفتی چارم مالک | او ہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام
بنگ و می بخور و کون بکن و می باز قمار | کہ مسلمانی بر این چار امام ست تمام

ہو المصوب این اشعار مشتمل اند بر افترا بر ائمہ اربعہ و متضمن اند بر اقوال مردودہ
بیانش آنکہ نزد شافعیہ اگرچہ شطرنج فی نفسہ حرام نیست لیکن خالی از کراہت نیست
و مداومت بر آن گناہ صغیرہ است و اگر مشتمل بر اخذ مال و قمار باشد حرام ست پس مطلقا

نسبت حلت شطرنج خصوصاً بوقتی کہ مشتمل بر قمار باشد بطرف امام شافعی بہتان عظیم است علامہ
کمال الدین موسی دمیری شافعی در حیوۃ الحیوان در بحث عقرب می‌نویسد الشطرنج مکروہ
کراہۃ تنزیہ وقیل حرام وقیل مباح والاول اصح واما اذا انضم الیہ اشتغال عن صلوۃ او غیرہا
فالتحریم اذ ذاک لیس للشطرنج لنفسہ وہو مکروہ اذا لم یواظب علیہ فان واظب علیہ فانہ یصیر
صغیرۃ کما ذکرہ الغزالی فی کتاب التوبۃ من الاحیاء انتہی ملخصاً وابن حجر مکی ہیتمی شافعی در زواجر
عن اقتراف الکبائر میگویند فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء وکذا عندنا ان فوت
بہ صلوۃ او لعب بہ علی عوض فان انتفی ذلک کرہ عند الشافعی وحرم عند غیرہ انتہی ونسبت
حلت بنگ بطرف امام احمد نیز درست نیست بنگ کہ بعربی آنرا حشیشہ و ورق القنب
میگویند در زمانہ ائمۂ اربعہ نبودہ بعد مرور زمانہ کثیر شائع شدہ وفقہای مذاہب اربعہ بالاتفاق
فتوی بحرمتش دادند در زواجر می‌نویسد وحکی القرافی وابن تیمیۃ الاجماع علی تحریم الحشیشۃ قال
ومن استحلہا فقد کفر وانما لم یتکلم فیہا الائمۃ الاربعۃ لانہا لم تکن فی زمنہم وانما ظہرت فی آخر المائۃ
السادسۃ واول المائۃ السابعۃ حین ظہرت دولۃ التتار انتہی وحلت شراب جوشیدہ
اگرچہ در بعض کتب حنفیہ واقع شدہ مگر آن قول مردود است وانتساب آن بسوی امام اعظم
افتراء است در منح الغفار شرح تنویر الابصار می‌نویسد الطبخ لا یؤثر فیہا لانہ للمنع من ثبوت الحرمۃ
لا لرفعہا بعد ثبوتہا الا انہ لا یحد فیہ ما لم یسکر منہ علی ما قالوا لان الحد فی النیئ خاصۃ لما ذکرنا فلا یتعدی
الی المطبوخ ذکرہ فی تبیین الکنز من غیر ذکر خلاف وہذا ہو الظاہر الذی یجب ان یعول علیہ وبہ یظہر
لک ضعف ما فی القنیۃ من قولہ خمر طبخت وزالت مرارتہا حلت انتہی وہمچنین است در در المختار وغیرہ
ودر رد المحتار است لعل ہذا الفرع متفرع علی ما قدمناہ عن بعض المعتزلۃ من ان الحرام
من الخمر ہو المسکر ویدل علیہ انہ فی القنیۃ نقلہ عن القاضی عبد الجبار احد مشائخ المعتزلۃ انتہی ونسبت
حلت لواطت بطرف امام مالک بہتان است در رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ می‌نویسد
اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم اللواطۃ وانہ من الفواحش العظام وہل یوجب الحد قال الثلاثۃ
یوجب الحد وقال ابو حنیفۃ یعزر فی اول مرۃ فان تکرر منہ قتل انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

(۲۷) **استفتا** ما قول العلماء رحمکم اللہ عنا جزاء احسنا در ان کس کہ عمدا او سہوا او بغضا ہمہ علما وارث الانبیاء را دشنام بمثل بہن چود و لچا اعاذنا اللہ از روی تفاخر و کبر و بغض و بر و بان صاحبان مسند نشین تفاخر ورزد در حق آنکس چہ حکم ست بینوا توجروا

ہو المصوب اگر مقصود آن دشنام دہندہ استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم ست فقہا حکم بکفرش میدہند ورنہ در فاسق و فاجر بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی و مستوجب عذاب دنیوی و اخروی شدن آن شبہ نیست سب و شتم و طعن بر مسلم کائنا من کان موجب فسق ست چہ جائیکہ بسب و شتم علما صاحب فتاوی عالمگیری از یہ مینویسد الاستخفاف بالعلماء لکونہم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفۃ اللہ منحہ فضلا علی خیار عبادہ لیدلوا خلقہ علی شرعہ نیابۃ عن رسلہ فاستخفافہ بہذا یعلم انہ الی من یعود انتہی و نیز مینویسد قال الفقیہ تسمید کرد بعلوی علویک یکفر ان قصد بہ الاستخفاف بالدین انتہی و نور الدین علی سمہودی در رسالہ خود جواہر العقدین فی فضل الشرفین می آرند قد ترجم الامام النووی فی مقدمۃ شرحہ للمہذب بباب النہی الاکید و الوعید الشدید لمن یوذی او ینقص الفقہاء والحث علی اکرامہم و تعظیم حرماتہم و اورد قولہ تعالی وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَإِنَّہَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ و قولہ تعالی وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَہُوَ خَيْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ و قولہ تعالی وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُہْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا قلت وجہ الدلالۃ فی الآیتین الاولیین ظاہر لان علماء الدین من اعظم شعائر اللہ اذ المراد من شعائر اللہ اعلام دینہ وہم من اعظم حرماتہ واما وجہ الدلالۃ من الآیۃ الثالثۃ فہو ان ہذا الوعید اذا ثبت لفاعل ذلک بالنسبۃ الی عامۃ المومنین فذلک بخاصتہم و عن ابی امامۃ مرفوعا ثلثۃ لا یستخفہم الا المنافق ذو الشیبۃ فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط رواہ الطبرانی فی الکبیر و عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا و لم یرحم صغیرنا و من لم یعرف لعالمنا حقہ رواہ الترمذی و عن ابی بکرۃ رض سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا لا تکن خامسۃ فتہلک قال عطاء قال لی مسعر زدتنا خامسۃ لم تکن عندنا والخامسۃ ان تبغض العلم و اہلہ رواہ الطبرانی فی الثلاثۃ والبزار و رجالہ موثقون و قال النووی فی التبیان و شرح المہذب قال الحافظ ابو القاسم ابن عساکر اعلم یا اخی ان لحوم العلماء مسمومۃ و عادۃ اللہ فی ہتک استار منتقصیہم معلومۃ

وان من اطلق لسانہ فی العلماء ابتلاہ اللہ قبل موتہ موت القلب انتہی ملخصاً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتاء ۲۷ شخصے بمریدان خود تعلیم میکند کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ بطور ورد و دعا ورد بخوانند برائے قضائے حاجات مفید ست و بعض کسان باین طریق تعلیم میکنند کہ یا شیخ برائے حصول ما بدرگاہ خدا دعا کنید پس برای تعلیم کنندہ چہ حکم ست و ہر دو کلام کلام شرک است یا نہ و آیا شیخ عبد القادر چنین قدرت دارند کہ فریاد ہر کس شنیدہ برای ندا کنندہ دعا کنند و بفریاد رسند یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب ازین چنین وظیفہ احتراز لازم و واجب اولاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہا از ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در در مختار مے نویسد کذا قول شیٔ للہ قیل یکفر انتہی و در رد المحتار مے آرد لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ واللہ غنی عن کل شیٔ والکل مفتقر و محتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت طلب شیٔ اکراماً للہ شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ وقد مران ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید النکاح انتہی ثانیاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندائے اموات را از امکنۂ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیا را قدرتے حاصل ست کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت ست بلکہ اعتقاد این کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن ست اعتقاد شرک ست در فتاوی بزازیہ می نویسد تزوج بلا شہود وقال خدای و رسول خدا فرشتگانرا گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول و الملک یعلمان الغیب قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی و حضرت شیخ عبد القادر اگرچہ از اجلۂ اولیاء امت محمدیہ ہستند و مناقب و فضائل شان لاتعد ولاتحصے اند لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنۂ بعیدہ بشنوند و بفریاد رسند ثابت نیست و اعتقاد این کہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند و ندائے شان میشنوند از عقائد شرک ست واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتاء ۲۸ ما قولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک عبارت دوسرے

اخبار سے اپنے اخبار مین بغرض اعلان اور اشاعت کے نقل کر کے چھاپی نہی ہذہ عبارت لفافہ، خط کی مختصر ہونی چاہیے نہ طول طویل مثل شیطان کی آنت کے مثلاً انشاء اللہ تعالے بمنہ وکرمہ لفافہ ہذا در خاص شہر فلان و محلہ فلان ٹکٹ لگایا گیا وغیرہ اُسکو عمرو نے دیکھکر کہا آپ ایسے ثقہ اور دیندار کے اخبار مین نسبت الفاظ معظمہ انشاء اللہ تعالے بمنہ وکرمہ کے شیطان کی آنت لکھنا سوء ادبی بلکہ منجر بکفر ہے کہ توہین استعانت باری تعالی شانہ نکلتی ہے ایسے امور کا لحاظ رکھیے زید نے اسکے جواب مین کہا کہ ہرگز اسمین سوء ادبی اور انجرار بکفر لازم نہین آتا اسواسطے کہ ہمنے حکم طول طویل شیطان کی آنت کا نسبت کل عبارت مذکور کے دیا ہے اور جو حکم کل کا ہووے وہی اُسکے اجزا کا ہو ضرور نہین اگر بالفرض تحریر اُس فقرہ کی منجر بکفر اور بے ادبی کے ہو تو ناقل اسکا بری ہے کہ نقل کفر کفر نباشد انتہی پس تاویل اور توجیہ کرنے والا اسکا ازروے آداب شریعت محمدیہ کے کیسا ہے بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب اگر مقصود توہین اسم باری عز شانہ ہوتی اُس قسم کی عبارت موجب کفر ہو جاتی اور ہرگاہ مقصود توہین نہین اور حکم ساتھ اُس عبارت قبیحہ کے مجموع من حیث المجموع پر ہے صرف انشاء اللہ پر نہین اسوجہ سے کفر نہوگا مگر چونکہ ظاہر عبارت سے ایہام خلاف مقصود کا بھی ہوتا ہے اسوجہ سے ایسی عبارت کے ساتھ تکلم منع ہے اور خالی سوء ادبی سے نہین ہے اور توجیہ اور بیان مقصود دافع سوء ادبی کا نہین ہو سکتا رد المحتار علی الدر المختار مین تحت قول صاحب در مختار مین ذکرہ قولہ فی دعائہ بمقعد عز من عرشک ہی مجرد الایہام کاف فی المنع عن التکلم بہذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولنا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم تعلق عزہ بالعرش لظیرہ ما قالوا فی انا مومن انشاء اللہ فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام انتہی اور بھی رد المحتار مین تحت قول صاحب در مختار کے کذا قول شیئا للہ قیل بکفرہ مرقوم ہے لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ واللہ غنی عن کل شی والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی ان یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی عبارتین کہ محتمل معنی غیر مشروع کو ہون اگرچہ مراد اُن سے معنی صحیحہ ہون تکلم ساتھ اُنکے ناجائز ہے

اور نقل کفر اگرچہ کفر نہین لیکن سوء ادبی سے خالی نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ٣١ کیا فرماتے ہین اسمین علماے دین یعنی زید نے نہ کسی مفتی کا فتوی دیکھا آنکھ سے نہ عبارت اسکی دیکھی نہ سُنی اور الزام لگا دیا کہ پانی کسی عورت مسلمان کا جھوٹا پینے کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہے اور اسپر لعن وطعن اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہے

ہو المصوب زید اس حالت مین گنہگار ہوا توبہ نصوح اُسکو لازم ہے بغیر اطلاع حقیقۃ الامر الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر سے ہے اور لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق مین کبیرہ ہے چہ جائے کہ کسی عالم کے حق مین تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالامال ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

بماہ شعبان ١٢٩٧ ہجری از قصبہ اہونہ تحصیل ڈگوکانج ضلع رای بریلی مرسلہ چودھری اشرف الدین حسن صاحب

استفتا ٣٢ کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید کے پاس ایک مسماۃ قوم ہنود سے آئی اور بیان کیا کہ مین مسلمان ہون یعنی مسلمان کے ساتھ گھر سے خاوند کو ترک کر کے رہتی ہون مجھے دین محمدی مین آنا منظور ہے اچھی طرح سے مجھے کلمہ پڑھا دو زید نے محض انکار کر کے جواب دیا کہ بخوف سرکار ہم ایسا نہین کرینگے مسماۃ نے زید سے کہا کہ مین ایک سال سے پاس مسلمان کے ہون جسکو زید جانتا تھا اگر دعوے ہے خاوند کو تو وہ زیور کا مدعی ہے عدالت مین نہ میرا کیونکہ مین اُسکے کام کی کب ہون دوسری ملت مین مین آگئی ہون مگر زید نے جواب ہی دیا ہرگز کلمہ نہ پڑھایا واقعی جب وہ پاس مسلمان کے ہے اور اسکے خاوند کو دعوی عورت کا نہین بلکہ زیور کا ہو اور اُس کا علم ہے تو جواب دینا اُسکو باقاعدہ کلمہ نہ پڑھانا کیسا ہوا

ہو المصوب ایسی صورت مین کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نکرنا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ٣٣ کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید نے بکر سے پچاس روپیہ قرض لیکر سودی ایک روپیہ ماہواری پر صاف تمسک لکھدیا چندسال تک تبدیلی تمسک کرتا رہا

بعدہ عزم بیت اللہ شریف کیا زید نے بکر سے درخواست حج جانے او تہیدستی اداے قرضہ مذکورہ کی بیان کی بکر نے وہ قرضہ مع سود کے معاف کیا زید روانہ حج کو ہوا صرف بیت اللہ شریف جاکر حج کرکے مکان پر واپس آیا زید جہاز پر سوار ہوا ایک شخص مسافر اُس طرف کا جانیوالا جس مقام پر مکان زید کا تھا جہاز پر ساتھی ہوا وہ علیل ہوا اُسنے دو اشرفی دین کہ میرے مکان مین لڑکے کو دینا وہ مسافر مرگیا جب زید مکان پر پہونچا مسافر کے لڑکے کو خبر ہوئی وہ تقاضی ہوا بمشکل تمام نصف سے کم ادا کیا مابقی کا عذر ہے آرے بلے ہوتا ہے اُسنے تقاضا ترک کیا محول بقیامت کردیا اور اب بھی زید سودی روپیہ لیکر اپنے صرف مین لاتا ہی یہ بروی حکم شرع شریف کیا ہے

ہو المصوب زید اس صورت مین بوجہ ارتکاب ان امور کے فاسق ہے اسپر توبہ کرنا لازم ہے ایک تو بوجہ خیانت کے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا اور حدیث صحیح مین وارد ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ دوسرے بوجہ سود دینے اور سودی قرضہ لینے کے حدیث صحیح مین وارد ہے لعن اللہ آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاہدہ اور قرآن پاک مین ارشاد ہے واحل اللہ البیع وحرم الربوا الی آخر الآیات فی سورۃ البقرۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۴ چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر زید از عمرو رخصت شد وکسے ازینہا مسافر نیستند وباہم مصافحہ نمودند پس این مصافحہ جائز خواہد شد یانہ مع سند کتاب بیان فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب مصافحہ بوقت ملاقات مسنون ست ملا علی قاری در شرح مشکوۃ می نویسند محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات انتہی وبوقت رخصت مسنون نیست البتہ در شرعۃ الاسلام مذکورست کہ صحابہ بوقت رخصت مصافحہ میکردند عبارتش این است کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۵ ایک عورت نے زنا اور رقص کے ذریعے روپیہ پیدا کیا اسمین کر

خیرات کرکے اگر امیدوار ثواب کی ہو تو کافر ہو جاویگی یا مسلمان رہیگی ۲؎ ایسی عورت کے ہاتھ کوئی چیز بیچکر اُسکے روپیہ مین سے قیمت لینا حلال ہے یا حرام ۳؎ کوئی ڈاکٹر یا طبیب عورت مذکورہ کا علاج کرے تو حق العلاج اسکے روپیہ مین سے لینا درست ہے یا نہین ۴؎ عورت مذکورہ کو اپنے گھر مین کرایہ پر رکھکر اُسکے روپیہ مین سے کرایہ لینا کیسا ہے ۵؎ وہ عورت اگر للہ کسی کو روپیہ نذر کرے تو اُسکی نذر لینا حلال ہے یا حرام ۶؎ جو روپیہ اُسنے زنا کے ذریعہ سے پیدا کیا اور جو ناچ گا کے ان دونون مین کچھ فرق ہے یا حرمت مین برابر ہے اُسکے واسطے اور نذر لینے والے کے واسطے ۷؎ وہ عورت اگر دعوت کرے یا کچھ تحفہ بھیجے تو اُسکو قبول کرنا درست ہے یا نہین ۸؎ وہ عورت جسکے پاس مال حلال بالکل نہین فقط زنا اور رقص کی اجرت کا روپیہ ہے اگر وہ خیرات کرنا چاہے تو کیونکر کرے ۹؎ اگر وہ عورت قرض لیکر خیرات کرے اور پھر اپنے روپیہ سے قرض ادا کردے تو ثواب خیرات کا پاویگی یا نہین ۱۰؎ اگر قرض لیکر وہ عورت کسیکو نذر دے تو وہ نذر قبول کرنا جائز ہے یا نہین ۱۱؎ زنا اور رقص کے صلہ مین اُسکی ایک رقم تنخواہ مقرر ہے اُسکے سوا بھی اور روپیہ وہ اپنی خوشی سے دیتا ہے جسکی وہ نوکر ہے یہ دونون رقمین حرمت مین برابر ہین یا نہین

ہوالمصوب زنا اور رقص ورغنا کے ذریعہ سے جو مال پیدا ہو وہ خبیث اور حرام ہے اور اس باب مین زنا اور ناچ گانا سب برابر ہین اور ایسی ہی بذریعہ اجرت کسی معصیت کے جو حاصل ہووے وہ خبیث ہے ہان وہ مال جو مغنیہ یا زانیہ کو کسی نے بغیر اجرت و بغیر شرط کے ابتدائً تبرع کیا وہ خبیث نہین ہے اور مال خبیث کا حکم یہ ہے کہ کل مال واپس کردینا اصل مالک کو اگر معلوم ہو واجب ہے اگر نہ معلوم تو تصدق کل کا واجب ہے لیکن نہ بہ نیت طلب ثواب کے بلکہ بہ نیت فراغ ذمہ کے اور اگر ایسے مال کے تصدق مین نیت طلب ثواب کی کی جاوے گی پس اگر حرمت اُس مال کی قطعی ہے جیسا کہ مال غصب وغیرہ تو وہ شخص کافر ہو جاویگا اور اگر قطعی نہین ہے یعنی دلائل قطعیہ سے نہین ثابت ہے تو وہ کافر نہوگا جیسے مال زنا ورقص کو اسکی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہے مگر اس نیت سے وہ شخص قابل مواخذہ ہوگا اور صدقہ اُسکا مقبول نہوگا فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب ردالمحتار

حاشیۂ درمختار نے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ الفاسدۃ مین ہے فی المنتقی امرأۃ نائحۃ
او صاحبۃ طبل او زمر اکتسبت مالا ردتہ علی اربابہ ان علموا والا تتصدق بہ وان من غیر شرط فہو لہا
وقال الامام الاستاذ لا یطیب والمعروف کالمشروط انتہی قلت وہذا مما یتعین الاخذ بہ فی زماننا
لعلمہم انہم لا یذہبون الا باجر البتۃ طحطاوی انتہی اور در مختار کے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ
الفاسدۃ مین ہے ولا تصح الاجارۃ لعسب التیس وہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء
والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی اور بھی اسیمین کتاب الزکوۃ مین ہے فی شرح الوہبانیۃ
عن البزازیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی انتہی رد المحتار مین ہے قولہ اذا تصدق بالحرام القطعی
ای مع رجاء الثواب الناشی عن استحلالہ اور شرنبلالی کے رسالہ حفظ الاصغرین عن اعتقاد ان
الحرام لا یتعدی الی ذمتین مین ہے لا لقصدہ ای بالتصدق من المال الخبیث تحصیل الثواب
بل تفریغ الذمۃ اور ایسی عورت جسکے پاس مال حرام ہے اگر اور مال حلال بھی اُسکے پاس ہے
اور وہ بہ نسبت حرام کے زائد ہے تو اُسکی نذر قبول کرنا اور اُسکی دعوت کھانا اور اُسکا
صدقہ اور ہدیہ لینا اور اجرت کرایۂ مکان یا اجرت علاج وغیرہ لینا درست ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہو
کہ یہ جو اُسنے دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ
نہین درست ہے اشباہ والنظائر مین ہے اذا کان غالب مال المہدی حلالا فلا باس بقبول ہدیتہ
واکل مالہ مالم یتبین انہ من حرام وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلہا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال
ورثہ او استقرضہ انتہی اور حفظ الاصغرین مین ہے فان قلت کیف ساغ للفقیر تناول ما فیہ حیث
قلت محلہ عدم علمہ بحقیقۃ الحال وان علم بہ فہو کغیرہ لا یحل لہ انتہی اور خزانۃ الروایات مین ہے فی
ملتقط الناصری آکل الربا او کاسب حرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل
مالم یمیزہ ان ذلک المال حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا باس بقبول ہدیتہ
والاکل منہ انتہی اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر وہ شخص کہ کل مال اُسکا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا
چاہے تو قرض لیکے کرے اور اپنے مال خبیث سے اُس قرض کو ادا کرے اور قرض لیکے
جو وہ دیگا اُسکا ثواب اُسکو ملیگا اور نذر و تحفہ وغیرہ اُس سے لینا بھی درست ہوگا
حفظ الاصغرین مین ہے فی الخلاصۃ قال فی شرح حیل الخصاف لشمس الائمۃ ان الشیخ ابا القاسم

کان من یاخذ جائزۃ السلطان وکان یستقرض جمیع حوائجہ ویقضی دینہ بما یاخذہ من الجائزۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

الاستفتاء ما قولکم ایہا العلماء المتورعون والمنصفون فی حق رجال عام او خاص یذکرون اللہ بارادۃ الوصول الی الحقیقۃ قیاما وقعودا ویتواجدون ویہتزون ویرقصون فی حالۃ الذکر ویصفق رجل للاشارۃ او لتہیج الذکر ہل یجوز ہذا الفعل ام لا افتونا بالصواب اسقونا بالجواب توجروا بالاجرین فی تکرمو الدارین

ہو المصوب ذکر اللہ تعالی حسن علی کل حال وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ فی کل احیانہ اخرجہ ابو داود وغیرہ وقال اللہ جل وعلا فی کتابہ فی وصف اولی الالباب والمتفکرین فی خلق السموات والارض الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم الآیۃ لکن التواجد والاہتزاز والرقص والتصفیق وامثال ذلک ان صدرت من الذاکر فی حالۃ الطرب والخروج عن حیز الاختیار وغلبۃ الشوق غلبۃ اخرجتہ عن حیز الخبرۃ فہو فی ذلک معذور وغیر ملام واما ارتکاب ہذہ الامور مع الاختیار فلا یجوزہ الشرع ولا یرخص لہذہ الامور قال فی نصاب الاحتساب للسنامی الحنفی لا یجوز الرقص والسماع ومن اباحہ من المشائخ فذلک للذین صارت حرکاتہ حرکات الارتعاش وانہ لیس لہ ایضا فی الشرع رخصۃ وذکر فی العوارف انہ لا یلیق بمنصب المشائخ الذین یقتدی بہم لانہ یشبہ اللہو انتہی وفی الامتاع فی احکام السماع لجعفر بن ثعلب الادفوی الشافعی ذہبت طائفۃ الی التفرقۃ بین ارباب الاحوال الذین یقومون بوجد فیجوز لہم الرقص ویکرہ لغیرہم وہذا ما اوردہ الاستاذ ابو منصور واشار الیہ القاضی حسین فی تعلیقہ والغزالی فی الاحیاء انتہی وفی تبعید الشیطان مختصر کتاب ابن القیم الحنبلی المسمی باغاثۃ اللہفان عن مصائد الشیطان قال ابن عباس کانت قریش یطوفون بالبیت عراۃ ویصفرون ویصفقون وقال مجاہد کانوا یعارضون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الطواف ویصفرون ویصفقون یخلطون علیہ طوافہ وصلاتہ فالمتقربون الی اللہ بالصفیر والتصفیق اشباہ النوع الاول والمخلطون بہ علی اہل الصلوۃ والذکر والقراءۃ اشباہ النوع الثانی انتہی وفیہ ایضا لم یشرع اللہ التصفیق للرجال عند الحاجۃ فی الصلوۃ بل امروا بالعدول الی التسبیح فکیف اذا فعلوہ لا لحاجۃ انتہی وفی الدرۃ المنیفۃ

[illegible]

شرح الجواہر المنیفہ والبزازیۃ ورد المحتار وغیرہا من کتب الحنفیۃ الرقص والغناء الذی یفعلہ متصوفۃ زماننا عند الذکر حرام انتہی والکلام فی ہذا البحث طویل مشروح فی کتب الفقہ والحدیث وفیما ذکرناہ کفایۃ لارباب البصیرۃ واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۳۵ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین معلم ہر خیر و شر کے لکھے تو معنی اصطلاحی کیا ہونگے اور اگر معنی لغوی لیے جاوین تو لفظ معلم شر فعل شر پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور ان دونون صور تون مین کاتب اس نعت کا مرتکب کسی گناہ کا یا داخل کسی سوء ادب مین ہوسکتا ہے یا نہین بینوا وتوجروا

ہو المصوب اس لفظ کے یہ معنی ہوسکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت کو اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا باین معنی اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر احتمال اسمین دوسرے معنی قبیح کا ہے کہ آپنے ارتکاب شر کے تعلیم کی پس اطلاق ایسے لفظ کا خالی سوء ادبی سے نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۳۶ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسئلون مین (۱) شیعہ کو کافر کہنا چاہیے یا نہین (۲) حضرت کو دافع البلا کہنا چاہیے یا نہین (۳) جو شخص کہ خلاف لا تقربوا الزنا ولا تاکلوا الربا کرے اوسکو کافر کہنا چاہیے یا نہین

ہو المصوب جو شیعہ کہ منکر ضروریات دین ہین وہ کافر ہین صرف تبرائی شیعہ کافر نہین ہین اور جو شخص لا تقربوا الزنا وغیرہ کے خلاف کرے وہ کافر نہین فاسق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا باین معنی کہنا کہ آپکے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہے درست ہے اور باین معنی کہ آپ خود استقلالاً دفع کرتے ہین نہین درست ہے ایسے الفاظ سے کہ موہم معنی غیر مشروع کے ہووین اجتناب اولی ہے الفاظ تعریفات صحیحہ شرعیہ منقولہ کچھ کم نہین ہین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۳۹ **استفتا** بعد البخدمت علماے دین ومفتیان شرع متین اینکہ کسے نام خود کہ ہدایت علی میداشت بایہام اسمای شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے برآن معترض شد کہ لفظ

مرسلہ مولوی محمد ولایت علی صاحب [illegible] ضلع [illegible] ربیع الاول ۱۳۰۲ ہجری

مرسلہ مولوی محمد سعید صاحب از مقام [illegible] ضلع [illegible] ربیع الاول ۱۳۰۲ ہجری

ہدایت مشترک ست بین معنیین ارادۃ الطریق والایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسماء آلہیہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت کہ درین صورت تائید اثبات مدعای من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس برین تقدیر چہار احتمال متحقق میشوند یکے ازآن از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ احتمال رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمای شرکیہ مفہوم می شود پس ہر اسمی کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ وعدمہ احتراز از آن لابدیست بلکہ واجب کما ہو ثابت واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند ویا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا اعتراض معترض وقیاس او صحیح ست یانہ وبر تقدیر صحت اعتراض تائید کلام مجیب قرار می یابد یا چنانکہ معترض صاحب تصور فرمودہ اند بینوا توجروا

ہو المصوب لفظ علی کہ از اسمائے آلہیہ است الف لام بر آن زائد می شود یا برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ رضی در شرح کافیہ می نویسد وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللہ وفی الاعلام ولا یعرفہا البصریون انتہی ملخصا وابن مالک در الفیہ وشرح الفیہ در اعلام زیادت لام ذکر کردہ بہ الفضل ونحو ذلک مثل کردہ اند وعلی کل تقدیر لام بر اسمای آلہیہ سوائے لفظ اللہ جزء علم نیست وبر لفظ علی کہ از اسمای مرتضیٰ است لام داخل نمی شود بحر العلوم در حواشی میرزاہد ملا جلال می نویسد دخول اللام علی الاعلام فصیح سوے لفظ محمد علی مسماہ الصلوٰۃ والسلام وسوے لفظ علی رضی اللہ عنہ عن مسماہ انتہی بنا برعلیہ ہدایت العلی اولیٰ ست از ہدایت علی چہ در اولیٰ اشتباہ اضافت ہدایت بسوے علی مرتضیٰ رض نیست ودر صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود ودر اسامی از بحوم کہ ایہام مضموم غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع نیست بل ہو احب الاسماء الی اللہ علی ما ورد بہ الحدیث وہمچنین در یا علی ہرگاہ مقصود ندا پروردگار باشد نزاعی نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب از صاحب گنج ۲۶ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری

استفتاء اس دیار مین عرصۂ دو ماہ سے لوگون نے عجیب ایک نئی صورت ذکر کی جاری کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز فرض کے سلام کے بعد زور سے تین چار بار سب مقتدی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین اور سر بھی دھنتے ہین جب اللہ اکبر کہتے ہین کیا اس طرح سے سر دھن دھن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگ اللہ اکبر کہا کرتے تھے فرض نماز کے بعد یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین کہا کرتے تھے یا ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین یہ دستور ہوا یا امام کے شاگردون سے یہ صورت کذائی ذکر کی منقول ہے اگر اسطرح کے ذکر ان حضرات مین کسی سے کسی معتبر کتاب مین منقول ہون تو ہم لوگ بھی ذکر خیر و کار خیر جانکر ذکر مذکور کو بہیئت کذائی رواج دین اور اگر اس طرح کے ذکر امام اور شاگردان امام سے منقول نہین تو پھر اس ذکر محدث کو کیا کہینگے اور ایسے ذکر سے لوگون کو بصورت اختیار باز رکھین یا اجازت کرنے کی دیوین اور ہمارے حنفی مذہب مین علاوہ اس محل خاص کے جو ذکر کہ ثابت ہے وہان زور سے ذکر کرنا افضل ہے یا آہستہ بینوا توجروا

ہو المصوب اس قسم کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اور ائمہ وغیرہ سے منقول نہین اور بتصریح علماے حنفیہ وغیر حنفیہ ذکر بعد نماز کے سرًا مستحب ہے نہ جہرًا البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین صحابہ بعد نماز کے جہرًا تکبیر کہتے تھے جیساکہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے ابن عباس سے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر انتہی فتح الباری مین ہے الظاہر انہ لم یکن یحضر الجماعۃ لانہ کان صغیرا لا یواظب علی ذلک فکان یعرف انقضاء الصلوۃ بما ذکر وقال غیرہ یحتمل ان یکون حاضرا فی آخر الصفوف فکان لا یعرف انقضاءہا بالتسلیم وانما کان یعرفہا بالتکبیر انتہی لیکن شراح حدیث نے اسکو حالت جہاد وغیرہ پر محمول کیا اور سر کو جہر سے افضل قرار دیا اور بعضون نے اسکو بعض اوقات پر محمول کیا اور التزام کو اُسکے منع کیا کتاب المدخل لابن الحاج المالکی مین ہے اما ما رواہ ابن الزبیر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلاتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن الجمیل لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون وما رواہ البخاری

عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالجواب من وجہین احدہما ماذکرہ الامام الشافعی فی الام حیث قال واختار الامام والماموم ان یذکران اللہ بعد الانصراف من الصلوٰۃ ویخفیان الذکر الا ان یکون اماما یجب ان یتعلم منہ فیجہر حتے یری انہ قد تعلم منہ ثم یسر فان اللہ یقول ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا یعنی بالدعاء لا تجہر ترفع و لا تخافت حتی لا تسمع نفسک واحسب ماروی ابن الزبیر من تہلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وماروی ابن عباس من تکبیرہ کمارو یناہ انما جہر قلیلا لیتعلم الناس منہ وذلک لان عامۃ الروایات التی کتبناہا لیس یذکر فیہا بعد التسلیم ولا تکبیر انتہی کلامہ بلفظہ فہذا الامام الشافعی حمل ذلک علی سبیل التعلیم فان حصل التعلیم امسک وہذا بخلاف مایعہد الیوم من القراءۃ والذکر جہرا وجماعۃ فانہم لا یریدون التعلیم بل الثواب والجواب الثانی ماذکرہ ابوالحسن ابن بطال فی شرح صحیح البخاری لما ان تکلم علی حدیث ابن عباس قال یحتمل ان یکون ارادبہ المجاہدین فان کان کذلک فہو الی الآن وعلیہ العمل وہو ان المجاہدین اذا صلوا الخمس فیستحب لہم ان یکبروا ویجہروا یرفعون اصواتہم لیرہبوا العدو فان لم یحمل علی ذلک فیکون منسوخا بالاجماع لانہ لا یعلم احد من العلماء یقول بہ انتہی اور یہ بھی مدخل مین دوسرے مقام مین ہے ولیحذروا جمیعا من الجہر بالذکر والدعاء عند الفراغ من الصلوٰۃ ان کان فی جماعۃ فان ذلک من البدع انتہی اور علامہ شیخ الاسلام بدر الدین العینی الحنفی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین قال ابوبکر الرازی قال مشائخنا التکبیر جہرا فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدو واللصوص وقیل وکذا فی الحریق والمخاوف کلہا انتہی وفی نصاب الاحتساب اذا کبروا علی اثر الصلوٰۃ جہرا یکرہ وانہ بدعۃ یعنی سوی ایام النحر والتشریق انتہی اور عبارات حنفیہ اس قسم کے بہت ہین جس سے کراہت ذکر جہری بجز چند مواضع مستثناۃ کے ثابت ہوتی ہے تفصیل اسکی میرے رسالہ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین موجود ہے الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوا اسکے ایام تشریق وغیرہ کے اگر احیانا ہو تو کچھ مضائقہ نہین بشرطیکہ جہر مفرط نہو اور ایسے ہی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو اور بدون ان اغراض کے اوسکا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال مین مذکور ہے خلاف طریقہ نبویہ وطریقہ سلف صالح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۰۹ بطور شوق کے کوئی جانور چرند یا پرند پالا گیا ہو اُس مین گناہ ہے یا نہین اگر گناہ ہے تو کفارہ سے آگاہی بخشیے اور شکار کے بارے مین کیا فرماتے ہین۔

ہو المصوب جانور پالنا بطور شوق کے درست ہے بشرطیکہ اُس کو تکلیف نہ دے مجتبی شرح مختصر قدوری مین ہے لا باس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا انتہے اور رد المحتار مین فتاوای قاری الہدایہ سے منقول ہے یجوز حبسہا للاستیناس انتہی اور جامع الرموز مین ہے لا باس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا وہو خیر من ارسالہا فی السکک انتہے اور شکار کرنا جائز ہے بشرطیکہ محض تلعب وایذاے حیوانات مقصود نہو اور بعضون نے حرفہ بنا لینا مکروہ لکھا مگر صحیح یہ ہے کہ نہین مکروہ ہے بزازیہ مین ہے الصید مباح الا للتلہی او حرفۃ انتہی اور حواشی اشباہ للحموی مین ہے فیہ نظر لانہ نوع اکتساب بما ہو مخلوق لذلک والاکتساب مباح فصار کالاحتطاب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۱۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعد خطبۂ عیدین کے جو مصافحہ ومعانقہ لوگون مین مروج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت بینوا توجروا

ہو المصوب وقت مصافحہ ومعانقہ ابتداے ملاقات ہے پس بعد نماز عید کے مصافحہ ومعانقہ مسنون نہین اور علما اس باب مین مختلف ہین بعض بدعت مباحہ کہتے ہین اور بعض بدعت مکروہہ علی کل تقدیر ترک اسکا اولی ہے کتاب الاذکار للنووی مین ہے اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال وفرطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرہا لا یخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا انتہی اور در مختار مین ہے واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی یقید بجوازہا مطلقا ولو بعد العصر وقولہم بدعۃ ای مباحۃ انتہی اور رد المحتار مین ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ یؤدی الجہلۃ الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع مع ان ظاہر کلامہم لم یفعلہا احد من السلف ونقل عن الشرنبلالی عن ابن حجر انہا بدعۃ

مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع انتہی اور مدخل ابن الحاج مین ہے اجازۃ المعانقۃ ابن عیینۃ عند اللقاء من غیبۃ کانت واما فی العید لمن ہو حاضر معک فلا واما المصافحۃ فانہا وضعت فی الشرع عند لقاء المؤمن لاخیہ واما فی العید علی ما اعتادہ بعضہم عند الفراغ من الصلوۃ یتصافحون فلا اعرفہ لکن قال الشیخ ابو عبد اللہ ابن نعمان انہ ادرک بمدینۃ فاس والعلماء العاملون لعلمہم متوافرون انہم کانوا اذا فرغوا من صلوۃ العید صافح بعضہم بعضا فان کان یساعدہ النقل عن السلف فیا حبذا وان لم ینقل فترکہ اولی انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا نانا کی زوجہ جسے اُسکی مان و نانی سے کچھہ قرابت نہین حرام ہے یا حلال بینوا و توجروا

ہو المصوب حنفیہ کے نزدیک نانا کی زوجہ حرام ہی خزانۃ الروایات مین نقلا عن خزانۃ الفقہ مرقوم ہے امرأۃ الجد ابی الام حرام انتہی اور بھی مرقوم ہی المنکوحۃ للجد وابی الجد وجد الجد واب جد الجد من قبل الاب والام حرام انتہی اور حرمت اسکی نہ بسبب اسکے ہے کہ یہ امہات نساء و امہات کی آیت مین داخل ہے بلکہ بسبب اسکے کہ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم اُسکو شامل ہے ہدایہ مین ہے ولا بامرأۃ ابیہ واجدادہ لقولہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم انتہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ایک مقام پر چند قبرین پرانی ہین کہ قریب پچیس تیس سال کی ہونگی اُنمین بعض بالکل نیست و نابود ہو گئی ہین اور بعض باقی ہین پس ایسی جگہ قبر کھود کر جگہ برابر کر کے کوئی مکان بود و باش کے لیئے بنانا درست ہے یا نہین

ہو المصوب درست ہے بحر رائق مین ہے وفی التبیین لو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین مقام لکھنؤ رحمکم اللہ ان مسائل مین کہ یہان ہر شہر و قصبے مین سلطانی قصاب ہین وہ بھی مسلمان کہلاتے ہین اور احکام و ارکان دین و اسلام مین ہم مسلمانون کے ساتھہ شریک رہتے ہین یعنی کلمۂ شہادتین پڑھتے اور ہمارے ساتھہ جماعت سے جمعہ و عیدین و صلوۃ پنجگانہ مکتوبہ گذارتے ہین اور رمضان شریف کے روزے رکھتے اور ختنہ کرواتے اور نکاح پڑھواتے ہین مگر مسلمانون کے آب و طعام سے

پرہیز کرتے ہین بلکہ مسجد کے پانی سے وضو تک نہین کرتے مسلمانون نے کہا کہ ہم تپر شرعی حکم کرتے ہین کہ تم مسجد کے پانی سے وضو کرلو اُنھون نے کہا کہ یہ ہماری قدیم سے عادت نہین بنابراس قول کے اُنپر کفر کا فتوی دینا اور احکام کفر کے اُنپر جاری کرنا جائز ہے یا نہین اور بغیر تناول آب وطعام ہمارے انکی توبہ شرعًا قبول ہوتی ہے یا نہین اور اکثر مسلمان کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے گھرون مین بُت رکھتے ہین ہمیشہ اُنکی پرستش کرتے ہین اور وے اس سے انکار کرتے ہین یہ انکار اُنکی توبہ ہے یا نہین اور انکو توبہ سے انکار نہین توبہ کرنا قبول کرتے ہین درین صورت انپر توبہ کا حکم کرنا یا کفر کے احکام انپر جاری کرنا کیسا ہے اور یہ قول بعد جاری کرنے احکام کفر کے بسبب تنگی معیشت کے بواسطہ حاصل کرنے وجمعیت بیچ شراء گوشت کے حاکم وقت کے پاس اقرار کیئے کہ ہم ہندو ہین پھر وے اس اقرار سے نادم ہو گئے اور توبہ کا ارادہ کیا تو توبہ ان کی بے تناول آب وطعام ہمارے قبول ہے یا نہین یہ لوگ اپنے جانور ایک مسلمان مسافر شخص سے ذبح کرواتے ہین تو یہ کفر کرنے والے ذابح مسلم کو ڈھیر کافر خاکروب اور اسکے گوشت کو جو پاک وحلال ہے حرام کہتے ہین یہ کلمہ کفر ہے یا نہین اور کافر قصاب کی دوکان کا گوشت کہ ذابح بالیقین مسلمان معروف ہے اور مسلمان کے سوا کوئی کافر ذبح نہین کرسکتا اور گوشت کی حلت مین کسی ایک مسلمان کو شبہہ نہین درین صورت بغیر گواہی کسی ایک عدل کے خریدنا اور کھانا اُسکا حلال ہے یا نہین۔ جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے رسالہ مالا بدمنہ کے کتاب التقوی مین اس مسئلہ کی تشریح اُسکے حاشیہ پر مرقوم ہے

مسئلہ گوشت کہ از مسلمان یا کتابی خریدہ شود حلال ست وآن از بت پرست خریدہ شود حرام ست انتہی حاشیہ کی عبارت یہ ہے قولہ حرام است الخ اگر معلوم نباشد کہ ذبح کنندہ آن مسلمان است اسکے محشی ومصحح چار شخص عالم متدین ہین کہ جنکے اسماء عظام رسالہ مذکور کے مقدمۃ الطبع مین مرقوم ہین مگر اُنھون نے یہ حاشیہ کس کتاب سے نقل کیا ہے سو اشارہ نہ فرمایا اس جہت سے ناظرین کم علم کو شک واقع ہوتا ہے

ہوالمصوب جواب سوال اول ہرگاہ وہ لوگ عبادات خاصہ اہل اسلام ادا کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین وہ لوگ اہل اسلام مین شمار کیئے جاوینگے اور صرف

اس امر سے کہ وہ مسلمان کے طعام وغیرہ مین شرکت نہین کرتے ہین گو یہ فعل اُنکا شنیع اور خلاف
شرع ہے کافر نہ سمجھے جائینگے بحر الرائق مین ہے اعلم ان الاسلام یکون بالفعل ایضا کالصلوۃ بجماعۃ
او الاقرار بہا او الاذان فی بعض المساجد او الحج وشہود المناسک انتہی **جواب سوال دوم** ہرگاہ
وہ کفر سے انکار کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین اور اپنے کو مسلم کہتے ہین یہ قول اُنکا مثل
رجوع وتوبہ کے سمجھا جاویگا اور حکم اسلام کا اُنپر جاری ہوگا رد المحتار مین ہے رأیت فی البیری
شرح الاشباہ قال کون مجرد الانکار توبۃ غیر مراد بل ذلک مقید بثلاثۃ قیود قال فی الذخیرۃ عن شرح
ابن ابو لیید اذا جحد المرتد الردۃ واقر بالتوحید وبمعرفۃ رسول اللہ وبدین الاسلام فہذا منہ توبۃ
جواب سوال سوم جب وہ اقرار سابق سے نادم ہوے اور اقرار اسلام کا اُنھون نے
کیا احکام اسلام کے اُنپر جاری کیے جاوین گے اور توبہ اُنکی باقرار دین اسلام مقبول
ہوجاویگی گو شرکت طعام سے وہ انکار کرین رد المحتار مین مسطور ہے یصیر الوثنی مسلما بقولہ انا مسلم
او علی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم او الحنفیۃ او الاسلام انتہی **جواب سوال چہارم** ہرگاہ یہ امر یقینا
معلوم ہے کہ اُس مقام پر بجز مسلمان کے کوئی ذبح نہین کرتا ہے ایسی حالت مین کافر کی
دوکان سے گوشت خریدنا اور اُسکا کھانا حلال ہے اشباہ وغیرہ مین ہے الیقین لایزول
بالشک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا بخدمت جناب مولانا محمد عبد الحی صاحب لا زال شموس علمکم طالعۃ
بعد ہدیۂ سلام مسنون گذارش اینکہ درین روزہا بعض تحریرات طعن آمیز بہ نسبت سلف
صالحین از تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ سیما بہ نسبت حضرت امام ہمام نعمان بن ثابت
ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی خاطر جماعۃ حق پسند آنرا از مقلد وغیر مقلد بآزار رسانیدہ وہمون
عبارت بعض برادران اردو دان وفارسی سوادان را جسارت بر طعن وزبان درازی دادہ
بیباکانہ بہ تمسک ودستاویز ہمان عبارات زبان تشنیعات بہ نسبت امام اعظم رح میکشانید
کہ امام بہرہ از علم حدیث نمیداشتند وبا نعین این چنین کلمات اکثر مردمان میگویند کہ اگر مولانا
محمد عبد الحی صاحب این کلمات را کہ بذیل نوشتہ می آید موجب قباحت وسوء ادب بہ نسبت

مورخہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۹ ہجری

امام اعظم رحمہ اللہ فرمانید تلقی بقبول کردہ البتہ کف لسان کنیم وآن جماعت بزعم خود آنجناب
راہم مثل خود از طاعنان ابی حنیفہ رح می انکارند لہذا کلمات اسارت ادب ما نقلا از دفتر صحائف
طاعنین برچیدہ بخدمت میفرستیم کہ آیا از کلمات ذیل مطاعن برمی آید یانہ وآنچہ ارادت بہ نسبت
فضل وکمال علمی جناب را باشد قلم ودستخط خود برین قرطاس تحریر فرمانید کہ بیچارہ برادران
از ہاموں بی تحقیقی وبدزبانی برہند وبمین تحریر آن تحریر زمان بکف لسانی متوجہ شوند فقط بینوا توجروا
آں حضرت کو یعنی حضرت امام کو سفر کا اتفاق کم ہوا اور اُنکے وقت میں جمع ہونے کتب حدیث کا
اتفاق نہوا پس جو کچھ کوفہ میں بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا سو ہوا اور جو کچھ رہگیا سو رہگیا ع۲ فقہ اور
اجتہاد انکا شہرۂ آفاق ہے اور حدیث کے دفتر میں انکا نام نہیں ع۳ صحاح ستہ کو
اول سے آخر تک دیکھوگے تو اُنکی روایت کا نام نپاؤگے بجز ایک جگہ کے کتاب علل
ترمذی میں سو بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونے کی اُنسے نقل ہے باقی بالخیر ع۴
صاحب صحائف اپنے مجدد العلم کی عبارت اتحاف النبلاء سے اسی بارے میں ناقل ہے
لہذا جمعی از اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے یعنی ابا حنیفہ در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل
باقی صفحہ ۱۴۴ صحیفہ ۱۲۸۸ھ میں ملاحظہ فرمائیے اور سوا اسکے ہزارہا کلمات سبکی اور اہانت کے اپنی
تصانیف میں درج کئے ہیں کہ جسکے ذکر سے قلم اشک سیاہ برساتا ہے فقط

ہو المصوب مضمون اول کے دونوں فقرے اگرچہ مطابق واقع کے ہیں مگر عنوان بیان
خالی سوء ادبی سے نہیں اور مضامین باقیہ کا عنوان بھی مشتمل بے ادبی پر ہے اور حدیث کے دفتر میں
نام امام اعظم رح کا نہونا غلط ہے بہت سے کتب حدیث میں سوائے صحاح ستہ کے انکی روایتیں
موجود ہیں اور بہت سے مورخین ومحدثین انکو محدثین سے شمار کر گئے ہیں ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ
میں انکو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں اور ابن عبدالبر
اور ابن حجر عسقلانی نے اور سیوطی وغیرہم نے انکے مدائح واوصاف جمیلہ میں کمال بسط
کیا ہے اور صحاح ستہ میں امام اعظم رح سے روایت نہونا کسی طرح سے باعث نقص نہیں ہے
صدہا صحابہ ایسے ہیں کہ اُنسے کتب ستہ میں روایت نہیں ہے اور اتحاف النبلاء میں اور
ایسے اور تالیفات مؤلف اتحاف میں جو معائب ومطاعن امام اعظم کے منقول ہیں وہ سب لغو

اور بے اصل ہین والحق انہ من اجلۃ المحدثین وثقات التابعین حشرنا اللہ فی زمرتہم یوم الدین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** چار پانچ شخص جو سرکار انگریزی مین باعزت و وقار ہین اور اُنھون نے قانون مخالف شرع کے بنایا ہے ایسے قانون کو قبول کرنا اہل اسلام کو درست ہے یا نہین اور وہ لوگ بسبب اس قانون بنانے کے کافر ہو گئے یا نہین اور اُنکے ساتھ اہل اسلام مجالس شادی وغمی مین جو اُنکے گھر مین ہو شریک ہون یا نہین اور حق اُنکا اوقاف اسلام سے جیسے مساجد ومقابر چلا گیا یا نہین اور اُنکے جنازہ پر نماز پڑھی جاوے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب حق جل شانہ کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون پس ایسا قانون جو مخالف شرع کے ہو قبول کرنا اُسکا اہل اسلام پر حرام ہے اور جو اُسکے موافق عمل کرے گا گناہ اُس کا اُن مقنن قانون کی گردن پر ہو گا حدیث صحیح مین وارد ہے من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا و وزر من عمل بہا اور ایجاد کرنے والون نے اگر قانون شرعی کو برا سمجھا اور اُس کے ساتھ راضی ہوے اور اُسکو خلاف مصلحت وغیر کافی تصور کیا تو وہ کافر ہو گئے اُن کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مسجد ومقبرہ مین اُنکو شریک رکھنا اور دعوت اُنکی کرنا یا اُنکی دعوت مین جانا اور اُنکے یہان شادی وغمی مین جانا اہل اسلام کو نہین درست ہے اور اگر اُنھون نے قانون شریعت کو برا نہ سمجھا تو اگرچہ کافر نہین ہوے مگر بہت بڑے فاسق ہو گئے اہل اسلام کو چاہیئے کہ اُنکی مجالست موقوف کر دین اور مجالس شادی وغمی مین اُنکی شرکت نہ کرین تا وہ اپنے فعل سے توبہ کرین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ حق اُس شخص کے جو کہ لوگون کو یہ فہمایش کرتا ہے چنانچہ شرذمۃ قلیلا متبع بھی ہوے کہ کل کا بنا ہوا کپڑا جسکے خریدنے کی بابت تم کسی کی جانب سے مجبور نہین کیئے گئے ہو اس زمانہ مین مت استعمال مین لاؤ کیونکہ یہ کل قوم جولاہون اور سوت کاتنے والون کے حق مین فتنۂ عظیم اور

بلائے خسیم ہے کیونکہ ان بیچاروں کو سوائے اس حرفہ کے بالفعل کوئی ایسا پیشہ نہیں کہ ہمارے ساتھ بھی رہیں اور اپنا پیٹ بھی بھریں پس ہمارے نزدیک جتنے لوگ کہ صرف بوجہ ارزانی یا بسبب باریکی اُسکے پارچہ کے کل سے متمتع ہوتے ہیں درحقیقت بانی کل سے بڑھ کے مرتکب فتنہ کے ہیں اور فتنہ بلاشبہ قتل سے بڑھکے مصیبت دہ ہے قتل تو صرف ایک لمحہ کی مصیبت ہے بخلاف فتنہ کے کہ لڑکے بالوں کا بھوکوں مرنا دیکھنا پڑتا ہے اور اپنی جان بھی روزانہ بھوک کے باعث گھل گھل کے نکلتی ہے بھیک مانگنا پڑتا ہے ہزاروں مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں خیال کرو کہ غربا کی بھوک کے دفعیہ کی بابت کسقدر تاکید اللہ تعالی فرماتا ہے قال اللہ تعالی وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور نہ کھوج رکھنا غربا کے کھانے کی جرم کو اللہ تعالے نے ساتھ جرم کفر کے ذکر فرماتا ہے قال اللہ تعالے ارایت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین ایضا قال اللہ تعالے ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام المسکین فی المشارق قال ابوہریرۃ الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاہد فی سبیل اللہ قال ابوہریرۃ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر اور بلاشبہ جتنا مال خرید اشیاء میں صرف ہوتا ہے اُتنا مال خیرات میں خرچ نہیں ہوتا ہے چنانچہ اسی بنا پر حدیث شریف میں وارد ہے کہ قرض حسنہ سے غیر حسنہ قرض کا دینا زیادہ ثواب رکھتا ہے سود کا حرام ٹھہرانا یہ سب بخیال رعایت غربا ہے پس کپڑے کے بیچنے اے لوگو اپنے مسلمان بھائیوں کو تلف کرنا تمکو کیونکر ناگوار نہیں معلوم ہوتا تفسیر فتح العزیز میں مذکور ہے اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ ایست کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را مسلمان و دیندار گویند چنانچہ در حدیث شریف نیز اشارہ باین معنی فرمودہ اند تعس عبد الدینار وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط یعنی بدحال ست کسے را کہ بندۂ اشرفی یا بندۂ روپیہ یا بندۂ شال وجامۂ بازیب ست اگر او را از جانب خدا این خیر عطا شود خوش میگذراند والا ناخوش می ماند و باب شکایت وا میکند انتہی البتہ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ موٹا کپڑا پہنیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو امیر ہیں یہاں کا مہین کپڑا اگر چاہیں پہنیں اور زیادہ قیمت خرچ کریں اور غربا کو لازم ہے کہ اپنی وسعت کے

موافق کا کپڑا کہ جسکی قیمت ادا کر سکیں پہنیں اپنے تھوڑے نفع کے واسطے غربا کا نقصان نکریں اور کو
اس کا لحاظ ضرور چاہیئے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ
بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المومنین فکتب الیہ
اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختار وا نساء
اہل الذمۃ لجمالہن وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین وقیل لعمر رض ان ہہنا رجل من الانبار نصرانیا لہ
بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتبا فقال لقد اتخذت اذا بطانۃ من دون المومنین ہند کے مسلمان بھی اگر
کل بنا دین تاہم خالی از فتنہ نہیں ہے کیونکہ کل سے نفع تجارت پیشون کا ہے نہ اہل حرفہ کا
خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ غربا کی پرورش کے لیئے امرا سے فرماتا ہے کہ تم اپنی جانبازی
کے مال مین سے غربا کو دو اگر ہم ایسا حق نہ مقرر کرین تو مال صرف امرا مین رہجاوے کما قال
اللہ تعالےٰ کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم پس اے لوگو ہمارا کہا نہ مانو گے تو قطعاً بلا سے
عظیم مین مبتلا ہوگے جیسا کہ اگلی ظالم قومین خراب ہوئین واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم
خاصۃ ہرگز یہ مت خیال کرو کہ اب ویسا حال نہوگا دیکھو کتب اہل سنت وجماعت کو تمام اہلسنت
متفق ہین کہ بیچ وقت ظہور ایمہ راشدین کے بھی حجت اللہ بندون پر قائم ہوتی ہے سو آپ لوگ ضرور
ہمارا کہنا مانو اگر نہیں مانتے ہو تو ہم یہی کہتے ہین کہ یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف
تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ہو کاذب وارتقبوا انی معکم رقیب الحاصل خلاصہ اس استفتے کا
یہ ہے کہ آیا قول قائل پر بنظر غور و فکر ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا ضروری ہے یا نہیں اسکے جواب سے مطلع فرمائیے فقط

الجواب حسب قول سائل فہمایش قائل پر ہے ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا اور اپنی طبیعت کو ایک جامہ
عمدہ کے خریدنے سے ناجائز جانکر روکنا شرعاً کسی طور پر جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم مین ہرطرح کی آسانی رکھی ہے جب کپڑا کل کا بنا ہوا پہننا جائز ٹھہرا تو کیون بلاوجہ
آدمی اپنی طبیعت کو ایک چیز عمدہ کے لینے سے روکے اور کسی قوم کی روزی کسی حرفہ پر موقوف نہیں
اللہ تعالیٰ رزاق حقیقی ہے جسطرح اُسکو روزی پہونچانا منظور ہوگا عنایت فرماویگا البتہ احتیاطاً
جس شخص کو یہ منظور ہے کہ ہماری قوم ہملوگون سے منفعت حاصل کرے اور ہم سب اپنی قوم سے
خرید و فروخت کرین مثلاً کوئی رئیس یا بادشاہ اہل اسلام یہ چاہے کہ ہم اپنی ریاست یا سلطنت

مین اہل اسلام نوکر رکھین اور اہل اسلام سے اشیا بنواکر استعمال مین لاوین تو احسانا جائز ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ عبدہ المسکین محمد تقی الدین عفاہ العافی عن اثم الآثمین محمد تقی الدین سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۷۹۲ھ الحق لایجاوز عن الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد شمس الدین سمی بہمام ابن القیم الجوزیہ ۔ اصاب من اجاب محمد بشیر السہسوانی النقوی

جناب من مولانا محمد عبدالحی صاحب مجیب نے دلائل مندرجہ سوال یعنے آیات واحادیث وآثار کی نسبت کچھ تعرض نہین کیا کہ جس سے جواب مجیب کا قائل پر حجت پیش کرنے کے لائق ہو بہرکیف آپکے نزدیک جواب مجیب مقرون بصدق ودیانت ہے یا نہین اور دلائل مندرجہ سوال مثبت مدعای قائل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو ہر آیت وحدیث واثر کی نسبت یہ تحریر کرنا چاہیئے کہ فلان آیت وفلان حدیث وفلان اثر مدعاے قائل مین قابلیت حجت کی نہین رکھتے اور قائل کے استدلال مین بذریعہ علم میزان کے یہ یہ مغالطے واقع ہین اور اگر آپ کے نزدیک قول قائل کا قابل التفات بہر کروجہ کے ہے تو ویسا تحریر فرمائیے اور مجیب نے جو نسبت غیر یا سلطان کے احسانا خاص کیا ہے یہ جا ہے یا بیجا جمیع امور مستفسرۂ بالا کا جواب مفصلا وشرحا تحریر فرمائیے

ہوالمصوب قول قائل پر ہر شخص کو لزوما توجہ کرنا اور عمدہ کپڑون کے خریدنے سے بالکلیہ باز رہنا شرعا لازم نہین ہے البتہ مقتضای تورع واحتیاط یہی ہے جو قائل مذکور کہتا ہے اور دلائل جو قائل نے پیش کیے ہین وہ مثبت لزوم نہین ہین اور اُنسے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عمدہ چیزونکے استعمال کرنے مین گناہ ہوگا یا عمدہ کپڑون کا جو کل مین بنے جاتے ہین خریدنا باعث فساد وفتنہ شرعیہ کا ہوگا اور یہ خیال کہ اسمین سدباب رزق حائکین ہے خیال خام ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال اول** کیا فرماتے ہین علمای دین کہ قبل شادی یا وقت نکاح کے ولی لڑکی کا اگر نوشہ سے روپیہ لیکر برات کو کھانا کھلادے وہ کھانا درست ہے یا نہین اور ولی پر روپیہ لینے کا کچھ گناہ ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب برات کے لوگونکو کھانا کھلانا دلہن کی لوگون کی طرف سے درست ہے بلکہ یہی طریقہ ماثورہ حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام سے ہے مدارج النبوۃ وغیرہ مین ہکی

تصریح موجود ہے اور نوشہ سے روپیہ لینا اگر وہ بطیب خاطر دیتا ہو شرعاً کچھ اسمین حرج نہین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال دوم جو کہ ختم انبیا اور ختم یونس اور ختم قرآن وغیرہ مجمع ہو کر پڑھتے ہین اور اجرت ختم کی لیتے ہین اسطرح کا پڑھنا اور اجرت لینا درست ہے یا نہین

ہو المصوب متاخرین کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے اور قدما کے نزدیک نہین باقی نفس تلاوت قرآن وختم قرآن کہ جسمین صرف طلب ثواب مقصود ہوتا ہے اسکی اجرت دینا اور لینا نہین درست ہے اتفاقاً تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین خیریہ سے منقول ہے

فی التاتارخانیة اذا اوصی بان یدفع الی انسان کذا من ماله لیقرأ القرآن علی قبره فالوصیة باطلة لا یجوز سواء کان القاری معینا او لا لانه بمنزلة الاجرة ولا یجوز اخذ الاجرة علی طاعة الله وان کانوا استحسنوا جوازه علی تعلیم القرآن فذلک للضرورة ولا ضرورة الی القول بجوازها علی القراءة علی قبور الموتی انتہی

اور بھی اسمین حاشیہ بحر الرائق سے منقول ہے المفتی به جواز اخذ الاجرة استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءة المجردة انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین یمنع القاری للدنیا والاخذ والمعطی آثمان انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال سوم کیا فرماتے ہین علماے دین کہ صرف نوشہ کے لیئے عمدہ فرش بچھانا اور پیچھے اُسکے پردہ کپڑے کا کہ اس ملک مین اُسکو مسہری بولتے ہین کھڑا کرنا اور خاص نوشہ کو سواری پر جانا گو ہمیشہ پیدل جاتا ہو اور سر پر چاندنی کھڑی کرنا اور جو متعلق نوشہ یعنی باپ بھائی بھتیجا وغیرہ ہون اُنکو عمدہ کھانا کھلانا یہ امور مذکورہ بدعت ہین یا نہین اور اگر بدعت ہین تو کونسی بدعت اور یہ امور مثل ناچ باجا اور فاتحہ جو کہ کھانیکے سامنے ہاتھ اُٹھا کر پڑھتے ہین برابر ہین بیّنوا توجروا

ہو المصوب یہ امور مثل ناچ باجہ کے کہ جنکی حرمت منصوص ہے نہین ہین بلکہ قبیل مباحات سے ہین مگر چونکہ اس قسم کے امور مین اکثر ریا وسمعہ وتفاخر منظور ہوتا ہے اسوجہ سے بعض فقہا حکم کراہت کا دیتے ہین نصاب الاحتساب مین بحث مفاسد مجالس نکاح مین مذکور ہے الاول احضار المغنیین واظہار الغناء فانه حرام والثانی احضار المعازف والملاہی وانه حرام والثالث اظہار لعب اللاعبین وانه حرام والرابع ستر حیطان البیت بالثیاب

الجمیلۃ تزیینا وانہ مکروہ عندنا والخامس رکوب الخیول والطواف بالبلد من غیر حاجۃ فی جمیع الناس انتہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتا ۵۰ ما قولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ مین کہ ہنود اشیاء ذوی الارواح کو مثل خصی وبکری کے گنگا پر چڑھاتے ہین اور پانی مین زندہ چھوڑ دیتے ہین اور اُس گھاٹ کے زمیندار ہندو و دیگر اشخاص جانورونکو دریا سے نکالتے ہین اور بیچتے ہین اور چڑھانے والے کچھ تعرض نہین کرتے پس ان جانورون کو خرید کر یا نکال کر ذبح کر کے کھانا حلال ہے یا حرام اور یہ جانور ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہین یا بحیرہ وسائبہ مین اور بحیرہ وسائبہ حلال ہین یا حرام اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے کیا معنی ہین وما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الخ کے کیا مطلب ہین بینوا توجروا

ہو المصوب ما اہل بہ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراقۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہو اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اُسپر کہی جاوے در مختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم انتہی اور تفسیر نیشاپوری مین ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی اور تفسیر در منثور مین ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباس وما اہل قال ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد وما اہل قال ما ذبح لغیر اللہ انتہی پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اُسمین منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقربا الی غیر اللہ تعالی مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحۂ فاتحہ بزرگان کہ جنمین اراقۃ الدم اللہ تعالے کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو جانور کہ ہنود زندہ چھوڑ دیتے ہین وہ آیت مین داخل نہین اور حرمت اُنکی اس آیت سے ثابت نہین اسوجہ سے کہ وہان ذبح نہین ہوتا ہے بلکہ زندہ رہا کرنا ہوتا ہے باقی رہی آیت ما جعل اللہ اسکی تفصیل یہ ہو کہ کفار کہنے جانورونمین اپنی راے سے تحلیل وتحریم کر دی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کر کے بتون کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اُسکا دودھ کسیکو نہین دیتے تھے اور اُسکے ذبح کو حرام سمجھتے تھے اور اُسکے اکرام مین خوشنودی اصنام تصور کرتے تھے اسکو بحیرہ کہتے ہین اور سائبہ اُس جانور کو کہتے ہین

ماہ رجب ۱۲۹۰ ہجری اور وارد ناگپور قریب جامع مسجد بمعرفت مولوی عبد الغفور صاحب

جو بتون کے نام پر چھوڑ دیا جاوے اور اُس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لیجاوے حق جل شانہ نے اس حکم کا اُن سے ابطال کردیا اور ماجعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف اُنکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ ہرگاہ یہ امر ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھائے جاتے ہین یا بتون کے نام پر چھوڑے جاتے ہین اُنکو پکڑکے یا نکال کے ذبح کرنا نہ اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہین ہوتے ہین پس بدون اذن مالک کے اُنکا حکم مغصوب ومسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دیدے یا اباحت عامہ کردے تو اُس وقت اُنکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور اُسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ رہا کرنیوالے سے حکم حرمت کا نہوگا رد المحتار مین ہے المختار فی الصید انہ لا یملکہ اذا لم یجہ وکذا فی الدابۃ اذا سیبھا کما بسطہ الشرنبلالی فی شرحہ اور زیلعی کی شرح کنز مین ہے ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ مین کہ بنانا صورت وشبیہ روضئہ مقدسہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بطرز عمارت کے اس زمانے مین واسطے حصول ثواب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست وجائز ہے یا نہین

ہو المصوب بنانا صورت وشبیہ روضئہ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل بدعات ہے اور شرعاً ناجائز ہے اولاً اسوجہ سے کہ زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین مین باوجود وقوع ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی صدہا علماء اُن زمانون مین مشتاق زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل ابن عمر وغیرہ کے بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہوکے زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے باایں ہمہ کسی شخص سے ان حضرات مین سے منقول نہین کہ اُنہون نے اپنے شہر یا مکان مین نقشہ یا صورت قبر شریف یا حجرۂ شریفہ بناکے حصول ثواب زیارت کا قصد کیا ہو یا ایسی صورت کے جواز کا فتوی دیا ہو

اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ متبرکہ مین ہو اور باوجود اسکے پھر اوسکی طرف توجہ قولا یا فعلاً نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہے اور بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار غیر مشروع ہے وثانیاً اسوجہ سے کہ کسی شئے متبرک کی شبیہ وصورت پر حکم اوس شئے کا دینا اور اوس سے طلب حصول ثواب کا کرنا امر باطل ہے اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہمکو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے گمراہی ہے جیسا کہ رسالہ اٰلِی مین ہے من الاوہام تقریر حکم شئے بشبیہہ وہذا الوہم قد اضل عبدۃ الاصنام من طریق الصواب واوقعہم فی ہاویۃ الجہالۃ انتہی بنا برعلیہ شبیہ وصورت روضۂ مقدسہ کا بطور عمارت کے بنانا اور اوس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا امر لغو وباطل ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا خلال چاندی کے اور بوتام صدف کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب بوتام صدف کا استعمال جائز ہے اور خلال چاندی کی نہین درست ہے ردالمحتار مین ہے المحرم ہو الاستعمال فیما صنعت لہ فی متعارف الناس انتہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شاعرے در شعر خود وجودیہ وشہودیہ را ذم کردہ عالمے از علما نسبت آن شاعر حکم تکفیر کردہ چراکہ وجودیہ وشہودیہ یا انبیاء بودہ اند یا اولیاء وہیچ یکے از عارفان خارج ازین دو گروہ نبودہ اند عالمی دیگر نسبت مفتی مذکور بخطا کردہ وبفتوی خود نوشتہ کہ ہیچ یکے از انبیا واولیا نہ وجودے بودند نہ شہودی بلکہ وجودیہ وشہودیہ از اہل بدعت بودہ اند پس انچہ درین مسئلہ صواب باشد ارقام فرمائند

ہو المصوب اکابر اولیاء امت محمدیہ بر دو فرقہ مختلف اند بعضے قائل توحید وجودی شدہ اند ازین طائفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی ہستند کہ رسالہ تسویہ درین بحث نوشتہ اند وملا محمود جونپوری در رد شان رسالہ حرز الایمان نوشتہ از تحقیقات انیقہ آنرا مملو ساختہ اند واز ایشان مولانا عبد الرحمن لکھنوی اند کہ رسالہ کلمۃ الحق نوشتہ بزعم خود اثبات توحید وجودی بدلائل عقلیہ ونقلیہ کردند وشارح آن رسالہ جابجا اقوال شان را مخدوش ساختہ واز ایشان

سید الطائفہ محی الدین بن عربی مولف فتوحات و فصوص ہستند چنانکہ ظاہر عبارات شان بر آن دلالت میسازند و بعضے قائل توحید شہودی شدہ اقوال اکابر را بر محامل صحیحہ محمول کردہ اند مجدد الف ثانی در مکتوبات خود می نویسند انچہ لابدست توحید شہودیست کہ فنا بآن مربوط است و بعقل و شرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی و اقوال مشایخ را بتوحید شہودی باید فرود آورد انتہے و تحقیق این مبحث در مکتوبات و رسالہ تشہید در مبانی کلمۃ التوحید موجودست پس کسیکہ میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و منشای قولش جہل و ناواقفیت ست از احوال اولیاء و از معنی توحید وجودی و شہودی و شاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت ست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء سوال اول تفضیلیہ کسے کہتے ہین اور اگر کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم ہونے کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو وہ تفضیلی ہے یا نہین **سوال دوم** شیخین کی فضیلت نزدیک اہل سنت وجماعت کے من کل الوجوہ ہے یا بہ بعض الوجوہ **سوال سوم** اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق کون ہے اور حضرت علی رض اُسکے مصداق ہین یا نہین **سوال چہارم** یہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ پنجتن پاک حضرت رسول صلعم اور حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ رض اور حضرات حسنین رض ہین اسکی شریعت مین اصل ہے یا نہین **سوال پنجم** بعد خلع خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ رض جو ہوے یا نہین **سوال ششم** اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اُسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے یا نہین

ہو المصوب جواب سوال اول شاہ عبد العزیز رح تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین

دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند و این فرقہ از ادنا ے تلامذہ آن لعین شدند یعنی عبد اللہ بن سبا وشمہ از وسوسہ وے قبول کردند و جناب مرتضوی درحق اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل میدہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد انتہی اور جو شخص حضرت علی رض کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلعم وغیرہ کے

تفضیل دے اگر غرض اُسکی اس سے تفضیل مرتضوی شیخین پر کثرت ثواب مین ہے یا اُن فضائل کسبیہ مین کہ جسکی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی ہے یا یہ غرض ہو کہ فضیلت مرتضویہ جملہ فضائل شیخین پر غالب ہے تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہو کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین مین نہین ہے اگرچہ اُنکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھکے ہین تو کچھ حرج نہوگا **جواب سوال دوم** فضیلت شیخین رضہ کی باعتبار اکثریت ثواب واکرمیت عند اللہ تعالی ہے نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضوی مین بعض ایسے ہین کہ حضرات شیخین مین نہین ہین لیکن اور فضائل شیخین رضہ کے ان فضائل جزئیہ پر تفوق رکھتے ہین محقق دوانی حاشیۂ جدیدۂ شرح تجرید مین لکھتے ہین انہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث کثرۃ الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لاینکر احد من اہل السنۃ رجحان علی فی کثیر من الفضائل انتہی اور شرح مقاصد مین ہے الکلام فی الافضلیۃ بمعنی الکرامۃ عند اللہ وکثرۃ الثواب انتہی اور شرح مواقف مین ہے مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا انتہی **جواب سوال سوم** حضرت علی رضہ فاطمہ رضہ وحسنین رضہ بھی مصداق اہلبیت نبوی مین داخل ہین ہؤلاء اہل بیتی انکے حق مین وارد ہے **جواب سوال چہارم** خاص اس شہرت کی کوئی اصل معتدبہ نہین ہے البتہ اگر روایات ہؤلاء اہل بیتی واصحاب عباء سے استنا کیا جاوے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی وجہ معتبر نہین ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنی عصمت کے ہو تو وہ مختصات انبیاء سے ہے اور اگر مطلق ہو تو اختصاص کے ساتھ ان حضرات کی کوئی وجہ نہین ہے **جواب سوال پنجم** وہ خلافت کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فرمایا زمانہ اسکا خلع امام حسن رضہ تک منقضی ہوگیا بعد اسکے حضرت معاویہ رضہ کی خلافت اُس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت مین کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ قیام بالعدل کرینگے داخل ہے ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مین امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھتے ہین فکان الحسن آخر الخلفاء الراشدین بنص جدہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ فی الحدیث الصحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فمدۃ خلافتہ ہی الستۃ اشہر الباقیۃ منہا وعند مضیہا سلمہا الی معاویۃ فی اربعین الخ فیلی

الجمعان علم الحسن انہ لن یغلب احدی الطائفتین حتی یذہب اکثر الاخری فرضی بالنزول لمعاویۃ
عن الخلافۃ شفقۃ علی الامۃ بشروط قبلہا معاویۃ فنزل لہ وح صار ہو الامام الحق وقبل ذلک
متغلبا لکن لاجتہادہ لم یکن آثما بل ماجورا انتہی

جواب سوال ششم

ایسا کلمہ وہیہ جو شخص
کہیگا وہ گنہگار ہے توبہ اسپر واجب ہے منح مکیہ میں ہے نقل عنہ ای ابن العربی المالکی ما یقشعر
منہ الجلد انہ قال لم یقتل الحسین الا بسیف جدہ ای بحسب اعتقادہ الباطل ان یزید ہو الخلیفۃ والحسین
باغ علیہ انتہی اور بھی اسمین ہے قول بعضہم لا یلام علی قتلۃ الحسین لانہم انما قتلوہ بسیف جدہ الامر
بسلہ علی البغاۃ لا یعول علیہ لان یزید لم تنعقد بیعتہ عند الحسین وغیرہ من لم یبایعوہ والمبایعون لہ اکرہوا
علی البیعۃ کما ہو معروف وغایۃ امر یزید انہ جابر فاسق متغلب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ میفرمایند علمای اہلسنت درین مسئلہ زید میگوید کہ نزد
اہلسنت وطی فی الدبر جائزست ومیگوید کہ در صحاح ستہ وتفاسیر معتبرۂ ایشان روایات جواز در
شان نزول آیہ کریمہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم موجودست فی تفسیر الدر المنثور للسیوطی
اخرج اسحق بن راہویہ فی مسندہ وتفسیرہ والبخاری وابن جریر عن نافع قال قرأت ذات یوم
نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قال ابن عمر اتدری فیم انزلت ہذہ الآیۃ قلت لا قال نزلت
فی اتیان النساء فی ادبارہن واخرج البخاری وابن جریر عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال فی الدبر
وامام مالک شان وبعضی دیگر از علمای شان باین فتوی دادہ اند پس قول زید درین مسئلہ باین
استدلال صحیح است یانہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب نسبت حلت وطی فی الدبر اگرچہ بعض علما در تحریرات وتصانیف خود بطرف
امام مالک رح کردہ اند لیکن صحیح آنست کہ امام مالک رح ازان رجوع کردہ اند قسطلانی در ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری می آرد روی الخطیب عن مالک من طریق اسرائیل بن روح قال سالت مالکا عن
ذلک فقال ما انتم قوم عرب ہل یکون الحرث الا فی موضع الزرع لا تعدوا الفرج قلت یا ابا عبد اللہ
انہم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی یکذبون علی فالظاہر ان اصحابہ المتاخرین اعتمدوا
علی ہذہ القصۃ ولعل مالکا رجع عن قولہ الاول انتہی واما روایت ابن عمر پس محمول ست بر اتیان

فرج از طرف دبر نہ برایشان دبر و آنانکہ برکنہ قول ابن عمر کما حقہ نرسیدند ایشان دبر روایت کردند
در صحیح نسائی باسناد صحیح از ابی نضر روایت ست قلت لنافع قد اکثر علیک القول انک تقول
عن ابن عمر انہ افتی ان یؤتی النساء فی ادبارہن قال کذبوا علی ولکنی ساحدثک کیف کان الامر
ان ابن عمر عرض المصحف وانا عندہ یوما حتی بلغ نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم فقال یا نافع ہل
تدری من امر ہذہ الآیۃ قلت لا قال انا کنا معشر قریش نجبی النساء فلما دخلنا المدینۃ ونکحنا نساءہم
اردنا منہن مثل ما کنا نرید فاذا ہن قد کرہن ذلک واعظمن وکانت نساء الانصار قد اخذنا بحال
الیہود انما یؤتین علی جنوبہن فانزل اللہ نساؤکم حرث لکم واگر بالفرض والتقدیر ابن عمر قائل جواز
وطی فی الدبر باشد قول شان درین باب نزد اہل سنت معتبر نیست چہ بسیاری از احادیث مرقومہ
کہ در صحاح وغیرہ مروی اند دلالت میکنند بر حرمت وطی در دبر و در وعید شدید مثل لعنت وغیرہ
بر فاعل آن وہر گاہ قول صحابی مخالف قول رسول اللہ صلعم باشد احتجاج بآن جائز نیست بلکہ
آن صحابی معذور داشتہ خواہد شد باین طور کہ احادیث مرقومہ اوشان را نرسیدند اگر میرسیدند اینچنین
فتوی نمیدادند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا سوال اول کوت یعنی تخمین کرنا غلہ جات کا کھیت مین قبل کاٹنے زراعت کے نزدیک حنفیون کے درست ہے یا نہین **سوال دوم** تقسیم کرنا غلہ کا اسطور پر کہ زمیندار نصف سے زائد اور رعیت نصف سے کم لے مفید ملک رعیت و زمیندار ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب تخمین کرنا غلہ اور پھل وغیرہ کا قبل کاٹنے زراعت اور پھلون کے صرف بغرض دریافت اجمالی اور اطمینان کے درست ہے باقی ثبوت ملک اور لزوم حکم شرعی کا اس تخمین پر مبنی کرنا نزدیک حنفیہ کے نہین درست ہے اور احادیث مین جو تخمین وارد ہے وہ نزدیک حنفیہ کے صورت اول پر محمول ہے عینی کی شرح صحیح بخاری مسمی عمدۃ القاری مین ہے
قال الشعبی والثوری وابو حنیفۃ ومحمد وابو یوسف ومحمد الخرص مکروہ حتی قال الشعبی الخرص بدعۃ
وقال الثوری خرص الثمار لا یجوز وقال الطحاوی احتج ابو حنیفۃ بما رواہ جابر مرفوعا نہی عن الخرص
وبانہ تخمین وقد یخطی ولو جوز نا خرص الثمار وخرص الزرع بعد جذاذہا فانہ اقرب من خرص
ما علی الاشجار فلما لم یجز فی القریب لم یجز فی البعید وقال الخطابی انکر اصحاب الرای الخرص وقال

بعضہم انما کان یفعل تخویفا للمزارعین لئلا یجوزوا الا ان یلزم بالحکم لانہ تخمین وغرور او کان یجوز بتسلل تحریم الربوا والقمار انتہی اور بھی اسمین ہے انہم فعلوا ذلک ای الخرص لیعلم مقدار ما فی ایدی الناس من الثمار فیوخذ مثلہ بقدرہ فی ایام الصرام لا انہم یملکون شیئا انتہی اور بھی اسمین ہے کان یفعل ذلک تخویفا لئلا یخونوا وان یعرفوا مقدار ما فی النخل واما انہ یلزم بہ حکم شرعی فلا انتہی اور تقسیم غلہ کی اس طور پر کہ زمیندار نصف سے زائد لے اور رعیت نصف سے کم بتراضی طرفین درست ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا سوال انگریزون کی نوکریان مثل منصفی و ڈپٹی وغیرہ سب حرام ہین یا نہین اگر کل حرام نہین تو کس کس قسم کی حلال ہین اور کس قسم کی حرام اور خلاف شرع نوکری کرنیوالا کافر ہے یا فاسق اور برابین تقدیر و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی کیا تاویل ہے بینوا توجروا

ہو المصوب جس نوکری مین پابندی اجراء احکام غیر شرعیہ کی اور اجراء احکام ظلم وغیرہ کی نہو وہ درست ہے اور جن مین یہ امور ہون وہ حرام ہین اور جو انکی اطاعت کرین اور خلاف شرع احکام جاری کرین وہ فاسق ہین نہ کافر کما قال اللہ تعالی و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون وقال اللہ تعالی و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور آیۂ فاولئک ہم الکافرون یہود وغیرہ کے حق مین ہے نہ اہل اسلام کے حق مین یا مراد اُس سے کفر عملی ہے یا محمول ہے مستحل و مستحسن پر تفسیر جامع البیان مین ہے نزلت فی اہل الکتاب دون من اساء من ہذہ الامۃ او من ترکہ عمدا واجاز وہو یعلم فہو من الکافرین او لیس بکفر ینقل عن الملۃ ولکن کفر دون کفر انتہی اور رسالۂ احکام الاراضی مین ہے من اطاعہم عن ضرورۃ فہو علی صحۃ الاسلام وان کانت طاعتہم لا عن ضرورۃ فکذلک لکنہم فساق انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مندرجۂ ذیل مین کہ زید کہتا ہے کہ ذبیحہ کسی مشرک و بدعتی و کافر کا حلال نہین ہے سوای موحد باللہ و متبع سنت رسول اللہ کے اور عمرو کہتا ہے کہ مجھے تصدیق اس امر کی آیت کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ سے

از بمبئی محلہ بھائی کہلا متصل سکرہ تالاب بمکان الٰہی بخش میانجی مرسلہ حافظ نظام الدین ۱۲۹۹ ہجری ماہ شعبان

معلوم نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
پس اس آیت کریمہ مین اللہ تعالی نے محض قید ذکر اسم اللہ کی کی نہ کافر کی نہ مشرک کی نہ بدعتی کی
پس میرے نزدیک بحکم عموم اس آیۂ کریمہ کے اور مطابق حدیث حضرت عایشہ رض کے جسکی تخریج کی
نسائی وابوداؤد وابن ماجہ نے ان قوما حدثوا عہد بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لاندری ذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا وحدیث رافع بن خدیج کے
کہ بلفظ ما انہر الدم وذکر اسم اللہ علیہ فکلوا وارد ہے وموافق تحقیق علمای محققین مثل مجتہد ربانی
علامہ شوکانی وغیرہ کے حرمت اُسکی معلوم نہین پس مشرک ہو یا بدعتی ہو یا کافر جب اللہ کا
نام ذکر کریگا تو مین اُسکو کھا لونگا پس علماء محققین کی خدمت بابرکت مین عرض ہے کہ موافق
کتاب وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فیصل مابین زید وعمرو بیان فرماوین
تا نزاع مرتفع ہو اور عند اللہ ماجور ہون

ہو المصوب عمرو کا قول قابل اعتبار کے نہین ہے حق جل شانہ سورۂ مائدہ مین ارشاد فرماتا ہے
وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور مراد یہان طعام سے بالاتفاق ذبیحہ ہے پس اگر ذبیحہ ہر شخص کا
حلال ہوتا حتی کہ مشرکین کا بھی تو اہل کتاب کی تخصیص کی کوئی وجہ نتھی اور اس آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ
اور آیت ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم علیہ وغیرہ مین صرف شرط حلت ذبیحہ کی وقت ذبح کے بیان ہے
اور مقصود اُنسے فقط اسیقدر ہے کہ بدون بسم اللہ کے ذبیحہ حلال نہین ہے اور ذابح کا عموم وخصوص
اس آیت سے ثابت نہین ہوتا ہے اور اگر ایسا ہی ان آیات کے اطلاق سے استنادلیا جاوے تو باب
اطلاق مذبوح مین اسپر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ کسی مذبوح کو ان آیات مین خاص نہین کیا بلکہ جس پر اسم
اللہ کا ذکر ہوا وسپر حکم حلت کا ہو پس لازم آتاہے کہ اگر کوئی شخص کُتا یا سُور یا اور جانور جسکا گوشت
حلال نہین ہے بسم اللہ کہکے ذبح کرے تو اُسکا کھانا درست ہوجاوے اس تقریر سے کہ اللہ نے
ان آیات مین قید صرف اسم اللہ کی کی نہ کسی ذبیحۂ خاص کی حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہے
الحاصل ان آیات مین صرف کیفیت ذبح کا بیان اور شرط حلت کا بوقت ذبح کے بیان ہے ذابح
ومذبوح کے اطلاق وتخصیص سے انمین کچھ غرض نہین ہے پس جسطرح سے تخصیص مذبوح اور آیات
واحادیث سے ثابت ہوئی اسیطرح سے تخصیص ذابح کی بھی اور جگہ سے ثابت ہوئی ایک تو آیت

سابقہ دوسری وہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس یعنی آتش پرست کے حق مین فرمایا ہے من اسلم منہم قبل ومن لم یسلم ضربت علیہ الجزیۃ غیر ناکحی نسائہم ولا آکلی ذبائحہم یعنی جو اُنمین سے اسلام لاویگا اُسکا اسلام قبول ہوویگا اور جو اسلام نہ لاویگا اُس سے جزیہ لیا جاویگا مگر اُنکی عورتون سے نکاح نکیا جاویگا اور نہ اُنکا ذبیحہ کھایا جاویگا اسیطرح سے اور بھی احادیث اور آثار صحابہ اس باب مین موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کسی کافر کا سوائے اہل کتاب کے نہین درست ہے اور حدیث عایشہ رض اسپر نہین دلالت کرتی ہے کہ ذبیحہ ہر کافر و مسلم کا حلال ہے کیونکہ اُس حدیث مین سوال اُن لوگونکے ذبیحہ سے ہوا ہے جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور رسوم جاہلیت مین مبتلا تھے نہ ذبیحہ کافر سے اور علامہ شوکانی کہ جنکا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ مین ہے گو علم ادب مین تحقیق اونکی اچھی ہو مگر اجتہاد اور فتوی اونکا مقابلہ مین اجتہاد اور فتوی ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سابقین کے قابل اعتبار کے نہین ہے اس مسئلہ مین ائمہ اربعہ بلکہ اکثر مجتہدین بھی تحقیق کر گئے کہ سوائے مسلمان اور کتابی کے کسیکا ذبیحہ حلال نہین پس اب شوکانی کہ اس صدی کے علماء سے تھے اگر اُسکے مخالف لکھین تو انکا اعتبار نہین ہو سکتا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کے اولاً احادیث صحیح مین وارد ہے کہ حقوق اسلام سے ہے کہ جب باہم دو مسلمان ملاقات کرین تو مصافحہ کرین بعض مسلمان جو اس سنت کو ادا نکرین تو تارک سنت ہین یا نہین ثانیاً بعد نماز جمعہ کے مصلیان مسجد جو باہم مصافحہ کرتے ہین یہ طریق سنت ہے یا نہین بعض کتب مثل شرح مشکوۃ شریف شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ اور غایۃ الاوطار شرح درمختار مین امر ثانی کو بدعت ٹھہرایا ہے اور بعض لوگ جو شق اول کے مصداق ہین وہ اوسکو سنت بتلاتے ہین پس کیا ہے حق درمیان ہر دو اقوال کے ثالثاً وقت نماز جمعہ کا بعد دوپہر کے کتنے منٹ بعد شروع ہوکر کسقدر عرصہ تک رہتا ہے کہ جسمین نماز جمعہ ادا ہو اور تنگ وقت نہ گنا جاوے ہو المصوب عند الملاقات مصافحہ کرنا امر متوارث و سنت قدیمہ ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ طریقہ مستمر تھا تارک اسکا تارک سنت ہے بیہقی نے شعب الایمان مین اور طبرانی وغیرہ نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المومن اذا لقی المومن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاہما کما تناثر ورق الشجر اور سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی وغیرہ مین مرفوعا مروی ہے ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا اور سنن ابو داؤد مین ابو ذر سے روایت ہے ما لقیتہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا صافحنی اور ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمام التحیۃ الاخذ بالید اور صحیح بخاری مین بھی قتادہ سے مروی ہے قلت لانس رضی اللہ عنہ کان المصافحۃ فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم اور بعد نماز جمعہ کے یا بعد نماز صبح یا عصر کے مصافحہ کرنا بعض فقہا نے اسکو بدعت مباح لکھا ہے اور بعضون نے بدعت مکروہہ لکھا ہو لیکن اسمین شک نہین کہ یہ طریقہ خلاف طریقہ سلف صالح ہے پس اسکو ترک کرنا اور طریقہ مسنونہ کو اختیار کرنا لازم ہے رد المحتار مین مذکور ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ قد یودی الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع وان لہا خصوصیۃ زائدۃ علی غیرہا مع ان ظاہر کلامہم انہ لم یفعلہا احد من السلف فی ہذہ المواضع ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع ثم نقل عن ابن الحاج من المالکیۃ ان موضع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء اخیہ المسلم لا فی ادبار الصلوات انتہی اور وقت نماز جمعہ عین وقت ظہر ہے بمجرد زوال آفتاب شروع ہوتا ہے اور تا وقت عصر باقی رہتا ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۲۲] کیا فرماتے ہین علماے عظام اس صورت مین کہ بعض لوگ ایک احاطہ پختہ تیار کرا کر اسمین ایک چبوترہ نصب کرکے اسکو منسوب بمحبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کرتے ہین اور اس چبوترہ پر غلاف چڑھاتے ہین اور چراغان روشن کرتے ہین اور ریوڑی چڑھاتے ہین اور اسپر فاتحہ کرتے ہین یہ امور درست ہین یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب مرتکب ایسے امور کا مبتدع ہے اور ایجاد ایسے افعال کی بدعت ضلالت ہے

از ابتداء [illegible] الکہنوی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور ہے اُس کا کیا حکم ہے

ہو المصوب جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور نہین نہ قلیل اُسکا نہ کثیر وہ حلال ہے اور جسکا کثیر مسکر ہے جیسے سیندھی اور تاڑی اسکا ایک قطرہ بھی بمذہب مفتی بہ حرام ہے بحدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کذا فی الدر المختار و حواشیہ حررہ ہذا الجواب الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

از قصبہ محمود آباد ضلع سیتاپور ۳ شوال سنہ ۱۲۹۹ ہجری

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ چند ایسے مسلمان جن کے والدین بھی مسلمان ہین جمع ہوے اور کچھ روپیہ باہم چندہ سے جمع کر کے خوک اور شراب خرید کی اور بھوانی کا پوجا کیا اور وہ سور مار کے اور شراب بھوانی کو چڑھایا اس غرض سے کہ بھوانی مذکور جسکو کالی اور دیبی بھی کہتے ہین مرض ہیضہ سے نجات دے اور محفوظ رکھے جب یہ کیفیت دیندار مسلمانون کو معلوم ہوئی اور ایسے فعل کے وقوع کا کما حقہ یقین ہوا تو شرکاء پوجا کا حقہ پانی پینا ترک کیا تا پھر کوئی مسلمان پوجا نکرے اور ایسی گمراہی مین نہ پڑے ایسے فعل سے سب باز رہین لیکن ایک شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے عمداً دیدہ و دانستہ اپنا حقہ پانی پوجنے والون کو دیا اور دیندار مسلمانون کو حقہ ترک کرنے کی وجہ سے کلمات سخت کہے اور جوتیان مارنے کو کہا انتظام اہل اسلام خراب کیا اس صورت مین پوجا کا چندہ دینے والے اور پوجا کرنے والے مرتد اور کافر ہوے یا نہین اور جس شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے حقہ دیا ہے اُسکا کیا حال ہے وہ کیسا ہے اور اگر یہ مرتد اور کافر ہین تو توبہ کرین تو عند الشرع مقبول ہو یا نہین اور کیونکر کسطرح سے توبہ کرین انکی عورتین نکاحون سے باہر ہو گئین یا نکاح قائم رہا بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین وہ پوجا کرنیوالے کافر ہو گئے اور عورتین اُنکی نکاح سے باہر ہو گئین اہل اسلام کو چاہیے کہ اُنکی شرکت نہ کرین تا وقتیکہ وہ توبہ نکرین اور جو انکا شریک ہوا اُسکو بھی برادری سے باہر کر دین جبتک وہ اس شرکت سے توبہ نکرے اور پوجا کرنیوالون کو لازم ہے کہ پھر اسلام لاوین اور کلمہ شہادت ادا کرین اور توبہ و استغفار کرین بعد اسلام کے اپنی اپنی عورت سے نکاح کرین جب وہ اسلام لاوین اور توبہ کرین گے سوقت وہ شریک برادری کر لیے جاوین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ان سوالات مین **سوال اول** در کتاب اوزجندی کہ از ملا علی قاری ست روایت ست فلما کان الیوم الثالث عن وفات ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمرۃ یابسۃ ولبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ الصلوۃ والسلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللہم صل علی محمد انت لہا اہل وہو لہا اہل فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر ابا ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ہذہ الاطعمۃ لابنی ابراہیم فقط صحت نام کتاب اور روایت کی اسمین ہے یا نہین یا اور کس کتاب مین ہے **سوال دوم** در فتاوی مجمع البرکات از مطالب المومنین آوردہ است ولیقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللہم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک وان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات یہ عبارت مجمع البرکات یا مطالب المومنین مین ہے یا نہین یا اور کسی کتاب کی ہے **سوال سوم** ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ الجنۃ والحور العین فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقبل رجل الام ووجہ الاب فقال یا رسول اللہ لو لم یکن لی ابوان فقال قبل قبرہما قال فان لم اعرف قبرہما قال خط خطین احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبل ہما فلا تحنث فی یمینک فقط یہ حدیث شریف کس کتاب اور کس باب مین ہے **سوال چہارم** سنا ہے پیچ تسویہ رویۃ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ روشنی اور تاریکی اور پس وپیش اور قریب اور بعید سب برابر ہین یہ صحیح ہے یا غلط اور اگر صحیح ہے تو امیدوار ہون کہ عبارت حدیث شریف کی مع نام کتاب وباب وفصل ارقام فرمایا جاوے **سوال پنجم** سنا ہے کہ ایک صحابی نے طواف کیا گرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واقعی حدیث مین آیا ہے یا نہین اور سنا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ نے طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سویہ روایت

مع نشان کتاب وباب وفصل ارقام فرمایئے

ہو المصوب جواب سوال اول کتاب اوزجندی از تصانیف ملا علی قاری ست نہ روایت مذکورہ صحیح ومعتبر ست بلکہ موضوع ست وباطل بر آن اعتماد نشاید در کتب حدیث

نشانی از ہیچ روایات یافتہ نمی شود **جواب سوال دوم** عبارت مذکورہ در مجمع البرکات موجود ست لیکن مخالف کتب معتبرہ است ملا علی قاری مکی در شرح عین العلم می نویسد ولا یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فورود النہی عن مثل ذلک بقبر النبی علیہ السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل فانہ زیادۃ علی المس فہو اولی بالنہی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود وبایدی الانبیاء والعلماء والصلحاء انتہی وہم ایشان در شرح باب المناسک می نویسد ولا یطوف حول البقعۃ الشریفۃ فان الطواف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء انتہی ودر نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان مرقوم ست وما فی مجمع البرکات ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات فلا یعبأ بہ انتہی **جواب سوال سوم** نشان این روایت در کتب حدیث معتبرہ یافتہ نمی شود البتہ در مطالب المومنین از کفایۂ شعبی نقل کردہ لیکن ہر دو کتاب از کتب غیر معتبرہ اند ودر باب روایات حدیث اعتماد بر تصریحات محدثین می شود نہ بر نقل ہیچو فقہای غیر معتبرین شیخ عبد الحق دہلوی در مدارج النبوۃ می نویسند در بوسہ دادن قبر روایت فقہی نقل میکنند وصحیح آنست کہ لا یجوز است انتہی **جواب سوال چہارم** فی الواقع این صفت در آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود بود لیکن نہ دائما بلکہ در بعض اوقات فاسی در شرح دلائل الخیرات می نویسند قد ثبت رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم من خلفہ فی حدیث ابی ہریرۃ وانس عند الشیخین وعند عبد الرزاق فی جامعہ وعند الحاکم عن ابی ہریرۃ انتہی وحافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر می نویسند کان یری من وراء ظہرہ کما یری من قدامہ ہو فی الصحیحین وغیرہما من حدیث انس وغیرہ والاحادیث الواردۃ فی ذلک مقیدۃ بحال الصلوۃ وبذلک یجمع بین ہذا وبین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اعلم ما وراء جداری ہذا انتہی **جواب سوال پنجم** این قصہ موضوع وباطل ست در کتب معتبرہ نشان آن یافتہ نمی شود واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ تاڑی تاڑ کی فی نفسہ نشہ دار ہے تھوڑی پینے سے نشہ نہین ہوتا صرف منہ مین بو آتی ہے پس بعد پینے تاڑی کے جب تک نشہ نہو اُسوقت تک کلی یا وضو کرکے نماز پڑھنا درست ہے یا نہین اور مسجد مین مسلمانون کی صف مین جنکو اُسکی بو نا خوش معلوم ہوتی ہے جانا درست ہے یا نہین اور اگر بفحوای آیۂ کریمہ

لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری عدم جواز کیواسطے نشہ ہونا شرط ہے تو کس درجہ تک نشہ مشروط ہے اور تاڑی اور خمر کے حکم حرمت ونجاست وحدود وغیر ذلک مین کچھ فرق ہے یا نہین اور اگر ہے تو کیا بینوا توجروا

ہوالمصوب بحد عدم جواز نماز کی حالت سکر مین خود قرآن مین مذکور ہے لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون انتہی پس جبتک ایسی کیفیت نشہ کی ہو کہ انسان اُسکے سبب سے نہ سمجھتا ہو کہ کیا ہم پڑھتے ہین اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہے اُسوقت تک نماز نہ ادا کرے اور بعد پینے تاڑی کے جبتک نشہ نہو اُسوقت تک کلی کرکے نماز درست ہے لیکن مسجد مین جانا تاڑی پی کے گو نشہ نہو ممنوع ہے اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا درست ہے وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین ہے قال الفقہاء کل من وجد فیہ رائحۃ کریہۃ یتاذی بہ الانسان یلزم اخراجہ ولو بجر من یدہ او رجلیہ دون لحیتہ وشعر راسہ انتہی اور عینی کی شرح صحیح بخاری مین ہے ما وقع فی الاحادیث من تخصیص النہی عن دخول المسجد بالثوم والبصل من جہۃ کلہما فی ذلک الزمان والا ففی حکمہما کل شئی لہ رائحۃ کریہۃ من الماکولات وغیرہا لان الحدیث معلل بایذاء المومنین والملائکۃ انتہی اور یہی ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور ملا علی قاری مکی کی شرح موطا وغیرہ مین اور تاڑی خواہ تھوڑی ہو یا بہت نشہ کرے یا نکرے مطلقاً اُسکا پینا حرام ہے کیونکہ جس چیز کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور تاڑی نجس بھی ہے عینی کی شرح کنز مین ہے قال محمد وائمۃ ثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم من روایۃ ابن عمر وعن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی والفتوی علی قول محمد انتہی اور ہدایہ مین ہے نجاستہا ای سائر الاشربۃ خفیفۃ فی روایۃ وغلیظۃ فی روایۃ ونجاسۃ الخمر غلیظۃ فی روایۃ واحدۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین مسئلہ تقبیل ابہامین جو مروج فی زماننا ہو آیا جائز ہے یا ناجائز بر شق اول واجب ہے یا سنت مستحب ہے یا مباح اور ادلہ عقلیہ ونقلیہ اُسکی کتب معتبرہ مین کیا ہین بر شق ثانی حرام ہے یا مکروہ اور اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی اس حال مین کیا جواب اُن حدیثون کا جو مثبتین پیش کرتے ہین آیا وہ موضوع ہین یا ضعیف اس مسئلہ کو بالتنقیح بیان فرمایے بینوا توجروا

الجواب اس تقبیل کو بعض کتب فقہ مین مستحب لکھا ہے نہ واجب و نہ سنت مثل کنز العباد وخزانۃ الروایات وجامع الرموز وفتاوی صوفیہ وغیرہ کے مگر اکثر کتب معتبرہ متداولہ مین اسکا نشان نہین ہے اور وہ کتب جنمین یہ مسئلہ مذکور ہے وہ غیر معتبر ہین جیسے جامع الرموز وفتاوی صوفیہ وکنز العباد وغیرہ بوجہ اسکے کہ ان کتب مین رطب و یابس بدون تنقیح کے مجتمع ہے تفصیل اُسکی میرے رسالۂ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر وغیرہ مین موجود ہے اور احادیث جو اس باب مین فقہا نقل کرتے ہین وہ بتحقیق محدثین صحیح نہین ہین فوائد مجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین شوکانی لکھتے ہین حدیث مسح العینین بباطن اعلی السبابتین عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله الخ رواه الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی بکر الصدیق مرفوعا قال ابن طاہر فی التذکرة لا یصح انتہی اور یہی اُسمین ہے حدیث من قال حین یسمع اشہد ان محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا قال فی التذکرة لا یصح انتہی اور شمس الدین محمد ابن عبد الرحمن السخاوی مقاصد حسنہ فی الاحادیث المشتہرة علی الالسنۃ مین بعد ذکر چند روایات کے لکھتے ہین لا یصح فی المرفوع من کل ہذا شئی انتہی اور ایسہی ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الحیوان البحری ای حیوان منہ یوکل وما علامۃ السمک وہل الجریث والمارماہی من السمک ام لا وصورۃ الجریث ماہی والکوسج الذی لہ خرطوم کالمنشار والقرش الذی تنفر منہ الحیوانات البحریۃ والحیوان المدور الذی لہ ذنب طویل کالسوط وعلی اصل الذنب شوکۃ ویقال لہ اللحم وغیرہ ہل ہی من السمک ام لا بینوا توجروا

جواب قال فی فتاوی قاضیخان ولا یوکل ما فی البحر سوی السمک وطیر الماء عندنا وقال الشافعی رحمہ اللہ لا بأس باکل ما فی البحر ولہ فی الضفدع قولان انتہی واما علامۃ السمک فلم ارہا فی الکتب لکن بالنظر الیہ یظہر ثلاث علامات احدہا اسفاط وثانیہا انفتاح لحییہ وثالثہا جناح ذو شوک بینہن ستور وکذا الذنب ولبعض انواع السمک العلامات الثلاث کلہا ولبعضہا بعضہا کما شاہدتہ ثم رأیت ما لخصہ المفتی فصیح الدین فی رسالۃ احکام الحیوان ونشان ماہی آنست کہ لسان یعنی زبان نداشتہ باشد ومشہور آنست کہ فلس دارد وشگاف یعنی دریدگی بہر دو جانب

حلقوم بود و اگر از آب بیرون شود طپیدن گیرد تا آنکہ بمیرد و اما الجریث والمارماہی فہما من السمک کما فی فتاوی قاضی خان ولا باس بسائر انواع السمک نحو الجریث والمارماہی انتہی اما صید الجریث فہو سمک اسود کما فی الدر المختار و قال فی حاشیۃ رد المحتار ہو نوع من السمک مدور کالراس انتہی وہو صغیر الوجہ و ذنبہ ایضا صغیر غایۃ الصغر مشقوق شقین واسمہ فی الاردی کردی ترکی کما بین مولانا المولوی حضرت غلام قادر صاحب رحمہ اللہ تعالی فی فتواہ وفی السمکین المذکورین ایضا اسقاط صغار غایۃ الصغر خفیۃ کما شاہدنا ولہذا قال فی الدر المختار وافردہما بالذکر للخفاء انتہی الخفاء کونہما من جنس السمک رد المحتار فقد علم ان غیر الجریث من انواع المدور لیس من جنس السمک کما یوذن افرادہ بالذکر ولان الجریث لیس باسم المطلق المدور بل ہو اسم لنوع واحد منہ وکذا الکوسج والقرش لیسا من جنس السمک لانہما مختلف فیہما عند الشافعی مع ان عندہ یجوز اکل ما فی البحر کما مر فکیف یحل ان عندنا ولانہما لیس علیہما علامات السمک لا علانیۃ ولا خفیۃ ثم رایت ما نصہ المفتی فصیح الدین فی رسالتہ احکام الحیوان قرش حیوانیست وانیقدر بزرگ میشود کہ سفائن و مراکب را ضائع گرداند آنرا سید الدواب می نامند و قریش لقب ماخوذ ازہمین ست و در سواحل بلاد مغرب او را شمر ارموری نامند حکمش حرام ست نزد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و نزدیک آئمہ ثلاثہ حلال ست ثم رایت ما نصہ محمود شاہ فی فتاواہ السمک مالہ شق و شوک و قال فیہ ایضا والسمک مالہ فلوس و ما یبیض فی الماء و مالہ شقاق و یکون مولدہ و معاشہ فی الماء ولیس لہ لسان اصلا انتہی فقد علم مما ذکر ان الفلوس اشہر علامات السمک ولذا قد حکم فی الجریث والمارماہی بانہما سمکان مع انہما یتولدان ولا یبیضان ولا لہما شقاق بخلاف القرش والکوسج فانہما لیس علیہما فلوس ولا لہما شقاق ولا اشواک وانہما یقطعان الانسان کالسیف الماضی واللہ اعلم بالصواب کتبہ افقر العباد الی اللہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ٧٩ ما قولکم رحمکم اللہ اندرینکہ شخصے صحابی را قبل اسلامش نصرانی بود بعد تواتر ثبوت صحبت و اسلام او بنصرانیت طعن و تعییر میکند و او را النصرانی میخواند و درباره قبول روایتش باین لفظ تعلل مینماید کہ روایت عدی نصرانی ہم از مخصوص بود آن را بر مومنان قیاس نباید کرد

خبر آحاد عدی بن حاتم نصرانی الی قولہ اعتبارے نیست انتہی بلفظہ وجابجا عدی نصرانی وعدی نصرانی می نگارد واشاعت میکند پس شرعًا تعلق شخص مذکور قابل قبول ست یانہ وشخص مذکور مؤمن کامل ست کہ فاسق قابل تعزیر بینوا توجروا

ہو المصوب آنکس فاسق وواجب التعزیرست بعد اسلام کسی را تعبیر بکفر سابق واطلاق ہمچو الفاظ بروحرام ست لقولہ تعالی ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون چہ جائے کہ ہمچو صحابی جلیل القدر کہ ائمہ بر قبول روایتش اتفاق دارند ودر شمار صحابہ آنرا ذکر سازند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

از ڈمراؤن پرگنہ بھوجپور ضلع آرہ مکان قاضی ظہور عالم صاحب نزد شیخ غازی الدین صاحب بماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وبارک وسلم اما بعد سلام علیکم مستدعی جواب مسئلہ ہون کہ ایک شخص برہمن ہندو بت پرست ہے کہ رام کنہیا کو خالق مانتا ہے دین اسلام ومسلمانون کو برا کہتا ہے بلکہ اُسکے سایہ کو نجس جانتا ہے صاحب دولت داس کرکے مشہور ہے زید بکر خالد وعمر و یہ چار شخص صاحب ریش کلان شریف صورت ہین اگر دس بندرہ پچیس تیس روپیہ کی نوکری نزد برہمن مذکور قبول کرین وبعدہ امور ذیل کے مرتکب ہون اول جبکہ برہمن مذکور اپنی نشستگاہ پر بیٹھا ہو اور زید وبکر وغیرہ بھی حسب دستور دربار عام نام بردہ مین حاضر خدمت بیٹھے ہون اور بت موسومہ ٹھاکر کو جسے کہ وہ برہمن اپنا خالق جانتا ہے ایک برہمن پوجیری چاندی کی طشت مین رکھے ہوئے بڑے تزک سے سامنے لاوے تو برہمن مذکور سروقد اُٹھکر تعظیم اُس بت کی کرے وزید وبکر بھی بخوف ناخوشی وسوادبی وبرخواستگی خود وبخیال اسکے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤنگا مشاہرہ بند ہو جائیگا ساتھ ہی کیا بلکہ فی الفور بنظر تعظیم بت مذکور اوٹھ کھڑا ہو دوم برہمن مذکور ہر روز تولید بتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکار بحضور بت قایم کرتا ہے تو یہ حکم دیتا ہے کہ ہر ایک نوکران ہمارے اگر شریک مجلس نوروز ہون اور اگرچہ ہم زیب انجمن ہون مگر ہر ایک نوکران وحاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب بت سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اوٹھکر کھڑے ہو کر ہمارے بت کی تعظیم کرین

چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور د تعظیم و تکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اکثر بہ تعمیل حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہین باوجودیکہ برہمن مذکور نہین رہتا ہے زید بکر خود بخود بہ تعمیل دستور العمل بت پرستی نام بردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کو اوٹھکر تعظیم کرتے ہین اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باادب پیش بت جشن مذکور مین تعظیماً کھڑے رہتے ہین نخوف برخاستگی روگردان ہوکر علیحدہ ہونہین سکتے بطمع زر کھڑے رہتے ہین سوم جبکہ بت مذکور ایک بتکدہ سے دوسرے بتخانہ مین پونچایا جاتا ہے تو بڑی طیاری سے مثل بارات اقوام ہندو برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پاپیادہ جاتا ہے اور تمامی زید بکر وغیرہ کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اُسوقت خوش پوش ہوکر جلوس مین پیچھے پیچھے بُت کے تا در بتخانہ چلین چنانچہ زید بکر وغیرہ بطمع زر مشاہرہ خود بفراموشی وعدہ فی السماء رزقکم وما من دابۃ الخ بخوشی اس فعل کو بجالاتے ہین چہارم برہمن مذکور کی تعمیل حکم کو مقدم جانکر روز مرہ اذان سنکر جماعت مین نہین آتے ہین اور جمعہ کے روز جان بوجھکر کہ آج جمعہ ہے حکم یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الخ سے روگردان ہوکر تارک جمعہ ہوکر یہ عذر کرتے ہین کہ رزق کا معاملہ ہے حکم حاکم مرگ مفاجات بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہین کرسکتے پس بظہور امور موجبات کفر متذکرۂ صدر جبکہ زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے غافل و سالہا سال موجبات کفر پر مصر رہین تو ان سکو تجدید ایمان و نکاح لازم ہے یا نہین وبطمع زر زید بکر جان بوجھکر باز نہ آوین تو کافر ہوے بی بی اُنکی نکاح سے باہر ہوئین یا نہین اور بہ نسبت اولاد اُنکے کے شرع کیا حکم کرتی ہے بہ تصریح و تشریح بحوالہ وسند دستخط علمای مشاہیر سے مزین فرماکر زینت بخش اسلام فقط

ھو المصوب فتھا کتب فقہ مین ایسی صورت کہ اُسمین تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت اُنکی عبادت کے ہو حکم کفر لکھتے ہین اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہووے جسکا ذکر سوالات مین ہے اُسپر حکم لزوم تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہین خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر انتہی اور بہی اُسمین ہے وکذا الخروج فی اللیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الہند بالنیران والموافقۃ معھم فیما یفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ بسر نہتی والموافقۃ معھم فیہ

یفعلون من تزیین القبور والافراس والذهاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا انتہی اور بھی اُسمیں
ہے فی الفصول قال فی الجامع الاصغر رجل اشتری یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ
تعظیم النیروز کما یعظمہ المشرکون کفر انتہی اور بھی اُسمیں ہے فی نوادر الفتاوی ہر کہ رسوم ہنود در آئین تحسین کند
کافر گردد انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ اندر اینکہ اولیاء منکوحہ حین النکاح چیزے از ماکولات و مشروبات
و نقدیات کہ ماسوائے زیور و مہر مصرح و مہر مسکوت عنہ است برای اطعام و اعطائے اہل محلہ
و ہمسائگان بروجہ شرط کہ اگر اشیائے مذکورہ بدہند اولیائے منکوحہ در ازدواج و انکاح آن راضی شوند
ورنہ از ناکح و خاطب میگیرند پس این قسم گرفتن شرعا درست است یا نہ بینوا توجروا

الجواب مستعینا باللہ العظیم و مستنصرا بالرحمن الرحیم گرفتن این قسم چیزہا شرعا جائز نیست
و درست نیست قال فی الوسیلۃ الاحمدیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الراشی والمرتشی ومن الرشوۃ ما اخذہ ولی المرأۃ قبل النکاح اذا کان بالسوال او کان اعطاء
الزوج بناء علی عدم رضائہ علی تقدیر عدمہ اما اذا کان بلا سوال ولا عن عدم رضائہ فیکون
ہدیۃ فیجوز کما فی حاشیۃ لخواجہ زادہ وغیرہ انتہی وقال فی رد المحتار ومن السحط ما یاخذہ الصہر من الختن
بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلبہ یرجع الختن بہ انتہی وقال فی المعدن لا یجوز لاب البنت
ان یاخذ من الخاطب شیئا لانہ رشوۃ وقال فی العالمگیریۃ خطب امرأۃ فی بیت اخیہا فابی ان
یدفعہا حتی یدفع الیہ دراہم فدفع وتزوجہا یرجع بما دفع لانہ رشوۃ کذا فی القنیۃ قال فی قاضیخان رجل خطب
امرأۃ وہی تسکن فی بیت اختہا وزوج اختہا لا یرضی بنکاح ہذا الرجل الا ان یدفع الیہ دراہم فدفع الخاطب الیہ
دراہم کان لہ ان یسترد ما دفع الیہ لانہ رشوۃ نعم اگر چیزے بلا سوال و طلب اولیائے
منکوحہ بہ ناکح بدہند البتہ جائز و درست شدن میتواند زیرا کہ اشیائے مذکورہ بریں تقدیر از تحفہ و ہدیہ
شمار کردہ شود چنانچہ در عبارت وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مشرح حامر قوم گشت ہذا حکم الکتاب
واللہ اعلم بالصواب محمد اشرف علی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب و یوافقہ ما فی البحر الرائق
لو اخذ اہل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[illegible]

استفتا ۱ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی کہ خروج زنان شابہ در ولائم بشرطیکہ دران مداخلت غیر و بے پردگی و مانع دیگر از ممنوعات شرعیہ متصور نگردد درست یا نہ بینوا ہذہ المسئلۃ بدلائل من الفقہ والاحادیث فقط

ہو المصوب از معائنۂ کتب فقہ واضح است کہ ممانعت از رفتن زنان بمجالس و لائم برائے احتراز از فتنہ است بسبب اجتماع در ہمچو مجالس چنانچہ در رد المحتار زیر قول صاحب درمختار ویمنعہا من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ الخ می نویسد ظاہرہ ولو کانت عند المحارم لانہا تشتمل علی جمع فلا یخلو من الفساد عادۃ انتہے پس ہرگاہ در مجلس ولیمہ مداخلت غیر و بے پردگی و مانع شرعی دیگر نباشد درینصورت ممانعت را وجہی نیست البتہ ضرورت اذن شوہر خواہد بود و در صحیح بخاری از انس رضی اللہ عنہ مرویست ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساء وصبیانا مقبلین من عرس فقام ممتنا فقال اللہم انتم من احب الناس الی انتہی قسطلانی در شرح آن می نویسد فیہ شہود النساء والصبیان لولیمۃ العرس فلو دعت امرأۃ امرأۃ لولیمۃ او دعت رجلا وجب او استحب لا مع خلوۃ محرمۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۳ اکثر ادویۂ انگریزی از قبیل عرق جو ولایت سے تیار ہو کر آتے ہین علی ہذا بعضے اقسام بسکٹ کے جو بکس ٹین مین بند ہو کر فروخت کے لیے آیا کرتے ہین اُسمین خلط و امتزاج شراب کا شبہہ بشتر بوجہ سرعت نفوذ سرعت تاثیر کے باوصف قلت مقدار کے جو خصائص شراب سے ہے اور بھی باین وجہ کہ اہل یورپ اکثر خوگر استعمال شراب کے دوائین اور اسکے شرب کے بہر طور عادی ہوتے ہین ہوتا ہے اور بعضے ڈاکٹرون سے بعض عرقیات و بسکٹ مین اختلاط شراب کا سنا جاتا ہے ایسے حال مین استعمال و تناول اُن ادویہ و بسکٹ کا شرعًا از روی فتوی کے بھی منع ہے یا تا وقت ثبوت یقینی جواز استعمال و تناول فتوی اور تحرز و اجتناب تقوی ہوگا بینوا توجروا

از دھوری گھگرہ علاقۂ تھانہ کشن گنج ضلع پورنیہ مرسلۂ مولوی قادر بخش سہسوانی بماہ شعبان سنہ [illegible] ہجری

ہو المصوب جب یقین یا ظن اختلاط شراب وغیرہ کا ہووے اُسوقت استعمال اُن چیزون کا ممنوع ہوگا ورنہ نفس جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقوے کے ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۴ جونان یا بسکٹ کہ خمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہو اُسکا کھانا جائز ہے

یا حرام علماے کلکتہ نے فتوی اُسکے جواز اکل کا دیا ہے لہذا اکثر عوام بے تکلف اُسکو کہاتے ہین اور نہین کہانے والے پر عجب کرتے ہین لہذا جواب اس مسئلہ کا مفصلاً بتقریر عام فہم مستند بسند کتب معتبر وحنفیہ درکار ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بمذہب مفتی بہ جتنے اشربہ اور اشیاء سیالہ مسکر ہین وہ سب نجس ہین اور ایک قطرہ بھی ان کا حرام ہے اگرچہ نشہ نہ پیدا کرے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی لکھتے ہین قال محمد والائمۃ الثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی وصححہ والفتوی علی قول محمد انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے قال محمد ما اسکر قلیلہ فکثیرہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ ومذہب محمد انہ حرام ونجس انتہی اور سراج منیر مین ہے جملۃ انواع النجاسات خمسۃ وعشرون الخمر وما عداہ من الاشربۃ المحرمۃ انتہی اور شرح جامع صغیر حسامی مین ہے ہل ہی ای الاشربۃ وراء الخمر مثل الخمر فی النجاسۃ عن اصحابنا فیہ روایتان فی احدی الروایتین نجاسۃ غلیظۃ تمنع اذا زاد علی قدر الدرہم وفی روایۃ اخری خفیفۃ مقدرۃ بالکثیر الفاحش انتہی ہرگاہ ان عبارات سے حرمت اور نجاست تاڑی کی ثابت ہوئی پس ثابت ہوگیا کہ بسکٹ ونان پاؤ وغیرہ جسکے خمیر مین تاڑی مخلوط ہو کہانا اُسکا ناجائز ہوگا مثل خمیر خمر کے فتاوی قاضی خان مین ہے بخلاف الدقیق اذا عجن بالخمر وخبز فانہ یکون نجسا وتطہر انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے اذا عجن الدقیق بالخمر لا یوکل انتہی اسوجہ سے کہ جب تاڑی اور خمر دونون نجس ہین پس اسکے خلط سے وہ مخلوط بھی نجس ہوگا اور کہانا اُسکا حرام ہوگا اور قیاس اُسکا سرکہ تاڑی یا شراب پر باطل ہے اسوجہ سے کہ سرکہ مین انقلاب حقیقت ہوجاتا ہے اسوجہ سے حکم طہارت وحلت کا دیا جاتا ہے بخلاف خمیر تاڑی اور شراب کے کہ اسمین انقلاب ماہیت نہین ہوتا بلکہ بسبب خلط اور طبخ کے کمال اتصال اور التصاق ہوجاتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص انگریزی پڑہے خاص واسطے زبان دانی حاصل کرنیکے کیونکہ اکثر وقت ضرورت پڑتی ہے تو جائز ہے یا نہین اور اگر اس نیت سے نہ پڑھے بلکہ اُسکی نیت کچھ بھی نہو تو جائز ہے یا نہین اور اگر بغرض حصول روزگار کے پڑھا تو کیا حکم شرع ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ سرکار انگریزی مین روزگار بجز اسکے نہین ملسکتا تو ان تینون صورتون مین کسی صورت مین جائز ہے یا نہین

هو المصوب انگریزی پڑھنا اور زبان سیکھنا جائز ہی بشرطیکہ منجر تخلل دینی کی طرف نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص استنجا پاک کرکے بچے ہوے پانی سے وضو کرے تو وضو مکروہ ہوگا یا نہین فقط بینوا توجروا

هو المصوب مکروہ نہوگا مگر ترک اولے ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حضرات علماے سنیہ سے استفتا کیا جاتا ہی کہ اہل تشیع کے ہاتھ کا ذبیحہ یا مطاعمت ومناکحت اُنکے ساتھ جائز ہی یا نہین اور اُن امور کے حلت وحرمت باسناد متصل ومرفوع ومتواتر بحوالہ کتب مستند صحیحہ کے ثابت کرنا ضرور ہی جسمین جا بیجا قیل وقال نرہے اور امر حق بھی ہاتھ سے نجاوے تعصب ونفسانیت کی بو نپائی جاوے آجکل یہان اس امر پر مباحثہ ومناظرہ ہو رہا ہی سنی تو بحوالہ غنیۃ الطالبین وغیرہ کے کہتے ہین کہ مطاعمت ومناکحت وذبیحہ وغیرہ مطلق جائز نہین ہی بلکہ جن سنیون نے شیعہ کے یہان کھایا پیا ہی اُنکو دائرہ سنیت سے خارج کردیا ہی اور اُنکو اپنی مسجد مین نماز نہین پڑھنے دیتے بلکہ اطلاق کفر وارتداد کا کرتے ہین اور باہم مشاربت ومطاعمت مین اجتناب کلی اور احتراز قطعی ہی یہ جو لوگ دائرہ سنیت سے خارج ٹھہراے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کیا اہل تشیع اہل قبلہ نہین ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سواے تکبیر معلومہ ومروجہ کے کوئی اور تکبیر سواے نام اللہ کے ہی بس اہل تشیع کے ساتھ مطاعمت کرنے سے ہمکو دائرہ سنیت سے کیون خارج تصور کرتے ہو ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ وہان برابر مطاعمت ومناکحت

ہوتی ہے علاوہ اسکے اہل کتاب کا ذبیحہ وصید اور اُنکے ساتھ مطاعمت و مناکحت تک درست ہو اور یہ امور شیعہ کے ساتھ نہ درست ہوں اسکے کیا معنی پس حضرات سے التماس یہ ہے کہ جو ہوا در حق ام کتب صحیحہ مروجہ و متداولہ سے لکھیں اصلا نفسانیت و تعصب کا لگاؤ نہو زیادہ والسلام فقط

ہو المصوب ہر چند کہ ایک جماعت فقہا نے مطلقًا شیعہ کو بوجہ سب شیخین رض کے کافر لکھدیا اور بر بناء کفر اُنکے ساتھ مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ روافض کا فتوی دیا مگر منقح اور قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہوں وہ کافر ہیں انکا ذبیحہ حلال نہیں مناکحت اُنکے ساتھ درست نہیں شرکت اُنکے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے جائز نہیں اور جو ایسے نہوں گو سب صحابہ رض کرتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں ذبیحہ انکے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں مناکحت بھی اُنکی درست ہے ابو شکور سلمی کتاب التمہید فی التوحید میں لکھتے ہیں کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا وبعضہ لا فلو قال ان علیا کان آلہا نزل من السماء کفر ولو قال النبوۃ کانت لعلی وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم من قال ان علیا افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعۃ ولا یکون کفرا فہو قولہم ان علیا افضل من الشیخین رض ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشۃ ومعاویۃ رض وہذا کلہ وما اشبہہ یکون بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں الصحیح عند الحنفیۃ ان الروافض لیسوا بکفار والوجہ فیہ ان تدینہم اودعہم فیما دفعوا زعما منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم ہذا باطلا وما کذبوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فہم غیر ملتزمین للکفر والتزام الکفر کفر دون لزومہ انتہے اور در مختار میں ہے فی النہر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث انتہی اور فتح القدیر میں ہے اما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات انتہی اور رد المحتار میں ہے وبہذا ظہر ان الروافض ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی رض او ان جبرئیل غلط فی الوحی کان کافرا وان کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف عائشۃ فہو کافر انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ میاںجی و ملایان را بدعوت اجتماع نمودہ بعد اطعام طعام یا قبل اطعام طعام زیارت قبور علی الاجرۃ مے کنانند یعنی اگرچہ تعین فلوس وغیرہ نہ نمایند لیکن دائمی دادن اجرت فرض و واجب بدانند و ملا و میاںجی ہم بطمع فلوس بروند و اگر فلوس ندہند نروند درین نوع زیارت قبور و اطعام طعام در شرع شریف چہ حکم دارد و ایصال ثواب بر مردگان خواہد شد یا نہ بر تقدیر وصول ثواب اجرت گرفتن حلال باشد یا نہ و در حدیث لفظ زور و ابتاکید آمدہ است لیکن زیارت کنانیدن جائے ندیدہ شد آیا جائز است یا نہ و در ختم تسبیح و تہلیل تعین اجرت جائز است یا نہ

بینوا بالدلیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب در تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن و زیارت قبور وغیرہ اجرت گرفتن و دادن درست نیست در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد اعلم ان عامۃ کتب المذہب من متون وشروح وفتاوی کلہا متفقۃ علی ان الاستیجار علی الطاعات لایصح عندنا واستثنی المتاخرون من مشائخ بلخ تعلیم القرآن فجوزوا الاستیجار علیہ انتہی وہم در آنست التلاوۃ المجردۃ عن التعلیم من اعظم الطاعات التی یطلب بہا الثواب فلا یصح الاستیجار علیہا انتہی وہم در آنست شرط الثواب الاخلاص للہ فی العمل والقاری بالاجرۃ انما یقرأ لاجل الدنیا لا لوجہ اللہ بدلیل انہ لو علم ان المستاجر لایدفع الیہ شیئا لا یقرأ حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفۃ ولذا قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایۃ ان قاری القران بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری انتہی و در فتاوی ولوالجیہ مرقوم است لو زار قبر صدیق او قریب فقرأ عندہ شیئا من القرآن فہو حسن اما الوصیۃ بذلک فلا معنی لہا ولا معنی ایضا لصلۃ القاری لانہ یشبہ استیجارہ علی قراءۃ القرآن وذلک باطل انتہی و در فتاوی بزازیہ می نویسد اوصی بقاری یقرأ القرآن عند قبرہ بشئ فالوصیۃ باطلۃ انتہی و در تاتارخانیہ مے آرد ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ انتہی ازین عبارات واضح شد کہ در ہیچ زیارت قبور و تسبیح و تہلیل وغیرہ کہ مقصود در آن تحصیل دنیا می باشد ثوابے نیست نہ میت را و نہ کاسب را و اجرت ہیچ طاعات دادن و گرفتن ممنوع است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ باجا و تاشا و نقارہ و دف وغیرہ مزامیر بوقت نکاح یا شادی کے رسومات مین بجانا جائز ہے یا نہین بینوا و توجروا۔

ہو المصوب احادیث صحیحہ سے حرمت جملہ آلات غنا و مزامیر کی صاف صاف ثابت ہے مگر دف کہ اُسکی اباحت مین مجالس نکاح وغیرہ مین حدیثین وارد ہوئی ہین صحیح بخاری مین بطور تعلیق کے مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتکونن من امتی قوم یستحلون الحریر والخمر والمعازف سنن ابن ماجہ مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر اور جامع ترمذی مین مروی ہے تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظہرت القینات والمعازف اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ اور مسند ابن ابی الدنیا مین مروی ہے یمسخ قوم من ہذہ الامۃ فی آخر الزمان قردۃ وخنازیر قالوا یا رسول اللہ الیس یشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ قال بلی ویصومون ویحجون ویصلون قیل فما بالہم قال اتخذوا المعازف والقینات اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین وامرنی ان امحق المزامیر والکنارات اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے لیستحلن من امتی الحریر والخمر والمعازف اور سنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہے عن نافع قال سمع ابن عمر رضی اللہ عنہ مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونای عن الطریق وقال یا نافع ہل تسمع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیہ عن اذنیہ وقال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ہذا فصنع مثل ہذا اور جامع الترمذی مین مروی ہے اعلنوا ہذا النکاح واضربوا علیہ بالغربال ان اخبارون سے اور ایسی اور اخبار سے کہ ماہر فن حدیث پر مخفی نہین صاف ثابت ہے کہ جملہ آلات غنا کہ مسمی بمعازف و مزامیر ہین شرعا حرام ہین سواے دف کے اور کتب حنفیہ کو دیکھے تو بہت حنفیہ دف کو بھی منع کرتے ہین اور بہت حنفیہ مطلق غنا کو بھی حرام کہتے ہین تاتارخانیہ مین ہے ان کان السماع غنا فہو حرام لان التغنی واستماع الغنا حرام انتہی اور مبسوط مین ہے استماع الملاہی والتغنی کلہا حرام انتہی اور محیط مین ہے التغنی والتصفیق بہا واستماعہا کلہا حرام انتہی اور ہدایہ مین ہے دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام حتی التغنی لضرب والتصفیق انتہی

از ترچناپلی احاطہ مدراس کوچہ فرنگی گھنٹہ مرسلہ شاہ محمد منعم اللہ صاحب قادری ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

اور نہایہ مین ہے التغنی والتصفیق والطنبور والبربط والدف وما اشبہ ذلک حرام انتہے
قول فیصل اس باب مین جو موکد بالاحادیث ہی یہی ہو کہ نفس غنا عموما ممنوع نہین بلکہ اسمین
حرمت یا کراہت بوجہ عوارض خارجیہ کے عارض ہوتی ہے اور مزامیر سب ممنوع ہین
بجز دف کے کہ اُسکی رخصت نکاح وغیرہ مین وارد ہوگئی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ
سوال ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الجزار ای الذابح للشاۃ وغیرہا باجرۃ علی طریق الکسب
ہل یکون امامتہ مکروہۃ ام لا بینوا ماجورین رحمکم اللہ

ہو المصوب امامتہ لیست بمکروہۃ ولیس اخذ الاجرۃ علی ذبح الشاۃ وغیرہا ممنوعا شرعا
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ما قولکم ایہا العلماء السادات فی ذات اللہ عز وجل فہل یکون اصلا ومادۃ لذات
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ تعالی وایضا ذاتہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ

جواب ان ذات اللہ سبحانہ وتعالی قدیم وذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حادث فالقدیم
لا یکون اصلا ومادۃ للحادث لان القدیم فرد واحد لا یتجزی ولا یتبعض فلا یتفصل منہ شیء
فالذی لا یتجزی ولا ینفصل منہ شیء لا یکون اصلا لشیء کما یفہم من کتب العقائد وقال الزرقانی
فی شرح المواہب اللدنیۃ من نورہ ای من نور ہو ذاتہ لا بمعنی انہا مادۃ خلق نورہ منہا
بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شیء فی وجودہ انتہی واما معنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ
انہ منہ دون واسطۃ کما فیہ ایضا واما القدیم فہو قدیمان قدیم حقیقی وہو الذی لا ابتداء لوجودہ
فہو الحق سبحانہ وتعالی وقدیم مجازی وہو ما لوجودہ ابتداء لکن باعتبار اصلیۃ کل شیء وطولیتہ نعم
یطلق علیہ القدیم مجازا فہو ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لما قال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیۃ
الازلی القدیم لیس لہ ابتداء ویطلق مجازا علی ما طال عمرہ والوجود ثلاثۃ لا رابع لہا ازلی وابدی
وہو الحق سبحانہ وتعالی ولا ازلی ولا ابدی وہو الدنیا وابدی غیر ازلی وہو الآخرۃ انتہی ملخصا

نعم ان لہ شانا لہ مناسبۃ ما الی الحضرۃ الربوبیۃ کما فیہ ایضا واللہ اعلم بالصواب کتبتہ خادم الطلبۃ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما۔ ما احسن ہذا الجواب لقد فاز المجیب بالصواب وہذا ہو معتقد جمیع اہل الاسلام ومن اعتقد خلافہ فہو اما کافر مجاہر او ملحد وزندیق عند اہل الاسلام واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **سوال** ما قولکم ایہا العلماء السادات فی ذاتہ سبحانہ وتعالی ہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی ان لہ شانا لہ مناسبۃ الی الحضرۃ الربوبیۃ وایضا ما قولکم فی ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ

ہو المصوب ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حادثۃ والقدم بمعنی الازلیۃ وعدم سبق العدم مختص بالحق سبحانہ وتعالی عند اہل الاسلام خلافا للفلاسفۃ حیث قالوا بقدم العقول کما ان القدم بمعنی عدم الاحتیاج الی الغیر مختص بالواجب اتفاقا وقد دلت اخبار صحیحۃ علی انہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی والذات الالٰہیۃ لیست مادۃ للذات النبویۃ وکیف یجوز ان یکون القدیم مادۃ للحادث وما اشتہر من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق من نور اللہ فلیس المراد بہ کون النور الالٰہی مادۃ للنور احمدی بل الاضافۃ فیہ تشریفیۃ کما یقال للکعبۃ بیت اللہ وسیدنا عیسٰی روح اللہ ولما کان النور المحمدی مخلوقا قبل انوار جمیع الانبیاء وکان مشمولا فی ذلک الوقت بالعنایۃ الربانیۃ والمواہب الربانیۃ قیل انہ من نور اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم حمدا لہ تعالی مصلیا ومسلما علی رسولہ **سوال** وکل الاب رجلا بتزویج بنتہ الصغیرۃ فزوجہا الوکیل بحضرۃ ابیہا الموکل فی بیت ذلک الاب الموکل ثم ارادت البنت المزوجۃ خیار البلوغ فہل لہا خیار البلوغ ام لا بینوا توجروا

ہو المصوب لیس لہا خیار البلوغ لان تزویج الوکیل بحضرۃ الاب کتزویجہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کسی کار خیر کے انجام کی خوشی میں دعوت کرنا یا شیرینی تقسیم کرنا مثلا کسی لڑکا کلام مجید ختم یا شروع کرے یا محراب سناوے یا کوئی حج کرکے واپس آوے

یا کسی قسم کی ترقی ہو تو خوشی مین بنظر شکریہ اپنے رب کے دوستون وعزیزون وحاضرین ساکین
کو کھانا کھلاوے یا کچھ تقسیم کرے جائز ہے یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہے اصل اسکی حدیث صحیح بخاری ہے جو باب الطعام عند القدوم مین
مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ انتہی اور صحیح بخاری
ومسلم وغیرہ مین قصۂ قبول توبہ کعب بن مالک مین مروی ہے فلما جاءنی الذی سمعت صوتہ
یبشرنی نزعت لہ ثوبی فکسوتہما ایاہ ببشارتہ اور بھی اُسمین ہے قلت یا رسول اللہ ان من توبتی
ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ قال امسک بعض مالک قلت انی امسک سہمی الذی
بخیبر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فال لینا مصحف قرانی یا کسی
اور کتاب سے درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اسکے جواز کی کوئی دلیل صریح قرآن وحدیث مین پائی نہین گئی اور علما
اسمین مختلف ہین بعضون نے اسکو حرام کہا اور بعضونے مکروہ لکھا اور بعضون نے
جائز رکھا ہے مگر بدین شرط کہ اگر مخالف مقصود کے مسئلہ نکلے تو خیال بد نہ آنے پاوے ابو عبد اللہ
محمد بن الحاج مالکی مدخل مین لکھتے ہین التفاول فی الشرع ہو الذی لا یقصدہ الانسان حتی
یسمعہ ابتداء واما من یقصدہ فلیس من التفاول فی شئی واشد من ذلک التفاول فی فتح الختمۃ
والنظر فی اول سطر یخرج منہا اوغیرہ وذلک باطل وبیان ذلک انہ قد یخرج لہ منہا ایۃ عذاب
ووعید فیقع لہ التشویش من ذلک فرفع عنہ ذلک حتی ینقطع مادۃ التشویش بل یخشی علیہ
ان تقع لہ ما ہو اشد من ذلک ویؤل امرہ الی الخطر العظیم ومن الذخیرۃ قال الطرطوسی ان اخذ
الفال بالمصحف وضرب الرمل ونحوہما حرام وہو من باب الاستقسام بالازلام مع ان الفال حسن
بالسنۃ تحریرہ ان الفال الحسن وہو ما یعرض من غیر کسب مثل قائل یقول ما مصلح ونحوہ
والتفاول المکتسب حرام کما قالہ الطرطوسی فی تعلیقہ انتہی اور ملا علی قاری مکی حنفی
شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین الفال بالمصحف ما صدر عن السلف واختلف فیہ المتاخرون
ولا شک ان التشاؤم بما فیہ مکروہ سواء بالحروف وبالمعنی واما التفاول بالمعنی او بالظہور

از کتب خانہ صدر بازار [illegible] مطبع [illegible] محمد شاہ صاحب [illegible]

کبسملۃ ونحوہا فلا باس واما الحروف فلا دلالۃ لہا علی الحسن والقبح ابداً علامہ علی القاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین ومن جملۃ علم الحروف الفال بالمصحف حیث یفتحونہ وینظرون فی اول صفحۃ ای حرف وافقہ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ فان جاء حرف من الحروف المرکبۃ من تشخلام حکموا بانہ غیر مستحسن فی سائر الحروف بخلاف ذلک وقد قال ابن العجمی فی منسکہ لا یوخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلک فکرہہ بعضہم واجازہ بعضہم ونص المالکیۃ علی تحریمہ انتہی ولعل من اجازہ وکرہہ اعتمد علی المعنی ومن حرمہ اعتبر حروف المعنی فانہ فی معنی الاستقسام بالازلام انتہی اور سید عبد الباقی بغدادی رسالۂ مناسک الحج مین لکھتے ہین ومن الاستخارات الشائعۃ الاستخارۃ بالقرآن ویسمونہ تفاولا ولا یعلم منہا کیفیات شتی والظاہر ان ذلک مما لا دلیل علی مشروعیتہ ومن البدع ما یستعملہ الشیعۃ بالتفاول من السبحۃ ونحوہا وکذا ما یفعلہ کثیر من الناس بالتفاول بدیوان حافظ الشیرازی انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [٨٤] **سوال اول** علم رمل سیکھنا سکھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اصل رمل کی زمانہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہے اور اُنکے معجزات مین شمار کیا گیا مگر ہماری شریعت مین اُسکی ممانعت وارد ہے سید اللہ بریعۃ طحطاوی حاشیہ در مختار مین لکھتے ہین ہو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقطۃ بقواعد معلومۃ تخرج حروفا فتجمع وتستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی اور ابن حجر مکی کے فتاوی مین ہے ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ یشارک اللہ فی غیبہ انتہی اور صحیح مسلم وسنن ابو داود وغیرہ مین معاویہ بن حکم سے مروی ہے قال قلت ومنا رجال یخطون قال کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک انتہی جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابو داود مین لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناہ والصحیح ان معناہ من وافق خطہ فہو مباح ولا طریق لنا الی معرفۃ ذلک والعلم الیقینی بالموافقۃ فلا یباح وقال عیاض معناہ من وافق خطہ فذاک الذی تجدونہ اصابۃ مما یقول لا انہ اباح ذلک لفاعلہ قال ویحتمل ان ہذا

مرسلہ حافظ احمد حسین نقل نویس عدالت مجسٹریٹی نصیرآباد ضلع اجمیر ماہ رجب سنہ ۱۳۰۳ ہجری

نسخ من شرعنا وقال الخطابی ہذا الحدیث یحتمل النہی عن ہذا الخط وان کان علما للنبوۃ ذلک النبی وقد انقطعت فنہی عن تعاطی ذلک قال النووی محصل من مجموع کلام العلماء الاتفاق علی النہی عنہ الآن انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

سوال دوم شب برات مین حلوا وغیرہ اور عیدین مین سیویان پکانا اگرچہ قرض وغیرہ لینے کی نوبت پہونچے پر ضروری سمجھکر ضرور پکانا کیسا ہے یا بلا لحاظ رسوم اس نظر سے کہ پڑوس مین حلوا وغیرہ دیکھکے اپنے بچے روئین گے بخیال انکے رنج کے یا یہ کہ خود بھی شیرینی کا شوق ہے ان چیزون کا پکانا کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب اس باب مین کہ شرعا کوئی نص وارد نہین نہ نفیا نہ اثباتا حکم یہ ہے کہ اگر بپابندی رسم ضروری سمجھیگا کراہت لازم ہوگی اور اگر ضروری نہ سمجھے گا کچھ حرج نہین اور یہ کلیہ ہے تمام مباحات اور مندوبات اور بدعات مباحہ مین کہ منجملہ انکے حلوا اور سیویان وغیرہ بھی ہین اور استنباط اسکا اس قول ابن مسعود رض سے ہے جو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وابن ماجہ ونسائی نے روایت کیا ہے لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ مین ہے فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین غیر خدا کی منت ونذر کے باب مین اوسکا کھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب غیر اللہ کی نذر ومنت حرام ہے اور منذور غیر خدا کا شیرینی ہو یا فرینی کھانا ہر امیر وفقیر پر حرام ہے اور کسی حاجت کے وقت ذبح جانور یا اطعام طعام یا تقسیم شیرینی اللہ کیواسطے ماننا درست اور بعد حصول مقصد کے وفا اسکی واجب ہے مگر مصرف اُس کا محتاج وفقیر ہے ناذر کو اور امیر کو اُسکا کھانا روا نہین بحر الرائق مین علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی کی شرح درر البحار سے منقول ہے النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع حرام بوجوہ منہا

انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ
میت والمیت لایملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر
اللہم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی
ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصیرا
لمساجدہم او زیتا لوقودہا او دراہم لمن یقوم بشعائرہا الی غیر ذلک مما یکون فیہ نفع للفقراء
والنذر للہ وذکر الشیخ انما ہو محل لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ فیجوز بہذا
الاعتبار ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب او ذی نسب او علم ما لم یکن فقیرا
ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل
الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزین
فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتداۃ واخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد الناذر التقرب الی اللہ
وصرفہ الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ انتہی ملخصا اور اصل اس باب مین حدیث انما النذر
ما ابتغی بہ وجہ اللہ ہے جو مسند احمد مین مروی ہے اور سنن ابو داؤد مین ہے لا نذر الا فیما
ابتغی بہ وجہ اللہ اور بھی ابو داؤد نے روایت کی ہے ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ
فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل فیہ وثن من اوثان الجاہلیۃ یعبد قال لا قال اوف بنذرک
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات |

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ کسی دوست آشنا دستا دبزرگ کی
قدوم کی خوشی مین ضیافت کی نیت سے جانور ذبح کرے یا شیرینی تقسیم کرے یا بلا قدوم کسی اور
خوشی مین ذبح کرنا یا شیرینی بانٹنا درست ہے یا نہین اور اُسکے کھانیکا کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہو المصوب درست ہے فتاوی بزازیہ مین ہے ذبح شاۃ لضیف ذاکرا علیہا اسم اللہ
یحل اکلہ لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ ومن ظن انہ لا یحل لعلۃ انہ ذبح لاکرام
بنی آدم فیکون کانہ اہل لغیر اللہ فقد خالف القرآن والحدیث والعقل فانہ ان القصاب یذبح
للربح ولو علم انہ بخسر لا یذبح فیلزم علی ہذا الجاہل ان لا یاکل ما ذبحہ القصاب ولا ما ذبح للولایم
والاعراس والعقیقۃ ولو ذبح لقدوم الامیر او لقدوم واحد من العظماء لا یحل کلہ وان ذکر اسم اللہ

علیہ لانہ فرح بتعظیم خلق اللہ ولہذا لا یضعہ بین یدیہ بخلاف الاولی لانہ یقدمہ بین یدیہ وہو الفارق انتہی اور اصل اس باب مین قصہ کعب بن مالک کا ہے جو صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ جب توبہ اُنکی قبول ہوئی اُنھون نے اُسکی خوشی مین اپنا سب مال صدقہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ کسیقدر اپنے مال سے رہنے دو تب اُنھون نے اپنا حصہ جو غزوہ خیبر مین ملا تھا رہنے دیا باقی صدقہ کر دیا اور بھی اصل اس بحث مین شرعیت ولیمہ ہے کہ بعد شب زفاف کے مسنون کیا گیا ہے اور اُسکے فضائل مین احادیث صحاح مین مروی ہین اور وہ حدیثین جنمین بعد نکاح کے خرما وغیرہ لٹانا مروی ہے سنن بیہقی اور معجم طبرانی وشرح معانی الآثار طحاوی وغیرہ مین مروی ہین مگر اسانید مین اُسکے ضعف ہے اور اسی قسم سے اطعام اہل بارات ہے غرض احادیث متکثرہ سے جو وقائع مختلفہ مین وارد ہین یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کسی خوشی کے وقت کھانا کھلانا یا تقسیم طعام کرنا اور کوئی چیز تقسیم کرنا جائز ہے اور اُسکا کھانا ہر امیر وفقیر کو مباح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات)

استفتا ما قولکم ایہا العلماء فی ہذہ زید استعمال ناس میکرد وحقہ نوشیدن را حرام نمیگفت بکر می گوید کہ او کافر بود و مریدان او کافراند و نماز جنازہ حقہ کش نباید درین باب آنچہ حق باشد بیان سازید بینوا توجروا

ہو المصوب قول بکر درین باب محض لغو ست وہرگز قابل اعتبار نیست بر اہل اسلام لازم کہ تفہیم او سازند و از ین فتوی باز دارند مخفی نماند کہ در حقہ کشی از زمان حدوث کہ بعد سن یکہزار واقع شدہ تا این زمان علماء مذاہب اربعہ مختلف ماندند بعضے حکم حرمت دادند و بعضے مائل بطرف کراہت تحریمیہ شدند و بعضے بکراہت تنزیہیہ قائل گشتند و بعضے حکم اباحت مطلقہ دادند چنانچہ عبارات ایشان مع ما لہا وما علیہا در رسالہ خود ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان نقل ساختہ ام من اراد الاطلاع فلیرجع الیہا و در رد المحتار علی الدر المختار می نویسد اضطربت آراء العلماء فیہ فبعضہم قال بکراہتہ وبعضہم قال بحرمتہ وبعضہم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح الوہبانیۃ الشرنبلالی ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لا شک یفطرہ

وللعلامۃ الشیخ علی الاجھوری رسالۃ نقل فیہا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاہب الاربعۃ

قلت والف فی حلہ سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی الحنفی رسالۃ سماہا الصلح بین الاخوان فی

اباحۃ شرب الدخان واقامۃ الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او الکراہۃ فانہما حکمان شرعیان

لابد لہما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفطیرہ واضرارہ وان فرض اضرارہ

للبعض لا یلزم منہ تحریمہ علی کل احد انتہی وعبد الغنی نابلسی در حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ می نویسد

من البدع العادیۃ استعمال التتن والقہوۃ انتہی وشیخ عبد الخالق مزجاجی زبیدی حنفی در بعض

فتاوای خود می آرند قد تکلم ان العلماء المتاخرون فی ذلک لانہ لم یکن فی القرون السابقۃ فمن مفرط

فی ذمہ حتی جزم بالحرمۃ ومن مفرط فی مدحہ ومنہم من توسط فقال انہ مکروہ تحریما وہذا عندی احسن الاقوال

واعدلہا اذ لا قاطع بتحریمہ ولیس کل موذ ومنتن حراما والا لکان اکل الثوم والبصل والفجل والکراث

حراما بذا کلہ فی شرب دخانہ واما اکلہ وشمہ فہو مکروہ تنزیہا عندی لانہا دون شرب دخانہ انتہی

ملخصا وآنچہ بعد تنقیح دلائل طرفین واضح شد این ست کہ قول حرمت لا یعبأ بہ ست چہ حرمت

موقوف بر دلیل قطعی تحریم ست وحاکمین بحرمت دلیلے قطعی بر آن قائم نساختہ اند بلکہ جملہ دلائل

ظنیۂ شان ہم مخدوش اند چنانچہ بر مطالع ترویح الجنان مخفی نخواہد ماند وقول اباحت بلا کراہت

ہم خالی از خدشات نیست البتہ قول کراہت قابل اعتبار ست ایں ہمہ گفتگو در حقہ کشی ست

فاما خوردن تمباکو واستعمال آن در بینی پس دلیلے معتبر بر کراہتش ہم قائم نیست پس معلوم شد

کہ تکفیر مسلمے بسبب استعمال ناس وحقہ کشی ونہ ادا کردن نماز جنازۂ حقہ کش جرأتے عظیمہ از شان

عالم ہیچ جرأت بعید ست واگر بالفرض حرمت ثابت شود پس در مختلف فیہ بودنش شکے نیست

چہ جماعۃ از علما انکار حرمت ساختند وفتوی کراہت یا اباحت دادند ودر مسائل اختلافیہ تکفیر

چہ معنی دارد در شرح عقائد نسفیہ وغیرہ مسطور ست کہ حرامی کہ حرمتش بدلیل قطعی ثابت شود واختلافی

دران راہ ندادہ باشد حکم بحلت او البتہ موجب کفر میتواند شد فاما حرام مختلف فیہ

پس ہرگز بر محللش حکم کفر روا نیست وہمچنین ست در فتاوی بزازیہ وغیرہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی | ابو الحسنات

استفتا سوال طریق کفر کی ترجیح دینے والا مولوی اور مدد دینے والا اور راضی

از کشف الغطا عن حکم خلیا پارہ حرمسلہ شیخ عبد الغنی صاحب

ہونے والا عوام وخواص اُن لوگونکا شریعت مین کیا حکم ہے اور جو شخص مسلمان ہوکر دین اسلام کے طریق اور صورت اور لباس کو ناپسند کرکے برہما کے طریق کے موافق صورت اور لباس کو پسند کرکے اور بال لمبے بڑھا کر عورتون کے موافق جوڑا باندھتے ہین اور لباس برہما کا پہنتے ہین اور پسند اُسے کرتے ہین اُنکے لیئے شریعت کی روسے کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہوالمصوب ایسا شخص فاسق وفاجر ہے بلکہ طریقہ کفار کے پسند کرنے مین خوف کفر ہے واللہ علم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابوالحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہوا ے علماے دیندار رحمت کرے اللہ تعالی تمپر چونکہ اس ملک مین برہما لوگ شروع سال جیٹ مہینے مین تین روز تک اپنے برہما طریق کے موافق دریا مین قریب ہزار تک آدمی جمع ہوکر پانی کھیلتے ہین اور اُس پرب کو بیشو پرب کہتے ہین اور اُسی بیشو پرب مین جو برہما لوگ کا مبارک اور خوشی کا دن ہوتا ہے اور اُنکا بڑا پرب اور میلہ ہوتا ہے جیسا کہ مجوسی لوگ کا نوروز اور ہندی لوگ کا دیوالی اور بارنی اشنان دوچار کشتی لیکر بازی لگاکر ہار اور جیت کی کشتی دوڑاتے ہین اور کھیلتے ہین اور کشتی مین لال اور کالے رنگ کا جھنڈا اوڑاتے ہین اور ناچ اور ڈھول بجاتے ہین شعر اور اشعار پڑھتے ہین اور ایک گھڑے مین لال رنگ لگاکر پانی بھرکر اور ایک چھوٹی ڈالی انبہ کی اوسمین لگے رکھتے ہین اور کشتی دوڑاتے وقت جو آدمی کشتی دوڑانے کے لیے موجود رہتے ہین اُن لوگون کے بدن مین واسطے شگون کے کالا یا لال ایک ایک مرغی کا بچہ دیوتا کے نام پر چھوڑ دیتے ہین اس نیت پر کہ وہ کھیل کی کشتی دریا مین غرق نہو اسیطرح سے اس ملک کے مسلمان لوگ بھی اُسی برہما طریق کے موافق ان دنون مین اس فعل کو اچھا سمجھکر ذوق اور شوق اور خوشی اور خرمی سے کشتیان لے کر برہما لوگ کے ساتھ بازی لگاکر پانی کھیلتے ہین اور برہما کے ساتھ موافقت کرکے برہما لوگ کے افعال اور امورات سابق الذکر کو خوشی اور خرمی سے کرتے ہین اسیطرح مسلمانون کی عورتین بھی خوشی اور ذوق سے اچھی پوشاک اور لباس فاخرہ اور زیورات سونا اور چاندی وغیرہ پہنکر عطر اور خوشبو لگاکر خوانچہ مین بھات اور پکوان وغیرہ جہان کشتی کا تماشا ہوتا ہے اُسی کشتی دوڑانے والے لوگون کے کھانے کے لیے

لیجاتی ہین پردہ وغیرہ نذارد مثل عورات برہمنا کے اس افعال کرنیوالے مرد اور عورتون پر از روی شریعت شریف کیا حکم ہوتا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسے لہو ولعب کفار مین اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ انکی موافقت ورضا موجب کفر ہوتی ہے حدیث مین وارد ہے من کثر سواد قوم فہو منہم اور خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعونہ بسرتہی والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ من تزئین البقور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیہا کفرۃ الہند بالنیران والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منہم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ اجتمع المجوس یوم النیروز فقال مسلم خوب سیرت نہا دند یکفر انتہی اور بحر الرائق مین ہے وما جرت العادۃ لہم قد نصب امیر نیروز واجتماع الناس وخروجہم الی باب رحمہ واجتماعہم فیہ ثلاثۃ ایام فلا شک انہم ان ارادوا بہ تعظیم الیوم لذلک کفر وان ارادوا بہ غیرہ فالاصوب والاصوب ترکہ وکذا اجتماع المسلمین یوم فصح النصاری انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ہنود اس دیار کے ہر سال برسم پرستش گنگا یا دریا مین غسل کرتے ہین اور منت لڑکون کی اتارتے ہین اور انکا سر منڈواتے ہین اور ایک راس بزغالہ گوسفند مادہ کو سیندور لگا کر ہار گلے مین پہنا کر دریا مین ڈالتے ہین چنانچہ اُس پاٹھے کو ملاحان یا مسلمانان نکال لاتے ہین بعض اُسکو بیچ ڈالتے ہین بعض اپنے مصرف مین لاتے ہین پس آیا اُسکو ذبح کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین درست ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ ہے کیونکہ اُس آیت مین مراد مذبوح لغیر اللہ ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور ملک مالک سے خارج نہین ہوتا ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام ست یا حلال بمذہب معتبر ومفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام است بمذہب معتبر وہر چند کہ از بعض اشربہ مسکرہ نزد امام ابو حنیفہ وابو یوسف مقدار مسکر حرام ست ومقدار غیر مسکر ازان حرام نیست مگر بمذہب امام محمد قلیل وکثیر مسکر حرام ست وہمین ست قول معتبر روایۃ ودرایۃ ودر خزانۃ المفتین ست ذکر فی شرح مجمع البحرین الصحیح ما ذہب الیہ محمد انتہی ودر مجمع البرکات می آرد الفتوی علی قول محمد انتہی ودر ملتقی الابحر می آرد والکل حرام عند محمد وبہ یفتی والخلاف انما ہو عند قصد التقوی واما عند قصد التلہی فحرام اجماعا انتہی وزیلعی در تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق می نویسد الفتوی الیوم علی قول محمد حتی یحد من یسکر من الحبوب المتخذۃ من الحبوب والعسل واللبن والتین انتہی وقاضی بدر الدین عینی در رمز الحقائق شرح کنز الدقائق می آرد قال محمد والثالثۃ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم وعن ابن عمر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدار قطنی وصححہ والفتوی علی قول محمد والاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ التلہی فہو حرام بالاجماع انتہی ودر فتاوی بزازیہ می نویسد قال محمد قلیلہ وکثیرہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ انہ حرام ومذہب محمد انہ حرام ونجس کما ہو مذہب مالک والشافعی واحمد وابی داؤد واذا کان شربہ للہو فقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقا کما ہو المعتاد فی الزمان بین الانام یجتمعون علی ہذہ المسکرات کاجتماعہم علی الخمر انتہی وابو المکارم در شرح مختصر وقایہ می نویسد قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وفی الخلاصۃ ان الفتوی علی قول محمد انتہی ودر کفایہ حاشیہ ہدایہ میگوید ذکر فی الفتوی ان الفتوی علی قول محمد کذا ذکرہ الامام المحبوبی انتہی وفصیح الدین ونظامی ہروی در شرح وقایہ می نویسد ثم انہ فی مجمع البحرین انہ الصحیح فی کل الخمر بقول محمد وفی النہایۃ ان الفتوی علی قول محمد وفی الخلاصۃ قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وعلیہ الفتوی وفی الواقعات الحسامیۃ وبقول محمد ناخذ

بماہ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری از ملک بنگال شہر میدنی پور محلہ میر بازار مکان مولوی محمد علی صاحب وکیل عدالت جج مرسلہ مولوی لائق الدین صاحب

انتہی ودر جامع الرموز می نویسد حاصلہ ان شرب نبیذ الحبوب والحلاوات بشرط حلال عند الشیخین
فلا یحد السکران منہ ولا یقع طلاقہ وحرام عند محمد فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتوی کما فی الکفایہ
ودر شرح مختصر وقایہ الیاس زادہ رومی می نویسد الشیخ الخسروانی ذکر ان الفتوی علی قول محمد
انتہی ودر تنویر الابصار می نویسد وحرمہا محمد مطلقا وبہ یفتی انتہی ودر رد المحتار نوشتہ قولہ
وغیرہ کصاحب الملتقی والمواہب والکفایۃ والنہایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح درر البحار والقہستانی
والعینی حیث قالوا الفتوی فی زماننا بقول محمد لغلبۃ الفساد انتہی وہمچنین ست در بسیارے از
کتب معتبرہ متون وشروح وفتاوی چنانکہ بر ناظر کتب فقہ مخفی نخواہد ماند ہرگاہ ازین تفصیل معلوم
شد کہ بمذہب مفتی بہ قلیل وکثیر ہر مسکر حرام ست در حرمت یک قطرہ وزائد از آن اند
تاڑی کہ کثیر آن بلاشبہہ مسکر ست شکے باقی نماند وہمچنین در نجاست آن وحرمت نان پاؤ
کہ خمیرش از تاڑی باشد وانچہ در اذہان بعض علمائے زمان مرتکز گشتہ کہ معتبر درین بحث
قول شیخین ست بسبب اینکہ در متون ذکرش گشتہ وقول اصحاب متون مقدم ست بر قول
اصحاب شروح وفتاوی باطل ست چہ متون حنفیہ درین باب بر سہ مسلک اند بعض
اصحاب متون قول شیخین را وقول محمد ہر دو را ذکر کردہ اند وبعضے از اصحاب متون تصریح فتوی
بر قول محمد کردہ اند وبعض اصحاب متون صرف بر ذکر قول شیخین اکتفا کردہ اند وانچہ مشہور ست
کہ قول اصحاب متون مقدم ست مقید ست باینکہ شرح وغیرہم برخلاف آن فتوی ندادہ باشند
وہمچنین انچہ مشہور ست کہ مسائل ظاہر روایۃ مقدم اند بر مسائل نوادر مقید بہمین قید ست در تنقیح
فتاوی حامدیہ مرقوم است قد ذکروا ان ما فی المتون مصحح التزاما اذ التزام اصحاب المتون
ان یذکروا فیہا الصحیح وان تصحیح الصحیح اقوی من التصحیح الالتزامی انتہی ودر رد المحتار می آرد
فکان احد القولین ظاہر الروایۃ والآخر غیرہا فقد صرحوا اجمالا بانہ لا یعدل عن ظاہر الروایۃ فہو ترجیح
ضمنی فلا یعدل عنہ بلا ترجیح صریح لمقابلہ وکذا لو کان احد القولین فی المتون او الشروح
او کان قول الامام او کان ہو الاستحسان انتہی پس در ما نحن فیہ اگرچہ قول شیخین
در کتب ظاہر الروایۃ ومتون مذکور ست لیکن ہرگاہ شراح معتبرین ومشایخ معتمدین بر قول
محمد فتوی دادند اعتبار ترجیح ضمنی بسبب ذکر ارباب متون وغیرہ نماند وقول بعض اہل علم کہ این فتوائے

مشایخ خلاف رسم مفتی ست بحسب اقتضای عبارت قاضیخان ان کانت المسئلة مختلفا فیها بین
اصحابنا فان کان مع ابی حنیفة احد صاحبیه یاخذ بقولهما لوفور الشرائط و اجتماع ادلة الصواب فیهما
انتهی لغوست بچند وجه اول اینکه لزوم افتاء بمذهب شیخین یا طرفین وقتے ست که هر دو قول تساوی
فی الدلیل باشند و اگر دلیل یکی هر دو قول قوی باشد پس افتاء بر همان قول لازم ست گو خلاف
شیخین یا طرفین باشد آرے کسے که اهلیت نظر فی الدلیل ندارد آنرا بجز اختیار ترتیب چاره نیست
در در مختار می نویسد الاصح کما فی السراجیة وغیرها انه یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم
بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوة المدرک انتهی و در رد المحتار میگوید
قال الحلبی الذی یظهر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیة ان من کان له قوة ادراک لقوة
المدرک یفتی بالقول القوی المدرک ای الدلیل والا فالترتیب انتهی اقول یدل علیه ما فی السراجیة
والاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتهدا فهو صریح فی ان المجتهد یعنی من کان اهلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال
ما کان اقوی دلیلا والا اتبع الترتیب السابق انتهی و معلوم ست که در ما نحن فیه دلیل قول محمد قوی ست
علی ما سیاتی تفصیله پس فتوی مشایخ که بر قولش فتوی دادند موافق رسم مفتی واقع شد چه اکثر
از ایشان اهلیت نظر فی الدلیل میداشتند بعد تنقیح دلائل طرفین وظهور قوت ادله قول محمد فتوے
داده اند دوم اینکه اگر رسم مفتی مذکور علی الاطلاق درست باشد لازم می آید که فتوی مشایخ بر قول زفر
خلاف قول ابو حنیفه معتبر نباشد وهو خلاف الاجماع در رد المحتار میگوید وعن هذا تراهم قد یرجحون قول بعض
اصحابه علی قوله کما رجحوا قول زفر وحده فی سبع عشرة مسئلة فنتبع ما رجحوه لانهم اهل النظر فی الدلیل انتهی
سوم اینکه بعد فتوی دادن مشایخ که ارباب نظر و ترجیح بودند مفتیان را جائے چون و چرا نمی ماند بلکه
سر تسلیم خم کردن بر ایشان لازم ست در در مختار میگوید و اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه و صححوه کما لو افتوا
فی حیاتهم انتهی و علامه قاسم بن قطلوبغا در فتاوی خود طراز د الناس بین مقلد محض و مقلد له اهلیة
النظر فعلی الاول اتباع ما صححه المشایخ والثانی له الترجیح والتصحیح انتهی وانچه در اذهان بعض اهل علم جای گرفته
که فتوی مشایخ حنفیه بر حرمت قلیل و کثیر از هر مسکر صرف بر قول محمد نیست بلکه بقول ابو حنیفه و ابو یوسف
نیز هست زیراکه این فتوی در حق فاسقین شاربین بقصد لهو و سکر ست نه در حق قاصدین بهی الدوا و التقوی
عجیب ست چه از عبارت رمز الحقائق و ملتقی الابحر وغیره صاف واضح ست که شرب مسکر بقصد تلهی و سکر

بالاتفاق حرام ست پس درین صورت فتوی بر قول محمد چہ معنی دارد و اختلاف درمیان محمد و شیخین
در صورت شرب آنہا بقصد تداوی و تقوی بودہ ست و در ہمین اختلافیہ مشایخ فتوی بر قول
محمد دادہ اند پس این فتوی برخلاف قول شیخین گشتہ و لعلمی ہذا ظاہر علی کل من الطلبۃ فکیف خفی علی
الکملۃ و آنچہ بعض مدعیان علم و فضل میگویند کہ فتوی بر ارفق و اسہل و ہمچنین عمل بر ایسر باید بناءً علیہ
فتوی مشایخ بر قول محمد کہ موجب ضیق و عسر ست معتبر نیست غلط و باطل ست چہ اگر مراد این است
کہ در ہر مقام فتوی و عمل بر ایسر و ارفق باید اگرچہ دلیلش ضعیف باشد پس باطل ست نقلاً و عقلاً
سابقاً از حاوی قدسی معلوم شد کہ باعتبار در باب افتاء برای قوت دلیل ست و ابن ہمام
در فتح القدیر و حلبی در غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی نوشتہ اند لاینبغی ان یعدل من الدرایۃ اذا وافقہا
روایۃ انتہی و بیری زادہ در شرح اشباہ و النظائر میگوید قال ابن الشحنۃ فی شرح الہدایۃ اذا صح الحدیث
وکان علی خلاف المذہب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذہبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا فقد صح
عن الامام ابی حنیفۃ اذا صح الحدیث فہو مذہبی انتہی و اگر مراد این ست کہ در مواضع فتوی و عمل بر ایسر
باید پس مفید نیست چہ در انتاج شکل اول کلیت کبری شرط ست علاوہ برین اگر ہر جا اعتبار رفق
و یسر باشد لازم می آید کہ در باب جماعت نماز قول استحباب اختیار کردہ شود و قول سنت موکدہ
و وجوب کہ مرجح ست متروک شود و در باب اشعار حجاج قول امام بکراہت اشعار بدنہ اختیار
کردہ شود و در باب مزامیر سوای دف مثل طبلہ و عود و بربط وغیرہ قول حلت اختیار کردہ شود
وہذا کلہ لایقول بہ الا المتلاعب فی الدین المعرض عن نصوص سید المرسلین قطع نظر ازین اعتبار
عسر و یسر در صورتے ست کہ در مسئلہ اقوال مختلفہ غیر مرجحہ باشند فاما در صورتے کہ مشایخ قولی را ترجیح
دادہ باشند دران صورت اعتبار فتوی شان لازم ست در در مختار می آرد و ما نحن فعلینا اتباع
مارجحوہ و صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح قلت یعمل بمثل ما عملوا بہ
من اعتبار تغیر العرف و احوال الناس و ما ہو الارفق و ما ظہر علیہ التعامل و ما قوی وجہہ انتہی و آنانکہ
استدلال بر اعتبار یسر و رفق بقول صاحب قنیہ ینبغی للمفتی ان یفتی للناس بما ہو اسہل علیہم انتہی
و بقول صاحب کشف بزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسیرا علی العوام انتہی می سازند ناواقف
اند از مصطلحات علمای حنفیہ چہ مفتی در عبارات شان بمعنی مجتہد می باشد قاسم بن قطلوبغا در فتاوای خود

می نویسد اعلم ان مشائخنا یطلقون لفظ المفتی علی من لہ نوع اجتہاد فی المذہب ویطلقون علی امثالہا لفظ المتفقہ انتہی وانچہ بعض افاضل میگویند کہ در ما نحن فیہ جماعتے از حنفیہ قول شیخین را ہم تصحیح کردہ اند چنانکہ در خزانۃ المفتین می آرد فی الہدایۃ والنہایۃ وفتاوے قاضیخان وظہیر الدین والخلاصۃ وفتاوی الکبری وفتاوی اہل سمرقند والحمیدی ان الاصح ما علیہ ابو حنیفۃ وابو یوسف انتہی پس اعتبار این تصحیح باید نہ تصحیح قول محمد باطل است بچند وجوہ اول اینکہ مرجحان قول محمد اکثر اند بہ نسبت مرجحان قول شیخین چنانچہ بر ماہر کتب فقیہ مخفی نیست پس اعتبار مرجحان قول محمد لازم ست در تنقیح فتاوی حامدیہ مینویسد القیاس ان یعمل بما علیہ الاکثر کما نقلہ الشرنبلالی فی شرح امداد الفتاح من باب صلوۃ المریض انتہی دوم اینکہ از مرجحان قول شیخین اکثر از اصحاب فتاوی اند ومرجحان قول محمد اکثر از اصحاب متون وشروح اند چنانچہ بر ناظر کتب فقہ ظاہر ست وپر ظاہر کہ قول اصحاب متون وشروح مقدم ست بر قول اصحاب فتاوی سوم اینکہ الفاظ ترجیح قول محمد مثل وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وغیر ذلک کہ اند بہ نسبت الفاظ ترجیح قول شیخین مثل اصح وغیرہ پس بالضرور ترجیح قول محمد مرجح خواہد شد وانچہ مشہور ست کہ بوقت اختلاف تصحیح مشائخ مفتی مخیر است در صورتے است کہ ہر دو تصحیح مساوی باشند در رد المحتار زیر قول صاحب در مختار من وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدہما انتہی مینویسد ہذا المحمول علی ما اذا لم یکن لفظ التصحیح فی احدہما اکد من الآخر کما افادہ الحلبی ای فلا یخیر بل یتبع الآکد اقول وینبغی تقیید التخییر ایضا اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناہ آنفا عن البیری ولما فی قضاء الفوائت من البحر من انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی کذا لو کان احدہما فی الشروح والآخر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی انتہی ودر شروح مقدمہ غزنویہ سطر از دو لفظ الفتوی اکد وابلغ من لفظ المختار انتہی ودر کتاب لبۃ از تنقیح فتاوی حامدیہ مینویسد لفظ الفتوی اکد من لفظ التصحیح انتہی ودر فتاوی خیریہ مرقوم ست بعض لفظ الفتوی اکد من البعض فلفظ الفتوی اکد من لفظ التصحیح والاصح والاشبہ وغیرہا ولفظ وبہ یفتی اکد من الفتوی علیہ انتہی ودر رد المحتار مرقوم ست مقابل التصحیح والاصح ونحوہ قد یکون ہو المفتی بہ لکونہ ہو الاحوط والارفق بالناس او الموافق لتعاملہم

وغیر ذلک مما یراہ المرجحون فی المذہب داعیا الی الافتاء بہ فاذا صرحوا بلفظ الفتوی فی قول علم انہ الماخوذ بہ وظہر ان لفظ وبہ ناخذ وعلیہ العمل مساو للفظ الفتوی انتہی ودر کتاب الکفالۃ از فتاوی خیریہ مسطور ست قولہ والصحیح لا یدفع قول صاحب المحیط وعلیہ الفتوی انتہی چہارم اینکہ بعد اختلاف تصحیح وترجیح بجانب قول محمد قوت دلیل وموافقت شان بالنصوص صریحہ صحیحہ مجال خود ست پس لابد اعتبار ترجیح قول امام محمد خواہد شد در رد المحتار میگوید والحاصل انہ اذا کان للاحد القولین مرجح علی الآخر ثم صحح المشائخ کلا من القولین ان یکون الماخوذ بہ ما کان لہ مرجح لان ذلک المرجح لم یزل بعد التصحیح فیبقی فیہ قوۃ لم توجد فی الآخر انتہی انچہ گفتہ شد موافق ابحاث فقہیہ بود فاما باعتبار احادیث پس باید دانست کہ بسیارے از احادیث صحیحہ دلالت دارند بر حرمت قلیل وکثیر ہر مسکر بعض بصراحت وبعض باطلاق خود ازانجملہ آن احادیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام کہ در صحیح بخاری وصحیح مسلم وجامع ترمذی وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وسنن بیہقی ومسند احمد ومسند ابو یعلی وصحیح ابن حبان ومصنف عبد الرزاق وسنن دارقطنی وغیرہ باسانید کثیرہ معتبرہ مرویست وقول بعض علما کہ برین حدیث طعن کردہ ابراہیم نخعی چنانکہ در فتاوی قاضیخان مذکورست قال ابراہیم النخعی ما یرویہ الناس کل مسکر خمر خطأ لم یثبت انما الثابت کل مسکر حرام وکذا ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام لیس بثابت انتہی وطعن کردہ است یحیی ابن معین بر آن چنانکہ در عنایہ مذکورست روی عن یحیی بن معین انہ قال الحدیث الثلثۃ لیست بثابتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ والثابت کل مسکر حرام انتہی مردود ست چہ طعن یحیی بن معین برین حدیث اگرچہ در ہدایہ وعنایہ وغیرہ مذکورست لیکن جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی محدث حنفی در تخریج احادیث ہدایہ در حق آن میفرماید ہذا الکلام کلہ لم اجدہ فی شئی من کتب الحدیث انتہی وطعن نخعی بر تقدیر ثبوت آن قادح نیست چہ او انکار کل مسکر خمر کردہ کل مسکر حرام را ثابت گفتہ پس ہمین قدر باطلاق خود برای استدلال کافی ست علاوہ ازین ہرگاہ این حدیث در صحیح بخاری کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ست باتفاق علماء وصحیح مسلم وغیرہ موجودست عدم ثبوت آن چہ معنی دارد وعجب نیست کہ نخعی وابن معین را این حدیث بسند صحیح نرسیدہ باشد این ہر دو انکار منقول گشتہ پس بعد ثبوت آن بروایات معتبرہ در کتب حدیثیہ متعمدہ احتجاج بقول این ہر دو از شان علماء نیست ومنجملہ آن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در سنن نسائی

وابن ماجہ ومصنف عبد الرزاق مرویست وہمچنین در سنن ابو داؤد وابن ماجہ از جابر روایت موجودست وترمذی آنرا روایت کردہ حکم بحسن اسنادش دادہ ومنجملۂ آن حدیث سعد بن ابی وقاص است کہ در سنن نسائی مرویست ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ما اسکر کثیرہ وابن حبان ہم در صحیح خود آنرا روایت کردہ وحافظ عبد العظیم منذری در مختصر سنن ابی داؤد نوشتہ اجود احادیث الباب حدیث سعد انتہی ونسائی بعد روایتش گفتہ فی ہذا الحدیث دلیل علی تحریم المسکر قلیلہ وکثیرہ ولیس کما یقول المخادعون لانفسہم بتحریمہم آخر الشربۃ وتحلیلہم ما تقدمہا انتہی ومنجملۂ آن حدیث علی رضست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در سنن دارقطنی مرویست ومنجملۂ آن حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام کہ در سنن ابوداؤد وجامع ترمذی مرویست وہمچنین ست در صحیح ابن حبان ومسند احمد وترمذی بر اسنادش حکم حسن ساختہ ومنجملۂ آن حدیث ابن عمرست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در مسند اسحق ابن راہویہ ومعجم طبرانی مرویست ومنجملۂ آن حدیث فوات بن جبیرست کہ در مستدرک حاکم ومعجم طبرانی وسنن دارقطنی مرویست قال رسول اللہ صلعم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ومنجملۂ آن حدیث زید بن ثابت است کہ در معجم طبرانی مرویست پس بعد ورود این احادیث کہ صراحۃ دلالت دارند بر حرمت قلیل وکثیر ہر شراب مسکر مجال چون وچرا باقی نیست فانہ لا قول لاحد کائنا من کان بعد قول صاحب الشریعۃ صلی اللہ علیہ وسلم وحدیثے کہ فقہاء در اثبات مذہب شیخین پیش میکنند حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شراب پس زیلعی در تخریج احادیث ہدایہ بتضعیفش پرداختہ وازینجا معلوم شد کہ انچہ بعض فقہا از حدیث کل مسکر حرام جواب دادہ اند کہ مراد ازان قدح اخیرست کہ بدرجۂ سکر رساند بعد ثبوت احادیث صریحہ حرمت ہر قلیل وکثیر ہر مسکر قابل اعتبار نیست الحاصل بعد وضوح دلائل ترجیح قول محمد بحسب قواعد فقہیہ وقواعد حدیثیہ بر عالمے حلال نیست کہ فتوی حلت قلیل تاڑی ونان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد دہد فکل مسئول عنہ یوم القیامۃ لاسیما من ہو فی العلم والفقاہۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۹۲ استفتا ما قولکم ایہا العلماء فی ان الجمل اذا غذی بلبن الخنزیر من حین لدالی ان یکبر ایحل اکلہ ام لا بینوا توجروا

ہو المصوب نعم یحل اکلہ بعد ذبحہ لان لحمہ لا یتغیر وما غذی بہ صار مستہلکا لم یبق لہ اثر صرح بہ التمرتاشی

فی کتاب الحظر والاباحۃ من شرحہ لکتابہ تنویر الابصار المسمی بمنح الغفار واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۹۶ استفتا ہمنے ہدیۃ الحرمین مین دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کے سوم ودسوین وبیسوین وچہلم وغیرہ مین چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحابونکو کھلایا پس فی زماننا لوگ پھول پان وغیرہ کرکے چہلم وسوم ودسوین وبیسوین مین مانع ہوتے ہین کیسا ہے

ہو المصوب یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین مین لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ مین اسکا نشان نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۹۷ استفتا دائی جنائی کہ قوم ریداس یعنی چمار سے ہو اسکو گوشت عقیقہ کا دینا کیسا ہے اگر دیا جاوے تو کسقدر ہینو اتوجروا

ہو المصوب ایک ران بکری کی قابلہ کو دینا بہتر ہے کذا فی زاد المعاد فی ہدی خیر العباد اگرچہ قابلہ قوم چمار سے ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۹۸ استفتا مردے کے مکان مین مرنیکے روز سے برابر طعام معمولی اُس مقام پر جہان ہمیشہ پکا کرتا تھا پکنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب جائز ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۹۹ استفتا اگر کوئی شخص مثل کافرون کے پرستش شراب وگوبر کی کرے اور اعتقاد رکھے کہ جو کچھ فلاح وبہبود ہمکو ہے وہ بوجہ اسکی پرستش کے ہے اور نماز فرض عمر بھر نہ پڑھی ہو اگرچہ عیدین کی نماز پڑھتا ہو یا نہین اور جنازہ مین میت کے شامل رہتا ہو پس اُسکے یہانکا کھانا اور جو اسنے قربانی دی ہو یا بکری کو کسی نمازی سے قربانی کرایا ہو اُس گوشت کا کھانا اور نماز جنازہ جائز ہے یا نہین

ہو المصوب ایسا شخص کافر ہے اسکے ساتھ مسلمانون کے برتاو نہین کرنا چاہیئے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۱۰۰ استفتا ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص کی والدہ سید کی بیٹی تھین اور انکے والد شیخ صاحب تھے اب وہ دعوی کرتے ہین سید ہونے کا بلکہ دستخط کرنے مین اپنے نام کے بعد قرشی الحسنی لکھا کرتے ہین اب یہ دعوی کرنا حق ہے یا غیر کے نسب مین داخل ہونا ہے

اور اپنے نسب سے خارج ہونا ہے از روے شرع شریف کے وہ شخص سید ہوگا یا شیخ بینوا
بالتفصیل من الکتاب توجروا بالاجر الجمیل یوم الحساب

ہو المصوب باب نسب مین اصل یہ ہے کہ انتساب باپ کی طرف سے ہوتا ہے
نہ مان کی طرف سے پس جسکی والدہ سید کی بیٹی ہو اور باپ اُسکا سادات سے نہو اُسکو
اگرچہ من وجہ شرافت حاصل ہوگی اور بہ نسبت اون لوگون کے جنکے والدین غیر سادات سے
ہون کسیقدر فوقیت ہوگی مگر وہ شخص اپنے کو سید نہین کہہ سکتا اور نہ قرشی حسنی لکھ سکتا ہے
غیر قبیلہ مین داخل ہونا اور اپنے آبائی سلسلہ کو ترک کرنا سخت گناہ ہے بعض روایات مین
ایسے شخص پر جو اپنے سلسلۂ پدری کی طرف انتساب ترک کرکے دوسرے فرقہ مین داخل ہو
لعنت وارد ہوئی اور بعض مین فقد کفر کا اطلاق آگیا ہے بمعنی کفر عملی کے تفصیل اسکی کتاب الزواجر
عن اقتراف الکبائر لابن حجر المکی وغیرہ مین موجود ہے در شرح غرر مین ہے الولد یتبع الاب
فی النسب لانہ للتعریف والام لاتشتہر ویتبع خیرہما فی الدین رعایۃ لجانب الولد انتہی اور بحر رائق
مین شرح مین قول صاحب کنز کی الولد یتبع الام فی الملک والحریۃ والرق والتدبیر والاستیلاد والکتابۃ
مرقوم ہے قید بالتبعیۃ فیما ذکر للاحتراز عن النسب فانہ للاب لان النسب للتعریف وحال الرجال
مکشوف دون النساء حتی لو تزوج ہاشمی امۃ انسان فاتت بولد فہو ہاشمی تبعا لابیہ رقیق تبعا لامہ
کما فی فتح القدیر وہذا احتراز عن الدین فانہ یتبع خیر الابوین دینا لانہ انظر لہ انتہی اور طحطاوی حاشیہ
در مختار مین لکھتے ہین قولہ ولا فی نسب ای لا یتبع امہ فی نسب بہذا النص صرح فی ان الشریفۃ لیس ابنہا شریفا
وان کان لہ شرف حموی انتہی اور ابن عابدین شامی رد المختار مین لکھتے ہین من کان ولد امہا علویۃ
وابوہ عجمی یکون العجمی کفوا لہا وان کان لہا شرف ما لان النسب للآباء ولذا جاز دفع الزکوۃ الیہا
انتہی اور ہدایہ مین ہے لو اوصی لاہل نسبہ او لجنسہ فالنسب عبارۃ عمن ینسب الیہ النسب یکون من جہۃ الآباء
وجنسہ اہل بیت ابیہ دون امہ لان الانسان یتجنس بابیہ انتہی اور فتاوی خیریہ مین ہے خط لا یتہضی فی انالعو
شرفا کذا لاولادہ الی آخر الدہر اما اصل النسب مخصوص بالاب فقط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل مین اول بموجب

مذہب حنفی شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہین اگر ناجائز ہے تو اُسکا کھیلنے والا فاسق ہے یا کیا دوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ کھیلنے والا شطرنج کا فاسق معلن بموجب مذہب حنفی قرار پاسکتا ہی یا نہین سوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ شطرنج کھیلنے والیکے پیچھے جبکہ باوجود ممانعت مسلمانون کے وہ اس عادت کو ترک نکرے بموجب مذہب حنفی نماز بلا کراہت ہوجاتی ہی یا نہین اگر کراہت ہے تو کس قسم کی چہارم ایک مسجد مین جو امام مسلمانون کی طرف سے مقرر ہے وہ اوقات نماز مین شطرنج کھیلتا ہو اور نمازی جمع ہوکر بعد انتظار کسی اور شخص لائق امامت کو امام بناکر نماز پڑھلین تو ایسی صورت مین کوئی گناہ تو نہین ہے بینوا توجروا

ہوالمصوب درمختار مین مرقوم ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج واباحہ الشافعی وابویوسف فی روایۃ وہذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع انتہی ملخصاً اور ردالمحتار حاشیۂ درمختار مین ہے قولہ الشطرنج معرب شد رنج وانما کرہ لان من اشتغل بہ ذہب عناؤہ الدنیوی وجاء عناؤہ الاخروی فہو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی انتہی اور بہی اُسیمین ہے قولہ وہذا الخ وکذا اذا لم یکثر الحلف علیہ وبدون ہذہ المعانی لاتسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمتہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لہو ماسوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ حرام عندنا واختلفوا فی اللعب بالشطرنج فرخص فیہ بعضہم ولکن بثلث شرائط ان لایقامر ولایؤخر الصلوۃ عن وقتہا وان یحفظ لسانہ عن الجفاء والفحش فاذا فعل شیئاً منہا فہو مردود الشہادۃ وکرہ الشافعی کراہۃ تنزیہ لاتحریم کالنرد کذا فی مطالب المؤمنین وذکر الغزالی فی خلاصتہ انہ مکروہ عند الشافعی ایضا فلعل ما وقع فی کتبنا ہو قولہ الاول کذا فی نصاب الاحتساب وذکر الغزالی فی الاحیاء فی باب السماع اللعب بالشطرنج مباح ولکن المواظبۃ علیہ مکروہ کراہۃ شدیدۃ کذا فی مطالب المؤمنین انتہی ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا کہ شطرنج کھیلنے والا بطور عادت دائمی کے باتفاق حنفیہ وشافعیہ وغیرہم فاسق ہے اور اُسکے فاسق معلن ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے پس اہل اسلام پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو امام نہ بناوین اور اگر امام کسی مسجد کا مرتکب اس فعل کا ہو تو اوسکو امامت سے معزول کرین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

استفتا ۹۹ کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ مین کہ تمباکو کھانا از روی اتقا کیسا ہے
ترک اُسکا اولی ہے یا نہین اور جن وجوہ ثلاثہ کی بنا پر حقہ پینا نزدیک بعض علما کے مکروہ تحریمی ہے
اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اُسمین سے ایک وجہ یعنی بدبو تمباکو کی کھانیوالون سے پائی جاتی
ہے پس اس صورت مین ترک اُسکا اولی ہے یا نہین بینوا بسند الکتاب توجروا من اللہ الثواب
ہو المصوب عمدہ وجہ کراہت حقہ پینے کی تشبہ بالکفار و استعمال ما بہ العذاب ہے تمباکو کے
کھانے مین نہین ہے اور فی نفسہ تمباکو بدبودار نہین ہے البتہ کھانیوالے کی بد احتیاطی سے اُسکے
منہ سے بدبو آتی ہے اگر احتیاط ازالۂ بدبو نہ ہو سکے تو ترک اولی ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ
القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

فی الواقع تمباکو بنفسہ مباح ہے اور اُسکا کھانا اور نہ کھانا دونون مساوی ہین اولویت ترک کی اسمین
نہین ہو سکتی اولویت ترک مکروہ تنزیہی مین ہوتی ہے نہ مباح مین کما ہو المرقوم فی خلاصۃ الکیدانی
واللہ اعلم کتبہ العبد الفقیر محمد ان المدعو بادریس النگرامی عفا اللہ عنہ ۱۲۹۹ ۱۲ ح [محمد ادریس]

استفتا ۱۰۰ ما یقول العلماء المفتیون لآثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم درین صورت کہ مثلا شخصے است
کہ در ظاہر نماز فرائض و نوافل و اعتکاف و تراویح و نماز عیدین و جمعہ نمیکند و منہیات شرعیہ مثل دیدن
رقص طوائفان و شنیدن غنا بامزامیر از قوالان غنا پیشہ و فساق و دیگر آلات لہو مشغول میباشد
و با زنان اجنبیہ در خلوت می نشیند با اینہمہ مردم او را ولی کامل و غوث وقت میدانند ہزاران ہزار
مردم عوام با آنکہ ہیچ شرطے از شرائط پیر کہ در کتب تصوف مثل قول الجمیل وغیرہ مسطور است ندارد مرید میشوند
و میگویند کہ پیر ما را بہ نماز ظاہری حاجت نیست نماز باطن میخوانند و این خلوت با اجنبیہ ضرر نمیرساند
این کس موافق قاعدۂ شریعت و طریقت ولی وقت و غوث میتواند شد یا نہ و باوجود فقدان شرائط کہ مذکور
مرید شدن باین شخص درست است یا نہ موافق قاعدۂ شریعت و طریقت بیان فرمایند بینوا توجروا
ہو المصوب کمال دینی و دنیوی منحصر بر اتباع شریعت محمدیہ است و ہر کہ بر جادۂ شرع مستقیم
نیست نہ غوث خواہد شد نہ قطب و ہر کہ گوید کہ ما را از شریعت ظاہر چہ کار ما از ارباب باطن ایم آنکس
زندیق است و اعتقاد باچنین کس و مرید شدن او باوجود فقدان شرائط ارادت ہرگز ہرگز
درست نیست علامہ محمد برکلی رومی در طریقہ محمدیہ می نویسد و عند بعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکر

علیہم بعض امورہم المخالف للشرع ان حرمۃ ذلک فی العلم الظاہر وانا من اصحاب العلم الباطن وانہ حلال فیہ وانکم تاخذون عن الکتاب وانا ناخذ من صاحبہ یعنی محمدا علیہ الصلوۃ والسلام کلہ الحاد وضلال اذ فیہ ازدراء بالشریعۃ المحمدیۃ فالواجب علی کل من سمع ہذا المقال الانکار علی قائلہ والجزم ببطلان مقالہ بلا شک ولا تردد ولا توقف والا فہو من جملتہم ویحکم بالزندقۃ علیہم وقد قال سید الطائفۃ الصوفیۃ جنید البغدادی الطرق کلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول وقال ابو یزید البسطامی لبعض اصحابہ قم بنا حتی ننظر الی ہذا الرجل الذی قد شہر نفسہ بالولایۃ وکان رجلا مشہورا بالزہد فمضینا الیہ فلما خرج رمی بزاقہ الی جہۃ القبلۃ فانصرف ابو یزید ولم یسلم علیہ وقال ہذا الرجل غیر مامون علی ادب من آداب رسول اللہ فکیف یکون مامونا علی ما یدعیہ من الکرامات وقال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یطیر فی الہواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود والنظر ایہا العاقل الطالب للحق ان ہؤلاء عظماء المشائخ وعلماء الطریقۃ وکبراء ارباب السلوک والحقیقۃ کلہم یعظمون الشریعۃ الشریفۃ ویبنون علومہم الباطنۃ علی السیرۃ الاحمدیۃ والملۃ الحنفیۃ فلا یغرنک طامات الجہال المتنسکین وشطحہم الفاسدین المفسدین الضالین المضلین بعد ان کانوا زائغین عن الشرع القویم ومائلین عن الصراط المستقیم خارجین عن مناہج علماء الشریعۃ فالویل کل الویل لہم ولمن تبعہم وحسن امرہم فہم قطاع طریق اللہ سبحانہ عن العابدین یلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق وہم یعلمون انتہی از اینجا واضح شد کہ ہر کہ بر جادۂ شرع مستقیم نیست قابل بیعت واعتقاد نیست بلکہ گمراہ شدہ وگمراہ کنندۂ خلق اللہ است اعاذنا اللہ من ذلک کلہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۹۹ مردہ کے لیئے قرآن پڑھوانا اُن لوگون سے جو لوگ قرآن پڑھنے کی اجرت لیتے ہین اور روزی اپنی اُسیکو ٹھہرالیا ہے جن لوگون کو جہلا لوگ ملانا روحی بولتے ہین جائز ہے یا نہین

ہو المصوب نہین درست ہے قرآن پڑھنے کی اجرت لینا حرام ہے کما فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰۰ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین کہ شخصے گوید یا اعتقاد دارد کہ معنی واقعی آیۂ کریمہ ہمین ہست کہ من میگویم اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برای زجر والزام مخاطبیکہ اعتراض می کرد چنین تفسیر فرمودہ یعنی خلاف واقع بیان نمودہ پس تفسیر رسول قابل قبول نباشد غایۃ

مافی الباب مخصوص معرض گردد (تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ایمۂ حدیث روایت کردہ وتحسینش کردہ وجمہور مفسرین ثابتش داشتہ قبول نمودہ) پس این چنین گفتن یا اعتقاد داشتن شرعاً جائز باشد یا نہ ودرین صورت تغلیط وتخطیۂ رسول صلعم بلکہ تکذیب رسول ودروغ بستن برسول خدا عزوجل لازم آید یا نہ وفی الحقیقۃ کسے را خواہ نبی باشد یا نہ برای دفع الزام معاند یا برای زجرش قرآن را برخلاف واقع تفسیر نمودن جائز است یا نہ وبر تقدیر عدم جواز ہر کہ اعتقاد جوازش دارد یا تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را خلاف واقع دانستہ بتغلیط وتخطیہ اش پیش آید شرعاً حکمش چیست

ہو المصوب کسے را خواہ نبی باشد یا غیر نبی جائز نیست کہ بجائے دفع الزام معاند وزجر تفسیر قرآن برخلاف واقع سازد واعتقاد ہمچو امور در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحاد وتزندق ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم بود کہ معانی قرآنیہ حسب مراد پروردگار بیان فرمایند وبغرض دیگر بیان واقعی را مخفی نسازند وغیر واقعی را تفسیر نگردانند قال اللہ تعالی فی کتابہ مخاطبا لہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس وقال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس صورت مین کہ زید نے مسماۃ ہندہ بالغہ نا کتخدا سے نکاح کیا زید حتی الوسع خود خبرگیری نان ونفقہ ہندہ کی کرتا ہے اور ہندہ سب طرح سے اطاعت زید مذکور کی کرتی ہے لیکن زید کو ہندہ کیطرف سے ہمیشہ شبہہ زنا کا رہتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ بعد بہت استفسار کے ہندہ نے خود زید سے اقرار کیا کہ مین بکر سے مرتکب فعل شنیعہ کی ہوئی ہون باوجود پردہ داری کے مسمی زید کو اپنی زوجہ کیطرف سے شبہہ زنا مردان مختلف سے ودیگر امور خلاف شرعی یعنی روبرو ہونا مردان نامحرم کا رہتا ہے اس صورت مین زید کو طلاق دینا عورت مذکور کو واجب ہے یا نہین اور اگر طلاق نہ دے تو زید کو ساتھ ہندہ کے کس طرح سے پیش آنا چاہیے اور اگر زید ہندہ کو طلاق نہ دے گا تو گنہگار ہوگا یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اگر زید اپنے نفس پر قادر ہو کہ بعد طلاق دینے کے اسکیطرف التفات نکرے تو طلاق دینا اسکو بہتر ہے اور اگر نہین تو نکاح مین رکھے اور حتی الوسع نصیحت وزجر وتوبیخ کرتا رہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۰۱ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین مسئلہ کہ زراعت دانہ خشخاش کی کرنا اور اُس سے افیون نکالکر بدست انگریزان یا دیگران کے فروخت کرنا درست ہے یا نہین اور انتفاع اُس کا حلال ہے یا حرام اور دوا مین افیون ملانا درست ہے یا نہین اور بچونکو بحالت شیرخوارگی افیون دینا درست ہے یا نہین

هو المصوب زراعت دانہ خشخاش کی درست ہے اور اُس سے افیون نکالنا اور بیچنا حرام ہے اور دوا مین افیون ملانا اور لڑکونکو کھلانا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۰۲ زید بمکان یا بر بالائے خانہ زنان خود با آواز بلند با یک دیگر کلامے میکنند کہ سخنان آن ہو می الیہ بکین مکان بیرون چنانکہ باید باصوات جلی بے تامل می شنوند و اینان زید را بچنین آواز مانع می آیند و تعرض میکنند چہ میفرمایند محدثین محی سنت والدین و مفتیان شرع گزین بہ نسبت آن شخص مذکور چہ صورت الیشان مثل صوت زنان ست کہ آنرا ہم کلام کردن باواز دراز بہ اندرون عمارت در شریعت ممانعت آمدہ است لشرع شریف چہ اذن است

هو المصوب مستورات را واجب ست کہ آواز خود را بلا ضرورت شرعیہ در گوش اغیار نہ اندازند و کلام کردن باواز بلند گناہ است و بر زید ہم احتیاط درین باب واجب است کہ از زنان چنان کلام نسازد کہ بیرون آواز آنہا رسد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۰۳ ذکر چیزے نحس نیز بحدیث شریف یافتہ شدہ است یا نہ امید کہ بعین توجہ ثبت فرمایند

هو المصوب شرعا نحوست در چیزے نیست و فال بد گرفتن و در چیزے نحوست اعتقاد کردن در احادیث منع از آن وارد شدہ است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۰۴ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ حرام مغز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی در صورت مکروہ تحریمی ہونے کے نکالنا حرام مغز کا سب جانوران چھوٹے بڑے مثل بکری و مرغ و کنجشک و کبوتر وغیرہا مین واجب ہے یا صرف بڑے جانورو نمین بینوا توجروا

ھو المصوب نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین وغیرہ مین اسکو مکروہ لکھا ہے اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اسکی تنزیہی ہے نہ تحریمی بناء علیہ جو جانور کہ نکالنا حرام مغز کا اوسنے بتکلف ہوتا ہو اوسمین نکالنا کچھ ضرور نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۶ **استفتا** گانا راگ کا عموماً و معرفت کا خصوصاً درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ھو المصوب اگر بلا مزامیر اور بلا محرمات اور بلا مجلس وغیرہ کے ہو مضائقہ نہین ورنہ حرام ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۷ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے کہا فلان شخص خدا گنج کو گیا مقصود اس سے وفات ہو اس مین شک ہوتا ہو کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہے

ھو المصوب چونکہ یہ لفظ متعارف خبر وفات مین ہے اور اس سے غرض حق جل شانہ کیواسطے گنج یا مکان ثابت کرنا نہین ہوتی ہے اسوجہ سے اطلاق اس لفظ سے کفر و شرک نہوگا مگر موافق ظاہر لفظ کے معنی اسکے قبیح ہین ایسا لفظ بولنا جناب حق تعالی مین موجب کمال بی ادبی کا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۸ **استفتا** ما قولهم رح فی ہذہ المسألۃ جو روپیہ زید نے واسطے زاد راہ حج کے جمع کیا اکثر اوسمین سے زید کو مہاجنان سود خوار سے حق وکالت مین اونکی حاصل ہوا ہے تو ایسے روپیہ سے حج کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ھو المصوب نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۹ **استفتا** چہ میفرمایند علمای دین درصحت احادیث مسطورۂ ذیل و درصورت صحت دو سوال اند اول اینکہ در کدام کتاب از صحاح ستہ واقع اند دوم اینکہ تناکح باین قوم ملعون حرام ہست یا نہ واگر مکروہ تحریمیہ ہست باز ہم چہ وجہ دارد زیراکہ نکاح مومن با کتابیہ و تواکل و تشارب با اہل کتاب در حالت عدم استعمال شان لخمر و خنزیر وغیرہ جواز دارد پس روافض ذی الشان بدرجہا اولی ہستند چراکہ کلمہ گو یانند و تکفیر اہل قبلہ در مذہب اہل سنت

جائز نیست حتی کہ بعضے ہمین مرلعنت بر یزید پلید ہم غیر جائز داشتہ اند پس حال روافض از اہل کتاب و عبدۂ اہل بیت کہ قتل اولاد رسول صلعم بامر او شدہ تفاوتی دار دیانہ وکافر گفتن انبیا باوجود کلمہ گوئی بچہ دلیل رواست واگر در حقیقت احادیث مرفوعہ غیر صحیح باشند فلا کلام فی الموضوعۃ عن علی رض عن النبی صلعم یا علی یخرج فی آخر ہذا الزمان قوم یسمون الرافضیۃ یرفضون الاسلام وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سب ابابکر فقد سبنی وعنہ حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وعنہ صلعم من احب عمر فقد احبنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی وعن جابر عن النبی صلعم اتی بجنازۃ فلم یصل علیہ قیل یارسول اللہ صلعم ما رایناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ہذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالی وعنہ صلعم من سب اصحابی فقد سبنی انتہی وعنہ علیہ السلام ان اللہ تعالی اختار لی اصحابا فجعلہم اصحابی واصہاری وسیجی من بعدہم قوم یبغضونہم ویسبونہم فان ادرکتموہم فلا تناکحوہم ولا تواکلوہم ولا تشاربوہم ولا تصلوا معہم ولا علیہم۔ جواب این سطور بحوالۂ قرآن وحدیث ثبت فرمایند اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہو المصوب بعض ان احادیث کی مثل عن جابر انہ اتی بجنازۃ الخ جامع ترمذی میں موجود ہے اور بعض جامع صغیر میں سیوطی نے نقل کی ہیں لیکن اس قسم کی سب حدیثیں تہدید اور زجر اور ردپر ہیں اور صحیح مذہب یہی ہے کہ تکفیر اہل قبلہ کی نہ چاہیے لیکن نکاح فرق مخالفہ کے ساتھ بسبب انکی فسق کے مکروہ ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین اس صورت مین کہ دروازے چوکھٹ یا دالان کی دہلیز کو بزرگ جاننا اور اوسپر جوتہ رکھنے کو برا سمجھنا اس معنی کر کے کہ جو فقیر یا بزرگ آتا ہو دہلیز کو دعا دیتا ہے کہ بابا تیری چوکھٹ سلامت رہے یہ امر کیسا ہے

ہو المصوب یہ امر لغو اور خرافات ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ اہل سنت والجماعت تعزیہ داری مثل تعزیہ داری شیعہ کے کریں یعنی تعزیہ بنانا اور علم رکھنا اور سینہ زنی کرنا اور مالیدہ وشربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اوسپر نذر دینا اور اسکو تبرک جانکر کھانا اور پینا اور یوم عاشورہ کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور عاشورہ کے دن فاقہ کرنا اور قریب شام فاقہ جو کی روٹی سے

توڑنا اور روزہ کو بدعت جاننا اور یہ کہنا کہ روزہ یزید کی ماں نے خوشی مین قتل امام حسین رض کے رکھا تھا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سیوم کرنا مثل سیوم مردہ کے اور راو سمین اول قرآن خوانی کرنا اور پھر مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانہ تقسیم کرنا یہ امورات واجب ہین یا سنت بدعت ہین یا حرام یا ممنوع اور انکار کرنیوالا کیسا ہے

ہو المصوب یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہین اور مرتکب انکا مبتدع و فاسق ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۱۲ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شخصے سبحہ گردانی علی الدوام در خواندن اوراد یعنی تسبیح و تہلیل و تحمید و استغفار و درود شریف مصروف میباشد و بعضے از نوافل مثل سنت عصر و صلوۃ الاوابین بعد مغرب و سنت عشا می گذارند و اکثر تحریص میگویند کہ اینہمہ بدعت ست مرتکب این امورات مبتدع است بحکم الجہاد مع المبتدع افضل من جہاد الکفار قتال باوی لازم ست و بعد از نماز مفروضہ رفع یدین را برای دعا ہم منع کردہ میگویند کہ این بدعت است درین باب حسبۃً للہ ہرچہ حکم شرع باشد بیان فرمایند

ہو المصوب سبحہ گردانی فی نفسہ امری ست مشروع بشرطیکہ از ریا خالی باشد و این چنین سبحہ مروج اگرچہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ در زمان صحابہ و تابعین یافتہ شدہ است چنانچہ علامہ سیوطی در بعض رسائل خود تصریح کردہ است پس سبحہ گردانی بہیچ طور بدعت خواہد شد و در باب صلوۃ الاوابین وغیرہ نوافل در شرع ترغیب وارد شدہ است ہر کسی باید کہ اوقات خود در ہمچنین عبادات گذارد و مجلس مولود شریف را علمای سلف بدعت حسنہ تحریر فرمودہ اند و در ہمچنین مجالس حاضر شدن بشرطیکہ خالی از موانع شرعیہ باشد امریست مستحسن اکابر محدثین و فقہا این را آن مستحسن شمردہ اند و رفع یدین در دعا امریست مستحب ملا علی قاری تحقیق این امر کما حقہ در شرح مشکوۃ و در شرح حصن حصین کردہ است الحاصل شخصے کہ این چنین امور مثل سبحہ گردانی و حضور مجالس مولود شریف و رفع یدین در دعا میکند اگر نیت آن خالص ست مثاب خواہد شد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۱۳ علمای دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کیا حکم فرماتے ہین کہ ایک عورت طوائف تائب ہوئی ہے اوسکے پاس مال اپنے پیشہ کا لہذا وختہ سابق جمع ہے

اوسمین سے کار خیر مثل میلاد شریف زکوۃ اور جمیع کار خیر وغیرہ مثل ذلک وخیرات بجا لاتی ہے اور تنخواہ تعلیم کنندۂ قرآن کہ خود اور ایک لڑکی پڑھتی ہے اور بسا کلان قرآن دیتی ہو اور کرتی ہے اور اراوہ اسطرح ہے کہ ہمیشہ یہ امور جاری رہین ہرگاہ کہ یہ سب امور اوس مال سے ناجائز و نادرست ہون اس صورت مین اوسکو عذر چند طرح کے پیش ہین اول یہ کہ کھانا اوسی مال سے واسطے طاقت نماز پڑھنے کے کھاتی ہے اور کپڑا واسطے ستر عورت کے پہنتی ہے کہ نماز درست ہووے دوسرے یہ کہ روزہ رکھتی ہے اور اوسی مال سے وقت افطار کے کھاتی ہے اور کھلاتی ہے تاکہ دوسرے روز روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہووے تیسرے یہ کہ بروز عید الضحی قربانی کرتی ہے اور مساکین کو گوشت دیتی ہے چوتھے یہ کہ ارادہ حج بیت اللہ شریف کا رکھتی ہے سو یہ سب کام احکام فرض اور خیر کے ہین یہ سب بھی ناجائز ہو جاوین گے یعنی نماز اور روزہ اور قربانی اور حج درست نہونگے تو سبکو چھوڑے اور دست بردار ہو جاوے اوسپر بھی فکر رہی کہ اوس مال اندوختہ کو کس کام مین خرچ کرے آیا شراب خواری اور عیاشی و قمار بازی کرے یا اوس شراب خوارون یا اوباشون اور قمار بازونکو دیڈالے کہ وہ سب اپنے فعل شنیعہ مین خرچ کرین یا یہ کہ انگریزونکو دیدیوے اور قرض بس جو معقول صورت اس مال کے متعلق ہو تحریر فرمائیے

ہو المصوب مال حرام سے امور خیر کرنا او رکھانا پینا اور اوسکو تصرف مین لانا سب حرام ہے اور اگر اوس مال کو امور حرام مین صرف کریگی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی اوس طوائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لیکر اوس مال سے ادا کرے اور جسقدر اوسکے پاس مال حرام ہو اوسقدر قرض لیکر سب امور خیر کرے اور اوس قرض کا ادا اوسی مال حرام سے کر دے واللہ اعلم

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۱۱۶ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ عورتون کو اس قسم کا زیور نقرئی پہننا جو خود بجنے والا نہو مگر ایک دوسرے سے لگ کر بجے جیسے کڑے چھڑے معمول اس دیار کے تین تین عدد پیرون مین پہنتے ہین اور بروقت رفتار لگ کر بجتے ہین یا گھنگرو اس قسم کے کہ جنکے اندر بجانیوالا دانہ نہو مگر وہ بھی آپس مین لگ کر بجتے ہون جائز و درست ہے یا نہین

ہو المصوب عورتون کو ایسا زیور پہننا جو حرکت پاکر خود آواز کرے یا ایک دوسرے سے لگ کر بجے جسکی آواز سے اظہار مخفی زینت کا ہو اور جانا جاوے کہ عورت فلانی زیور والی ہے منع ہے اسواسطے کہ علم باواز زیور مورث میل و خواہش کا ہوتا ہے مردون کو کما فی البیضاوی ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن لیتقعقع خلخالها فیعلم انها ذات خلخال فان ذلک یورث میلا فی الرجال و ہو ابلغ من النهی عن اظهار الزینة وادل علی المنع من رفع الصوت انتهی اور یہ معلوم ہے کہ جس مرد پر غلبہ شہوت عورتون کا ہوتا ہے جب وہ انکے زیور کی آواز سنتا ہے ہو جاتا ہے یہ سبب زیادتی خواہش کا انکے دیکھنے مین کما فی التفسیر الکبیر اما قوله تعالی ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن فقال ابن عباس وقتادة کانت المرأة تمر بالناس وتضرب برجلها لیسمع قعقعة خلخالها ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیه شهوة النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذلک داعیة زائدة فی مشاهدتهن وقد علل تعالی ذلک بان قال لیعلم ما یخفین من زینتهن من الحلی وغیره انتهی اور حدیثون سے ایسا ظاہر ہے کہ لڑکیون کو بھی ایسا زیور پہننا منع ہے کما فی المشکوة وعن ابن الزبیر ان مولاة لهم ذهبت بابنة الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلها اجراس فقطعها عمر وقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواه ابو داود وعن بنانة مولاة عبد الرحمن بن حیان الانصاری کانت عند عائشة اذ دخلت علیها بجاریة وعلیها جلاجل یصوتن فقالت لا تدخلنها علی الا ان تقطعن جلاجلها سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تدخل الملائكة بیتا فیه جرس رواه ابو داود انتهی والله اعلم بالصواب نمقه شجاعت علی عفی عنه

فی الواقع ایسا زیور پہننا کہ آواز دیتا ہے نہین جائز ہے والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی / ابو الحسنات

ماہ رمضان ۱۳۰۳ ہجری

کتاب الاکل والشرب

استفتاء ۱۱۴ چہ میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ خوردن گوشت خرگوش و جھینگہ حلال است یا نہ

۱۱۵ **ہو المصوب** خوردن گوشت خرگوش حلال است عینی در شرح کنز می نویسد حل لان النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم امر اصحابه ان یاکلوه رواه احمد والنسائی انتهی جھینگہ کہ آنرا اربیان بکسر ہمزہ میگویند چنانچہ از صحاح وغیرہ مفهوم می شود حلال است چہ آن نوعیست از انواع سمک و السمک

بجمیع انواعہ حلال بالاتفاق و آنانکہ قائل بحرمتش شدہ اند منشای آن فہمیدن جھینگہ را خارج از قسام
سمک است ولیس کذلک در حماد یہ می آرد الدود الذی یقال لہ جھینگہ حرام عند بعض العلماء لانہ لا یشبہ
السمک فانما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک وہذا لا یکون کذلک وقال بعضہم حلال لانہ
لانہ یسمی باسم السمک واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۴۶ کیا فرماتے ہین علمای دین ان مسائل مین کہ کھانا اوجھڑی اور پیاز خام کا درست ہے
یا حرام ہے یا مکروہ ہے اور پہننا مرد اور عورت کا پوشاک جالی دار کپڑے کی درست ہے یا نہین
یا خاص ... ہے اور عورت کو درست ہے بینوا بالکتاب وتوجروا بیوم الحساب

ہو الموافق اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور پیاز خام کھانے کی ممانعت حدیث شریف سے
ثابت ہے وہ بھی مکروہ ہے اسواسطے کہ دہن سے بو آتی ہے بعض کے نزدیک عورت کو باریک
کپڑا پہننا خواہ جالی ہو خواہ ململ وغیرہ حرام ہے اور گناہ کبیرہ اسواسطے کہ ستر واجب ہے
اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے مرد اور عورت کے واسطے کما فی الزواجر اخرج مسلم وغیرہ
صنفان من اہل النار لم اربہما قوم معہم سیاط کاذناب البقر یضربون بہا الناس ونساء کاسیات
عاریات مائلات ممیلات رؤسہن کاسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحہا وان ریحہا
لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا انتہی وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم یکون
فی آخر امتی رجال یرکبون علی سروج کاسنام الرجال ینزلون علی ابواب المساجد نساؤہم کاسیات
عاریات علی رؤسہن کاسنمۃ البخت العجاف العنوہن فانہن ملعونات الخ ذکر ہذا فی الکبائر ظاہر لما فیہ
من الوعید الشدید انتہی وفی العالمگیریۃ واما اذا کان رقیقا لا یصلح لذلک فان ذلک مکروہ بالاجماع
انتہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد | خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

فی الواقع اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور ابو داؤد نے روایت کی جابر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا اس سے کراہت تحریمی پیاز کھانے کی
ثابت ہوئی اور چند روایات حدیث سے ثابت ہے کہ عورت کو باریک کپڑا پہننا کہ ستر مین مخل ہو
حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ سبحانہ
عن ذنبہ الخفی والجلی وحفظ عن موجبات الغی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

سوال ۱۱۹ **استفتا** چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مروت یا رسم زمینداری چنانچہ بشکر بروز ڈٹھون وشکر قند بروز سکھٹن جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ عبد السلام عفی عنہ۔ صح الجواب محمد شکر اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح حمایت اللہ دہلوی عفی عنہ بحالت زمینداری زائد علی القدر المقرر گرفتن ناجائز است وبخوشی ورضامندی خود اگر رعایا پیش سازند اہل اسلام را گرفتن مضائقہ ندارد ہکذا فی الکتاب۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امانت اللہ واقعی خوردن ہمچو اشیاء کہ ہنود بروز عیدہای خود برضای خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہمان ست کہ دران روز ہدایای شان قبول نکنند تا از شبہ موافقت اجتناب شود ودر ذخیرہ می آرد ولاینبغی للمؤمن ان یقبل ہدیۃ کافر فی یوم عیدہم ولو قبل لایعطیہم ولایرسل الیہم شیئا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

سوال ۱۲۰ ۱۱۸ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای طریقۂ حنفیہ مسائل ذیل مین طعام ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا شرعا جائز ہے یا نہین وعلی ہذا القیاس پانی اسکے ہاتھ کا چھوا ہوا اوس سے وضو کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق جائز ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیا محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۸۸ھ

سوال ۱۲۱ ۱۱۹ **استفتا** اگر کوئی کسی ظرف گلی وغیرہ مین کھانے کو نہ کھکر کسی ٹوکری مین ڈھککر چمار کسو کھلانے کو کہین بھیجے یا یہین اسی طرح پر کھانا آوے تو اسمین کسی طرح کراہت شرعی ہے یا نہ وعلی ہذا القیاس اگر پانی کو گھڑے مین خود مسلمان بھرے اپنے ہاتھ سے بہنگی مین دھر دے اور پھر بہنگی کو کہار ہندو اوٹھا لاوے اور پھر اوس گھڑے کو مسلمان اتار کے رکھ لیوے تو آیا اوس پانی کی طہارت مین کلام ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق نہین واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد المجیب لعلی الرب الحکیم ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنہ صحت ہذہ الاجوبۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا ۱۲۲ ۱۲۰ کیا فرماتے ہین علمای دین بیچ مقدمۂ حلت و حرمت ہُدہُد کے صاحب کتاب حیوۃ الحیوان و صاحب فتاوی برہنہ اسکو حرام اور مکروہ لکھتے ہین اور صاحب غایۃ الکلام و تمیز الکلام نے ہُدہُد کو حلال لکھا ہے پس مذہب امام اعظم مین یہ حلال ہی یا حرام فتوی جسپر ہو اوس سے اطلاع فرمایئے

ہو المصوب ہدہد بمذہب حنفیہ حلال ہے اور کتب معتبرہ مین حرمت یا کراہت مذکور نہین خزانۃ المفتین مین ہے اکل الخطاف والہدہد وکل ذی طوق لاباس بہ انتہی و بزازیہ مین ہی اکل الہدہد لاباس بہ ولاباس بالخطاف والقمری وکل مالیس لہ مخلب یختطف بہ انتہی اور ظہیریہ مین ہے اکل الخطاف والصلصل والہدہد لاباس بہ لانہا لیست من الطیور التی ہی ذوات مخلب انتہی اور قنیہ مین واقعات ناطفی سے منقول ہے لاباس باکل الہدہد انتہی اور رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ مین ہے اتفق الائمۃ الثلثۃ علی تحریم کل ذی مخلب من الطیور وکذا اما یاکل الجیف واما غیر ذلک من الطیور فکلہ مباح بالاتفاق والمشہور انہ لاکراہۃ فی مانہی عن قتلہ کالخطاف والہدہد والخفاش والطاؤس الاعند الشافعی انتہی پس ان عبارات سے صاف واضح ہوا کہ ہُدہُد بمذہب حنفی حلال ہی بغیر کراہت اور مصنف حیوۃ الحیوان شافعی ہے اوسنے موافق اپنے مذہب کے تحریم لکھی ہے اور فتاوی برہنہ کا مقابلہ کتب معتبرہ کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے جبکہ کتب معتبرہ سے حلت ثابت ہے کراہت کہ فتاوی برہنہ مین ہے غیر مقبول ہوگی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۲۳ ۱۲۱ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین نسبت طعام ہنود کے تر و خشک مین کچھ فرق ہے یا نہین لیکن تر مثل خشکہ و خشک مثل نان و حلوا وغیرہ کے بینوا توجروا

ہو المصوب کچھ فرق نہین نصاب الاحتساب مین ہے ما ابتلینا بہ من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المائعات من الہنود علی احتمال تلوث اوانیہم فان نسائہم لایتوقین من الخمر فعلی المحتسب ان لم یجد بدا منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا من السرقین والمیتۃ فان شق علیہم یامرہم ان یاتوا اوانیہم مسلما لیغسلہا او یغسلوا ایدیہم بحزائی من المسلم والا فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی ولذا لاباس بطعام المجوس کلہ الا الذبیحۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۴ ۱۲۲ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین چھوا ہنود کا و طعام پختہ ہنود

جو کہ باحتیاط پکایا گیا ہے مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں بفحوای ہذہ العبارۃ فی الفتاوی الغرائبیۃ لایکرہ للمسلمین ان یغزو الکافرین ویعودمرضاہم ویاکل طعامہم وفی السراجیۃ لاباس بطعام المجوسی الا الذبیحۃ انتہی فقط ہو المصوب جائز ہے جیسا کہ خزانۃ الروایات میں ہے فی متفرقات دستور القضاۃ عن الینابیع لاباس بعیادۃ اہل الذمۃ وحضور جنائزہم واکل طعامہم والمعاملۃ معہم وفی المضمرات لایکرہ للمسلمین ان یغزیہم ویعودمرضاہم ویاکل من طعامہم انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۵ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس معاملے میں کہ زید نے ایک عورت قوم پاسی کو کلمہ واستغفار پڑھا کر مسلمان کیا کسی مسلمان نے کوئی اعتراض اوسکے اسلام لانے اور زید کے مسلمان کرنے پر کسی طرح سے کسی طرح پر نہیں کیا تھا خود بخود زید نے اپنا پیالہ میں پانی منگا کر مسماۃ کو دیا کہ نصف اسمین سے پی لے باقی چھوڑ دے مسماۃ نے نصف پیا باقی چھوڑ دیا اوس پانی کو زید نے پیا اور عمرو کو اسی طرح سے حاضرین جماعت نے تھوڑا تھوڑا پیا جس قدر کم ہوتا تھا زید پانی ملاتا تھا بعدہ جلسہ برخاست ہوا صرف یہ بات نہیں معلوم ہوئی کہ آیا یہی قاعدہ ہے اور اسی طرح مسلمان ہوتا ہے کوئی آدمی کسی ملت وقوم کا ہو یا اسی قوم کے واسطے یہ خاص قاعدہ ہے حسب شرع شریف کے یا اگر اس قاعدہ کا برتاؤ نہ ہوتا تو مسلمان ہونے میں شک ہوتا یا نہیں یا اگر بلا اعتراض کسی مسلمان کے اور بدون کسی کے شک لائے ہوے اوسکے مسلمان ہونے اور زید کے مسلمان کرنے پر اگر بلا سبب اور بلا وجہ ایسا فعل عمل کیا گیا تو یہ فعل داخل جہالت وحماقت ولغویت کے بھی اور زید سے سرزد ہوا ہے یا نہیں جسکا کوئی نتیجہ نہیں تھا بحالیکہ وہ کلمہ پڑھ کر استغفار کر کے پاک وطاہرہ بروی شرع شریف ہوئی تو کیا عذر اور کیا شک اوسکے اسلام لانے پر زید کو یا دوسرے مسلمانوں کو تھا بلکہ شک لانیوالا کافر تھا ازاں بعد زید نے معاملا توقف سا جتے اپنے مکان میں جا کر دریافت کیا کہ ایک عورت مسلمان ہوئی فلاں ملت کی تھی وہ مکان میں رہے اور روٹی پکاوے۔ نامنظور ہوا۔ تو اس سے کوئی علت غائی زید کی پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر پیدا ہوئی تو اس پانی پینے اور پلانے سے صاف صاف مافی الضمیر زید ثابت اور معلوم ہوا کہ یہ فعل اسوجہ سے

عمل کیا گیا کہ اگر حاضرین قصبہ جب سب اسکا جھوٹا پانی لینگے تو بحالت موجودگی مکان زید کے کوئی صاحبان قصبہ مین معترض اسکی قوم پر نہین ہونگے اور کراہیت نہین کرین گے دوسرے وہ عورت بدستور اپنے پیشۂ حرام کاری مین مقیم سرائے قصبہ ہوئی پہلے لوگ اوسکی قومیت اور بدملت ہونیسے پرہیز کرتے تھے اب مسلمان ہونیسے اور زید کے پانی پینے اور چند مسلمانون کے پانی پلانے سے قطعاً و مطلقاً نفرت نہین بحالیکہ زید کا تقوی ایسا تھا کہ کسی کا لوٹا خود واسطے وضو کے نہین لیتا تھا حتی کہ نماز جمعہ مین خطبہ ختم ہو گیا اور رکعت اول ختم ہو گئی اور لوٹا خاص زید کا خالی نہ تھا مروت مانع تھی لے سکا جب لوٹا خاص ملا تب وضو ہوا اور شرکت نماز مین ہوئی کسی کے ظرف کو پاک نہین سمجھ کے کمال کراہت سے زید پانی پیتا ہے تو زید سے دفعۃً ایسا فعل اگر وقوع مین آیا تو تعلق غرض و جاہلیت ولغویت و حماقت ہوا یا نہین فقط

ہو المصوب کسی کے مسلمان کرنیمین یہ ضرورت نہین کہ اوسکا جھوٹا پانی پیا جاوے اور پلایا جاوے اور یہ عمل بلا وجہ موجہ و بلا ضرورت شرعی داخل لغویت ہے علی الخصوص جبکہ بعض کتب فقہ مین مثل درمختار وغیرہ کے مرقوم ہے کہ جھوٹا اجنبی عورت کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو اگرچہ پاک ہے لیکن مکروہ ہے اور رد المحتار مین یہ مرقوم ہے کہ کراہت اوسوقت ہے کہ جب مقصود

استلذاذ ہو عبارت درمختار یہ ہے ثم مکرہ سوء الرجل کعکسہ للاستلذاذ و استعمال ریق الغیر وہو لا یجوز مجتبی انتہی اور رد المحتار مین مرقوم ہے قال الرملی و یجب تقییدہ بغیر الزوجۃ و المحارم انتہی

اور بھی اوسمین ہے والذی یظہر ان العلۃ الاستلذاذ فقط ویفہم انہ حیث لا استلذاذ و لا کراہۃ لا سیما اذا کان بعافہ انتہی پس بر بناء عبارت درمختار یہ فعل زید یعنی اجنبیہ کا جھوٹا پینا اور پلانا مکروہ ہوا اور بر بناء تحریر صاحب رد المحتار حاشیہ درمختار اگر استلذاذ حاصل ہوا تو مکروہ ہوا اور بر تقدیر عدم استلذاذ اگرچہ مکروہ نہین ہوا لیکن اجتناب اوس سے بہتر تھا واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ کھال مرغ کی کھانا ازروے شرع شریف کے حلال ہے یا حرام ہے یا مکروہ کراہت مکروہ اور پایہ گائی یا بھینس کے جو فی زماننا ایام سرما مین کھائے جاتے ہین کھانا درست ہے یا نہین اور کھال مرغ اور پایہ گاؤ وغیرہ مین کسقدر

فرق ہے صاف صاف بحوالہ کتب مع عبارات کے ملاحظہ فرما کر مزین بمہر و دستخط فرمایئے بینوا توجروا

ہو المصوب درست ہے نہایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان میں بحث ذکر احکام شاۃ میں ہے وپوست وپنجہ وپیل و دباغت حلال ست باین طور کہ شوید با ہم بریان کردہ بخورد و وقتیکہ مدبوغ شدہ خون ازان بیرون باشد لیکن انتفاع دیگر بوہی درست ست کذا فی مطالب المومنین و در زیلعی مذکور ست اگر سر گوسفند خون آلودہ سوختہ شود زایل شود ازان خون نیست اگر خون شوید ازان خور باجانوست پس سوختن بمنزلہ غسل ست انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۸ **سوال** کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک یا دو مینگنی چوہے کی پلاؤ کی دیگچہ میں یا شیر برنج میں سے نکلے تو وہ کل نجس ہے یا کسیقدر اور کسی نے لاعلمی سے کھایا تو کھلانے والا عاصی ہوگا یا نہیں اور روٹی کا کیا حکم ہے جس روٹی میں مینگنی نکلے وہی نجس ہے یا کل روٹیاں اوس آٹے کی صاف صاف بحوالہ کتب مع عبارت کے ملاحظہ فرما کے مزین بمہر و دستخط فرمایئے بینوا توجروا

ہو المصوب جس روٹی میں مینگنی نکلے اگر وہ مینگنی سخت ہے وہ پھینک دیجاوے اور روٹی کھائی جاوے اور اگر بالکل مخلوط ہوگئی اور ریزہ ریزہ ہو کر مل گئی تو وہ روٹی نہ کھائی جاوے فتاوی سراجیہ میں ہے خبز وجد فی خلالہ سرقین فارۃ فان کان علی صلابتہ یرمی ویوکل الخبز انتہی باقی صرف ایک روٹی میں نکلنے سے اور روٹی اوس آٹے کی کھانا منع نہیں ہے اور شیر برنج وغیرہ میں اگر مینگنی سخت نکلے اور بالکل مخلوط نہوئی ہو تو بعض متاخرین نے فتوی دیا ہے کہ پھینک دیجاوے اور وہ کھایا جاوے مگر مقتضاے احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جاوے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے فی العتابیۃ خرء الفارۃ نجس ومن المتاخرین من رخص فی الدہن وفی الطعام ان کان قلیلا لایفسدہ مالم یوجد طعمہ او طعمہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۲۹ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لحم البقر کا کھایا ہے یا نہیں

ہو المصوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا البقر کو ذبح کرنا اپنے ازواج کی طرف سے حجۃ الوداع میں اور آپکے ازواج کے پاس اوس گوشت کا آنا صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ میں

موجود ہے اور کھانا آپکا صراحۃً کسی روایت مین نظر سے نہین گذرا اور شیخ دہلوی نے مدارج النبوۃ
مین لکھا ہے خوردہ ہست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لحم شاۃ نر او خوردن لحم بقر بخصوص
معلوم نشدہ جز آنکہ در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرد از ازواج
مطہرہ خود گاوی را ظاہر آنست کہ از ان خود ہم خوردہ باشد انتہی اور صحیح مسلم مین آخر
کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے قالت اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر
فقیل ہذا ما تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے تناول فرمایا اور محتمل ہے کہ آپنے خود نہ کھایا ہو ازواج کو دیدیا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۹ کیا فرماتے ہین علمای شرع شریف اس مسئلہ مین کہ کوئی عرق انگریزی
جسمین ڈاکٹرون کے بیان سے شراب کا ملا ہونا معلوم ہوتا ہے الا اس مقدار کہ جزو اسکی
پایداری کا ہو سکے اور نشہ نلا دے اور رنگ و بو اوس دوا مین محتمل ہین ایسے ناواقف کو
شبہہ مین ڈال سکتے ہین اور مزہ اوسکا تلخ بلکہ کھٹا معلوم ہوتا ہو واللہ اعلم شراب کا بھی مزہ ہی دیکھا ہو
خلاصہ یہ کہ تغیر ان تینون چیز ونکا کما حقہ ثابت نہین ہو سکتا پینا ایسی دوا کا عند الشرع درست ہے یا نہین

ہو المصوب جس دوا مین شراب کا ملنا اگرچہ ایک قطرہ بھی ہو یقینی یا ظنی ہو اوسکا پینا حرام ہے
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۳۰ ما قولکم فی حق من وطی بالنعم المباح اکلہا وادخل ذکرہ فی فرجہ وانزل ورآہ
عادلان مسلمان ہل یجوز اکل البہیمۃ الموطوءۃ ولبنہا بینوا توجروا

ہو المصوب لا یحرم لحم البہیمۃ الماکول لحمہا بوطی رجل بہا لکن یکرہ الانتفاع بہا حیا ومیتا وینبغی
ذبحہا وقتلہا واحراقہا قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار للمولف ولا حد بوطی بہیمۃ لانہ لیس فی معنی
الزنا فی کونہ جنایۃ وفی وجود الداعی الیہ لان الطبع السلیم ینفر عنہ والحامل علیہ نہایۃ السفہ وفرط الشبق
الا انہ یعزر والذی یروی انہ تذبح البہیمۃ وتحرق وذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب قال فی النکت
الدالۃ ما لا یوکل لحمہا تذبح وتحرق لما ذکرنا وان کانت مما یوکل لحمہا تذبح ویوکل عند ابی حنیفۃ وقال
تحرق ہذہ ایضا اذا کانت البہیمۃ للفاعل وان کانت لغیرہ کان لصاحبہا ان یدفع الیہ بالقیمۃ

[illegible]

وفی تبیین الکنز لطالب صاحبها ان یدفعها الیہ بالقیمۃ ثم تذبح بلا ذکر ولا یعرف الاسماء فحمل علیہ انتہی وفی المجتبی ذبحت ویکرہ الانتفاع بہا حیاتہا وموتہا واطلق الطحاوی انہا اذا کانت لہ ذبحت ولم توکل وعن ابی یوسف انہا لا تحرق اذا کانت توکل وکان ابو عبد اللہ الجرجانی یقول قول اصحابنا تذبح وتحرق علی وجہ الاستحباب وانی ابن عمر برجل فی بہیمۃ فلم یحدہ وامر بہا فاحرقت بالنار انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا نحمدہ ونصلی از محمد عفا اللہ عنہ بخدمت علمای دین بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد ہرگاہ شخصی مومن خالص بملاقات برادر مومن خود بمکان مہرو آن صاحب مکان برخود لازم میداند کہ از قسم میوہ جات یا طعام ہرچہ موجود باشد پیشکش او کنند ہمین طور بوقت نکاح کہ بخانۂ عروس جمع شوند واقربای عروس طعام شیرین یا نمکین پیش آرند قبل نکاح یا بعد آن این فعل بدعت خواہد شد یا قریب سنت فقط

ہو المصوب این فعل بدعت نیست بلکہ از عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہست چنانچہ در مدارج النبوۃ وبہجۃ احیاء العروس وغیرہ مذکور ست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم فی ہذہ المسائلۃ زید کہتا ہے کہ جو اشیا از قسم غلہ وشیرینی وترکاری وغیرہ کہ شوالون مین یا قبرون پر چڑھائی جاوین یا تعزیون اور علمون کے سامنے رکھی جاوین جیسا کہ ہندوستان مین ان امور کا دستور ہے اُن کل اشیا کا کھانا حرام ہے پس قول زید کا صحیح ہے یا غلط حکم اسکا بنقل عبارت وحوالۂ اسم کتاب معتبر منفہ لا تحریر فرمایئے

ہو المصوب غلہ وشیرینی وغیرہ جو عوام شوالون اور تعزیون اور قبرون وغیرہ پر چڑھاتے ہین مقصود اونکو نذر لغیر اللہ ہوتی ہے اور فقہا نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ نذر لغیر اللہ حرام ہے اور اوس چیز کا کھانا بھی حرام ہے بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے قال الشیخ قاسم فی شرح الدرر ان النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ہو مشاہد کان یکون لانسان غائب او مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی قبر بعض الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ ویقول یا سیدی فلان ان رد اللہ غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب کذا او من الفضۃ کذا او من الطعام کذا او من الماء کذا

او من الشمع کذا او من الزیت کذا فہذا النذر باطل بالاجماع بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا یکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت لا یملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر اللہم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی ہذا او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم للفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ والفقراء الذین بباب الامام الشافعی والامام ابی اللیث او اشتری مطر المساجد او زیتا لوقودہا او دراہم لمن یقوم بشعارہا الی غیر ذلک مما یکون فیہ نفع للفقراء والنذر للہ تعالی وذکر الشیخ انما ہو محل صرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ او جامعہ فیجوز بہذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب لانہ لا یحل لہ الاخذ ما لم یکن محتاجا فقیرا ولا لذی نسب لاجل نسبہ ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف الی الاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ الا ان یکون فقیرا ولہ عیال فقراء عاجزون عن الکسب وہم مضطرون الیہ فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتداۃ واخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد بہ الناذر التقرب الی اللہ وصرفہ الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ فاذا علمت ہذا فما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت وغیرہا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام باجماع المسلمین ما لم یقصد والصرف بہا للفقراء الاحیاء قولا واحدا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ افیون اور گانجا اور مدک کھانا پینا حرام ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب یہ سب چیزین مسکر ہین حرام ہین احادیث صحیحہ مین وارد ہے کل مسکر حرام اور بھی وارد ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور فتاوی بزازیہ مین ہے قال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا قالوا وبقول محمد ناخذ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کسی ہنود وبیدین بت پرست نے اپنے کسی تہوار یا تقریب شادی یا غمی مین کسی مسلمان دیندار پرہیزگار

یا مسلمان بے نمازی زناکار شرابخوار بدعتی کی دعوت کی اور ان مسلمانون نے اوس کی دعوت
قبول کی اور کوئی چیز مثل کھانے کے کھائی دیا کھانے کا سامان یا نقد روپیہ لیا اور اُسے اپنے ہاتھ
سے پکایا اور کھایا تو اس طرح کا ہندوؤن کا کھانا اور دعوت لینا درست ہے یا نہین **سوال دوم**
اگر اس طرح کا کھانا ہندوؤن کا درست ہو تو خصاو بندا اون کھانے والون کی کیا سزا ہے

ہو المصوب جواب سوال اول ہندو کے تہوار کے دن ہدیہ یا دعوت لینا
مسلمان کو نہین درست ہے جیسا کہ فتاوی ذخیرہ مین ہے لاینبغی للمومن ان یقبل ہدیۃ الکافر
فی یوم عیدہم ولو قبل لا یرسل الیہم شیئاً انتہی اور خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول و التاتارخانیۃ
فی المحیط ما یاتی المجوس فی یوم نیروزہم من الاطعمۃ الی الاکابر و السادات ممن کانت بینہ وبینہم معرفۃ
وذہاب وجی فقد قیل من اخذ ذلک علی وجہ الموافقۃ یضرہ ذلک ہدیۃ انتہی باقی تقریب شادی
اور غمی مین اگر ہندو دعوت کرے تو اوسکا قبول کرنا درست ہے بعض فقہا کے نزدیک
اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ خزانۃ الروایات مین ہے فی مفید المستفید من الواقعات
لاباس بالذہاب الی ضیافۃ اہل الذمۃ ہکذا ذکر محمد لکن المذکور فی النوازل یخالف ہذا فانہ کرہ
فیہ الاجابۃ انتہی اور بر تقدیر جواز قبول ضیافت وہ مشروط ساتھ اس امر کے ہے کہ مجلس دعوت
غنا و مزامیر و بت پرستی و شرابخواری و اطوار کفر و شرک و محرمات سے خالی ہو اور اگر اوس مجلس مین
ایسے امور ہون تو جانا درست نہین ہے جیسا کہ در مختار مین ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب
او غناء قعد واکل و المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لاینبغی ان یقعد بل یخرج فان قدر علی المنع فعل
والا صبر ان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ اولا انتہی ملخصا **جواب سوال
دوم** جس شخص نے دعوت ہندو کے تہوار کی قبول کی یا ضیافت تقریب مین باوجود موجود
ہونے منکرات شرعیہ کے گیا اوسپر توبہ و استغفار لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۳۵۹ مسلمان بشرع شیعہ و سود خوار و رشوت خوار و شراب خوار کے گھر مسلمان
دیندار کو کھانا اور نوکری کرنا درست ہے یا نہین باوجود یکہ اوسکے گھر کھیتی بھی ہوتی ہو اور مال حلال بھی ہے
ہو المصوب اگر مال حلال غالب ہو تو اوسکے یہان کھانا کھانا اور نوکری کرنا درست ہے

اور اگر حرام غالب ہے تو نہیں درست ہے جبتک یہ معلوم نہو کہ یہ کھانا یا یہ تنخواہ مال حلال سے ہے اشباہ میں ہے اذا کان غالب مال المہدی حلالا فلا باس بقبول ہدیتہ واکل مالہ مالم یتبین انہ من حرام وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلہا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال ورثہ او استقرضہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

باب اللبس والزینۃ

۱۳۶ **استفتا** استعمال کپڑے کا جو کامدانی سے بنایا جاوے جبہ یا پاجامہ یا کرتہ کہ سفید کپڑے پر بوٹے چاندی خالص کے ہوں درست ہے یا نہیں

ہو المصوب اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے دو شرط سے ایک یہ کہ بوٹا عرضا چار انگشت سے زائد نہو اگرچہ طولا زائد ہو جیسا کہ رد المحتار میں ہے بل المراد قدر اربع اصابع طولا وعرضا بان لا یزید طول العلم وعرضہ علی ذلک والمراد عرضا فقط وان زاد طولہ المتبادر من کلامہم الثانی دوسرے یہ کہ اسقدر بوٹے کثرت سے قریب نہوں کہ اصل کپڑا اوس سے چھپ جاوے اور متوسط مقام سے بالکل کام معلوم ہو جیسا کہ در مختار میں ہے ظاہر المذہب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامۃ کما بسطہ فی القنیۃ انتہی رد المحتار میں ہے ای الا اذا کان خط منہ قزا وخط منہ غیرہ بحیث یری کلہ قزا فلا یجوز ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا ونسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم یر کلہ حریرا قال الطحطاوی وھل حکم المتفرق من الذہب والفضۃ کذلک یحرر انتہی یعنی جس کپڑے میں ایسا کامدانی کا کام کثرت سے ہو کہ زمین کپڑے کی معدوم ہوگئی ہو یا کوئی بوٹا چار انگشت سے زاید ہو وہ ناجائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب واللہ علیم حررہ ابو الاحیاد محمد نعیم عفی عنہ

۱۳۷ **استفتا** ما قولکم دام فضلکم لباس زرد رنگ یا سوسنی رنگ کا سوای کسم و زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کے مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں اور بشرط جواز حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پہنا ہے یا حکم پہننے کا دیا ہے یا نہیں

ہو المصوب زرد رنگ سوائے کسم اور زعفران کے درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور بعض صحابہ سے زرد کپڑا پہننا ثابت ہے بلکہ بعض روایات میں وارد ہے
کہ بعد بیاض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رنگ زرد زیادہ تر محبوب تھا سنن ابو داود
ونسائی وغیرہ میں مروی ہے ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرۃ حتی تمتلئ ثیابہ من الصفرۃ فقیل لم تصبغ
بالصفرۃ فقال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بہا ولم یکن شیء احب الیہ منہا وقد کان
یصبغ بہا ثیابہ کلہا حتی عمامتہ انتہی اور عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر میں مرقوم
ہے مرد کو پہننا زعفرانی یا زرد رنگ کا کپڑا مکروہ تحریمی ہے اور مراد زرد سے زرد مائل بسرخی ہے
اسلیے کہ پہننا زرد وہ حضرت سے اور بعض صحابہ سے منقول ہے کذا قال مولانا محمد اسحاق الدہلوی
اور روایت ہے امام محمد سے کہ ایام شادی میں زرد رنگ کی رخصت ہے انتہی اور بھی اوسمین
ہے دوسرا قسم کسم کے رنگ کا وہ جو مخلوط ہو ساتھ زردی کے پس اگر زردی کم اور سرخی
کسم کی غالب ہو جیسے نارنجی یا زردی بہ نسبت نارنجی کے زیادہ ہو مگر سرخی سے کم ہو جیسے سنہرہ
یا زردی اور سرخی برابر ہوں یہ تینوں درجے حرام ہیں اور اگر زردی غالب اور سرخی کسم کی
مغلوب ہو مانند طلائی اور کیسری وغیرہ کے تو درست ہے انتہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۳۰۹ ۳

ماقولکم فی ان لبس الخزام الذی تلبسہ النساء فی الانف للتزین ویسمی فی لسان
الہندیۃ نتھ ہل ہو جائز ام لا بینوا توجروا

الجواب وہو الملہم بالصدق والصواب

الخزام الذی یقال فی عرف
الموجودین من العرب فی زماننا زمام کما حققہ صاحب النفائس فہو جائز لانہ من امور العادات
کسائر اللباس والحلی فلا باس باستعمالہ وانما ہو کان بدعۃ لکن البدع اذا لم تکن فی الدین والعبادۃ
بان کانت فی العادۃ لم تکن ردا کنحو البدع فی الماکل والمشارب والملابس والمراکب والمساکن
مالم یقصد بہا فاعلہا التقرب الی اللہ بل مرادہ مجرد الاستعمال بکذا صرح فی الحدیقۃ الندیۃ شرح
الطریقۃ المحمدیۃ وقاس الطحطاوی ثقب الانف علی ثقب الاذن للقرط کما نقلہ قول صاحب رد المحتار
تحت شرح قول صاحب الدر ہل یجوز الخزم فی الانف لم ارہ قلت ان کان مما تتزین النساء بہ

کما ہو فی بعض البلاد فہو فیہا کثقب القرط فعلم من ہذہ العبارۃ جواز ثقب الانف ولبس الخزام واللہ اعلم حررہ الفقیر المعترف بالسہو والتقصیر الراجی رحمۃ ربہ الباری محمد محسن الجونفوری تجاوز اللہ عن ذنبہ المعنوی والصوری

ہو المصوب نعم لا وجہ لامتناع ثقب الانف وقد صرح العلماء بجوازہ قال فی الدر المختار ولا باس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط قلت وہل یجوز الخزام فی الانف لم ارہ انتہی قال فی رد المختار بعد نقل عبارۃ الطحطاوی وقد نص الشافعیۃ علی جوازہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۱۳۹ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ احادیثے کہ ابو داؤد ونسائی در باب الذہب للنساء آوردہ واز ان مخالفت وحرمت استعمال ذہب برای زنان ثابت می شود معتبر اند یا نہ وبر تقدیر صحت آن جمہور چہ جواب ازانہا میدہند بینوا توجروا

ہو المصوب مخفی نماند کہ از بسیاری از روایات صحیحہ معتبرہ حلت استعمال ذہب برای زنان ثابت ست منجملہ آن حدیث ابو موسی اشعری ست کہ در ترمذی ونسائی واحمد وطبرانی آنرا روایت کردہ اند قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم لباس الذہب والحریر علی ذکور امتی واحل لاناثہم ترمذی اسنادش را صحیح گفتہ ومنجملہ آن حدیث علی ست کہ احمد وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ وابن حبان آنرا روایت کردہ اند ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ہذین حرام علی ذکور امتی ودر روایت ابن ماجہ وہی حل لاناثہم وعبد الحق از ابن المدینی نقل کردہ ہذا حدیث حسن ورجالہ معروفون ومنجملہ آن حدیث عقبہ بن عامر ست کہ در سنن بیہقی مروی ست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحریر والذہب حرام علی ذکور امتی حافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر گفتہ اسنادہ حسن ومنجملہ آن حدیث عبد اللہ بن عمر ست کہ در مسند بزار ومسند ابو یعلی وسنن ابن ماجہ ومعجم طبرانی مروی است ومنجملہ آن حدیث زید بن ارقم ست کہ در معجم طبرانی وکتاب الضعفاء للعقیلی وکتاب الضعفاء لابن حبان مروی ست ومنجملہ حدیث واثلہ بن الاسقع ست کہ در معجم طبرانی مروی است ومنجملہ آن حدیث ابن عباس کہ در مسند بزار مروی ست واین جملہ احادیث مطابق احادیث سابقہ دلالت دارند

برانکہ حرمت ذہب مخصوص برجال ست وبرنساء حلال ست وضعف بعض اسانید آنہا بعد حسن وصحت طرق سابقہ مضر نیست تغیر ساند باقی ماند احادیثی کہ بر منع دلالت دارند پس حافظ عبد العظیم منذری بعد ذکر آنہا نوشتہ است ہذہ الاحادیث التی ورد فیہا النہی والوعید عن تحلی النساء بالذہب یحتمل وجوہا احدہا انہ منسوخ فانہ قد ثبت اباحۃ تحلی النساء بالذہب الثانی ان ہذا فی حق من لایودی زکاتہ دون من اداہا ویدل علیہ حدیث عمرو بن شعیب وعائشۃ واسماء الثالث انہا فی حق من تزینت بہ واظہرتہ ویدل لہا ما رواہ النسائی وابو داؤد عن اخت لحذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃ ما تحلین بہ اما انہ لیس منکن امرأۃ تتحلی ذہبا وتظہرہ الا عذبت الرابع من الاحتمالات انہ انما منع منہ فی حدیث الاسورۃ والفتخات لما رأی من غلظ فانہ مظنۃ الفخر والخیلاء وبقیۃ الاحادیث محمولۃ علی ہذا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الہبۃ

استفتا [۱۴۰] چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ از طرف والی ملک بنام زید قدرے یومیہ بقید مع فرزندان مقررست وزید آن را کلا وبعضا بہ یکے از فرزندان خود ہبہ ساخت این ہبہ جائز ونافذ خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب ہبۂ مذکورہ جائز ونافذ نیست چہ یومیہ شی معدوم ست آنا فآنا حادث می شود ودر ہبہ قبض موہوب ضرور باید ونیز ہرگاہ در سند سلطانی لفظ مع فرزندان مندرج است استحقاق فرزندان دران یومیہ ثابت شد وفرزندانش ہمہ مستحق شدند نہ فقط زید پس ہبۂ زید بیکے از فرزندان خود کہ مبطل حق دیگرست نافذ نخواہد شد بعد ممات زید جملہ فرزندان زید علی السویہ مستحق خواہند شد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا [۱۴۱] چہ می فرمایند علمای دین درین معنی کہ زنے مسماۃ ہندہ را شش ہفت عدد از تمسکہ بدو رسیدہ منجملۂ آن چار عدد بہ برادر خود مسمی عمرو در حین حیات وثبات ونفاذ جوارح ہبہ بالمعاوضہ نوشتہ دادہ وبہ بدی خود قابض ومتصرف گردانید بعد مدتے مریض گشتہ بعارضۂ تپ

منجملہ ہفت عدد بذکور را ہبہ اسم خدیجہ خواہرزادی دیگر خواہرزادہ کردہ دادہ بے قبض وتصرف موہوب لہما بہمین مرض فوت شد درین صورت حکم جواز ہبہ اول وثانی چیست۔

ہو المصوب ہبۂ اول نافذ خواہد شد وہبۂ ثانی بسبب اینکہ قبض موہوب لہما دران نشدہ ولابد فی الہبۃ لاثبات الملک من القبض کما فی الہدایۃ وغیرہ نافذ نخواہد شد

واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۴۲ ما قولہم اندرین معنی زید دو پسر دارد از یک زوجہ یکے را بوجہ ناراضی خود بلا سبب عاق نمودہ ودیگرے را جملہ املاک خود بخشید وہبہ ساخت این چنین ہبہ عند الشرع نافذ ہست یا نہ

ہو الموفق اگر ہبہ بالقبض نمودہ جائز است مگر خالی از کراہت نیست واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد۔ درحقیقت این چنین ہبہ بشرط قبضۂ کاملہ موہوب نافذ است وصاحب در مختار می آرد ولو وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم انتہی واللہ علیم حررہ محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم۔ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

صح الجواب حررہ محمد رحمۃ اللہ اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۱۴۳ بکر برادرزادہ ہندہ او زید خواہرزادہ ہندہ ہے اور ہندہ لاولد ہے اور زید کو اوسنے فرزندی مین لیکر پرورش کیا ہے اسوجہ سے ہندہ نے کل جائداد اپنی زید کو ہبہ کر دی تو اس ہبہ کرنے سے ہندہ مواخذہ دار عند اللہ وعند الرسول ہوگی یا نہین

ہو المصوب اس ہبہ سے ہندہ گنہگار ہوگی کتب فقہ وحدیث مین تصریح اس امر کی ہے کہ اگر بعض اولاد وہبہ مین فضیلت دی بغیر وجہ شرعی کے تو گناہ لازم ہوتا ہے جیسا کہ

سراج منیر مین ہے لو اعطی بعض ولدہ شیئا دون البعض لزیادۃ رشدہ لاباس بہ ولو کانا سواء یجوز فی القضاء ولکن ہو آثم کما فی الدر المختار انتہی چہ جائیکہ ایسے شخص کو کل مال ہبہ کرے جو وارث شرعی نہین ہے کہ اوس سے حرمان وارث لازم آوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۴۴ کیا فرماتے ہین علماے دین اس باب مین کہ تعریف مرض الموت کی فقہاے کے نزدیک کیا ہے اور اگر زید نے مرض الموت مین بموجودگی چند پسران کے ایک پسر کو

کل جائداد ہبہ کردی و قبضہ بھی کرادیا پس یہ ہبہ جائز ہے یا نہین اور اگر ہبہ ثلث مال مین جائز ہوگی تو یہ ہبہ حکم وصیت مین ہوگی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب مرض الموت کی تعریف نزدیک فقہا کے مختلف ہے بعض کے نزدیک مرض الموت وہ مرض ہے جس مین مریض حوائج ضروریہ کے واسطے آمد و رفت نکر سکے اور بعضون نے صاحب فراش ہونا معتبر کیا ہے اور مختار و مفتی بہ یہ ہے کہ جس مرض مین ظن غالب موت کا ہو وہ مرض الموت ہے صاحب فراش ہو یا نہو فتاوی بزازیہ مین ہے المریض الذی یکون تصرفہ من الثلث من یکون ذا فراش لا یطیق القیام لحاجتہ و یجوز لہ الصلوۃ قاعدا و یخاف علیہ الموت ولو طال المرض و صار بحال لا یخاف علیہ الموت کالفالج او صار مرضا و یابس الشق لا یکون لہ حکم المرض الا اذا تغیر حالہ عن ذلک و مات من ذلک التغیر فما فعل فی حال التغیر فمن الثلث قال الفضلی ان لا یخرج الی حوائج نفسہ و علیہ اعتمد فی التجرید و قال الفقیہ یکون صاحب فراش لا یعتبر بل العبرۃ للغلبۃ لو کانت من ہذا الموت فہو مرض الموت وان خرج من البیت و بہ اخذ الصدر الشہید انتہی اور جامع الرموز مین ہے قالوا اذا اضناہ المرض و صار صاحب فراش و عجز عن القیام بمصالحہ و ازداد کل یوم فہو مرض الموت فالمسلول الذی طال مرضہ و لم یخف الموت کالصحیح و قال الفضلی المریض ان لا یخرج الی حوائج نفسہ و علیہ الاعتماد کما فی الخلاصۃ والمختار انہ ان کان الغالب منہ الموت وان لم یکن صاحب فراش کما فی ہبۃ الذخیرۃ انتہی اور مرض الموت مین ہبہ کرنا حکم وصیت مین ہے زائد از ثلث نافذ نہین ہوسکتی ہے شمنی کی شرح مختصر وقایہ مین ہے واعتاقہ ای المریض مرض الموت و محاباتہ و ہبتہ و ضمانہ وصیۃ ای کالوصیۃ فی انہا تعتبر من الثلث و یضرب بہا مع اصحاب الوصایا اور فصول عمادیہ مین ہے اما المریض یعتبر احکامہ فی وصیۃ و صدقۃ و ہبۃ و عتقہ و محاباتہ فی بیع او اجارۃ او کتابۃ او عتق علی مال من الثلث ولا یجوز الا من الثلث انتہے اور وصیت کرنا کسی وارث کو مرض الموت مین اور ایسی ہبہ کرنا کہ حکم وصیت مین ہے مطلقا ناجائز ہے اگرچہ کم از ثلث ہو مگر باجازت بقیہ ورثہ تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین ہے و ہبۃ شیئا لوارثہ لا یجوز لانہا وصیۃ انتہی اور خزانۃ المفتین مین ہے لو اوصی لواحد من الورثۃ فانہ لا یجوز الا باجازۃ سائر الورثۃ و ہم اصحاب بالغون انتہی اور جامع الرموز مین ہے ولا تصح الوصیۃ فی کثیر

منہ ای من الثلث ولا یصح شئی لوارثہ الا باجازۃ ورثۃ الموصی الوصیۃ باکثر من الثلث للاجنبی او بشئی للوارث فانہا تصح لاسقاطہم حقہم انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا سوال جو چیزین اپنی لڑکی کو جہیز مین دیتے ہین مستحق اونکا کون ہوگا شوہر یا اوسکے والدین

بینوا لمصوب جس بلدہ مین یہ عرف ہو کہ اشیاء جہیز کی بطور تملیک کے دیے جاتے ہین نہ بطور عاریت کے جیسا کہ اکثر بلاد ہند مین وہان وہ چیزین ملک لڑکے کی ہونگی در مختار مین ہے

جہز ابنتہ ثم ادعی ان ما دفعہ لہا عاریۃ وقالت ہو تملیک او قال الزوج ذلک بعد موتہا لیرث منہ

وقال الاب او ورثتہ بعد موتہ عاریۃ فالمعتمد ان القول للزوج ولہا اذا کان العرف مستمرا ان الاب یدفع مثلہ جہازا لا عاریۃ انتہی پس اون چیزون کی مستحق وہ لڑکی ہوگی اور بعد وفات اوسکے جملہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگی واللہ اعلم حررہ محمد الحی عفا عنہ

استفتا ہندہ دائنہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جسمین جائداد غیر منقولہ مستغرق ہو جوگی زید وغیرہ چند مدیونون کے اوسکا یافتنی ہے بنام اپنے بیٹے بکر نابالغ مسلمان کے اس عبارت ومضمون سے ہبہ بلا عوض کیا کہ زر قرضہ مندرجۂ دستاویز مذکورہ ہبہ کرتی ہون ودیدیتی ہون قبضہ اور استحقاق مالکانہ اپنا اوس جائداد سے اوٹھا لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص غیر کو قوم ہنود سے سربراہ کار وولی اوسکا مقرر کرکے اوسی دستاویز ہبہ نامہ مین ولی مذکور کو اختیار وصول زر مذکور کا اور اوسکے محاصل سے پرورش وتعلیم نابالغ کا دیا اور ہنوز زر مذکور وصول نہین ہے اور اوسی دستاویز مذکور مین یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جاوے تو فیما بین چار دختران ہماری کے جو اوسوقت زندہ اور قایم رہین زر مذکور بحصہ مساوی تقسیم ہوگا تو ایسی صورت مین دستاویز مذکور ہبہ نامہ متصور ہوگی یا وصیت نامہ اگر وصیت نامہ ہو تو وصیت بمقابلہ وارث کے جائز ہے یا ناجائز ہے اور اگر ہبہ نامہ ہو تو ایسے ہبہ سے واہبہ کو اختیار رجوع وعود کا حاصل ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

الجواب وہو الموفق للصواب جواب سے پہلے ایک امر کا گذارش کرنا ضرور ہے وہ یہ کہ چونکہ ہبہ شرعی عبارت ہے تملیک عین سے یعنی عین کا مالک کر دینا جیسا کہ تنویر الابصار

میں ہے ہی تملیک العین مجانا اور جیساکہ درر میں ہے الہبۃ ہی تملیک العین بلا عوض علی ما نقلہ مولانا
محمد عبدالحی اللکنوی رحمہ اللہ القوی فی حاشیۃ الہدایۃ اور عین غیر دین ہے بنا بر علیہ تملیک دین قیاسا
باطل اور ناجائز ہوگی لیکن اگر واہب دین موہوب لہ کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط
کر دیوے اور موہوب لہ اُس دین پر قبضہ کر لیوے تو اس نظر سے کہ اب دین مذکور بعد قبضے کے
عین ہو جاویگا اور تملیک عین متحقق ہو جاویگی تملیک مذکور استحسانا صحیح اور جائز ہو جاویگی اور
یا ایسا تصور کیا جاویگا کہ گویا جب موہوب لہ نے دین مذکور پر قبضہ کر لیا اُس وقت واہب نے
ہبہ کیا چنانچہ درمختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت
لرجوعہا الی ہبۃ العین الخ اور ردالمحتار میں ہے قولہ (واما تملیک الدین الخ) جواب عن سوال
مقدر وہو ان تقییدہ بالعین مخرج لتملیک الدین من غیر من علیہ الدین مع انہ ہبۃ فیخرج عن
التعریف فاجاب بانہ کان عینا مالا فالمراد بالعین فی التعریف ما کان عینا حالا او مالا آہ اور
غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ
بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین اور دین کی تملیک تو غیر مدیون کو اگر صاحب دین نے
اُسکو دین قبض کرنے کا امر کیا ہو تو ہبہ صحیح ہے بسبب راجع ہونے ہبہ دین کے ہبہ عین کیطرف
م یہ جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ ہبہ کی تعریف میں تو تملیک عین داخل ہے تو چاہیے
کہ دین مذکور کی تملیک کو ہبہ نکہیں اسکا جواب شارح نے یوں دیا کہ جب صاحب دین نے اُسکو
قبض دین کا امر کیا اور اوسنے دین پر قبضہ کیا تو دین عین ہو گیا تو تملیک عین متحقق ہو گئی آہ
اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو اب اصل سوال کا جواب لکھا جاتا ہے وہو ہذا ہبہ مذکورہ صورت
مسئولہ میں باطل اور ناجائز ہے اور دستاویز مذکور ہبہ نامہ نہیں ہے اس لیے کہ ہبہ مذکورہ
تملیک دین ہے غیر مدیون کو اسواسطے کہ ہندہ واہبہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جو
ذمگی مدیون کے ہے اپنے بیٹے نابالغ کو ہبہ کیا ہے اور ایسی ہبہ کی صحیح اور جائز ہونے کے
لیے یہ شرط ہے کہ واہب موہوب لہ کو دین موہوبہ کے قبض کرنے پر صراحۃ مسلط کرے
اور یہ شرط صورت مسئولہ میں مفقود ہے بنا بر علیہ ہبہ مذکورہ باطل اور ناجائز ہے چنانچہ
ایک عبارت درمختار کی اسی مضمون کی گذر چکی اور نیز درمختار میں ہے تملیک الدین ممن لیس

علیه الدین باطل الافی ثلث حوالة ووصیة واذا سلطه ای الممٰلک غیر المدیون علی قبضه ای الدین فیصح
حینئذ الخ اور رد المحتار مین ہے (قوله ولا یجوز من غیره) ای لا یجوز تملیک الدین من غیر من علیه
الدین الا اذا سلطه علیه واستثنی فی الاشباه من ذلک ثلث صور الاولی اذا سلطه علی قبضه فیکون
وکیلا قابضا للموکل ثم لنفسه الثانیة الحوالة الثالثة الوصیة الخ اور نیز در مختار مین ہے ومنه مالو
وہبت من ابنها ما علی ابیه فالمعتمد الصحة للتسلیط الخ وفی رد المحتار (قوله وما علی ابیه) ای وامرته
بالقبض بزازیة مدنی (قوله للتسلیط) ای اذا سلطه علی القبض کما یشیر الیه قوله ومنه الخ وفیه ایضا
فقول الشارح للتسلیط ای للتسلیط صریحا لا حکما کما فهمه السائحانی وغیره الخ اور نیز در مختار مین ہے
فی الخانیة وہبت المهر لابنها الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انه لا تصح الهبة الا اذا سلطت ولدها
علی القبض فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اور نیز رد المحتار مین ہے قال فی البحر عن المحیط ولو ہب
دینا له علی رجل وامرأة ان یقبضه فقبضه جازت الهبة استحسانا وان لم یاذن بالقبض لم یجز الخ
اور محیط مین ہے واما ہبة ما علی الناس فهو ہبة الدین من غیر من علیه الدین وہبة الدین من غیر
من علیه الدین اذا سلطه علی القبض وقبض صحیحة استحسانا اور فصول عمادیه مین ہے ذکر فی الصغری
فی کتاب الهبة ہبة الدین من علیه الدین لا تصح الا اذا وہبه واذن له بالقبض فقبضه جاز وذکر فی العدة
وان لم یامر بالقبض لا یجوز والبنت لو وہبت مهرها من ابیها ان امرته بالقبض جاز الخ اور فتاوی
قاضیخان مین ہے امرأة لها مهر علی زوجها وہبت المهر لابنها الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انه
لا یصح ہذه الهبة لان ہبة الدین من غیر من علیه الدین لا یجوز الا اذا وہبت وسلطت ابنها علی القبض
فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اگر کہا جاوے کہ واہبہ نے ایک شخص کو موہوب له یعنی بکر
نابالغ کا ولی اپنی جانب سے مقرر کرکے اُس ولی کو دین موہوبہ کے قبضہ کرنے پر صراحتہً
مسلط کیا اور حکم دیا ہے اور ولی مذکور کو قبضہ کرنے پر صراحتہ مسلط کرنا اور حکم دینا عین موہوب له
یعنی نابالغ مذکور کو مسلط کرنا اور حکم دینا ہے پس شرط صحت وجواز ہبۂ مذکور کہ واہب کا موہوب له
کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط کرنا ہے صورت مسئولہ مین متحقق ہوئی پس چاہیے کہ ہبہ
مذکورہ صحیح اور جائز ہو۔ تو جواب اُسکا اولاً یہ ہے کہ واہبہ نے جس شخص کو جن امور مین ولی
نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے اون امور مین خود ہی ولایت نہین رکھتی ہے جیساکہ آیندہ

معلوم ہوگا تو ان امور مین دوسرے کو اپنی جانب سے کیونکر ولی مقرر کرسکتی ہے اور ثانیاً یہ کہ واہبہ نے جس شخص کو ولی موہوب لہ یعنی نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے وہ شخص ولی اسکا نہین ہوسکتا دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ شخص قوم ہنود سے ہے اور ہندو شخص مسلمان لڑکے کا ولی نہین ہوسکتا اسلیے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہین چنانچہ ہدایہ مین ہے ولا ولایۃ للکافر علی مسلم لقولہ تعالی وَلَن يَجعَلَ اللّٰہُ لِلکٰفِرِينَ عَلَی المُؤمِنِينَ سَبِيلًا ولھذا لا تقبل شہادتہ ولا یتوارثان الخ اور نیز ہدایہ مین ہے لانہ لاشہادۃ للکافر علی المسلم الخ اور حاشیہ مولانا الہداد مین ہے قولہ لاشہادۃ للکافر الخ اذ لا ولایۃ لہ علیہ قال اللہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا الخ اور نیز ہدایہ مین ہے وبخلاف شہادۃ الذمی علی المسلم لانہ لا ولایۃ لہ بالاضافۃ الیہ الخ اور فتاوی عالمگیری مین ہے ولا ولایۃ لصغیر ولا لمجنون ولا کافر علی مسلم ومسلمۃ کذا فی الحاوی الخ اور قاضیخان مین ہے لا ولایۃ للصبی والمجنون ولا المملوک ولا الکافر علی المسلم الخ اور مستخلص شرح کنز مین ہے لا ولایۃ لعبد وصغیر ومجنون وکافر علی مسلمۃ اما العبد فلانہ لا ولایۃ لہ علی نفسہ والولایۃ علی الغیر بناء علی الولایۃ لنفسہ وکذلک الصغیر والمجنون لعدم الولایۃ علی النفس واما الکافر فلقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا الخ اور نیز شرح کنز مذکور مین ہے لاشہادۃ للکافر علی المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا فاللہ تعالی نفی الولایۃ لھم عن المسلمین والشہادۃ من باب الولایۃ الخ اور رد المختار مین ہے قولہ لعدم الولایۃ تعلیل للمفہوم یعنی ان الکافر لا یلی علی المسلمۃ وولدہ المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا الخ اور فتاوی عالمگیری مین ہے ولا یصح ولایۃ القاضی حتی یجتمع فی المولی شرائط الشہادۃ کذا فی الہدایۃ من الاسلام والحریۃ والتکلیف کذا فی النہر الفائق الخ اور ہدایہ مین ہے لان حکم القضاء یستقی من حکم الشہادۃ لان کل واحد منہما من باب الولایۃ فکل من کان من اہل الشہادۃ یکون اہلا للقضاء وما یشترط لاہلیۃ الشہادۃ یشترط لاہلیۃ القضاء الخ اور در مختار مین ہے واہلہ اہل الشہادۃ ای ادائہا علی المسلمین الی قولہ وشرط اہلیتہا شرط اہلیتہ فان کلا منہما من باب الولایۃ الخ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ گو ولایت اجبار بمعنی تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی کافر کی مسلمان پر نہین لیکن صورت مسئولہ مین واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اُسکو ولی

بمعنی سربراہ کار مقرر کیا ہے نہ ولی بمعنی مذکور پس ولی بمعنی مذکور مین اسلام کی شرط ہونے سے
لازم نہین آتا کہ ولی بمعنی سربراہ کار مین بھی اسلام شرط ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ صورت مسئولہ مین
واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اسپر تعریف ولی بولایت اجبار کے صادق ہے اسلیئے کہ واہبہ نے جو
اختیارات شخص مذکور کو نسبت نابالغ مذکور کے دیئے ہین جیسے وصول کرنا زر قرضہ مندرجہ دستاویز کا مدیون سے
اور اسمین تصرف کرنا اور اوسکے محاصل سے پرورش و تعلیم نابالغ کی کرنا وہ سب اختیارات شخص مذکور کو بہ واہبہ کے
اختیارات دیدینے سے نابالغ مذکور کے حقمین نافذ ہونگے خواہ نابالغ مذکور منظور کرے یا نکرے اور یہی معنی تنفیذ القول
علی الغیر شاء او ابی کے ہین پس تعریف ولی بولایت اجبار کے شخص مذکور پر بے شبہہ صادق ہے
اب چاہو اسکا نام سربراہ کار رکھو یا اور کچھ رکھو نام بدل دینے سے حکم نہین بدل جاتا اور جب
تعریف ولی مذکور کی شخص مذکور پر صادق آئی تو اسمین اسلام کا پایا جانا بھی شرط ہوا اور
ہرگاہ اسلام اسمین مفقود ہے تو ولی نابالغ مذکور کا نہین ہو سکتا اور دوسری وجہ یہ ہے
کہ واہبہ نے شخص مذکور کو ولی فی المال ہی قرار دیا ہے اسلیئے کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز
مدیون سے وصول کرکے اوسمین تصرف کرنے اور اوسکے محاصل سے پرورش نابالغ کی
کرنے کا بھی اوسکو اختیار دیا ہے اور ولی مال مین چھ ہی شخص ہو سکتے ہین اونکے سوا اور کسی کو
ولایت مال مین نہین ہو سکتی ایک باپ دوسرے اسکا وصی تیسرے دادا چوتھے اوسکا وصی
پانچوین قاضی چھٹے اسکا نائب اور شخص مذکور ان چھون سے نہین ہے پس شخص مذکور
ولی نابالغ مذکور کا نہین ہو سکتا اور اسی سے معلوم ہوا کہ واہبہ بھی کہ ماں نابالغ مذکور کی ہے
ولی مال مین نہین ہو سکتی در مختار مین ہے الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسہ الخ اور
رد المحتار مین ہے قولہ (لا المال) فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط
ح الخ اور فصول عمادیہ مین ہے ذکر فی باب المصراۃ من بیوع شرح الطحاوی عن الولایۃ فی مال الصغیر
الی الاب ووصیہ ثم الی وصی وصیہ فان مات الاب ولم یوص الی احد فالولایۃ الی اب الاب
ثم الی وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان لم یکن فالقاضی ومن نصبہ القاضی الخ اور نیز فصول عمادیہ
مین ہے لیس لغیر الاب والجد ووصیہما ولایۃ التصرف فی مال الصغیر الخ اور نیز اوسی مین ہے
وللاب والجد ووصیہما اجارۃ عبد الصغیر وسائر املاکہ واموالہ فاما غیر ہولاء من الصغیر فی حجرہ

لا یملک اجارۃ مال الصغیر لانہ لیس لغیر مولاہ ولایۃ التصرف فی مال الصغیر الخ اور نیز اوسمین ہے وذکر فی ماذون شرح الطحاوی و یجوز اذن الاب والجد و وصیہما واذن القاضی و وصیہ للصغیر فی التجارۃ وعبد الصغیر ولا یجوز اذن الام للصغیر واخیہ وامہ لان ہولاء لیس لہم ولایۃ التصرف فی مالہ فلا یکون لہم ولایۃ الاذن الخ اور ثالثاً یہ کہ واہبہ کا ولی مذکور کو تسلیط صریحی کرنا عین موہوب لہ کی نسبت تسلیط صریحی ہونا ممنوع ہے اور غیر مسلم غایۃ الامر یہ ہے کہ تسلیط مذکور موہوب لہ کی نسبت تسلیط حکمی ہوگی اور تسلیط حکمی اس باب مین کافی نہین تسلیط صریحی درکار ہے جیسا کہ عبارت مرقومۃ الصدر منقولہ رد المحتار سے معلوم ہوا اور تسلیط صریحی یہان مفقود ہے پس شرط صحت وجواز ہبۂ مذکورہ صورت مسئولہ مین مفقود ہے پس ہبۂ مذکورہ باطل اور ناجائز ہی اگر یہ کہا جاوے کہ صورت مسئولہ مین واہبہ کہ مان موہوب لہ کی ہے اگرچہ ولی فی المال نہین ہوسکتی لیکن جبکہ موہوب لہ نابالغ ہو اور مان کے عیال مین ہو اور باپ یا دادا یا اونکے وصی مین سے کوئی موجود نہو تو مان ایسی صورت مین درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہوسکتی ہی جیسا کہ رد المحتار مین ہے والوصی کالاب والام کذلک لو کان الصبی فی عیالہا لان لو ہبت لہ او وہب لہ تملک الام القبض وہذا اذا لم یکن للصبی اب ولا جد ولا وصیہما الخ اور یہان بھی یہی صورت واقع ہے کہ موہوب لہ نابالغ ہے اور مان کی عیال مین ہے اور باپ اور دادا اور اونکے وصی مین سے کوئی موجود نہین ہے پس مان درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہوگی اور ایسے ولی کا ہبہ نابالغ کو بمجرد عقد ہبہ کے تام اور کامل ہوجاتا ہے پس ہبہ مذکور بھی تام اور کامل ہوگی اور حاجت شرط مذکور کی نہوگی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ولی کا ہبہ نابالغ کو اوس صورت مین تام اور کامل ہوتا ہے جبکہ شی موہوب واہب کے یا امین واہب کے قبضہ مین ہو اور صورت مسئولہ مین یہ شرط مفقود ہے اسلیے کہ دین موہوب نہ واہبہ کے قبضہ مین ہے نہ اوس کے امین کے قبضہ مین بلکہ اوسکے مدیونون کے ذمہ ہے اور وہ اوسکے امین نہین ہین پس اس صورت مین مان کی ولایت کافی نہین ہوئی اور حاجت شرط مذکور کی باقی رہی اور ہبہ مذکورہ باطل اور ناجائز رہی در مختار مین ہے وہبۃ من لہ الولایۃ علی الطفل فی الجملۃ الی قولہ تتم بالعقد لو کان الموہوب معلوما وکان فی یدہ او ید مودعہ لان قبض الولی ینوب عنہ الخ اور ہدایہ مین ہے واذا وہب

للاب لابنۃ الصغیر ہبۃ ملکھا الابن بالعقد لانہ فی قبض الاب فینوب عن قبض الہبۃ ولا فرق بین ما اذا
کان فی یدہ او فی ید مودعہ لان یدہ کیدہ بخلاف ما اذا کان مرہونا او مغصوبا او مبیعا بیعا
فاسدا لانہ فی ید غیرہ او فی ملک غیرہ الی قولہ وکذا اذا وہبت لہ امہ وہو فی عیالہا والاب میت
ولا وصی لہ وکذلک کل من یعولہ آلخ الحاصل جب صورت مسئولہ مین ہبہ مذکورہ ہبہ دین کا غیر
مدیون کو ہے اور ایسے ہبہ کے صحیح اور جائز ہونے کے لیے واہب کا موہوب لہ کو دین
موہوب کے قبضہ کرنیکا صراحۃً حکم دینا شرط ہے اور یہ شرط ما نحن فیہ مین مفقود ہے اور
ولایت ولی مذکور کی متصور نہین اور نہ تولیت واہبہ کے صحیح اور نہ خود واہبہ کی ولایت
قبض ہبہ مین کافی ہے جیسا کہ یہ سب امور وجوہ مذکورہ بالا سے معلوم ہوئے تو بی شبہہ
ہبۂ مذکورہ باطل اور ناجائز ہے اور جب ہبۂ مذکورہ خود ہی باطل اور ناجائز ہے تو حاجت
اوسکے رجوع وعود کی نہین اور اگر بالفرض ہبۂ مذکورہ صحیح اور جائز بھی ہو جب بھی اس ہبہ سے
بدینوجہ کہ ہنوز قبضۂ دین موہوب پر نہین ہوا ہے واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا حاصل
ہے اور بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے رجوع اور عود کر سکتی ہے اسلیے کہ ایسی ہبہ مین
بلکہ عام ہبہ مین جبتک موہوب لہ شئ موہوب پر قبضہ نہ کر لیوے شئ موہوب نہ اوسکی ملک ہوتی ہے
اور نہ ہبہ لازم اور مستحکم ہوتا ہے اور جبتک ہبہ لازم اور مستحکم نہو واہب کو اوس سے اختیار
رجوع وعود کا بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے حاصل رہتا ہی گو ہبہ دین ذی رحم محرم کا بلکہ
ہبہ دین غیر مدیون مین واہب کیہ بھی اختیار حاصل رہتا ہے کہ موہوب لہ کو دین موہوب پر
قبضہ کرنے سے منع کر دیوے قاضی خان مین ہے ولصیر ملکا للولد اذا قبض آلخ اور اسی طرح رد المحتار
مین ہے نقلا عن الخانیۃ کما نقلنا سابقا اور فصول عمادیہ مین ہے وفی بعض الکتب الفقہ الموثوق
علیہ ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین لا یجوز الا اذا سلطہ علی قبضہ ویصیر کانہ وہبہ حین قبضہ لا تتم الا
بالقبض آلخ اور رد المختار مین ہے قال بعض الفضلاء ولہذا لا یلزم الا اذا قبض ولہ الرجوع قبلہ فلا نعم
بحیث کان بحکم النیابۃ بالقبض آلخ اور نیز رد المختار مین ہے قال فی الاشباہ صحت ویکون وکیلا
قابضا للموکل ثم لنفسہ ومقتضاہ عزلہ عن التسلیط قبل القبض آلخ اور محیط مین ہے الہبۃ انواع
ہبۃ لاجنبی وہبۃ لذی رحم محرم وہبۃ لذی رحم لیس بمحرم وہبۃ لمحرم لیس بذی رحم وفی جمیع ذلک

للواهب حق الرجوع قبل التسليم لانه بالرجوع قبل التسليم يمتنع عن تمام القبض الخ اور رد مختار مین ہے صح رجوع المتصدق فيها بعد القبض اما قبله فلم تتم الهبة الخ اور قاضیخان مین ہے وصدقة او تمت بالقبض لا يرجع فيها كانت القريب وللاجنبي وللواهب ان يرجع في هبة قبل ان يقبضه الموهوب له كان الموهوب له حاضرا او غائبا اذن له في قبضه اولم ياذن يتفرد الواهب في الرجوع قبل القبض وبعد القبض لا يرجع الا بالقضاء او رضاء الخ اور یہ قول سائل کا کہ واہبہ نے ہبہ کرکے قبضہ ور استحقاق مالکانہ اپنا اوس جائداد سے اوٹھالیا قبضہ ہبہ کے لیے کچھ مفید نہین بلکہ یہ قول بے معنی ہے اسواسطے کہ مراد سایل کی اوس جائداد سے کیا ہے اگر زر قرضہ مندرجۂ دستاویز ذمگی مدیونان ہے تو وہ ہنوز واہبہ کے قبضہ مین نہین کہ ہبہ کرکے اوس سے اپنا قبضہ اوٹھالیتی اور اگر مراد اوس سے جائداد مستغرقہ ہے تو وہ موہوب نہین اور نہ واہبہ کی ملک ہے کہ اوسکو ہبہ کرسکتی اور نہ استحقاق مالکانہ اپنا اوسپر رکھتی ہے کہ اوسکو اوٹھالیتی پس یہ قول بے معنی اور لغو ہے اگر یہ کہا جاوے کہ جس دستاویز مین زر قرضہ مندرج ہے یعنی جسکو مدیونین نے دائنہ کو لکھدیا ہے وہ دستاویز یا تو خود دائنہ کے قبضہ مین ہوگی یا دائنہ نے موہوب لہ کے یا اوسکے ولی کے قبضہ مین دیدیا ہوگا اور ان سب صورتون مین قبضۂ ہبہ متحقق ہوتا ہے اسلیے کہ اگر خود دائنہ کے قبضہ مین ہوگا تو اسواسطے کہ دائنہ درباب قبضہ ہبہ نابالغ کے ولایت رکھتی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور قبضہ ولی کا بجائے قبضۂ موہوب لہ کے ہے جیسا کہ یہ بھی معلوم ہوا پس قبضہ ہبہ متحقق ہوا اور اگر موہوب لہ کے قبضہ مین دیدیا ہے تو اس صورت مین تحقق قبضۂ ہبہ ظاہر ہے اور اگر ولی کے قبضہ مین دیدیا ہے تو اسواسطے کہ وہ امین واہبہ کا قبضہ بجاے واہبہ کے قبضہ کے ہے اور واہبہ کا قبضہ بجاے موہوب لہ کے قبضہ کے ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا پس ان سب صورتون مین قبضۂ ہبہ متحقق ہوا اور جب قبضۂ ہبہ متحقق ہوا تو اب ہبہ منعقد رہتا اور کامل ہوگا اور اوس سے رجوع اور عود ناجائز ہوگا اور اگر جائز بھی ہو تو بدون حکم حاکم یا رضامندی یکدیگر کے ناجائز ہوگا تو جواب اوسکا یہ ہے کہ کسی صورت مین صور مذکورہ سے قبضۂ ہبہ متحقق نہین ہوتا اسلیے کہ دستاویز مذکور موہوب نہین ہے کہ اوسکا قبضہ قبضۂ ہبہ ٹھہرے بلکہ موہوب زر قرضہ مندرجہ دستاویز ہے جو ذمگی مدیونان ہے اور زر قرضۂ مذکورہ نہ واہبہ کے قبضہ مین ہے نہ موہوب لہ کے قبضہ مین

اور اوس شخص کے قبضہ مین جسکو واہبہ نے ولی اوسکا مقرر کیا ہے بلکہ اگر زید مذکور پر بھی شخص
مذکور کا قبضہ ہو گیا ہوتا جب بھی قبضہ ہبہ کے لیے کافی نہین ہوتا اسواسطے کہ شخص مذکور
موہوب لہ کا ولی نہین جیساکہ سابقا معلوم ہوا اور اگر مجرد دستاویز مذکور کا قبضہ واہبہ مین ہونا
یا موہوب لہ کا اوسپر قبضہ کرا دینا قبضۂ زر مندرجۂ دستاویز کے لیے کفایت کرتا تو جس وقت
مدیون نے دستاویز مذکو لکھکر دائنہ کو دیدی تھی اور اوسپر اوسکا قبضہ کرا دیا تھا تو بھی دستاویز
مذکور کا دائنہ کو دیدینا اور اوسپر اوسکو قبضہ کرا دینا ادای زر قرضۂ دائنہ مندرجۂ دستاویز کے لیے
کفایت کر جاتا اور یہی ادای زر قرضہ دائنہ سمجھا جاتا اور پھر مطالبہ ادای زر قرضہ مذکور کا اوسنے
ساقط ہو جاتا وہو کما تری اور جب ثابت ہوا کہ کسی صورت مین صور مذکورہ سے قبضہ
ہبہ متحقق نہین ہے تو ہبہ مذکورہ ناتمام اور ناکمل رہا پس واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا
ہبۂ مذکورہ سے بلا حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے باقی رہا اگر یہ کہا جاوے کہ گو دستاویز
مذکور پر موہوب لہ یا اوسکے ولی کا قبضہ کرا دینا قبضہ ہبہ کے لیے مفید نہین ہے لیکن حصول
شرط صحت وجواز ہبۂ مذکورہ کے لیے تو ضرور مفید ہوگا پس ہبۂ مذکورہ صحیح اور جائز ہوگی
تو جواب اوسکا یہ ہے کہ شرط صحت وجواز ہبہ مذکورہ تسلیط صریحی ہے نہ حکمی اور دستاویز
مذکور پر قبضہ کرا دینے سے اگر تسلیط متحقق بھی ہو تو تسلیط حکمی متحقق ہو گی نہ تسلیط صریحی اور تسلیط
حکمی کافی نہین اور باینہمہ تسلیط مانع رجوع نہین کما سلف مفصلا بلکہ ایسی ہبہ سے کہ واہبہ نے
اسمین بے انصافی کی ہے کہ صرف بیٹے کو ہبہ کیا اور بیٹیان بھی موجود ہین اونکو محروم کیا
رجوع کر لینا اولے اور بہتر ہے چنانچہ صحیحین اور دیگر صحاح مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے
کہ اونکے باپ نے اونکو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اپنی اور اولاد کو محروم کیا تھا تو اونکی مان نے
اونکے باپ سے کہا کہ مین راضی نہونگی یہانتک کہ گواہ کرو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تب
اونکے باپ اونکو لیکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کیا
کہ مین نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اوسکی مان نے مجھکو حکم کیا ہی کہ مین آپکو
گواہ کرون سو آپ گواہ رہین آپنے پوچھا کہ اسیطرح تو نے اپنی اور اولاد کو بھی کیا ہے کہا نہین
فرمایا کیا خوش آتا ہے تجکو کہ تیری سب اولاد تیرے ساتھ بھلائی کرنے مین برابر ہون

کہاکیون نہین فرمایا سو ایسا مت کر اور پھیر لے اوس غلام کو اور مت گواہ کر مجکو کہ مین ظلم پر گواہی نہین کرتا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد مین انصاف کرو تب ونکے باپ نے اوس ہبہ سے رجوع کیا یعنی اوس غلام کو پھیر لیا فی المشکوۃ عن نعمان بن بشیر ان اباہ اتی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی نحلت ابنی ہذا غلاما فقال اکل ولدک نحلت مثلہ قال لا قال فارجعہ وفی روایۃ انہ قال ایسرک ان یکونوا الیک فی البر سواء قال بلی قال فلا اذاً وفی روایۃ انہ قال اعطانی ابی عطیۃ فقالت عمرۃ بنت رواحۃ لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرۃ بنت رواحۃ عطیۃ فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعطیت سائر ولدک مثل ہذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم قال فرجع فرد عطیتہ وفی روایۃ انہ قال لا اشہد علی جور متفق علیہ الخ اور دستاویز مذکور وصیت نامہ بھی نہین ہے اسلیے کہ وصیت اوس تملیک کو کہتے ہین جو مضاف بما بعد موت ہو تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی ما بعد الموت اور تملیک مذکور دستاویز مین مضاف بما بعد موت نہین ہے پس دستاویز مذکور وصیت نامہ نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے یعنی وصیت واسطے وارث کے ناجائز ہے ہدایہ مین ہے لا یجوز لوارثہ لقولہ علیہ السلام ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ لوارث خلاصہ جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ ہبہ مذکورہ بوجہ فوت ہونے شرط صحت وجواز اوسکی کے باطل ہے اور ناجائز ہے اور دستاویز مذکورہ ہبہ نامہ نہین ہے اور بفرض صحت وجواز بوجہ عدم لزوم واستحکام اسکے بجہت عدم قبضہ کے واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا بلا حکم حاکم ورضامندی یکدیگر کے حاصل ہے اور بجہت وقوع بے انصافی کے رجوع اولی اور بہتر ہے اور دستاویز متنازعہ وصیت نامہ بھی نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد اللہ عفا عنہ۔ فی الواقع صورت مذکورہ مین ہبہ غیر نافذ ہے اور واہبہ کو اختیار رجوع کا ہے بلکہ رجوع بہتر ہے اور ولایت کافر کی مسلمان پر غیر معتبر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا جب مریض بمرض شدید ہبہ سادہ کرے اور بیچ مرض مین افاقہ وتخفیف ہو جاوے حتی کہ اسکو کوئی خطرہ ہلاک کا نہ ہے اور غالب گمان عافیت وسلامت کا ہو اور وہ سال کے

مرسلہ مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible] ۲۳ ذیقعدہ [illegible] ۱۳۰۵ ہجری

اندر ابتدای مرض اول سے بحدوث مرض جدید مرجاوے تو وہ واہب مریض بمرض الموت متصور ہوگا یا نہین اور قدرے بقاے مرض سابق سے باوجود عدم خوف ہلاک خلل ہبہ مین ہوگا یا نہین بینوا توجروا

هو المصوب موت قبل گذرنے ایک سال کے امراض ممتدہ مین مطلقا مانع نفاذ ہبہ وغیرہ جمیع مال سے نہین ہے بلکہ جب خوف ہلاکت ہو ورنہ نہ پس صورت مذکورہ مین وہ شخص واہب مریض بمرض الموت متصور نہوگا اور بقای مرض سابق سے اور موت اسکی سے اندر ایک سال کے بحدوث مرض آخر باوجود عدم ظن غالب موت کے مرض سابق سے ہبہ مین خلل نہوگا وقایہ اور اوسکی شرح لفصیح الدین ہروی مین ہے وہبۃ مقعد ومفلوج واشل ومسلول یجوز من کل مالہ کہبۃ الصحیح ان طالت مدتہ الی مدۃ کل واحد من ہذہ الامراض وقدرہ بسنۃ کما فی الہدایۃ وغیرہا فانہ اذا طالت المدۃ صار بمنزلۃ طبع من طبائعہ ولم یخف موتہ منہ غالبا بان لا یحس ازدیادہ شیئا فشیئا کالعمی فکان صاحبہ فی التصرف بمنزلۃ الصحیح والا ای وان لم تطل مدتہ وکان بحیث یزداد حالا فحالا ویخاف فیہ الہلاک غالبا فمن ثلثہ انتہی ملخصا اور شرح مختصر وقایہ للبرجندی مین ہے مرض الموت ما یکون سببا للموت وذلک اذا کان یزداد حالا فحالا الی ان یکون آخرہ الموت فاذا استحکم ولا یزداد بعدہ لم یکن سببا للموت وصار صاحبہ فی التصرف بمنزلۃ الصحیح انتہی اور عینی رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھتے ہین و الا فمن ثلثہ ای ان لم یتطاول علیہ ذلک بحیث قد خاف منہ یکون کالمریض لانہ ح یکون سببا للموت غالبا انتہی اور زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھتے ہین ای ان لم یتطاول یعتبر تصرفہ من الثلث اذا کان صاحب فراش ومات منہ فی ایامہ لانہ فی ابتدائہ یخاف منہ الموت ولہذا یتداوی فیکون مرض الموت انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار مین ہے وہبۃ مقعد ومفلوج واشل ومسلول من کل مالہ ان طالت مدتہ سنۃ ولم یخف موتہ منہ والا ای وان لم تطل المدۃ وخیف موتہ منہ فمن ثلثہ انتہی اور شمنی شرح مختصر وقایہ مین لکھتے ہین والا ای وان لم تطل مدتہ وخیف موتہ منہا ومات فمن ثلثہ لانہا فی ابتدائہا یخاف منہا الموت ولہذا یتداوی منہا فتکون مرض الموت انتہی

ان سب عبارات سے یہ بات ثابت ہے کہ صرف سال کے اندر مرجانے سے ہبہ ساقط نہین ہوگی مگر جبکہ خوف ہلاک غالب ہو اور موت مرض سابق سے واقع ہووے ورنہ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۴۷] چہ می فرمایند علمائے دین رحمہم اللہ اندرین صورت کہ شخصے را از سلطان معاش مشروطی مقرر است و بسبب لاولد بودنش صاحب معاش میخواہد کہ معاش مذکور بر داماد خود قرار یابد یا خود ہبہ کند یا رہن دہد یا بخشش کند و برادران صاحب معاش کہ از حقیقی یا عم زاد قریبہ و بعیدہ باشند دعوی کنند کہ معاش مذکور بر کسے از برادر مذبور مقرر یابد پس از روے شرع صاحب معاش معاش مشروط را بہ داماد خود بیع یا ہبہ یا رہن یا بخشش کردن میتواند یا دران فقط مر سلطان را اختیار باشد و نیز دران معاش برادران مذکور الصدر احق تر خواہند بود یا داماد مستحق خواہد شد بینوا توجروا

ہو المصوب معاش مشروط کہ از حقوق مجردہ است رہن و بیع و ہبۂ آن ناجائز است بلکہ درین باب سلطان را اختیار است کہ بمستحق مقرر سازد در اشباہ والنظائر می نویسد فی صلح البزازیۃ رجل لہ عطاء فی الدیوان مات عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان اسم احدہما و یاخذ العطاء والآخر لاشئی لہ من العطاء و یبذل لمن کان العطاء لہ مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام عطاؤلہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ غیران السلطان ان منع المستحق فقد ظلم مرتین فی قضیۃ حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامہ انتہی وہمدران در مقام اخری سے آرد الحقوق المجردۃ لایصح الاعتیاض عنہا کحق الشفعۃ فلو صالح عنہ بمال بطلت ورجع بہ وعلی ہذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۴۸] بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ حامد فوت ہوا اور دو پسر یعنی احمد و دوسرے محمود اور ایک مکان خاص پیدا کردہ اپنا ورثا اور متروکہ چھوڑا بعد اُسکے مابین احمد اور محمود ہر دو برادران حقیقی کے متروکۂ پدری انصافا تقسیم ہوگیا مسمی محمود نے بوجہ لاولدی کے مسعود برادر عم زاد حقیقی اپنے کو اور احمد نے محمود امجد وغیرہ نواسگان اپنے کو متروکہ اپنا اپنا دیکر ایک

اقرارنامہ حسب ضابطۂ شرعی بدین مضمون کہ یہ مکان نصف مشاع حق وملک فلان شخص و نصف مشاع حق وملک فلان فلان اشخاص کا ہے ہم مقران عاریۃً اس مین قیام پذیر ہین مالکان مکان جب چاہین ہمسے تخلیہ مکان کا کرالیوین ہمکو کچھ عذر نہو گا سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین لکھدیا اور وہ اقرارنامہ مکمل بگواہی و مہر کے ہوگیا اور اقرارنامہ مین مقران نے بہ نسبت مکان مذکورہ ملکیت اپنی اپنی نہ بروی ارث و نہ بروی خرید اور نہ کچھ اور ذکر مذکور دینے یا نہ دینے مکان کا بہ نسبت ورثہ مذکورین کے لکھا پس اُس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملکیت مقرلہم کی اس مکان پر کسی طریق دیگر سے ہے کہ وہ مقران عاریۃً واجارۃً اُسمین قیام پذیر ہین۔ چنانچہ وہ دونون مقران اقرارنامہ اُسی مکان مین رہے اور مرے اور اُنھین کا قبضہ رہا مگر چونکہ بیعنامہ مکان مذکور موسومہ حامد مورث اعلی تقسیم نہین ہوسکتا تھا پس بوجہ دوراندیشی و رفع مناقشۂ آیندہ کے ہر دو مقران اقرارنامہ نے یہ اقرارنامہ بمہر و دستخط اپنے اپنے کے لکھدیا اور اصل بیعنامہ مکان موسومہ حامد پاس ورثہ مذکورہ کے اور اقرارنامۂ مذکور پاس ورثہ محمد وامجد وغیرہ کے موجود ہے ہر ایک فریق کے پاس دوسریکا وثیقہ موجود نہین ہے دوم یہ کہ ابتداے اقرارنامہ مذکور سے ابتک ورثاے محمد وامجد وغیرہ کا بوجہ اتفاق و یکجہتی باہمی وخصوصاً بنظر عدم بدنیتی وعدم بے ایمانی وغیرہ طرفین کے کسی طرح کا قبض وتصرف مکان مذکور پر نہین ہوا بدستور علے ترتیب النسل ورثہ مسعود کا قبض وتصرف ہے اب ورثہ محمد وامجد وغیرہ نے بعد چندین مدت مدیدہ و عرصۂ بعیدہ کے جو موجب اقرارنامہ موجودہ ورثہ مسعود سے کہ شرعاً کوئی میعاد دعوی کی مقرر نہین ہے اور ہر وقت مدعی کو اختیار دعوی اپنے کا ہے نصفی مکان کے مدعی ہوے تو ورثہ مسعود بہ نیت حق تلفی و نادہندی و عدم پابندی شریعت و ایمان داری کے اقرارنامہ کو ہبہ بالمشاع قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ بحالت موجودگی نواسگان کیونکر حق ملسکتا ہے اگر کچھ بھی حق تمھارا ہوتا تو وارثان تمھارے اب تک کیون خاموش بیٹھے رہتے ورثۂ محمد وغیرہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہبہ نامہ نہین بلکہ اقرارنامہ ہے

اور اُسکی کوئی عبارت سے ہبہ بالمشاع نہین پایا جاتا ہے اور اگرچہ ابتدا سے ابتک بوجہ اتفاق باہمی اور عدم بدنیتی اور بے ایمانی طرفین کے کوئی کسی طرح کا قبض و تصرف ہمارا نہین ہوا لیکن عند الشرع کوئی میعاد دعوے مقرر نہین ہے ورنہ بطلان حق حقدار ہو سکتا ہے اور ہم بموجب اقرار نامہ موجودہ نہ بموجب حق نواسگی یا عصوبیت وغیرہ کے حصہ اپنا طلب کرتے ہین اور یہ اقرار نامہ ایسا تصور کرنا چاہیے جیسا کہ محمد امین جد تمھارے نے باوجود موجودگی عصبہ یعنی برادر زادہ حقیقی اپنے کے نصفی متروکہ صحرائی وسکنائے اپنا برادر زادہ حقیقی اپنے کو اور نصفی متروکہ صحرائی وسکنائی اپنا مسماۃ ہندہ نواسی حقیقی محروم الارث اپنے کو بنظر دوراندیشی دین مہر دوجہ اپنی کے کہ جدہ صحیحہ مسماۃ ہندہ کے ہوتی ہے اور مسماۃ ہندہ بے اولاد برادر زادگان زوجہ کے کدخدا ہوئی ہے ایسا نہو کہ خسر یا خاوند نواسی مذکور کا مدعی مہر عمہ اپنے کا عصبہ میری سے ہووے لکھدیا ویسا اس اقرار نامہ کو بھی تصور کرنا چاہیے کہ واسطے رفع مناقشہ آیندہ کے احمد نے بدین مہر زوجہ اپنے کے بنام محمد و امجد وغیرہ کے یہ اقرار نامہ لکھدیا ورنہ احمد بموجودگی دختر کے نواسگان کو کیون لکھدیتا علاوہ اسکے وہ لوگ عالم و فاضل و قاضی و پابند شریعت منجانب سلاطین اہل اسلام مقرر تھے ایسی بیضابطگی برخلاف شریعت اُن سے نہین ہو سکتی تھی اور تقسیم ہونا متروکۂ پدری کا باہم ہر دو برادران مذکوران کے اور پہلے مرنا محمود کا اور بعد اُسکے مرنا احمد کا اور دیدینا متروکہ اپنے اپنے کا مسعود و محمد وغیرہ کو کتاب اغصان الانساب مصنفۂ جد تمھارے سے بخوبی ثابت اور موید ہے تو ایسی صورتمین کل متروکہ حامد کا بوجہ تقدیم و تاخیر اموات کے احمد کی طرف شرعاً عود کرتا ہے پس علمائے دین کے نزدیک آیا اقرار نامہ یا ہبہ نامہ بالمشاع متصور ہوگا اور یہ اقرار نامہ اور یہ کارروائی بعینہٖ کارروائی محمد امین جد ورثہ مسعود کے پائی جاتی ہے یا نہین اور یہ اقرار نامہ جائداد اور نیز قابضان جائداد پر شرعاً بعد چندین مدت مدیدہ نافذ ہو سکتا ہے یا نہین اور ورثہ محمد و امجد وغیرہ بروی اس اقرار نامہ کے دعوی ورثۂ مسعود سے کر سکتے ہین یا نہین اور چونکہ زوجۂ محمد امین کے چار پانچ برادر زادگان حقیقی ہین اور محمد امین

بدین مہر زوجہ اپنے کے تحریر جائداد صحرای وسکنای موسومہ نواسی محروم الارث اپنے کو
باوجود موجودگی برادرزادہ حقیقی اپنے کو دے چکا ہے تو دیگر برادرزادگان حق دین
مہر عمۂ حقیقی اپنے کا کہ بتعداد بائیس ہزار کے مقرر ہے کس متروکۂ محمد امین
سے آیا متروکۂ مقبوضہ مسماۃ ہندہ یا متروکۂ مقبوضۂ برادرزادہ حقیقی محمد امین یا دونون
کے مقبوضہ مین سے پاوین گے جو کچھ کہ ازروی شرع شریف کتب فقہ سے ثابت ہو
بقید عبارت ونام کتاب جواب ہر ایک امورات مستفسرہ کا ارقام فرماوین بینوا توجروا

ہو الموفق تحریر دوست محمد ونور الحق اگرچہ بحسب ظاہر اقرار ملک للغیر ہے
نہ ہبہ ولیکن بیان مستفتی سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس الامر مین مکان مقر بہ ملک
مقرین تھا نہ ملک مقر لہم نور الحق ایک مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع محمد احمد برادر
عم زاد حقیقی اپنے کو اور دوست محمد دوسرے مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع اپنے
چار نواسون محمد حفیظ اللہ وغیرہ کو دیگر بنظر دوراندیشی ورفع مناقشہ آیندہ کے
اقرار ملک انکے لیے لکھدیا اور باوجود اس اقرار کے تمام عمر خود وہ دونون مقر
اسپر قابض ومتصرف رہے اور مقر لہم کو تسلیم نہین کیا اور ورثہ محمد حفیظ اللہ وغیرہ
بھی خود اس امر کے معترف ہین اور معاملہ محمد امین الدین کو بطور نظیر اور کتاب
اغصان الانساب مولفہ رضی الدین محمود جد ورثہ محمد احمد کو بطور تائید اور شہادت کے
پیش کرتے ہین اور اس خاندان مین ایک کتاب کے موجود ہونیکے سبب سے
معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس قوم کے اس امر پر مطلع ہین اس وجہ سے یہ اقرار
تملیک عین بلا عوض یعنی ہبہ ٹھہرایا جاویگا اور شرائط ہبہ اس مین مرعی ہونگے اور ہبہ
مشاع اور ہبہ بغیر قبض نافذ نہین ہوتی ہے پس ورثہ مقر لہم اس اقرار کی بنا بر دعوی
مکان مقر بہ کا نہین کر سکتے اور جبرا انکو ورثہ مقرین سے لینا حرام ہے ہان اگر وہ دونون
مقر بعد اقرار کے اس مکان مقر بہ کو تقسیم کرکے ہر ایک مقر لہ کو موافق اقرار کے تسلیم
کردیتے تو اس صورت مین یہ اقرار ابتدای ہبہ ٹھہرایا جاتا اور مقر لہم مالک ہو جاتے

فی الدر المختار اقر لآخر بمعین ولم یعنہ لکن من المعلوم لکثیر من الناس انہ ملکہ فہل یکون اقرارا

او تملیکا ینبغی الثانی فیسراعی فیہ شرائط التملیک فراجعہ انتہی والضا فیہ عن البزازیۃ
حتی لو اقر کاذبا لم یحل لہ لان الاقرار لیس سببا للملک نعم لو سلمہ برضاہ کان ابتداء
ہبۃ وہو الاوجہ انتہی وفی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ عن الخانیۃ رجل اقر فی صحتہ وکمال عقلہ ان جمیع
ماہو داخل منزلہ لامرأتہ ثم مات الرجل وترک ابنا فادعی الابن ان ذلک ترکۃ ابیہ
قال ابو القاسم الصفار ان علمت المرأۃ ان جمیع ما اقر بہ الزوج کان بدلہا ببیع او ہبۃ
کان لہا ان تمنع ذلک من الابن بحکم اقرار الزوج وان علمت انہ لم یکن بدلہا ببیع
ولا ہبۃ لا یصیر ملکا لہا بہذا الاقرار انتہی اور چونکہ ورثہ محمد حفیظ اللہ وغیرہ نواسگان وست محمد
مالک اُس مکان مقربہ کے بحکم اُس اقرار کے نہین ہو سکتی پس اگر محمد امین الدین وارث
محمد احمد تنہا اُس مکان کا مالک وراثۃ ہو تو سب تصرفات اُسکے اُس مکان مین شرعا
جائز ہین اپنے بھتیجے اور نواسی کو اُسکو دینا بھی صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب حررہ محمد المدعو بعابد حسین عفا اللہ عنہ وعن شیخہ روز جمعہ دوازدہم شوال ۱۳۰۳ ہجری

ہو المصوب تحریر محمود اور احمد کی اقرار نامہ متصور ہوگی نہ ہبانامہ جیساکہ
اس عبارت سے واضح ہے قال فی الخانیۃ رجل قال جمیع ما یعرف لی او نسب الی
فہو لفلان قال ابو بکر الاسکاف ہذا اقرار ولو قال جمیع مالی او جمیع ما املکہ فہو لفلان فہو ہبۃ
ولو قال جمیع ما فی بیتی لفلان فاقرار انتہی والاصل فی ذلک انہ ان اضاف المقربہ الی
ملکہ کان ہبۃ لان قضیۃ الاضافۃ تنافی حملہ علی الاقرار الذی ہو اخبار لا انشاء تنقیح الفتاوی
الحامدیہ اور ایسے ہی منح الغفار اور درمختار وغیرہ مین موجود ہے پس صورت مذکورہ مین
ہرگاہ مقران نے مقربہ کی نسبت اپنی ملکیت نہین ذکر کی بلکہ اُسکا دوسرون کے واسطے
اقرار کردیا بناء علیہ شیوع وغیرہ اسمین مضر نہوگا اور دعوی محمد واجد وغیرہ کا اس
اقرار نامہ کی بنا بر ورثہ مسعود پر نافذ ہو سکتا ہے اور دعوی برادرزادگان زوجۂ
محمد امین متروکہ مقبوضہ ہندہ پر نہین ہو سکتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۴۹ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین ایسے مسئلہ مین

کہ مسماۃ فاطمہ زوجۂ شاہ مراد علی مرحوم نے ایک نوشتہ باین مضمون لکھا کہ پہلے مین سے نے
ایک ہبہ نامہ بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجۂ شاہ قدرت اللہ کے لکھا تھا تو اُس مین
لفظ نسلاً بعد نسل کے لکھے گئے تھے اور یہ زر پنشن ہے کہ جسکی عذرداری ہمارے وارثان
شوہر نے کی لہذا اُس ہبہ نامہ کو فسخ کرکے اس ہبہ نامۂ ثانی مین مقررہ جو مبلغ ایکسو
نو روپیہ چودہ آنہ سکۂ چہرہ دار کہ جو سالانہ بابت باقی تصفیہ محال مقران سے کے مقرر ہے
بقید حین حیات بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجہ قدرت اللہ مذکور کے لکھے دیتی ہون
کہ بعد فوت میرے مسماۃ مذکور تاحیات اپنے قابض و دخیل زر پنشن مذکور کے ہو
سال بسال یا جیسا کہ قاعدہ سرکار مقرر کرے وصول کرکے اپنے تصرف مین لایا کرے
اور بعد فوت اُسکے وارثان کریم الدین پسر و مسماۃ علیم النسا بی بی دختر اور اپنی بی بی
بحصص مساوی ورثائے شوہری بھی پایا کرین لکھدیا اور یہ زر پنشن عطائے سلطانی
ایک شخص شاہ مراد علی کے نام سے ہے اور مسمی کریم الدین پسر اور مسماۃ علیم النسا بی بی
دختران شاہ مراد علی زوج اور زوجۂ فاطمہ بی بی متوفی سے ہین اور دو وارث
متوفی کے بھی ہین پس ایسی صورت مذکور مین تملیک مضاف بعد الموت یعنے وصیت
جائز ہوئی یا نہین اور یہ وصیت بالشرط ہے یا نہین یا یہ کہ وصیت قرار پاوے گی
بسبب لکھنے عبارت بالا کے اور نوشتہ مذکور کے نقل ہمراہ استفتائے ہذا ہے

ملاحظہ فرماکر جواب جلد قلمبند فرمانے سے ثواب ہوگا فقط

ہو المصوب در مختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے العطاء صلة
فلا تملک الا بالقبض انتہی اور بھی اُسمین کتاب الوصایا مین ہے اثناء ذکر شروط
جواز وصیت مین وکون الموصی بہ قابلا للتملیک بعد موت الموصے بعقد من العقود
مالا او نفعا انتہی اور اشباہ مین قاعدۂ خامسہ مین ہے العطاء الذی جعل لہ الامام
العطاء لہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ انتہے
اور رد المحتار حاشیۂ در مختار مین کتاب البیوع مین ہے قال فی البدائع الحقوق
المفردة لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا انتہے ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا

کہ وظیفۂ مقررہ قبل وصول ہونے کے مملوک نہین ہے صرف حق صاحب وظیفہ متعلق ہے اور حق کی تملیک باطل ہے بناء علیہ صورت مذکورہ مین وصیت مذکورہ کہ اُسمین تملیک ہوتی ہے باطل ہوگی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۵ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین اگر کوئی شخص بعد چھ مہینے کے کچھ روپیہ گورنمنٹ سے پایا کرتا ہے وہ قبل وصول کرنے کے اُس روپیہ کو ہبہ کر سکتا ہے یا نہین اگر کوئی شخص کسی چٹھی کو ہبہ کرے جسکے ذریعہ سے وہ روپیہ ایک میعاد معین پر وصول کیا کرتا ہے کیا اس کا اثر یہ ہو سکتا ہے کہ وہ روپیہ جسے وہ اُس میعاد پر وصول کرے گا ہبہ ہو جاوے اگر کوئی صرف استحقاق کسی شی کا بلا بخشنے کے ہبہ کرے تو یہ جائز تصور کیا جائے گا یا نہین هو المصوب چٹھی کی ہبہ و بیع اور ایسی صرف حق و استحقاق کی ہبہ و بیع شرعا لغو ہے استحقاق اور چٹھی کی ہبہ سے یہ اثر نہین ہو سکتا ہے کہ موہوب لہ وہ روپیہ وصول کر سکے اور ایسی ماہانہ یا سالانہ یا ششماہی کی ہبہ و بیع نادرست ہے کیونکہ ایسی تنخواہ قبل قبض و وصول کے ملک مین داخل نہین ہوتی ہے اور بیع و ہبہ غیر مملوک و معدوم کی باطل ہے خزانۃ الروایات مین ہے فی التجنیس من لہ وظیفۃ فی بیت المال اذا قسمہ فی حال حیاتہ فقسمتہ باطلۃ لانہ بعد الموت یرد الی بیت المال وفی جواہر الفتاوی علوی لہ مشاہرۃ من مال الخراج یوصل الیہ کل سنۃ فوہبہا لغیرہ ووکلہ لیقبضہا لایجوز لان العلوی لایملکہا قبل القبض ولا یصح جعلہا ہبۃ لغیرہ لانہ لم یملکہا وفی القنیۃ قال نجم الائمۃ شری البردات التی یکتبہا الدیوان علی العمال لایصح انتہی اور رسالۂ احکام الاراضی مین ہے الاصل ان المعدوم لایصح تملیکہ ولا التصرفات فیہ انتہی اور بھی اُس مین ہے لاعلم لذلک اے للقول بالتملک فی غیر المقبوض من الوظیفۃ اصل من الکتب المشہورۃ المعتبرۃ واللہ اعلم۔ حررہ الراجی

عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

۱۵۱ استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کے دو وارث ہین بھتیجا مسمی بکر اور ایک زوجہ غیر ذات الولد زید نے اپنے کل مملوکات منقولہ وغیر منقولہ بعوض دین مہر کے اپنی زوجہ کو ہبہ کر دیا وہنوز نوبت بتحریر وتکمیل ہبہ نامہ نہین آئی کہ دفعۃً زید بیمار ہوکر مرگیا بعد مرنے زید کے فیمابین بکر اور اُسکی چچی یعنی زوجہ زید کے یہ قرارداد ہوا کہ اگر زوجہ زید و بکر سے کسی قسم کی نزاع وپرخاش پیش نہ آوے تو اُسوقت کل مملوکات جدی وموروثی زید پر زوجہ زید تا حین حیات خود قابض ومالک رہے وا ذلیس ہذا فلیس ذلک اس صورت مین یہ قرارداد مبطل اُس ہبہ بالعوض کا جو زید نے اپنی زوجہ کو بعوض دین مہر کے کر دیا تھا ہوگا یا نہین

ہو المصوب مبطل اُس ہبہ بالعوض کا نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

کتاب الوصیۃ

۱۵۲ استفتا- سوال زید نے بحالت صحت ذات وثبات عقل کے یہ وصیت نامہ لکھا اور عمرو اپنے بیٹے کو وصی مقرر کرکے قابض ودخیل اپنے روبرو کل املاک اپنے پر کرادیا بعد اسکے زید مرگیا اُسوقت مسماۃ ہندہ بنت زید نے بہ تسلیم وصیت نامہ قبضہ ودخل عمرو کا بحال رکھا اور عمرو مذکور قریب بیس سال کے قابض ودخیل رہکر مطابق وصیت نامہ کے عمل درآمد کرتا رہا اب عمرو مرگیا اور اُسنے چھوڑا اصل موصی کی دختر ہندہ کو اور ہندہ کی بیٹون کو یعنے موصی کے نواسون کو اور تین بیٹے نابالغ اور تین لڑکیان نابالغہ اور مسماۃ صالحہ ایک بیٹی بالغہ اور مسمی بکر ایک بیٹے بالغ کو بعدہ مسمی بکر کہ سعید وصالح ہے اور بہ نسبت جملہ ورثا کے لائق اہتمام امور وقف وغیرہ ہے بذریعۂ وصیت نامہ مذکور کے قابض املاک ہوا اور ساتھ امانت اور دیانت کے تعمیل امور مندرجہ وصیت نامہ کرتا ہے سوال اوّل بموجب وصیت نامہ کے وصی بہ نسبت چار آنہ کے اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص ہوگا سوال دوسرا اور جو شخص وصی ہوگا بہ نسبت چار آنہ کے وہی شخص وصی ومنتظم بہ نسبت

[illegible]

بارہ آنہ کے بھی ہوگا سوال تیسرا در حالیکہ وہی شخص وصی ہو تو ورثای موصی کو اختیار انتزاع قبضہ کا اس شخص سے نسبت چار آنہ کے خواہ بارہ آنہ بقیہ کے حاصل ہے بینوا توجروا

ھو المصوب چونکہ دفعہ ۳ مین موصی نے تصریح کردی کہ امر انتظام وقف ہماری اولاد مین رہیگا اسوجہ سے موصی کے نواسون کو کچھ مداخلت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ لفظ اولاد سے اولاد بنت بقول مفتی بہ خارج ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے صفحہ ۱۵۶ جلد اول چھاپہ مصر مین مرقوم ہے قال الطرطوسی ماحاصلہ ان فی دخول اولاد البنات فی لفظ الاولاد اختلاف الروایۃ ففی روایۃ الخصاف وہلال یدخلون وفی ظاہر الروایۃ لایدخلون وعلیہ الفتوی وذکر العلامۃ البیری انہ اختلف ہل یدخل ولد البنت فی قولہ علی ولدی وولد ولدی قال فی المحیط لایدخلون فی ظاہر الروایۃ وعلیہ الفتوی لانہم ینسبون الی الاب دون الام واعتمدہ فی التجنیس وکذا اعتمدہ المتاخرون منہم الشیخ قاسم الحنفی وقال ہو الذی یفتی بہ انتہی ملخصا اور جو ورثہ بالغ نہین وہ بھی تا در بلوغ ولیاقت قابل وصایت وولایت نہین جیسا کہ بحر رائق مین ہے فی الاسعاف لو اوصی الی صبی تبطل فی القیاس مطلقا وفی الاستحسان ای باطلۃ مادام صغیرا انتہی باقی رہے اور ورثہ بالغین سے جو سعید صالح ولائق انجام امور وقف کے ہو وہ بحسب نص موصی امور وقف مین بابت چار آنہ کے وصی ومنتظم ہوگا اور اگر چند ورثہ سعادت ورشد مین برابر ہون تو جو عالم ہوگا اور امور وقف کا اہتمام اچھی طرح سے ساتھ دیانت وامانت کے کرسکتا ہوگا وہ منتظم قرار دیا جاویگا تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین صفحہ ۱۸۲ مین ہے لو احدہما اورع والاخر اعلم بامور الوقف فہو اولی اذا امن من خیانتہ ولو استویا رشدا وکان احدہما عالما فانہ یقدم انتہی اور جو سعید صالح لائق انجام حسب نص موصی مہتمم امور وقف کا ہوگا وہی شخص بابت بارہ آنہ کے وصی قرار دیا جاویگا فتاوی قاضیخان کے صفحہ ۲۴۱ جلد چارم چھاپہ کلکتہ مین ہے لو قال الوقف انت وصی فی امر الوقف خاصۃ قال ابو حنیفۃ ہو وصی فی الاشیاء کلہا انتہی اور بھی اُسیکے صفحہ ۳۲۶ مین ہے اذا اوصی الی رجل فی نوع کان وصیا فی الانواع کلہا انتہی اور بحر رائق کی کتاب الوقف مین ہے لو جعلہ وصیا فی امر الوقف فقط کان وصیا فی الاشیاء کلہا عند ابی حنیفۃ ومحمد انتہی اور جامع الرموز کے صفحہ ۳۰۸ چھاپہ مصطفائی کتاب الوصایا مین ہے اطلاقہ مشعر بانہ لو جعل رجلا وصیا سے

نوع صار وصیا فی الانواع کلها کما فی الذخیرۃ وغیرہ انتہی اور مجتبی شرح مختصر قدوری اور منح الغفار شرح تنویر الابصار مین ہے لو خص له الوصیۃ فی مال له فهو وصی عند ابی حنیفۃ فی کله انتہی اور فتاوی سراجیہ اور مجمع البرکات مین ہے الوصی فی نوع یکون وصیا فی الانواع کلها انتہی اور عبارت دفعہ وصیت نامہ کی اور نہ نیلام سے حق ودخل مسمی عمرو خواہ اُسکے جو قائم مقام ہون فتور نہ آوے گا الخ نص صریح اس امر پر ہے کہ بابت بارہ آنہ کے وصایت بعد عمرو کے اُسکے قائم مقام کیطرف منتقل ہوگی اور ورثہ موصی کو یا حاکم کو اختیار نہین ہے کہ بدون ثبوت خیانت کے انتزاع قبضۂ وصی سے مقدار چار آنہ یا بارہ آنہ کو کرین جامع الرموز کے صفحہ ۸۳۹ مین ہے ویبقی وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بها انتہی اور شرح مختصر وقایہ للشمنی مین ہے ویبقی وصی امین یقدر علی التصرف لیس للقاضی ان یخرجه عن الوصایۃ انتہی اور ہدایہ کے باب الوصی مین ہے لو کان قادرا علی التصرف امینا فیه لیس للقاضی ان یخرجه وکذا اذا شکی الورثۃ او بعضهم الوصی الی القاضی فانه لا ینبغی له ان یعزله حتی تبدو امنه خیانۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۵۳ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مثلا زید نے اپنی املاک موقوفہ اور موصی بہا کا وصی اور منتظم اپنے پسر مسمی بکر کو کر کے املاک مذکورہ پر قابض ودخیل کرا دیا اور یہ شرط کی کہ بعد مسمی بکر کے ہمیشہ وہر زمانہ مین ایک شخص ہماری اولاد مین سے کہ سعید ولائق ہو وصی ومنتظم املاک مذکورہ کا ہوا کریگا شرعا یہ شرط جائز اور واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب یہ شرط جائز اور واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے فتاوی عالمگیریہ مین ہے فی فتاوی محمد بن الفضل سئل عمن شرط فی اصل الوقف الولایۃ لنفسه ثم لاولادہ قال یجوز بالاجماع انتہی اور بھی اُسی مین ہے ان شرط ان يليه فلان بعد موتی ثم بعدہ يليه فلان ثم بعدہ يليه فلان فهذا الشرط جائز کذا فی محیط السرخسی انتہی اور فتاوی قاضیخان مین ہے لو شرط الواقف فی الوقف ان یکون الولایۃ له ولاولادہ فی تولیۃ القیم وعزله والاستبدال بالوقف وما هو من انواع الولایۃ واخرجه من یدہ الی المتولی جاز ذلک ذکرہ فی السیر انتہی اور اشباہ مین ہے شرط الواقف کنص الشارع یجب اتباعه

انتہی اور طحطاوی حاشیۂ درمختار مین لکھتے ہین شرائط الواقف معتبرۃ کالنصوص فیراعی کالنصوص انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۵۴ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جسمین جائداد غیر منقولہ مستغرق ہے یا فتنی اپنا ذمۂ زید وغیرہ اپنے پسر نابالغ کے نام بتقرر ایک شخص سربراہ کار وولی کے اس عبارت سے ہبہ بلا عوض کیا کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز کو ہبہ کرتی ہون اور دیدیتی ہون قبضہ اور استحقاق اپنا اُس سے اوٹھا لیا اور اُس دستاویز مین ولی کو اختیار وصول زر مذکور کا اور اُسکے محاصل مین پرورش وتعلیم نابالغ کا دیا اور یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جاوے تو مینا مین دختران ہماری کے جو اُسوقت زندہ وقایم ہون زر مذکور بحصۂ مساوی تقسیم ہو تو اس صورت مین دستاویز مذکور ہبہ متصور ہوگی یا وصیت اگر ہبہ نامہ متصور ہو تو ایسی ہبہ سے واہبہ کو اختیار فسخ کا ہوگا یا نہین اور ولایت قوم ایک مسلمان نابالغ کے لیئے جائز ہے یا نہین۔

ہو المصوب چونکہ وصیت عبارت ہے اور تملیک سے جو مضاف ہو مابعد الموت ہو جیسا کہ تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی ما بعد الموت انتہی اور عبارت ہبہ نامہ مین صاف لفظ ہبہ واعطا بغیر اضافت بعد موت کے موجود ہے بناءً علیہ یہ تحریر ہبہ نامہ متصور ہوگی لیکن چونکہ یہ تملیک دین غیر مدیون کو ایسے ہبہ سے اختیار رجوع وفسخ ہبہ کا ہوگا جبتک کہ موہوب لہ اُس دین پر قابض ہووے درمختار مین ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین انتہی رد المحتار مین ہے ولہذا لا یلزم الا اذا قبض ولہ الرجوع قبلہ فلا منعہ حیث کان بحکم النیابۃ عن القبض انتہی اور ولایت غیر مسلمان کی نابالغ مسلمان کے لیئے جائز نہین ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۵۵ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنے بیٹے بکر کو اپنا وصی کیا بقید دوام یعنی وصیت نامہ مین لفظ دائما کو مندرج کیا مگر کوئی فقرہ نسلا بعد نسل یا جو اُسکے مترادف ہو وصیت نامہ مین مندرج نہین کی بعد اُسکے زید نے انتقال کیا بعد اُسکے بکر نے بھی بغیر اوسکے کہ کسی کو وصی کرے وفات پائی اب اولاد بکر مدعی ہر اور کہتی ہے کہ میرا باپ بکر

زید کا وصی تھا اور زید نے اُسکو وصی کیا واسطے دوام کے چونکہ مین اُس کا وارث ہون اور لفظ دائما مفید اس امر کی ہے کہ یہ وصیت نسلاً بعد نسل بنام بکر رہی لہذا ارث وصیت مجھپر منتقل ہونا چاہیے اور دوسرے ورثاے شرعی زید کے دعویدار ہین اور کہتے ہین کہ اب بعد مرنے بکر کے کوئی وصی زید کا باقی نہین رہا اور چونکہ وصیت نامہ مین لفظ نسلاً بعد نسل کی نہین ہے صرف لفظ دائما ہے جو بکر کی عین حیات سے متعلق تھی اور صرف اُسکے مادام الحیات تک تھی اور وصیت کوئی ارث شرعی نہین ہے کہ جو موصی لہ کے ورثا کی طرف اُسکی وفات کے بعد منتقل ہووے لہذا وہ وصیت بعد وفات بکر کے منقطع ہوگئی اب جائداد زید جملہ ورثاے شرعی زید کی طرف منتقل ہونا چاہیے اب ایسی حالت مین از روے شرع شریف کے کیا حکم ہے آیا وصیت مذکورہ اولاد بکر کیطرف بطور ارث کے منتقل ہوگی یا نہین اور بیان مذکورہ جو اولاد بکر کا بالا بیان کیا گیا ہے صحیح ہے یا نہین اور قید دائما مفید نسلاً بعد نسل کو ہوگی یا نہین اور بیان دوسرے ورثای زید کا جو کہتے ہین کہ وہ وصیت صرف بکر کی مادام الحیات تک متعلق تھی اُسکے مرنیکے بعد منقطع ہوگئی از روی شرع شریف کے صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب لفظ دائما جو وصی کے حق مین وارد ہو مراد اُس سے بحسب استعمال قواعد فقہیہ اُسکی ذات کے ساتھ وصایت کا دائم ہونا ہے اور صرف اس لفظ سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ وصایت نسلاً بعد نسل ہے جبتک کوئی لفظ اس مضمون پر دال نہو اور وصایت ایسا امر نہین کہ بطور وراثت منتقل ہو کہ بعد انتقال وصی کے اُسکا پسر بدون تولیت کے بحق وراثت وصی ہووے درمختار کی کتاب الوقف مین ہے لا ولایۃ لمستحق الا بتولیۃ انتہی اور ردالمحتار کی کتاب البیع مین ہے قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا اور بھی ردالمحتار مین بحث خیار الشرط مین ہے الحقوق المجردۃ لا تورث انتہی اور عنایہ شرح ہدایہ اور بنایہ شرح ہدایہ کی بحث خیار الشرط مین ہے الارث فیما یقبل الانتقال لانہ خلافۃ عن المورث بنقل الاعیان الی الوارث انتہی ان مات القیم بعد موت الواقف ان اوصی القیم الی وصی فوصیہ اولی من القاضی وان لم یکن اوصی الی رجل فالرای فیہ الی القاضی فتاوی حمادیہ کتاب الوقف ولایۃ النصب الی القاضی اذا مات المتولی ولم یوص الی احد طحطاوی حاشیہ درمختار کتاب الوقف قال فی الذخیرۃ البرہانیۃ ان مات القیم بعد ما مات الواقف فان کان القیم قد اوصی الی غیرہ فوصیہ بمنزلتہ وان کان لم یوص الی احد غیرہ فولایۃ نصب القیم

الی القاضی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کتاب الوقف ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت وقف
کی امر مورث نہین ہے ورنہ بعد مرنے متولی کے اُسکی اولاد پر حکم متولی ہونے کا دیا جاتا حالانکہ
تمام فقہا لکھتے ہین کہ اگر متولی نے خود اپنی حیات مین کسیکو وصی نہین بنایا تو بعد اُسکے مرنیکے
قاضی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متولی کردے اور حکم وصی کا مثل حکم متولی وقف کے ہے کہ اُسیکو
عرف فقہا مین قیم و ناظر بھی کہتے ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے کتاب الوصایا مین ہے

الوصی کالناظر لان الوصیۃ والوقف اخوان یستقی کل منہما من الآخر کما صرح بہ ثم اذا مات المشروط
بعد موت الواقف ولم یوص لاحد فولایۃ النصب للقاضی اذ لا ولایۃ لمستحق الا بتولیتہ قال فی الخیریۃ
عن فتاواہ رشید الدین لو کان الوقف علی رجل معین فہل یجوز ان یکون المتولی بغیر اطلاق القاضی
و یفتی بانہ لا یصح دعواہ لان حقہ اخذ الغلۃ لا التصرف فی الوقف تعالیق الانوار حاشیۂ در المختار
الارث یجری فی الاعیان واما الحقوق فمنہا ما لا یجری الارث فیہ کحق الشفعۃ وخیار الشرط وحد القذف
لا تورث ولو کالارث والعواری والودائع لا تورث اشباہ والنظائر اعیان عبارت ہے اموال سے
اس سے معلوم ہوا کہ ارث مال ہوتی ہے اور حق وکالت مورث نہین ہے اور ظاہر ہے کہ وصایت
وکالت ہے من وجہ پس یہ بھی مورث نہوگی طحطاوی حاشیۂ درمختار مین ہے بحث وصی مین
الوصی بمنزلۃ الوکیل الاوصاف لا تورث درمختار کتاب البیوع بحث خیار الشرط قولہ لان الاوصاف
قال العلامۃ نوح لان وصف الشخص لا یمکن فیہ ذلک والارث فیما یمکن فیہ الانتقال وہو الاعیان لا فیما
لا یمکن فیہ الانتقال وہو الاوصاف مراد اعیان سے ذوات اشیای قائمہ بنفسہا و اموال ہے
رأیت فی فواید شیخ الاسلام نظام الدین رجل وقف ارضا وجعل لہا متولیا وشرط المتولی
من اولادہ و اولاد اولادہ بل للقاضی ان یجعل غیرہ متولیا و بل یصیر متولیا لو فعل ذلک قال
لفصول الاشتروشنی فصل ثالث عشر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر واقف یون کہے کہ
اس وقف کے متولی میری اولاد پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو یہ قول اُسکا صحیح ہوگا الحقوق المجردۃ
لا تورث عنایہ بحث خیار شرط قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا
رد المحتار کتاب البیوع مراد حق مفرد سے وہ حق ہے جو مجرد وصف حق مین قائم ہو اور قبیل فوات
منتقلہ مثل اموال کے نہو جیسے حق خیار الشرط یا حق شفعہ یا حق وکالت و وصایت وغیرہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۵۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا ارشاد ہوتا ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنی کل جائداد مین سے کچھ حصہ وقف اور باقی کو اپنے ورثہ پر بحصص متفاوت تقسیم کیا اور یہ بھی بتصریح تحریر کر دیا کہ ہر شخص ورثۂ مذکورہ مین سے اپنے حصص مصرحہ کا بعد فوت ہمارے مالک ہو اور ایک شخص منجملہ ورثہ موصی لہم کے جو مسمی بخالد ہے اُسکو متولی وقف کیا اور یہ بھی تصریح کیا کہ وہی خالد مہتمم بقیۂ جائداد کا رہے اس طور سے کہ محاصل زمین موصی بہا ہر موصی لہم کو بمقدار اُسکے حصے کے دیتا رہے اور وقف کی نسبت یہ تصریح کر دیا کہ بعد خالد کے جو شخص ہماری اولاد مین لائق ہو وہ متولی وقف رہے لیکن وصیت کی نسبت کچھ تصریح نہین کی اور ورثہ موصی لہم مین کچھ لوگ نابالغ ہین اور بعض بالغ ہین اور وصیت نامہ کو سب ورثہ نے اصالتًا اور ولایۃً قبول و منظور کیا اب استفسار ہے کہ یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے یا نہین دوم یہ کہ جب ورثہ نابالغ بلوغ کو پہونچین تو اُسوقت بھی اُنکا حصہ جبرًا خالد کے قبضۂ اہتمام مین رکھا جائیگا اور ورثہ اپنے تصرف اور دست اندازی سے باز رکھے جائین گے یا اپنے حصے پر قابض ہو سکتے ہین سوم یہ کہ وارث بالغ کے حق مین وصیت نامہ کا کیا اثر ہے اپنے ملک موصی بہ کے قبضہ سے محروم رکھا جائیگا یا نہین خصوصًا اُسوقت کہ خالد مر گیا اور اُسکا بیٹا زبردستی قابض ہو گیا

ہو المصوب یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے اور بعد بلوغ نابالغان کے وصایت وصی کی باقی رہیگی جبتک کہ اُس سے خیانت ظاہر نہو جامع الرموز مین ہے ویبقی وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بہا انتہی اور درمختار مین ہے اما عزل الخائن فواجب انتہی اور وارث بالغ کے حق مین وصایت کا اثر حفظ مال و انتظام نافع ہے جامع الرموز مین ہے لا یتجر الوصی فی مالہ ای مال الغائب الکبیر لانہ لا یفوض الیہ سوی الحفظ انتہی اور بیٹا وصی کا بدون اسکے کہ وصی بنایا گیا ہو مستحق وصایت نہین اس صورت مین اور ورثہ قبضہ کر سکتے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۵۷ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے بکر کو اپنی جائداد کا وصی کیا اور جملہ انتظام جائداد کا موافق تفصیل مندرج وصایت نامہ کے اُسکے مفوض کیا اور یہ نہین ذکر کیا

کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت اُسکی اولاد کی طرف منتقل ہوگی مگر وصی کے باب مین وصایت نامہ مین جابجا لفظ ابد و دوام و ہمیشگی کی تصریح کی کہ یہ انتظام متعلق بکر رہیگا دائما یا علی الدوام و تا ابد پس آیا یہ الفاظ مفید اس امر کے ہونگے کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت اُسکی اولاد کیطرف منتقل ہوتی رہیگی یا دوام صرف ذات وصی کے ساتھ مادام الحیاۃ متعلق رہیگا اور اُس سے صرف دوام وصایت تا بقای بکر مفہوم ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب اس قسم کے الفاظ صرف بقای وصایت مادام حیاۃ الوصی پر دلالت کرتے ہین اور انتقال اُسکا ورثہ و اولاد وصی پر نہین سمجھا جاتا ہے عرفا و نقلا و شرعا لیکن عرفا پس اسوجہ سے کہ اگر کسی سے زید کہے کہ تو میرا وکیل ہے دائما و ابدا اس صورت مین اہل عرف یقینا جانتے ہین کہ یہ وکالت وکیل کی حیات تک ہمیشہ رہیگی اور اُسکی اولاد کیطرف منتقل نہوگی ایسی ہی اگر کسی سے کہے کہ تجکو مین نے اس شہر کا قاضی یا کوتوال ہمیشہ کیواسطے کیا اس سے یہ نہین سمجھتے ہین کہ یہ مناصب بعد انتقال اُس شخص کے اُسکی اولاد کی طرف منتقل ہونگے بلکہ صرف اُس کی حیات تک تعلق ان عہدونکا سمجھتے ہین وعلی ہذا القیاس عرفا اُسکے بہت نظائر ہین و لیکن عقلا پس اسوجہ سے کہ جب کسی ذات پر کوئی حکم کرین اور کوئی صفت اُسکے واسطے ثابت کرین اور اُسکے ساتھ علی الدوام وغیرہ کی قید متعلق کرین پس بالضرور یہ قید ثبوت حکم کی ہوگی اور مفید ثبوت حکم تا بقای ذات ہوگی اور جب ذات فنا ہوجاویگی ثبوت حکم اور ثبوت صفت بھی فنا ہوجاوینگے پس بالضرور قید دوام بھی فنا ہوجاویگی ورنہ لازم آتا ہے کہ دوام جسکے ساتھ متعلق ہے وہ تو باقی نہو اور دوام باقی ہے مثلا اگر یہ کہا گیا کہ زید ہمیشہ نماز پڑھتا ہے یا علی الدوام وہ عابد ہے یا ابدا روزہ دار ہے ان الفاظ سے عقل مقتضی ہے اس امر کو کہ دوام ان صفات کا تا بقای زید ہوگا فقط ورنہ لازم آویگا کہ زید تو موجود نہو اور نہ اُسکی صفت موجود ہو مگر مضمون دوام کا باقی ہے و لیکن شرعا پس اسوجہ سے کہ فقہا اس قسم کے الفاظ پر حکم مادام الحیاۃ کا دیتے ہین اور جو احکام ان الفاظ کے ساتھ مقید ہون اُنکو موروث و باقی بعد فنای ذات نہین سمجھتے ہین

جامع الرموز کی کتاب الوصایا مین ہے وصحت الوصیۃ بثمرۃ بستانہ وغلتہ ان مات الموصی

وفیه ای بستانه ثمرة کان له هذه فقط لا ما یحدث وان ضم ابدا بان قال له ثمرة بستانه ابدا فله هذه الثمرة

الموجودة وما یحدث من الثمرة فی المستقبل کما فی غلة بستانه او ارضه فله هذه وما یحدث ما عاش للموصی له سواء

ضم ابدا او لا انتهی اور فصیح الدین ہروی کی شرح وقایہ میں ہے ان قال اوصیت غلة بستانی هذا لفلان

یکون للموصی له الغلة القائمة وقت موت الموصی وما یحدث بعده ایضا ما عاش الموصی له ضم لفظ الابد ام لم یضم

انتهی اور عینی کی شرح ہدایہ میں ہے ان قال له ثمرة بستانی ابدا فله هذه الثمرة وثمرته فیما یستقبل ما عاش انتهی

والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی 〔محمد عبد الحی ابو الحسنات〕

کتاب الدعوی

استفتا ۱۵۸ چه می فرمایند علمای دین اندرین صورت که مدعی برای اثبات دعوی خود دو گواه آورده وآن هر دو حسب دعوی مدعی گواهی دادند لیکن قاضی آن هر دو گواه را بسبب فسق یا غیر آن از اسباب عدم قبول شهادت که در کتب فقه مبسوط اند مقبول نساخته پس درین صورت برمدعی علیه حلف واجب خواهد شد یا نه بینوا توجروا

الجواب درصورت مسؤله اگر دعوی مدعی صحیح ست از عدم مقبولیت گواهانش حق استحلافش ساقط نمی شود زیرا که مراد از بینه در حدیث البینة علی المدعی والیمین علی من انکر بینه مثبت دعوی است نه کیف ما اتفق و چون مدعی بینه مثبته نیارد مصدوقه الیمین علی من انکر علی اطلاقه باقیست واین مضمون از قبیل بدیهیات اولیه است لهذا فقها جزئیه اش نیاورده اند و در جمیع بلاد اسلام از عرب و عجم معمول بهاست والله اعلم بالصواب کتبه 〔عبده محمد سعد الله〕

صح الجواب والله علیم بالصواب حرره ابو الاحیاء محمد نعیم غفر له العلی الرب الحکیم

هو المصوب شک نیست که نصب قاضی در شرع مقرر نشده مگر برای ایصال حقوق به حقدار ان وآن یا به بینه خواهد شد و یا به یمین و هرگاه بینه مجروح شده قبول نشده اگر استحلاف نکرده شود حق مدعی بلاوجه شرعی باطل میشود پس لابد برمدعا علیه حلف عائد خواهد شد اگر احتیاج این امر شود که قدوری در مختصر خود می نویسد اذا صحت الدعوی سأل القاضی المدعی علیه عنها فان اعترف قضی بها فان انکر سأل المدعی البینة وان احضرها قضی بها وان عجز عن ذلک وطلب یمین خصمه

در ماه شعبان سنه ۱۲۸۲ از جمعه ...

استحلف انتہی و ہمچنین جمہور فقہا می نویسند پس ازین عبارات مفہوم میشود کہ وجوب حلف بر مدعی علیہ بر تقدیر یست کہ مدعی از احضار بینہ عاجز شود و در صورت متنازع فیہ احضار بینہ یافتہ شد پس بچہ طور استحلاف بر مدعی علیہ واجب خواہد شد دفعش باین طور باید ساخت کہ مراد از عجز از احضار بینہ عجز از احضار بینہ مثبتہ است نہ عجز از مطلق بینہ علاوہ اینکہ فقہا سلامت گواہان را از اسباب جرح و عدم قبولیت لفظ شرط می آرند و معلوم ست اذا فات الشرط فات المشروط پس احضار بینہ مجروحہ غیر مقبولہ مثل عدم احضار ست پس لا بد حق استحلاف باقی خواہد ماند و نظر دقیق حاکم آنست کہ الف لام در حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر بر لفظ بینہ و یمین برای عہد ست کما ہو الاصل فی موضعہ علی ما تقرر فی علم الاصول پس تقدیر حدیث بدین طور ست البینۃ المثبتۃ لدعواہ علی المدعی فان لم یقم بینۃ کذلک فالیمین الشرعی علی من انکر واللہ اعلم بالصواب ۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا وطا چہ می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید بابت قرضہ یکصد روپیہ ازان خود بنام بکر دعوی بعدالت نمود و بزمان دوران مقدمہ بست و پنج روپیہ خرچہ اسٹامپ و محنتانہ وکیل وغیرہ نیز زید را دادنی افتاد و بوقت ڈگری زر اصل و خرچہ جملہ یکصد و بست و پنج روپیہ مندرج ڈگری گردید پس زید را صرف یکصد روپیہ اصل گرفتن جائز است یا زر خرچہ ہم بیست و پنج

ہو المصوب زر خرچہ گرفتن شرعا جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۶۱ چیست حکم شرع کہ شیخ بشارت اللہ چہار پسران مسمی منور و پیر محمد و امان علی و زور آور گذاشت و ہیچ ترکہ جدی و کسبی نگذاشت مسمیان مذکور بعد وفات پدر جدا جدا بود و باش ساختند شیخ منور از قوت بازوی خود زرے پیدا کردہ سامان کشتکاری و ٹھیکہ واری ساخت و برادران خود را یکجا ساختہ شریک خورد و نوش گردانید پیر محمد و زور آور بعد چندے علحدہ شدند اما امان علی از ۱۲۶۰ فصلی تا سنہ حال شریک حال ماندہ باتفاق پسران منور کشتکاری و زراعت میکرد و اندرین مدت انچہ فائدہ و منافع گردید ازان شیخ منور در شادی برادر خود مسمی امان علی و تقریبات پسران خود صرف کرد حالا بسبب ناموافقت باہمی امان علی علحدہ شدہ دعوی تقسیم جائداد موجودہ از قسم نقد و جنس و اثاث البیت مع زیور و اسباب جہیز

سائل مولوی عبد الحی [illegible] ۱۳۰۲ھ

سائل شیخ [illegible] ۱۳۰۲ھ

زوجہای پسران منور میکنند پس شرعا جائز است یا نہ واگر جائز است چہ قدر امان علی را میرسد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت چونکہ اصل مال پیدا کردہ شیخ منور ست امان علی را دران حصہ نیست مگر بقدر محنت واعانت در کاشتکاری وغیرہ امان علی مستحق اجر مثل خواہد بود واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۶۱ کیا ارشاد ہے اس باب مین کہ زید مدعی نے ایک دعوی بیجا عمرو مدعا علیہ پر کیا عمرو نے اس نالش کی جوابدہی کے واسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے قرض لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اُسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا چنانچہ اصل روپیہ عمرو نے مدعی کی جوابدہی مین صرف کیا اور اُسکا سود مہاجن نے عمرو کے دوسرے مال خالص سے وصول کیا الغرض زید کی نالش نے عمرو کو ایک سو دس روپیہ کا زیر بار کیا سو روپیہ صرف نالش کی جوابدہی مین ہوا اور دس روپیہ سود مہاجن کو دینا پڑا اب اس زیر باری کے بعد زید نے عمرو کے ساتھ جو مدعا علیہ تہا اس طور سے مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا عمرو زیر بار بوجہ نالش زید مدعی کے ہوا اُسکا معاوضہ زید نے اپنے ذمہ قبول کیا اور اُسکو درج مصالحت کیا کہ کل مصارف ضروری اس نالش کے جسکا عمرو زیر بار ہوا اُسکو زید ادا کرے گا اسوقت مین قاضی کو عند المخاصمۃ دس دس روپیہ کا تاوان یا معاوضہ جو عمرو کو سود مین دینا پڑا زید سے دلانا جائز ہے یا نہین اور عمرو کو اُسکا لینا مباح ہے یا نہین اور نیز سود دینا قرض بلا سود کے نہ ملنے کے وقت عند الحوائج جائز ہے یا نہین

ہو المصوب خرچہ متعلقہ عدالت جو بحسب قوانین حکام لازم ہوتا ہے مدعی علیہ کو مدعی سے لینا نہین درست ہی ہان اگر مدعی بطیب خاطر دیوے وہ مختار ہی مگر معاوضہ سود کا جو عمرو کو دینا پڑا مدعی سے دلانا حاکم کو نہین جائز ہے اور نہ عمرو کو لینا درست ہی اور سود دینا کسی حالت مین درست نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۶۲ کیا فرماتے ہین علمائے شرع شریف اس مسئلہ مین کہ زید نے جو مدعی ہے ایک دعوی بیجا بکر مدعا علیہ پر کیا بکر نے اس جوابدہی کیواسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اُسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا اور بکر نے جو روپیہ لیا تہا اُسکو زید کی نالش کی جوابدہی مین صرف کیا اور مہاجن نے اپنے زر سود کو بکر سے وصول کیا الغرض

زید کی نالش نے بکر کو اصل اور سود دونون کا زیر بار کیا اور اب اس زیر باری کے بعد زید نے بکر کے ساتھ جزو مدعا بہا پر اس طور پر مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا بکر بوجہ نالش زید مدعی کے زیر بار ہوا وہ زید نے اپنے ذمہ لیا اور اقرار کیا کہ ہم کل مصارف اس نالش کے جسکا بکر زیر بار ہوا ہے بکر کو ادا کرینگے اور اس خرچہ کی تعیین کے لئے ایک شخص غیر خالد برضاء فریقین صرف اسلیے ثالث مقرر کیا گیا کہ وہ مقدار اُس کل خرچہ کی مشخص اور متعین کرکے جسکا بکر مدعا علیہ بوجہ نالش زید مدعی کے زیر بار ہوا ہے عدالت مین داخل کردے اب ثالث مقدمہ کو مقدار خرچہ مین اُس زر سود کا بھی شامل کرنا جائز ہے یا نہین جسکا بکر بمجبوری زیر بار ہوا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۱۳ ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ہندہ اور زینب وغیرہ نے دعوی اشیاء متعددہ از قسم نقد وغیر نقد مکانات و دو زنجیر فیل بنام نہاد ترکۂ پدری زید برادر خود قابض اشیاء مذکورہا پر دائر کیا اور ثبوت مین اُسکے چند گواہ اقرار زید پر بہ نسبت دینے حصہ فرائضی مدعیات کے اشیاے مذکورہ مین سے اور دو گواہ اوپر خرید نے مورث مذکور کے ہر دو زنجیر فیل بروپیہ خود اور فوت ہو نے اُسکے کے گذارے مگر بیان ان دونون گواہون خرید کا متفق اوپر ایک قیمت کے نہین ہے ایک گواہ خرید ایک قیمت سے بیان کرتا ہے اور دوسرا دوسری سے اور کوئی گواہ سوا اُن دو گواہون کے جو نسبت ہر دو زنجیر فیل کے گذارے مین نسبت باقی اسباب کے بہ ثبوت ملکیت مورث کے پاس مدعیات کے نہین اور زید نے جواب و دفع دعوی مین انکار ہونے اشیاے مذکورہا سے ملک مورث کی اور ہونا ملک اپنی اور اقرار مورث کا حالت صحت مین ساتھ ہونے ان اشیاء کے ملک زید کی نہ اپنی تحریر کیا اور اس اقرار مورث کو بخوبی گواہی گواہون سے ثابت کردیا پس بموجب اس روایت عالمگیری کے

وفی فتاوی رشید الدین ادعی میراثا من ابیہ واقام بینۃ واقام المدعی علیہ بینۃ ان اباک اقر حال حیاتہ انہا ملکی لیسمع ہذا الدفع فلو اقام المدعی بینۃ انک اقررت ان ہذہ الدار ملک ابی دفعہ یقبل ہذہ الدفع ایضا وقد تعارضت الدفعان فتقبل بینۃ الارث بلا معارض انتہی حاکم شرعی مذکورہ کو

ترکہ مورث قرار دیکر حصۂ فرائضی مدعیات کو انمین سے دلا سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب صورت مسئولہ مین حاکم اشیائی مذکورۂ متن سے حصہ فرائضی مدعیات کو نہین دلواسکتا اسلیے کہ اس روایت سے تو بخوبی یہ امر واضح ہے کہ اقرار مورث کا جو ثابت کیا مدعی علیہ نے اپنے گواہون سے اپنے حق مین اور اقرار مدعا علیہ کا نسبت میراث ہونے شئے مدعی بہ سے جو ثابت کیا مدعی نے اپنے گواہون سے دونون بسبب تعارض کے ساقط ہونگے اور اصل گواہ میراث کے مقبول و معتبر ہونگے پس اب جاے بلحاظ یہ امر ہی کہ جبکہ اقرار مورث اور اقرار زید ہر دو بموجب روایت ہذا کے ساقط ہو گئے پس ثبوت دیگر میراث کا اور گواہون سے ہے یا نہین پس وہ نہین ہے اسواسطے کہ نہونا دیگر گواہون میراث کا نسبت مکانات وغیرہ سوای ہر دو زنجیر فیل کے تو اظہر من الشمس ہے باقی نسبت ہر دو زنجیر فیل کے سو انکا میراث ہونا بھی ان دو گواہون سے ثابت نہین ہے بسبب نہونے نصاب شہادت کے اسواسطے کہ ایک قیمت معین کے قال فی الہدایۃ ومن شہد لرجل انہ اشتری عبدا من فلان بالف وشہد آخر انہ اشتری بالف وخمسمأۃ فالشہادۃ باطلۃ لان المقصود اثبات السبب وہو العقد ویختلف باختلاف الثمن فاختلف المشہود بہ ولم یتم العدد علی کل واحد ولان المدعی یکذب احد شاہدیہ وکذا لک اذا کان المدعی ہو البائع ولا فرق بین ان یدعی المدعی اقل المالین او اکثرہما لما بینا انتہی پس جبکہ کسی شئے معین اشیاء مذکورہ سے ثبوت ترکۂ مورث نہوا تو انمین سے حصۂ فرائضی مدعیات مجردہ کو دلوانا شرعا اصلا متصور نہین فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم۔ المجیب محمد عبد القادر عفی عنہ۔ یہ شبہہ روایت عالمگیری واسطے دلوانے حصۂ فرائض کے صورت مسئولہ مین کافی نہین فقط العبد امداد حسین عفی عنہ

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب | محمد عنایت اللہ خان | قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب | [illegible]

فی الواقع بمقتضای روایت عالمگیری صورت مذکورہ مین بدون اقامت بینہ میراث کے حصہ میراث نہین ملسکتا ہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۶۴ کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ ورثۂ زید نے عمرو پر دعوی زر متروکۂ مورث کا کیا عمرو نے جواب مین کہا کہ جسقدر روپیہ مین نے مدعی کو اور اسقدر مدعی کی مورث کو دیدیے اور اسنے حصر جلد کر کیا ہو مدعی نے گواہان اقرار مدعا علیہ اوپر وجوب مدعا بہ کے بعد زمانہ ایصال کے سنادیے اور مدعا علیہ کو مدعی سے حلف بالعلم نسبت نہ لینے مولی کے بعض مدعا بہ کو بموجب روایت عالمگیری کے جو کتاب القضاء مین ہے لینا چاہتا ہے

سند مولوی تفضل حسین خان صاحب [illegible]

پس آیا اوسپر حلف واجب ہے یا نہین

ہو المصوب ہرگاہ مدعی نے گواہان اقرار مدعی علیہ وجوب عاپر بعد زمانہ ایصال گذرانا دئیے دعوی مدعا علیہ کا بابت ایصال کے مندفع ہوگیا پس اب اسکو استحقاق حلف کا باقی نرہا تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین ہے کما یصح الدفع کذا یصح دفع الدفع انتہی اور بھی اسمین ہے ان ادعی الایفاء قبل الاقرار یقبل انتہی واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا ۱۷۵ چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شیخ سبحانی وشیخ بداو وشیخ عبد اللہ تینون حقیقی بھائی تھے اور بعد وفات شیخ سبحانی وشیخ بداو دو بھائی کے شیخ رمضان وشیخ یوسف پسران شیخ بداو مذکور نے زمین کو ملکیت خاص اپنے بزرگان کی قرار دیکر بدست شیخ عبد الغفور وشیخ جمن کے بیع قطعی کرڈالا اور شیخ عبد اللہ مذکور برادر مورثان کے پوتے احمد ومحمود نابالغان نے اُن بیعنامون پر گواہی کردی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذرا پھر اُسمین سے جب کچھ زمین کسی طور پر اختیار مین وارثان شیخ سبحانی وشیخ بداو برادران کے آگئی تو اُسمین ورثا شیخ عبد اللہ تیسرے بھائی کے یہ دعوا کرسکتے ہین یا نہین کہ جو زمین مذکور ہمارے خاندان والون مین پھر آگئی ہے اُسمین بمقدار حصہ شیخ عبد اللہ ہمارے مورث کی جو شیخ عبد اللہ کو بطور عصوبت کے متروکہ شیخ سبحانی سے پہونچتا تھا ہمکو پانا چاہیئے دوسرے بعد وفات شیخ عبد اللہ مذکور کے صرف اُسکے دو پوتے محمود واحمد نابالغ جنکا باپ روبروی عبد اللہ مذکور کے مرگیا تھا وارث شیخ عبد اللہ مذکور کے عصوبۃ ہوئے لیکن اُن نابالغون کا کوئی ولی آبائی یعنی باپ و دادا و دادی وچچا وغیرہ باقی نہین رہا تو اُن نابالغون کی مادر مسماۃ فتحہ بی بی ولیہ قریبہ نابالغان مذکور کے شرعا ہوگی اور اُسکو بولایت اپنے پسران نابالغان کے اختیار انتقال جائداد پسران نابالغان مذکور کا واسطے اُنکی پرورش کے باایام رضاعت وحضانت حاصل ہوگا یا نہین وشرعا میعاد ایام رضاعت وحضانت کے کیا ہے تیسرے فتحہ بی بی نے بولایت اپنے پسران نابالغان محمود واحمد کے جو زمین بدست روشن وجوہر وغیرہ خریداران کے بیچ ڈالی اور اُسپر خریداران مذکوران نے تعمیر مکانات کی کرلی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذر گیا اب اتنے عرصہ کے بعد جو شیخ باسط علی نے بیعنامہ حق محمود واحمد نابالغان مذکور کا بابت زمین مذکور کے لکھوالیا تو وہ دعوی واسطے انہدام ودور کرا پانے تعمیرات مذکور اور خالی کرا پانے زمین بلاتحتی

تعمیرات مذکورہ کے بمقدار حصۂ محمود و احمد نابالغان مسطورکے کرسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

اور اضرار اہل اسلام مین جائز ہے یا نہین الراقم محمد احمد اللہ ساکن محلہ عالم غفر جونپور

ہو المصوب جواب سوال اول اس صورت مین دعوی وارثان شیخ عبد اللہ کا ساقط ہے اشباہ والنظائر مین ہے الرابعۃ والعشرون سکوتہ عند بیع زوجتہ او قریبہ عقارا اقرار بانہ لیس لہ

علی ما افتی بہ مشایخ سمرقند انتہی اور بھی اسمین ہے الخامسۃ والعشرون راٰہ یبیع ارضا اودارا فتصرف

فیہ المشتری زمانا وہو ساکت یسقط دعواہ انتہی اور حاشیۂ اشباہ مین ہے فی البزازیۃ جعل الفتوی

علی عدم سماع الدعوی فی القریب والزوجۃ انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے المسئلۃ فی کثیر

من المعتبرات کالتنویر والکنز والملتقی والبزازیۃ والولوالجیۃ وعبارتہا رجل تصرف زمانا فی ارض ورجل آخر رآی الارض والتصرف ولم یدع ومات علی ذلک لم تسمع بعد ذلک دعوی ولدہ انتہی

جواب سوال دوم ولایت مالی مادر کو حاصل نہین اور بیع وشراء وغیرہ اُسکی نافذ نہین مگر یہ

کہ کوئی ولی مالی اذن دیوے یا خود طفل بعد بلوغ کے اُسکے تصرف کو جائز کرے جامع الفصولین

مین ہے الولایۃ فی مال الصغیر الی الاب ووصیہ ثم وصی وصیہ ولو بعد فلو مات ابوہ ولم یوص فالولایۃ الی

ابی الاب ثم وصیہ ثم وصی وصیہ فان لم یکن فالقاضی ومن نصبہ انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے

الام اذا رہنت متاع طفلہا فانہ لا یجوز الا ان تکون وصیۃ او تکون ماذونۃ من جہۃ من یلی الطفل انتہی

جواب سوال سوم ہرگاہ محمود و احمد نے بعد بلوغ کے تصرفات مالیہ اپنے مادر کو جائز رکھا

اور تصرفات خریداران سے کچھ تعرض نکیا اب اتنے عرصہ کے بعد دعوی باسط علی کا مسموع نہوگا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندرین صورت کہ زمینے یا مکانے

از پشتہا پشت وصدہا سال بقبض وتصرف زید ست گاہی پدر وجد بکر وپدر وجد الجد خالد بوجہی

وبوجہ من الوجوہ از و متعرض ومزاحم نگشتند حالا بکر وپدر خالد وخود خالد مذکور بغیر اطلاع واگاہی زید

بحمایت وتقویت ومشاورہ یگان یگان خود ہا بالاجملہ کارروائی تحریری وتقریری غیر شرعی

حسب مطلب خود ہا کردند وتا یک مدت مدید از وے نہ خود خبر شدند ونہ زید را خبر نمودند من بعد آن

بحیلہ ہمان کارروائی وتقویت یگان یگان خویش بکر وخالد مدعیدار ملکیت خود گردیدند کہ نہ

[illegible] ۱۳۰۲ ہجری

اشیا از ملک مورثان ماست و فلان فلان کارروائی بگواہی فلان فلان مردم موجودہ ثبوت
خود ہا داریم زید میگوید کہ بدون اطلاع و آگاہی و بغیر مشاورہ و عدم ثبت گواہی من کہ با شما
یکجا بود و باش داریم اینہمہ کارروائی شمایان شرعا جائز نخواہد شد و من برین شئے نسلاً بعد نسلٍ ابا عن جد
از مورثان خود قابض و متصرف ہستم ندانم کہ مورثم برین شئی چگونہ قابض شدند کہ تا حال کسی از مورث
شمایان مزاحم نگشتند و بالکل عمل درآمد مورثم و من ماندہ دوم اینکہ علاوہ قبض و تصرف صدہا سالہ
بموجب فلان وثیقۂ اقراریم موسومہ فلانے کہ قبل از اینہمہ کارروائی شما جاری شدہ بود بوجہ ثبت
گواہی خاص و تحظی بکر و پدر خالد مذکور بر وثیقۂ مذکورہ صاف و صراحۃً ملکیت من درین شئے متحقق
و ثابت می شود اگر بالکل ملک مورثان شما میشد نہ گواہی خود ہا میکردند و نہ از چارہ جوئی عدالتہا
و پنچایتہا باز میماندند بکر و خالد میگویند کہ مایان و مورثان مایان ناخواندہ ہستیم مایان چہ دانیم
کہ درین تحریر چیست زید گفت کہ ہر شخص خواندہ و ناخواندہ بقول شخصے کہ نادان ہم بکار خود ہوشیار
مطلب خود ہا خوب میدانند و شما و پدر خالد اولا از من حرف بحرف وثیقہ را شنیدہ بعدہ گواہی خود ہا
ثبت کردہ بودید بفرض ناخواندگی و نافہمی شمایان بمصداق تیر از کمان جستہ باز نمی آید نوشتۂ
خویش و دست بریدۂ خود را چہ میتوان کرد پس شرعا اینہمہ کارروائی و دعوی شمایان باطل و نامسموع
و در محفل ارباب منصفان و عادلان سند نخواہد بود اکنون سوال سائل ازین معنی ست کہ در صورت
قبضۂ قدیمہ زید و ثبت شدن گواہی بدستخط خاص بکر و پدر خالد بر وثیقۂ اقراری زید ثبوت ملکیت
زید بہ نسبت شئے متنازعہ بعد قبضۂ صد سالہ می تواند شد یا نہ و کارروائی تحریری و تقریری
بکر و پدر خالد و خود خالد مذکور بدون اطلاع و آگاہی و بغیر مہر و گواہی زید شرعا جائز خواہد شد یا نہ آنچہ از روئے
کتب فقہ حکم مفتی بہ متحقق شود بقید عبارت و نام کتاب و بمہر و دستخط خاص خود ارقام فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت دعوی بکر و پدر خالد و خالد بر زید قابل سماعت نیست در

تنقیح الفتاوی الحامدیہ می نویسد قال فی فتاوی الولوالجی رجل تصرف زمانا فی ارض آخر و رجل آخر
رأی الارض والتصرف ولم یدع و مات علی ذلک لم تسمع بعد ذلک دعوی ولدہ فترکٰ فی ید المتصرف
لان الحال شاہد و رأیت فی فتاوی الغزی صاحب التنویر سئل عن رجل لہ بیت دار یسکنہ
مدۃ تزید علی ثلاث سنوات ولہ جار بجانبہ والرجل المذکور تصرف فی البیت ہدما و عمارۃ مع اطلاع جارہ علی تصرفہ

فهل اذا ادعی البیت و بعضه تسمع دعواه ام لا اجاب لا تسمع دعواه علی ما علیه الفتوی انتهی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب القضا

استفتا ۱۶۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایها العلماء السادات فی الرجال المنصوبین المقررین فی کل بلدة او قریة او محلة من محال البلدة علی وظائف آبائهم من امامة وخطابة وتعلیم الایجاب والقبول فی مجلس النکاح وکتابة لدفتر النکاح وتشییع للجنازة وصلوة علیها وغیر ذلک ولیس لهم علم الا لبعض منهم کما هی عادة دیارنا فهل یکونون بذلک النصب والتقریر العادیین قضاة وهل یجوز لهم تزویج الصغار الایتام واقامة الجمع والاعیاد بینوا توجروا

ہوالمصوب انهم لیسوا بقضاة لان القاضی انما یکون قاضیا فی البلاد التی تحت حکم السلطان بالتقلید من ذلک السلطان کما فی الدر وغیره واما فی بلاد الغلبة انما یکون قاضیا بتراضی المسلمین واتفاقهم علی احد منهم قال فی رد المحتار ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما منهم انتهی فیجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم کما فیہ ایضا فاذا علمت ما ذکرنا فلم یوجد ذلک فی المذکورین فی السوال وانما هم مقررون علی وظیفة آبائهم بالعادة فلا یکونون قضاة فلا تصح فی بلاد الغلبة اقامتهم الجمعة الا باذن القاضی او الوالی المتفق علیه من اهل البلدة لما قال فی رد المحتار لا تصح اقامتها الا لمن اذن له السلطان بواسطة او بدونها اما بدون ذلک فلا انتهی والوالی ههنا کالسلطان فلا تصح اقامتها بدون اذنه ثم ان الاذن من السلطان انما یشترط فی اول مرة فاذا اذن باقامتها لشخص کان له ان یاذن لغیره کما فی رد المحتار فلا یجوز اقامتها لکل خطیب الا لمن نصبه السلطان او من اذن له فکذا ههنا والعید کالجمعة لان صلوة العید تجب علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها سوی الخطبة کما فی در المختار وغیره فاذا لم تصح للمذکورین فی السوال اقامة الجمع والاعیاد فلا یصح لهم تزویج الصغار الایتام واما الوالی والقاضی المتفق علیه فی بلاد الغلبة فهل یملک تزویج الصغار الایتام فلم اره صریحا لکن ظاهر ما مر من انه یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم انه یملکه واللہ تعالی اعلم وقال فی رد المحتار اذا ولی الکافر علیهم قاضیا

و رضیہ المسلمین صحت تولیتہ بلا شبہۃ انتہی فیجوز اقامۃ الجمع والاعیاد و تزویج الایتام بحکم القاضی بشرط رضی المسلمین بہ ثم ینبغی ان یکون القاضی موثوقا بہ فی عفافہ و عقلہ و صلاحہ و فہمہ و علمہ بالسنۃ والآثار و وجوہ الفقہ ولا یکون فظا غلیظا جبارا عنیدا لانہ خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الدرر وغیرہ فاذا علمت ما ذکرنا فیجب ان یجتہدوا و یلتمس اہل کل بلدۃ والیا و ان یتفقوا علیہ حتے یقیم بہ الجمع والاعیاد و یزوج الایتام و جاء فی الحدیث من مات ولم یول علی نفسہ اماما مات موتۃ جاہلیۃ ثم لا یخفی ان کل بلدۃ و قریۃ فی بلادنا لم یخل من وال و رئیس فی الزمان المتقدم لکن فی ہذا الزمان وقع بین اہلہ التخالف والافتراق ولم یوجد القضاۃ الا نادرا فینبغی ان یجتمعوا و یتفقوا علی وال واحد حتی یقیم بہ الجمع والاعیاد و یزوج الایتام لان الوالی کالسلطان فلا یجوز السلطان الا واحد الا انہ جاء فی الحدیث اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما فکذا الوالی فلیجتنب عن الوالی الآخر واللہ تعالی اعلم بالصواب کتبہ احقر العباد شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۶۴

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کو روپیہ بلا سودی قرض دیا بکر نے روپیہ بعد وعدہ گذر جانے کے باوجود تقاضا ادا نہ کیا جب زید روپیہ وصول ہونے سے مایوس ہوا مجبور ہو کر عدالت انگریزی میں دعوی کیا اور مجبورانہ عدالت انگریزی میں حسب قواعد مجریہ عدالت مذکور روپیہ نالش میں خرچ کیا عدالت مذکور نے بکر سے روپیہ زید کا مع خرچہ دلا یا پس زید کو زرخرچہ کہ جسکو اُسنے علاوہ روپیہ مستقرضہ کے بحالت مجبوری بسبب خلاف وعدگی بکر کے اپنے پاس صرف کیا ہے اور حاکم وقت نے وسکو دلا یا ہے بکر سے لینا درست ہے یا نہیں اور جو درست نہیں ہے تو حکم ربوا میں ہے یا نہیں اور اگر ایسا زرخرچہ لینا حرام ہے تو اس زمانہ میں وصول روپیہ کا طریقہ مقرض کو مستقرض سے شرعا کیا ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب زید کو شرعا زرخرچہ مدعا علیہ سے لینا درست نہیں ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب نمقہ خادم اولیاء الکرام محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم

محمد ابراہیم

صح الجواب واللہ علیم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم ۵ رجب سنہ ۱۳۰۳ھ

الجواب صحیح کتبہ ابو الاکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما جرم ۵ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری

صح الجواب حررہ نظام الدین احمد عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفی عنہ محمد عبد الوہاب

۱۳۹ استفتاء عالمگیری کتاب ادب القاضی آخر الباب الحادی عشر جلد ثالث صفحہ ۱۲۴

چھاپہ کلکتہ و اختلف العلماء فی اجرة الشخص بعضهم قالوا هی فی بیت المال وبعضهم قالوا علی المتمرد

کذا فی الذخیرة هو الصحیح کذا فی فتاوی قاضیخان - اما مؤنة الموکل وهو الشخص الذی یامره القاضی

بملازمة المدعا علیه لاحضاره ذکر القاضی الامام صدر الاسلام انها علی المدعا علیه وعلیه بعض الفقهاء

وبعض مشائخنا قالوا انه علی المدعی وهو الاصح - رد المحتار یعنی حاشیہ شامی کتاب القضا جلد رابع

صفحہ ۴۰۱ چھاپہ ہندوستان قبیل فصل حبس عبارت در مختار بر حاشیہ واجرة المحضر علی المدعی

هو الاصح بحر عن البزازیة وفی الخانیة علی المتمرد هو الصحیح - عبارت شامی (قوله اجرة المحضر) بضم

اوله وکسر ثالثه هو من یحضر الخصم - وعبارة البحر کذا فی البزازیة ویستعین باعوان الوالی علی

الاحضار واجرة الاشخاص فی بیت المال وقیل علی المتمرد وفی المصر من نصف درهم الی درهم وفی

خارجه لکل فرسخ ثلاثة دراهم اور اربعة الی سب عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ شرع مین

کسیقدر خرچہ جیسے اجرای ثمن کا بالکل رکھا گیا ہے اوس وقت بھی تھا اور جسقدر خرچہ قلیل یا کثیر تھا

بصورت تمرد مدعا علیہ کے مدعا علیہ پر بار ہوتا تھا پس اس زمانہ مین میری دانست ورای ناقص

مین مفتیہ کو تفقہ اور ایک بات پر اجتہاد کرنا ضرور ہے کہ بعض اشخاص روپیہ قرض لیتے ہین باوجودیکہ

یقینی جانتے ہین کہ بصورت نالش کے خرچہ یقینی پڑیگا و بصورت تمادی کے پھر نالش نہو سکے گی

تو ایسی صورت مین جو کچھ خرچہ پڑا اوس مدعا علیہ کے سبب سے پڑا ہان اگر تمرد نہو اور ادا کرنے کو

کہتا ہو بسبب ناداری کے ادا نہو سکے تو اوس صورت مین ہرگز خرچہ نہ لینا چاہیے اور جس صورت مین

ہو اوسکی استطاعت ہو اور صرف واسطے حیرانی مدعی کے نہین دیتا ہو یا نیت ہضم کی ہو اور مدعی

بدرجہ مجبوری کے عدالت مین آوے تو اوس صورت مین ہماری رائے اسی طرف جاتی ہے کہ

البتہ مدعا علیہ سے خرچہ دلوانا چاہیے اور اسکی بابت مین اور بھی بہت سی عبارتین ہین

مگر اس جلدی مین سب کو مین لکھ نہین سکتا مگر بعض عبارت کتاب فتاوی مختار الاخبار سے

لکھی جاتی ہے ورق ۲۴۶ سطر اول کتاب فتاوی مختار الاخبار قلمی در کتبخانہ مولوی عبد الحی

وگاہ قاضی نشان فرستد از برای احضار مدعا علیہ و بر دست عرض کند وی امتناع کند و ثابت
شود نزد قاضی امتناع وسے پیادہ سوی وی فرستد پس مؤنۃ پیادہ در ابتدا بر مدعی ست
وچون مدعی علیہ امتناع کرد محتاج ثانیہ پیادہ فرستادن شد ان ہنگام مؤنۃ پیادہ بر مدعا علیہ است
و این استحسان ست کہ میل کردہ اند بدان از برای زجر وی - پس یہان سے بھی معلوم ہوا
کہ ثانیا پیادہ بسبب مدعا علیہ کے گیا اور دوبارہ جو پیادہ کا خرچہ ہوا اسکا سبب مدعی علیہ ہوا
لہذا اس صورت مین زجراً بقیاس استحسانی مدعی علیہ سے خرچہ لیا گیا پس جب صورت مین
کہ اس زمانہ مین مدعا علیہ تمرد کرے اور اوسکے سبب سے خرچہ پڑے تو دلیل استحسانی کا
یہی اقتضا ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کو دینا چاہیے ہان اسقدر البتہ ہے کہ زمانہ سابق مین خرچہ
وغیرہ کم تھا اور اس زمانہ مین زائد ہے مگر انگریزون نے یہ اسٹام وغیرہ جو رکھا ہے در حقیقت
اجرۃ قضا کے رکھا ہے اور اجرت قضا کی سابق مین بھی لینا بعض صورت مین درست
معلوم ہوتا ہے چنانچہ صفحہ ۵۹ کتاب مختار الاخبار قلمی مذکور مین ہے و امام خواہر زادہ از اول
کتاب قسمت آوردہ کہ اگر مؤنۃ قاضی از بیت المال کفایت نمیکند مر او راست کہ اجرت گیرد و قسمت
واز کتاب محیط نقل کرد کہ جائز ست مر قاضی را کہ اجرت قسمت گیرد اما مستحب آنست کہ چیزے نگیرد
و تمرتاشی گفت کہ اجرت بقدر رنج گیرد و از برجانی صغیر سوال کردند در مقدار اجرت قسام کہ مثلا
در چند دنیا چند ست جواب نوشت کہ درین تقدیر شرعی نیست و در خزانۃ الواقعات گفتہ
کہ مختار آنست کہ حلال ست قاضی را اخذ اجرت بر کتاب قسمت و از آداب القاضی خصاف نقل کردہ
کہ چون قاضی خواہد کہ کتاب محاضر و سجلات بنفس خود کند و بر آن مزد بگیرد جائز ست و آن
مقدار مزد بگیرد کہ غیر او بگیرد و کذا فی الخلاصۃ و اما مقدار اجرت از شیخ الاسلام ابو الحسن سعدی
سوال کردند گفت وثیقہ اگر مالی باشد کہ رسید باشد بہزار درہم در وے پنج درہم ست و اگر
دو ہزار درہم باشد در وی دہ درہم ست ہمچنین تا دہ ہزار کہ در آن پنجاہ درہم ست بعد از آن
دو ہزار درہم کہ بر دہ ہزار زیادہ میشود یکدرہم ست و اگر وثیقہ کمتر از ہزار درہم باشد اگر آن مقدار
مشقت دارد کہ بر وثیقہ ہزار درہم در آن نیز پنجدرہم ست و اگر ضعف آن مشقت دارد در آن
دہ درہم ست الخ پس ان عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اگر

بیت المال سے مؤنۃ قاضی کفایت نکرے تو مقدمات تقسیم وغیرہ مین اجرت لیگا وتمرتاشی کی راے ہے کہ اجرت بقدر محنت کے لیگا اور جرجانی صغیر کی رای ہے کہ اسمین کوئی مقدار شرعی مقرر نہین ہے پس اس زمانہ مین تو بیت المال نہین ہے اور اجرت جملہ مقدمات کی حکام نے اپنی راے سے رکھی ہے اسمین مقدار شرعی بھی نہین ہے جیسا کہ جرجانی نے لکھا ہے اور بعضون نے مثل شیخ الاسلام ابو الحسن کے لکھا ہے کہ باعتبار مال کے ہے تو ویسا اس زمانہ مین حکام نے بھی رکھا ہے کہ فی سیکڑہ اسقدر پس گو ہر صورتون سے شرع مین نہ ملے لیکن بعض صورتون پر قیاس کر کے کہسکتے ہین کہ یہ اجرت لینا حکام کا بالکل بے اصل بھی نہین ہے بلکہ شریعت مین بعض بعض صورت مین اجرت قضا کی ملتی ہے اگرچہ مین ان سب عبارتون کو دیکھکر اپنی طرف سے کچھ فتوی نہین دیتا ہون لیکن مستفتی کو چاہیے کہ ان سب عبارتون مین غور کر کے مفتی کو خوب متوجہ اسطرف کرے اور اس زمانہ کے حالات وقانون سے کما ینبغی مفتی کو آگاہ کرے تو عجب نہین کہ بصورت تمرد کے رای مفتی کی ہو جائیگی کہ مدعا علیہ سے خرچہ لیا جاوے ہو المصوب دربارہ خرچہ عدالت جو کہ حکام نے مقرر کیا ہے ظاہر ہے کہ وہ اجرت قضاۃ نہین حکام فیصلہ کنندگان کو وہ بحق فیصلہ نہین ملتا ہے بلکہ اونکی تنخواہ سرکار سے مقرر ہے قطع نظر اسکے اسمین بعض خرچ وہ ہے کہ یقینا مدعی پر لازم ہے جیسے اجرت وکیل وفیس وغیرہ پس اس قسم کا خرچ کیونکر مدعی علیہ سے لیا جاسکتا ہے واقف اصول فقہ پر مخفی نہین کہ بسبب پر ضمان وغیرہ لازم نہین آتا ہے تمرد اوسکا اور باوجود استطاعت کے قرض ادا نکرنا موجب گناہ کا ہوگا نہ موجب تاوان وغیرہ کا فقہا جو بعض صورتون مین مدعی علیہ متمرد پر اجرت پیادہ کا وجوب لکھتے ہین وہان متمرد سے یہ مراد نہین کہ ادای دین مین جو تکلف کرے یہانتک کہ مدعی مجبور ہو کے نالش کرے بلکہ مراد وہ ہے جو دار القضا مین حاضر نہووے وجوب کسیقدر صرف کا بذمہ مدعی علیہ خود ہی مختلف فیہ بین الفقہا ہے اگر وجوب اسکا مدعی علیہ پر صحیح بھی ہو تو وہ بھی نظیر ما نحن فیہ کی نہین ہے واللہ اعلم ۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مسئلہ ۱۴ استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ پنچون مین یہ دستور تھا کہ جو شخص

کوئی کام ناشائستہ کرتا تھا اوسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اور اوس سے جرمانہ لیکر برادری مین شریک کرتے تھے اور اوس جرمانہ کو لیکر سب پنچ برادری ملکر شیرینی وغیرہ کھالیتے تھے پس یہ جرمانہ لینا اہل برادری کو بسبب کار ناشائستہ کرنے کے درست ہی یا نہین اور کھانا جرمانہ کا درست ہی یا نہین

ہو المصوب یہ جرمانہ لینا واسطے تنبیہ کے درست ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الشہادۃ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ زید کا دروازہ ہے کہ رہ اوسکا زمین عمرو مین واقع ہے عمرو وہ دروازہ بند کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دروازہ جدید ہی اور حق مرور زید کا اس زمین مین ثابت نہین ہے اور زید کہتا ہے کہ دروازہ میرا قدیم ہے اور حق مرور ثابت ہے اور دونون کے گواہ اپنے اپنے دعوے پر ہین آیا اس صورت مین گواہ زید کے نفی کے ہین یا نہین اور اگر گواہ نفی کے نہین ہین تو پھر گواہان عمرو پر ترجیح رکھتے ہین یا نہین بینوا توجروا

الجواب صورت مسئلہ مین گواہ عمرو کے اولی و لائق قبول ہین اسواسطے کہ گواہ مذکور مثبت امر حادث ہین یعنی جدید ہونے دروازہ کے ہین اور جو گواہ کہ مثبت امر حادث ہوتے ہین اونکو تقدیم ہے اوپر گواہان مثبت امر قدیم کے بموجب روایات معتبرات کتب فقہ اور قواعد اصول فقہ کے کہ یہی جواب ہین فتاوی قنیہ کے باب بینتین متضادین مین مسطور ہے کنیف فی طریق العامۃ فزعم غیرہ انہ محدث وزعم صاحبہ انہ قدیم واقاما البینۃ فالبینۃ بینۃ من یدعی انہ محدث اور فتاوی الانقرویہ کی فصل ترجیح بینہ مین تحریر ہے قال احد الجارین للآخر ہذا السباط الذی اخرجتہ محدث وقال الآخر کان لک فی القدیم فالقول للمدعی لکونہ متمسکا بالاصل (دم) البینۃ من یدعی انہ محدث (قم) علی عکسہ قال رضی اللہ عنہ والصحیح ہو الاول اسے اور تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین تحریر ہے فی رسالۃ الحجج والبینات ان الاصل فی ترجیح البینۃ علی ما ذکر فی الاصول انما ہو کونہا مثبتۃ وخلاف الظاہر اذ البینۃ انما شرعت لاثبات امر حادث

[illegible]

والیمین لا بقائہ علی ما کان فعلی ہذا بینۃ الحدوث تقدم واللہ اعلم اقول ان بینۃ الحدوث تقدم فی
صورۃ السوال وکذا فی البناء والکشف لما ذکر من التعلیل الموافق لما ذکر من التاصیل فان الحدوث
امر عارض والقدم اصل فلہذا کان القول قول مدعیہ وح یکون البینۃ لمدعی الحدوث جاریا علی القواعد
الفقہیۃ والاصولیۃ لاثباتہا خلاف الاصل بلا فرق بین الکشف وغیرہ اور فتاوی حامدیہ اور بحر الرائق مین
بھی قاعدہ اصول مطابق قواعد مذکورہ بالا کے تحریر ہے ملک الانسان لا یکون فی ید غیرہ الا بعارض
والبینۃ یکون علی مدعی العارض لا یکون علی صاحب الاصل علاوہ اسکے گواہون زید کی شہادت
جو مندرج سوال ہے ناقص ہے مثبت دعوی حق مرور نہین ہے گواہون نے فقط وجود دروازہ کا
قدیم سے بیان کیا ہے یہ نہین بیان کیا کہ زید کا حق مرور فلان زمین مین ہے حالانکہ بدون ایسی
تصریح کے حق مرور ثابت نہین ہوتا یہان تک کہ اگر گواہ بیان کرے کہ فلان شخص کو دیکھا ہے
کہ فلان زمین مین مرور کیا تھا تو بھی حق مرور ثابت نہین ہوتا جیسا روایت ہذا فتاوی عالمگیری سے
ثابت ہے لو ادعی علی آخر حق المرور ورقبۃ الطریق فی دارہ فالقول قول صاحب الدار ولو اقام المدعی
البینۃ انہ کان یمر فی ہذہ الدار ولم یستحق بہذا شیئا کذا فی الخلاصۃ روایت مذکورہ کی قریب تحریر ہے
ولو شہد الشہود ان لہ طریقا فی ہذہ الدار جازت شہادتہم انتہی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور
فتوی گذرانیدۂ زید مین مجیب نے زید کو خارج الید اور عمرو کو بنظر ملکیت رقبۂ زمین کے ذی الید
قرار دیکر زید کے گواہون کی اولویت تجویز کی ہے تجویز مذکور سراسر بے محل ہے اولویت گواہون
خارج الید کے ذی الید سے جو کتب فقہ مین مذکور ہے وہ دعوی ملک مطلق عقار وغیرہ مین
ہے یہان دعوی ملکیت عقار وغیرہ نہین ہے اور نہ نسبت ملکیت رقبۂ زمین کے زید و عمرو مین
اختلاف ہے بلکہ زید کو دعوی حق مرور کا زمین عمرو مین ہے اور نسبت حدوث اور قدم دروازہ
کے آپس مین اختلاف ہے پس اس صورت مین اگر عمرو کو خارج الید کہا جاوے اور زید کو ذی الید
تو بجا ہے نہ بالعکس اسواسطے کہ زید بذریعۂ دروازہ کے متصرف زمین عمرو مین ہو گیا ہے تو زید
ہی ذی الید ہوا لہذا گواہون اسکے دست تصرف کا رفع عمرو نے حکام سے چاہا ہے اور اسپنے
گواہون سے تصرف عارضی اور حادث زید کا اثبات کرایا ہے فقط واقعی اس صورت مین
گواہ زید کے گواہان عمرو پر ترجیح رکھتے ہین نزدیک اصحاب بزازیہ اور خلاصہ اور شرح ملتقی کے

واللہ اعلم فی البزازیۃ وان اختلفا فرس احدہما علی القدم والآخر علی الحدوث فبینۃ القدم اولی
انتہی وفی العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ اذا تعارضت بینۃ الحدوث والقدم ففی الخلاصۃ
بینۃ القدم اولی وکذا العلائی فی شرح الملتقی ان بینۃ القدم اولی فی البناء انتہی مختصراً اور ترجیح نہیں
رکھتے ہیں نزدیک برہان بخاری اور برہان صاحب المحیط کے جیسا کہ صاحب قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ
نے نقل کیا ہے اور یہی حاوی زاہدی میں بھی منقول ہے فی العقود ونقلہ فی الحاوی الزاہدی
بالحرف معللاً بقولہ فالبینۃ بینۃ من یدعی انہ محدث لانہا تثبت ولایۃ النقض انتہی اور قول اخیر کو
صاحب عقود نے ترجیح دی ہے اور کہا ہے وبہ ظہر ترجیح ما فی القنیۃ والحاوی علی ما فی البزازیۃ والخلاصۃ
انتہی واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ ا لعلی الرب الحکیم ۹۲ ص ۹۳
فی الواقع صورت مذکورہ میں گواہان عمرو کہ مدعی حدوث ہے گواہان زید پر ترجیح رکھتے ہیں
بحسب قول مرجح فقہائے محققین وموافق قواعد اصولیین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

۱۶۲ **استفتا** چہ میفرمایند علمای دین درین صورت کہ شلاء میان زید وعمرو بحث
درین امر ست کہ زید میگوید کہ گواہان نفی متواترہ در آن صورت شرعاً مقبول اند کہ کسان کوفہ
گواہی دہند کہ فلان کس در فلان سال در مقام کوفہ بود زیرا کہ این متضمن نفی بودنش در بصرہ است
نہ اینکہ چہل یا پنجاہ کسان شہر بصرہ گواہی دہند کہ فلان کس فلان سال در بصرہ نیامدہ بود
چہ این گواہی بر علم نیست بلکہ بر عدم علم آمدنش ہست وزید استدلال قول خود بروایت فتاوی
ہندیہ مرقومۂ ذیل میکند وعمرو این گواہی عدم علم را نیز جائز میگوید واستدلال قول خود بروایت
حموی مرقومہ تحت میکند ومیگوید کہ این گواہی بر عدم علم نیست بلکہ بر علم عدم آمدن فلان ست
پس قول واستدلال زید صحیح ست یا عمرو بینوا بالدلائل او التفصیل لکون الخوط فیہ تسکنوا ودائم
توجروا باجر الجلیل۔ روایۃ فتاوی ہندیہ اقام امرأۃ رجلین ان فلانا طلق امرأتہ یوم النحر بالکوفۃ
واقام فلان بالبینۃ انہ کان فی ذلک الیوم حاجاً بمنی فالبینۃ بینۃ المدعی ولا یلتفت الی بینۃ المدعی علیہ
الا ان تاتی العامۃ وتشہد بذلک فیؤخذ بشہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہی روایۃ حموی قال فی المحیط
ان تواتر عند الناس وعلم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان والزمان لا تسمع الدعوی علیہ ویقضی بفراغ

ذمتہ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ و الضروریات مما لا یدخلہا شک انتہی

ہو المصوب شہادت نفی در ہر دو صورت خواہ نفی معنی باشد و اثبات صورت مثل گواہی باین طور کہ فلان کس در فلان سال در کوفہ بود کہ متضمن نفی بودنش در بصرہ است خواہ نفی صریح باشد مثل اینکہ گواہی دہند کہ در بصرہ نبودہ مقبول نیست مگر بر تقدیری کہ امر مشہود متواتر باشد خواہ نفی صریح باشد یا نفی ضمنی درین صورت مقبول ست و روایت فتاوے ہندیہ متضمن یک صورت و روایت حموی متضمن صورت دیگر ست در فتاوی بزازیہ می آرد

شہد انہ استقرض من فلان فی یوم کذا فی بلد کذا فبرہن علی انہ لم یکن فی ذلک المکان بل کان فی مکان آخر لا یقبل لان قولہ لم یکن فیہ نفی صورۃ و معنی و قولہ بل کان فی کذا نفی معنی و اصلہ ما ذکر فی النوادر عن الثانی شہدا علیہ بقول و فعل یلزم علیہ بذلک اجارۃ او کتابۃ او بیع او طلاق او عتاق او قصاص و قتل فی مکان و زمان و صفات فبرہن المشہود علیہ انہ لم یکن ثمہ یومئذ لا یقبل لکن قال فی المحیط ان تواتر عند الناس و علم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان و الزمان لا یسمع الدعوی و یقضی بفراغ الذمۃ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ و الضروریات مما لا یدخلہا الشک و کذا کل بینۃ اقامت علی ان فلانا لم یفعل و لم یقل ام لم یقر انتہی و در در مختار می نویسد شہادۃ النفی المتواتر مقبولۃ انتہی و در رد المحتار میگوید بخلاف غیرہ فلا یقبل سواء کان نفیا صورۃ او معنی و سواء احاط بہ علم الشاہد او لا انتہی و اللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی -

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۶۳ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید بشرکت و اعانت ہفت کس عمرو را بآلۂ جارحہ عمداً قتل کرد و ورثائے عمرو مقتول پنج کس شہود معاینہ و اثبات پیش قاضی گذرانیدند شہود متفق اللفظ و المعنی ادائے شہادت کردند علاوہ برین قاضی نیز بر موقع قتل تشریف آوردہ از اہل محلہ و دیگر کسان تحقیقات فرمود غرض کہ قتل کردن زید عمرو را بآلۂ جراحت از دست خود و ہمراہ و مددگار بودن دیگر کسان ثابت گردید و زید مذکور پیش قاضی از قتل عمرو انکار کرد و گفت کہ ہمان روز تا آن وقت فلان جا بودم گواہان نفی تواتر من

سماعت فرمودہ شود و شرکاء زید نیز ایچنین اظہار کردند این قول مدعا علیہم قبول قاضی نگردید و گواہان نفی سماعت نفرمود چنانچہ زید را بقصاص رسانید و ہمراہیان زید را حبس ہفت سال و شش سال تجویز نمود و باقی مدعا علیہم محبوس از تجویز قاضی ناراض گردیدہ در محکمۂ دیگر درخواست سماعت گواہان نفی تواتر نمودند پس درین حال کہ بوثوق شہادت پنج کس شہود معاینہ و اثبات قاضی قصاص زید کنانید و سماعت گواہان نفی مدعا علیہم نفرمود و بعد قضائے قاضی سماعت کردن گواہان نفی تواتر بمقابلۂ ایچنین گواہان معاینہ و اثبات کہ از شہادت آنہا قصاص زید گردیدہ عند الشرع شریف قابل قبول ست یا نہ ؟

ہو المصوب ہرگاہ قاضی اول بوثوق شہادت و معائنہ وغیرہ حکم قصاص وغیرہ دادہ و تعمیل حکم آن ہم کردہ شد و مدعی علیہم قبل از آن بشہادت نفی متواتر کہ اظہار آن میساختند مرافعہ نکردند پس اکنون قول ایشان غیر معتبر و شہادت شان غیر مقبول خواہد گشت باقتضای عبارت تنقیح الفتاوی الحامدیہ در کتاب الدعوی فی الکافی فی کتاب الشہادۃ اذا تضمنت الشہادۃ نقض قضاء ترد انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۱۴۷ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت کہ دو کس گواہان بمقدمۂ قتل عمرو از دست زید و بکر بدون لفظ اشہد در محکمۂ قضا شہادت دادند و از محکمۂ موصوف رخصت شدند و نیز گواہان مذکور بیان کردہ اند کہ ما یان دیدہ ایم کہ یک ضربۂ تلوار اول زید بر سر عمرو زد و یک ضربۂ شمشیر بعدہ بکر بر دست عمرو زد معائنہ زدن شمشیر ہر دو ضربہ از دست زید و بکر در یک وقت بیان میکنند و این بیان نمیکنند کہ عمرو از دست زید و بکر بوجہ صدمہای مذکور ہلاک شد ہمان وقت جان داد پس این چنین گواہی این گواہان لائق قبول و مثبت قصاص بر زید کہ زدن او شمشیر اول بر سر عمرو گواہان بیان کردہ اند است یا نہ و قاضی را لازم ست کہ گواہان مذکور را طلب کردہ بلفظ اشہد ثانیا ادای شہادت کنانند یا نہ فقط بینوا توجروا

ہو المصوب بیان کردن گواہان کہ مقتول از ہمان ضرب ہلاک شد در شہادت قتل ضروری نیست در فتاوی عالمگیریہ مینویسد اذا شہد شاہدان علی رجل انہ ضرب رجلا بالسیف فلم یزل صاحب فراش حتی مات فعلیہ القصاص ولا ینبغی للقاضی ان یسأل الشہود مات من ذلک

ام لا فی المعتمد والخطاء ولکنهم ان شهدوا بذلک انه مات من ذلک لم تبطل شهادتهم انتهی و در تنقیح الفتاوی
الحامدیة نقلا عن البزازیة می نویسد لا یحتاج الشاهدان لیقولا انه مات من جراحته انتهی لیکن لفظ اشهد
یا ترجمه که مفید معنیش باشد برای قبول شهادت ضروری است در درمختار می آرد و رکنها لفظ اشهد
لا غیر انتهی و بعد ان بحث ولزم انه انکر لفظ اشهد بلفظ المضارع بالاجماع انتهی و شرنبلالی در رساله خود
الاستفادة من کتاب الشهادة می نویسد من الشرائط لفظ الشهادة فلا یقبل بغیرها من الالفاظ کلفظ الاخبار
والاعلام وان یکون بصیغة المضارع انتهی پس بناءً علی هذه العبارات قاضی را لازم که شهادت
بلفظ اشهد گرفته حکم سازد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا چیست جوابات سوالات مفصلۂ ذیل از روی حکم شرع شریف بینوا توجروا
اول این که زید میگوید که من بروز قتل عمرو در شهرے که عمرو قتل شده نبودم بلکه فلان جا که ازین
شهر دور است بودم که ازین معنی صدها کسان از عدم موجودگی من هنگام قتل عمرو درین شهر
و موجودگی من بمقام دیگر واقف و شاهد اند پس این گواهان نفی متواتر را قاضی مسموع کند
یا در صورت گمان صدق گواهان ورثهٔ عمرو و گمان کذب قول زید گواهان نفی متواتر لائق
سماعت شرعاً نبوده اند دوم این که زید مذکور میگوید که گواهان مدعیان فاسق و فاجر اند
و همیشه گواهی باجرت میدهند و سارق هم اند پس قاضی تزکیهٔ این گواهان سراً یا علانیةً کند یا نه
هو المصوب جواب سوال اول گواهان نفی متواتر را قاضی سماعت سازد
شرنبلالی در رساله خود الفصاح الخفیات لتعارض البینة والاثبات مینویسد اجاب صاحب البحر فی
البینة الشاهدة بانه لم یکن فی محل الضرب غیر مقبولة لانها بینة النفی الا اذا تواتر عند الناس وعلم الکل
عدم کونه فی ذلک المکان او الزمان لا تسمع الدعوی علیه ویقضی بفراغ الذمة انتهی و همچنین است
در تنقیح فتاوی حامدیه و فتاوی بزازیه **جواب سوال دوم** قاضی را لازم است که در گواهان
قصاص تزکیه بدون طعن مدعی علیه سراً و علانیةً کنانده چه جاے که بوقت طعن مدعی علیه
در بحر الرائق مذکور است الحاصل انه ان طعن الخصم سأل عنهم فی الکل والا سأل فی الحدود و
القصاص انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتاء ۱۷۶ چہ می فرمایند علمائے دین متین کہ زنے پردہ نشین دعوی عاریت دادن زیور بوساطت زنے دیگر کہ پردہ نشین بود نمود و گواہانش بیان کردند فلان مدعیہ از پس پردہ زیور خود بواسطۂ فلان زن فرستاد و مدعا علیہا آن را عاریت گرفت و آمدن مدعیہ و استادہ شدنش پس پردہ باقرار مدعا علیہا و ہم باوازش دانستہ بودیم و نیز در بیان مدت اعارہ ہفت ماہ و ہفت روز کم و بیش بیان کردند پس آیا شرعا این چنین گواہی مثبت عاریت دادن مدعیہ زیور مدعا بہا را بہ مدعا علیہا خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

الجواب شہادت مذکورہ اصلا صحیح نیست پس ثبوت عاریت دادن بدین شہادت نمی تواند شد چہ سماع از پس پردہ مجوز شہادت نیست مگر در صورتے کہ بعلم یقینی شاہد متعین گردد کہ پس پردہ سوائے آن گوینده دیگر نیست و این یقین درین جا مفقود است قال فی العالمگیری لو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ الا اذا کان فی الداخل وحدہ ودخل وعلم الشاہد انہ لیس فیہ غیرہ ثم جلس علی المسلک ولیس لہ مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ لانہ یحصل بہ العلم وینبغی للقاضی اذا فسر لا یقبلہ کذا فی التبیین انتہی وہکذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ و آنچہ شہود گفتہ اند کہ آمدن مدعیہ و ایستادہ شدنش پس پردہ باقرار مدعا علیہا و ہم باوازش دانستہ بودیم این امر برائے ثبوت عاریت کافی نیست زیرا کہ آمدن مدعیہ و ایستادہ شدنش پس پردہ نہ عین عاریت دادن است و نہ مستلزم آن پس باقرارش ثبوت عاریت چسان تواند شد و شناخت باواز عند الفقہا معتبر نیست کما مر و نیز گفتن شہود در بیان مدت اعارہ ہفت ماہ و ہفت روز کم و بیش موجب عدم صحت شہادت است کما قال فی العالمگیری اذا ادعی بالفارسیۃ دوازدہ درم وشہد الشہود ان لہذا المدعی علی ہذا المدعا علیہ دہ دوازدہ لا یقبل لمکان الجہالۃ وکذلک اذا ادعی دہ دوازدہ درم لا یسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر التاریخ فی الدعوی علی ہذا الوجہ بان قال این عین ملک من است از دہ دوازدہ سال فلا یسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر الشہود التاریخ فی شہادتہم علی ہذا الوجہ لا یقبل شہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہی واللہ اعلم۔ العبد المجیب محمد امداد حسین عفی عنہ

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۱۷۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم سوال مثلا مسماۃ زینب بیگم مدعیہ نے دعوی عاریت دینے زیور طلائی معلوم القدر و معلوم القیمۃ کا بنام عمرو و بکر اصل مدعا علیہما و ہندہ تیسری مدعا علیہا کے

عدالت دیوانی مین دائر کیا اور منجملہ تین گواہون مدعیہ کے دو گواہون نے بالاتفاق حاکم عدالت کے روبرو اس خلاصہ بیان سے گواہی دی کہ عرصہ سوا سات مہینے تخمیناً کا ہوا اور تیسرے گواہ نے کہا کہ بمرور مدت سوا سات مہینے کم یا زیادہ کے مسماۃ عجوبہ نے موافق اس کہنے عمرو و بکر اصل مدعا علیہما کے کہ مدعیہ بیگم صاحبہ سے کہو کہ ہمین دو تین روز کے لیے اپنا زیور طلائی مستعار دیدین مدعیہ کے گھر کے اندر جاکے اندر سے اوسی قدر زیور طلائی لا کر عمرو مدعا علیہ کے ہاتھ مین دیا اور عمرو مدعا علیہ نے بکر کے ہاتھ مین دیا اور عجوبہ نے اوسیوقت اصل مدعا علیہما سے کہا کہ بیگم صاحبہ بھی اندر ڈیوڑھی کے موجود ہین جو کچھ وہ کہتے ہین تم سن لو چنانچہ مدعیہ نے باواز بلند مدعا علیہما سے کہا کہ مین نے یہ زیور اپنا تم کو عجوبہ اور امراو کے سبب سے عاریت دیا ہے اور ہمسے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ یہ معاملہ مالیت کا ہے اوسوقت اصل مدعا علیہما نے بجواب کلام مدعیہ کے کہا کہ زیور آپکا دیا ہوا اوسی قدر قیمتی ہے جو آپنے ہم کو عاریت دیا اور بیان کیا ہے اور ہم لوگون سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ ہمنے یہ زیور مدعیہ کا عاریت لیا ہے اور مدعیہ بیگم صاحبہ پردے مین تھین مگر عجوبہ مدعا علیہما نے اقرار کیا تھا کہ بیگم صاحبہ مدعیہ یہ کھڑی ہین اور عمرو و بکر اصل مدعا علیہما نے قول مدعیہ سنکر اونکو تسلیم کر لیا تھا کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور دو گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ پھر اصل مدعا علیہما نے بمرور عرصہ ڈیڑھ مہینے کم و بیش کے ہم سے کہا تھا کہ ہم وہی زیور مستعار لیا ہوا مدعیہ کا واپس دینگے فقط اور حاکم عدالت دیوانی نے اس گواہی کی بنیاد پر فیصلہ ثبوت عاریت کا مدعیہ کے حق مین صادر کیا لیکن ہنگام مرافعہ دوسرے مجوز نے اوس فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کو لائق استرداد تجویز کیا اور گواہان مدعیہ کو بوجہ پردے مین بیان کیئے جانے مدعیہ کے باوجود شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونو اصل مدعا علیہما کے مدعیہ کی نسبت کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور تم لوگ گواہ رہو اور نیز بوجہ سوا سات مہینے کم یا زیادہ کہنے تیسرے گواہ کی جہالت مدت ظاہر کرکے نامقبول تجویز کیا فقط اب دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا شرعاً اس صورت مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا جو بحق مدعیہ بربناے گواہی گواہان مذکورین کے صادر ہوا ہے صحیح و قابل نفاذ ہے یا تجویز دوسرے مجوز کی متضمن استرداد فیصلہ عدالت دیوانی و نامقبول قرار دینے گواہان مذکورین کے صحیح و قابل جواز ہے بینوا بالکتاب جزوا بالصواب فقط

جواب ہو شرعاً صورت مسئول عنہا مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ گواہی مذکور و منقول کی

بنیاد پر بابت ثبوت عاریت اسقدر زیور طلائی مدعیہ کے جسکا دعوی ہے بے شبہ صحیح و قابل نفاذ ہے ہرگز غیر صحیح ولائق استرداد نہین ہان تجویز دوسرے مجوز کی متضمن استرداد فیصلہ عدالت دیوانی باختیار دو وجہ فرضی و قیاسی مندرجہ تجویز کے کہ صورت مسئول عنہا سے متعلق نہین ہین قطعاً غیر صحیح و قابل جواز ہے اسلیئے کہ گواہان مدعیہ محجبہ کے حلفی و اتفاقی بیان سے ہے کہ شناخت و تمیز و تعریف مدعیہ مذکورہ کے خود ہر دو اصل مدعا علیہما نے کی ہے جیسا کہ ذکر کیا جائیگا بمطابق قواعد شرعیہ عاریت دینا مدعیہ کا اپنا زیور طلائی اصل مدعا علیہما کو اور اقرار کرنا ہر دو اصل مدعا علیہما کا بابت عاریت لینے اسی قدر زیور طلائی مدعیہ کے عرصۂ سوا سات مہینے بخوبی ثابت اور متحقق ہے والثابت بالبینۃ کالثابت مع البینۃ کذا فی الکفایۃ وغیرہا من شروح الہدایۃ پس اس بیان گواہان سے کہ مدعیہ پردے مین تھین بحالت شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون اصل مدعا علیہما بلکہ ہر سہ مدعا علیہم نسبت مدعیہ کے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور بیگم صاحبہ یہ کھڑی ہین کچھ خلل و نقصان صحت گواہی و قبولیت گواہی مین پیدا نہین ہوتا ہے کیونکہ ہرگاہ شریعۃ مین موافق مذہب مختار و معتمد و مفتی بہ صاحبین رح کے صرف اسقدر خبر دینا دو آدمی عدل کا نسبت عورت محجبہ و منتقبہ کے کہ یہ فلان عورت ہے بوجہ معلوم و ممیز ہو جانے محجبہ و منتقبہ کے اسی خبر سے صحت تحمل و قبولیت شہادت کے باب مین کفایت کرتا ہے تو بحالت اقرار و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون مدعا علیہما کے مدعیہ محجبہ کے بہ نسبت اس لفظ سے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین بوجہ معلوم و ممیز ہو جانے مدعیہ مذکورہ کے بطریق اولی صحت و قبولیت گواہی کے واسطے کافی ہے اس صورت مین پس پردہ بیان کیا جانا مدعیہ کا کسی طرح صحت و قبولیت گواہی مین خلل و نقصان پیدا نہین کرتا ہے ہان اگر خود ہر دو مدعا علیہما کے اقرار یا کسی دوسرے دو عدل کے اخبار سے تعریف و تمیز مدعیہ کی نہوتی تو البتہ محل تردد تھا لہذا ایسی حالت اقرار و تسلیم و تعریف خود ہر دو اصل مدعا علیہما مین کوئی اہل علم و ماہر فقہ صحت شہادت کی بابت تامل نہین کر سکتا ہے اس مسئلہ کی تحقیق و تشریح مین اکثر فقہائے نے اختلاف امام ابو حنیفہ و صاحبین رح نقل کرکے ترجیح و تصحیح قول صاحبین رح کی بابت جواز و صحت شہادت کی فرمائی ہے اور اسی قول صاحبین کو بوجہ الیسر علی الناس ہونے کے مختار و معتمد و مفتی بہ قرار دیا ہے ازانجملہ قدوۃ الانام شیخ ابن ہمام رح نے کہ بتصریح صاحب بحر شارح کنز محقق حنفی

وغیرہ کے اہل ترجیح بلکہ اہل اجتہاد میں معدود ہیں فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے وفی الفتاوی
اذا اقرت المرأة من وراء حجاب لا یجوز لمن سمع ان یشہد علی اقرارہا الا اذا رأی شخصہا ثم یجوز حمل فی
ہذہ المسئلة وضعها فی الخلاصة وغیرہا بہذا الشہادة علی امرأة سأل ابن محمد بن الحسن ابا سلیمان عنها
قال لا یجوز حتی یشہد جماعة انها فلانة اما عند ابی یوسف وعند ابیک فیجوز اذا شہد عندہ عدلان انها
فلانة وہل یشترط رؤیة وجهها اختلف المشایخ فیه منہم من لم یشترط والیه مال الامام خواہر زادہ وفی النوازل
قال یشترط رؤیة شخصها وفی الجامع الاصغر رؤیة وجهها وانت تعلم انه لابد من معرفة تفید التمییز عند الاداء
علیها فاذا ثبت ان التعریف یفید التمییز لزم ان لا حاجة الی رؤیة وجهها ولا شخصها کما اختارہ شیخ الاسلام
خواہر زادہ الا اذا لم یوجد من یعرفها واذا وجد حینئذ یجری الخلاف المذکور انه یکفی فی التعریف عدلان
او لابد من جماعة ذیلوا فقدہ ما فی المجتبی تحمل الشہادة علی امرأة ثم ماتت فشہد اعندہ ان المرأة فلانة جاز له
ان یشہد علیها القبلة فی الخلاصة وفی المحیط شہدا علی امرأة سمیاہا ونسباہا وکانت حاضرة فقال القاضی
اتعرفانها فقالا لا لم تقبل شہادتہما لو قالا لا نعرفها علی المسماة بفلانة بنت فلانة الفلانیة ولا ندری انها ہذہ
ام لا صحت الشہادة وکلف المدعی ان یأتی باخرین یشہدان انها فلانة بنت فلان بخلاف الاول
لانهما ہناک اقرا بجہالة فبطلت الشہادة فہذا ونحوہ یفید ما قلنا انتہی اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے
اختلف المشایخ فی تحمل الشہادة علی المرأة کانت منتقبة بعض مشایخنا قالوا لا یصح التحمل علیها بدون
رؤیة وجهها وبعض مشایخنا توسعوا فی ہذا وقالوا یصح عند التعریف وتعریف الواحد یکفی والمثنی احوط
والی ہذا مال الشیخ الامام المعروف بخواہر زادہ والی القول الاول مال شیخ الاسلام الاوزجندی
والشیخ الامام ظہیر الدین وہو قریب من المنقول یدل علی ہذا فانہما اجمعنا علی انه یجوز النظر الی وجهها
لتحمل الشہادة ثم عند ابی یوسف ومحمد رح اذا اخبرہ عدلان انها فلانة فذلک یکفی وعلی قول ابی حنیفة رح
لا یحل له الشہادة علی النسب ما لم یسمع من جماعة لا یتصور تواطؤہم علی الکذب کذا فی الظہیریة والفقیہ
ابو بکر الاسکاف کان یفتی بقولہما فی ہذہ المسئلة وہو اختیار نجم الدین النسفی وعلیه الفتوی فان عرفها
باسمها ونسبها عدلان ینبغی ان یشہد علی شہادتہما ہو لا علی المشہود کما ہو طریق الاشہاد علی الشہادة حتی
یشہدوا عند القاضی علی شہادتہما بالاسم والنسب یشہد بالحق بطریق الاصالة فیجوز ذلک
بلا خلاف کذا فی المحیط انتہی اور محقق شامی رحمہ اللہ نے رد محتار کے حاشیہ میں لکھا ہے ذکر الفقیہ ابو اللیث

عن نصر بن یحیی قال کنت عند ابی سلیمان فدخل ابن محمد بن الحسن فسالہ عن الشہادۃ علی المراۃ متی
تجوز اذا لم یعرفہا قال کان ابو حنیفۃ یقول لا تجوز حتی یشہد عندہ جماعۃ انہا فلانۃ وکان ابو یوسف
وابوک یقولان تجوز اذا شہد عندہ عدلان انہا فلانۃ وہو المختار للفتوی وعلیہ الاعتماد ولانہ ایسر
علی الناس آہ واعلم انہما کما یحتاجان للاسم والنسب للمشہود علیہ وقت التحمل یحتاجان عند اداء الشہادۃ
الی من یشہد ان صاحبۃ الاسم والنسب ہی ہذہ وذکر الشیخ خیر الدین انہ یصلح التعریف ممن لا تقبل شہادتہ
لما سوا ان کانت الشہادۃ علیہا اولہا سا یجانی بزیادۃ من البحر وغیرہ انتہی اور فصول عمادی میں لکھا ہے
ذکر فی شہادات المحیط وفی فتاوی قاضی ظہیر الدین رحمہ اللہ اذا اخبر الشاہد عدلان ان ہذہ المقرۃ فلانۃ
بنت فلان فذلک یکفی للشہادۃ علی الاسم والنسب عندہما وہو اختیار فقیہ ابی بکر الاسکاف
ونجم الدین النسفی رحمہما اللہ وعلیہ الفتوی الا تری انہما لو شہدا عند القاضی یقضی بشہادتہما والقضاء
فوق الشہادۃ فیجوز الشہادۃ باخبارہما بالطریق الاولی فان عرفہا باسمہا ونسبہا عدلان ینبغی لہما ان
العدلین ان یشہدا علی شہادتہما ہولاء الشہود کما ہو طریق الاشہاد علی الشہادۃ حتی یشہدوا عند القاضی
علی شہادتہما بالاسم والنسب ویشہدوا بالاصل الحق بطریق الاصالۃ فیجوز بلا خلاف انتہی اور ایسا ہی
لکھا ہے عامۂ کتب معتبرۂ فقہ میں اس تحقیق شرعی پر تامل کرنا صحت گواہی گواہان مدعیہ مجیبہ میں
جسکی تمیز و تعریف خود ہر دو مدعا علیہما کر چکے بحوالہ اس روایت مختار کے ولا یشہد علی محجب
بسماعہ منہ الا اذا تبین القائل بان لم یکن فی البیت غیرہ لکن لو فسر لا تقبل الخ ونیز بحوالہ اس
روایت فتاوی عالمگیری کے ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ
اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ الخ کہ یہ دونوں روایت صورت مسئول عنہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی ہیں بلکہ
صورت غیر اخبار دو عدل وغیر اقرار و تعریف دو مدعا علیہما سے متعلق ہیں اہل علم کے نزدیک
نہایت مستبعد ہے باقی رہا یہ امر کہ آیا اس بیان ایک گواہ سے منجملہ تینوں گواہوں مدعیہ کے
کہ بمرور مدت سوا سات مہینے کم یا زیادہ کی جہالت مدت ظاہر ہو کر نامقبول ہونا جملہ گواہوں
مدعیہ کا متصور ہو سکتا ہے یا نہیں سو تحقیق اسکی یہ ہے کہ جب دو گواہوں مدعیہ نے بالاتفاق
عرصہ سوا سات مہینہ کا بیان کیا ہے تو تیسرے گواہ کے کم زیادہ کہنے سے ہرگز جہالت
مدت ظاہر نہیں ہوتی ہے اور نہ سب گواہوں کی نامقبولی متصور ہو سکتی ہے کیونکہ فقط دو ہی

گواہوں کا اتفاقی بیان کہ نصاب کامل شہادت کی ہے درباب معلومیت مدت سوا سات مہینے اور
ثبوت عاریت زیور مدعیہ کی کافی ہے تیسرے گواہ کے بیان کی کچھ ضرورت ہی نہیں ہے معہذا
مدعیہ کے تینوں گواہوں میں سے ایک گواہ نے اقرار اصل مدعا علیہما کا بابت استعار لینے زیور طلائی مدعیہ
کے اور دو گواہ نے اُنکے مکرر اقرار واپس دینے اوسی زیور طلائی مستعار کے صاف صاف
گواہی دی ہے اس حالت اقرار مدعا علیہما مشہود بہ ہے اور وہ قطعاً معلوم اور منجملہ
اُن حجج شرعیہ کے ہے جنکے ساتھ عدالت میں حکم کیا جاتا ہے اور خود مقر کے نفس پر حجت ہوتا ہے
اشباہ میں لکھا ہے القاضی لا یقضی الا بحجۃ وہی البینۃ او الاقرار او النکول کما فی وقف الخانیۃ الخ
اور در مختار میں لکھا ہے اقرار الانسان حجۃ علی نفسہ الخ اسی واسطے اثبات اقرار کا گواہوں سے
مشروع ہے جیسا کہ بزازیہ اور تاتارخانیہ و سائر کتب فقہ سے مستفاد ہے اور شرعاً اقرار کے
گواہی میں جہالت مدت اقرار کیا کہ جہالت عین مشہود بہ و مقر بہ کی بھی مانع صحت شہادت نہیں ہے
ہدایہ میں لکھا ہے وان اقر بذلک المدعا علیہ دفعت الی المدعی لان الجہالۃ فی المقر بہ لا تمنع صحۃ الاقرار
وان شہد شاہدان انہ اقر انہا کانت فی ید المدعی دفعت الیہ لان المشہود بہ ہہنا الاقرار وہو معلوم
انتہی اور فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے قولہ وان اقر الخ یعنی لو قال المدعا علیہ بالدار التی
فی یدہ ہذہ الدار کانت فی ید المدعی دفعت للمدعی لان حاصل ذلک جہالۃ فی المقر بہ وہی لا تمنع صحۃ الاقرار
بل تصح ویلزم البیان فانہ لو قال لفلان علی شیء صح ویجبر علی البیان وکذا لو شہد شاہدان ان المدعا علیہ
اقر بانہا کانت فی ید المدعی تقبل لان المشہود بہ الاقرار وہو معلوم وانما الجہالۃ فی المقر بہ وہو لا تمنع صحۃ القضاء
کما لو ادعی عشرۃ دراہم فشہدا علی اقرار المدعا علیہ ان لہ علیہ شیئا جازت ویؤمر بالبیان انتہی اور رد المحتار میں
لکھا ہے لو اقر المدعا علیہ بذلک او شہد شاہدان انہ اقر انہ کان فی ید المدعی دفع للمدعی لمعلومیۃ الاقرار
وجہالۃ المقر بہ لا تبطل الاقرار الخ اور جبکہ صورت مسئول عنہا میں اقرار مدعا علیہما کا بھی مشہود بہ ہے
اور اقرار کی شہادت میں جہالت مدت اقرار کی کیا کہ عین مقر بہ کی جہالت بھی صریح بالا مانع و مبطل
شہادت نہیں تو نامقبول تصور کرنا گواہی اقرار مدعا علیہما کا بعذر ادعا جہالت لغو شہادت بحوالہ
اس روایت فتاوی عالمگیری کے اذا ادعی بالفارسیۃ دوازدہ درہم وشہد الشہود لان لہذا المدعی دوازدہ
درہم لا تقبل لمکان الجہالۃ وکذلک اذا ادعی دہ دوازدہ درہم لا تسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر التاریخ فی

الدعوی علی ہذا الوجہ بان قال - این عین ملک من ست از دہ دوازدہ سال فانہ لاتسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر الشہود التاریخ فی شہادتہم علی ہذا الوجہ لاتقبل شہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہت

ضمانت تحریر صحیح و بے محل ناقابل التفات ہے یہ روایت اُس مشہود بہ کی جہالت سے علاقہ رکھتی ہے جو اقرار مدعی علیہ کا نہونا اُس مشہود بہ کی جہالت سے جو مدعا علیہ کا اقرار ہو حاصل یہ کہ صورت مسئولہ مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ مطابقت قواعد شرعیہ بی صحیح و نافذ و قابل اعتبار ہے اور تجویز دوسرے مجوز کی قطعاً غیر صحیح و غیر قابل اعتبار یہی جواب صورت مسئول عنہا کا واللہ اعلم و علمہ اتم نمقہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد ن المدعو بسید شاہ علی الرامفوری ثم المرادآبادی حفظہ اللہ من شرور الاعادی

شاہ سید علی

ہو المصوب روبکاری عدالت دیوانی بمقدمہ اقتدار بیگم صاحبہ مدعیہ و فضل احمد خان و امین خان وغیرہ و امراؤ مدعا علیہم بابت عاریت زیور قیمتی ہشتصد روپیہ متضمن خلاصہ اظہارات مدعیہ و گواہان مدعیہ و مدعی علیہم بمعائنہ گذشتہ و فتاوی علماء کہ بعضے آنہا از جانب مدعیہ بودند و بعضے از جانب مدعی علیہم ہم بنظر گذشتند بعد تنقیح و تامل چنان معلوم شد کہ برای اثبات دعوی مدعیہ گواہی گواہان او کافی نیست بمقتضای این روایات فقہیہ در جامع الفصولین

و فصول استروشنی می آرد فص لو اخبرت امراۃ انہا فلانۃ بنت فلانۃ لایحل للشاہدان یشہد باسمہا ونسبہا لان تعریف المراۃ الواحدۃ والرجل الواحد لایکفی ولو عرفہا رجلان وقالا نشہد انہا فلانۃ بنت فلان حل لہ الشہادۃ وفاقالان فی لفظ الشہادۃ من التاکید مالیس فی لفظ الخبر واذا کان بلفظ الخبر انما یجوز عند ابی حنیفہ اذا اخبر جماعۃ لایتصور تواطوہم علی الکذب وعندہما لو اخبر وعدلان انہا بنت فلان بن فلان تحل لہ الشہادۃ حیث لتعریفہا ان یشہد علی معرفتہا عدلان اورجل وامرأتان ما لو اخبر الشاہدان عدلان ان ہذہ المعرفۃ فلانۃ بنت فلان یکفی بہذہ الشہادۃ علی الاسم والنسب عندہما وعلیہ الفتوی انتہی و در خزانۃ المفتیین می آرد وقد اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشہادۃ علی المراۃ اذا کانت متنقبۃ بعضہم توسعوا فی ہذا وقالو یصح عند التعریف وان لم یروا وجہہا واذا اخبرہ عدلان انہا فلانۃ فذلک یکفی وہو الاصح و در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد قال فی العمادیۃ لو اخبرت امراۃ انہا فلانۃ بنت فلان لایحل للشاہدان یشہد باسمہا ونسبہا لان تعریف المراۃ الواحدۃ والرجل الواحد لایکفی لو عرفہا

رجلان وقالا نشهد انها فلانة بنت فلان حل لهما اداء الشهادة بالاتفاق وفی الفوائد الزینیة ولا بد
من بیان حلیتها ولا بد من النظر الی وجهها فی التعریف انتهی ودر مجمع البرکات می آرد لو سمع من وراء
الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان تکون النغمة تشبه النغمة الا اذا کان فی الدار وحده وعلم الشاهد انه
لیس فیه غیره ثم جلس علی المسلک ولیس له مسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولا یراه لانه یحصل العلم به
وینبغی للقاضی اذا فسر له ان لا یقبله وقالوا اذا سمع صوت امرأة من وراء الحجاب لا یجوز ان یشهد علیها
الا اذا کان یری شخصها عند وقت الاقرار کذا فی التبیین انتهی ودر فتاوی صغری وفتاوی کافوری
می آرد ان سمع اقراره من وراء الحجاب لا یجوز له ان یشهد لعدم جواز الشهادة بسبب الحجاب فلان
دخل فی بیت وعلم انه لیس فیه غیر واحد ثم خرج وقعد علی الباب ولیس للبیت مسلک آخر فاقر من البیت
حل له ان یشهد انتهی ودر فتاوی قاضی خان می نویسد رجل زوج ابنته من رجل فی بیت وفی بیت
آخر قوم یسمعون التزویج ولم یشهدهم قالوا ان کان من بیت العقد الی بیت السامعین کوة وراوا
البنت والزوج جاز لهم ان یشهدوا وان لم یروا لا یجوز وان سمعوا کلامهم انتهی وهمدران است
ذکر الخصاف فی ادب القاضی اذا سمع رجل اقرار رجل وراء الحجاب لا یحل له ان یشهد ولو شهد وفسر
لا تقبل القاضی شهادته انتهی وهکذا فی کثیر من الکتب المتون والشروح والفتاوی ازین عبارات
واضح شد کہ شہادت بر تنقیہ مخدرہ یا براے آن معتبر نیست تا وقتیکہ گواہان آن را نہ بینند
یا دو کس عادل یا یک مرد و دو زن خبر تعین آن ندہند و بر مجرد سماع آواز پردہ یا تعریف یک مرد
یا یک زن اعتماد دادلے شہادت نشاید و قاضی را قبول ہیچ شہادت نباید در مقدمہ مذکورہ معرفت
مدعیہ بر گواہان حاصل نشدہ نہ بمعائنہ ونظر آن ونہ بتعریف وشہادت نصاب شہادت صرف آواز
بیگم صاحبہ شنیدہ اند و بر قول یک زن عجوبہ کہ بیگم صاحبہ مدعیہ پس پردہ قریب دروازہ ایستادہ اند
اعتماد ساختند پس چگونہ شہادت ایشان معتبر خواہد شد کہ النغمة تشبه النغمة مشہور است
وتعریف الواحدة والواحد لا یکفی در کتب مسطور وانچہ بخیال بعض آمدہ کہ درینجا خود مدعی علیہما اکبر خان
ونفضل احمد خان تمیز وتسلیم قول عجوبہ ساختند وشناخت مدعیہ ایشان را حاصل شدہ وبر قول ایشان
اعتماد گواہان کافی خواہد بود مخدوش است چہ مدعیہ ہرگاہ پردہ داشت واز مدعی علیہما ہم حجاب میساند
قول مدعی علیہما کہ این بیگم صاحبہ پس پردہ ایستادہ اند صرف بر قول عجوبہ مبنی خواہد بود وبراے اعتبار

شہادت اخبار آن دو کس عادل معتبرست کہ ایشان را معرفت مخدرہ بوجہ احسن حاصل باشد وخیال عدم تطابق عبارات فسمع اقرار الداخل وامثال آنہا بما نحن فیہ بسبب اینکہ این عبارت در تعریف مدعی علیہ ست نہ در تعریف مدعی محض لغوست چہ طریقہ تعریف کہ شرعاً معتبرست در تعریف مطلق مخدرہ است مدعیہ باشد یا مدعی علیہا ووقوع ہمچو عبارات در خصوص صورت تعریف مدعی علیہا مضر نیست الحاصل شہادت شاہدان مدعیہ درین مقدمہ بحسب قواعد شرعیہ قابل قبول نیست آرے اگر بطور دیگر مثلاً اقرار مدعی علیہ وغیرہ ہیچ شئ عاریت گرفتن زیور مدعیہ ثابت گردد البتہ موافق آن حکم میتواند واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء حامداً ومصلیاً کیا فرماتے ہین حضرات علمائے حنفیہ ادام اللہ ظلہم اس مسئلہ مین کہ مدعی نے بغرض ثبوت دعوی کے عدالت مین بینہ پیش کیے اور وہ گواہ عدالت مین مقبول نہوے کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث عدم مقبولیت کے معین ہین یا مقبول ہوے مگر شہادت اُنکی مفید کامیابی مدعی نہوئی کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث ناکامی کے ہوتے ہین مثلاً اختلاف بیانی یا عدم مطابقت دعوی وغیرہ الغرض جبکہ مدعی نے اپنے گواہ پیش کیے خواہ وہ گواہ لیے گئے یا نہ لیے گئے بہر حال اُن گواہون کے باوصف عدالت مین پیش کرنے کے مدعی اپنے دعوے مین کامیاب نہو سکا تو آیا پھر مدعی استحلاف مدعا علیہ سے کر سکتا ہے یا نہین اگر کر سکتا ہے تو آیا جملہ صورتہای مذکورہ مین یا بعض صورتون مین در صورت ثانی تفصیل اُسکی کیا ہے در صورت اولی کیا مدعا علیہ کو کبھی حلف سے امن ونجات ممکن نہین ہے اگر ممکن ہے تو وہ کون صورت ہے اور اگر نہین کر سکتا ہے تو بھی بیان تفصیلی ضروری ہے کہ آیا جملہ صورتہاے مذکورہ مین یا بعض صورتون مین در صورت ثانی تصریح اوسکی کیا ہو امید کہ جواب مفصل بتصریح وجوہ فقہیہ ادا فرمایا جاوے

ہو المصوب مدعا علیہ کو حلف سے نجات ہو سکتی ہے چند صورتون مین ایک یہ کہ دعوی مدعی کا صحیح نہو فتاوای سراج المنیر مین ہے الاستحلاف یجری فی الدعاوی الصحیحۃ دون فاسدۃ بتمامہا انکر المدعی علیہ انتہی دوسرے یہ کہ مدعی گواہون کا اُسی شہر مین موجود ہونے کا

اقرار کرے مختصر وقایہ میں ہے وان قال المدعی لی بینۃ حاضرۃ فی المصر وطلب حلف الخصم لا یحلف
انتہی تیسرے یہ کہ مدعی طلب حلف نکرے در مختار میں ہے الیمین حق القاضی مع طلب الخصم باقی
اُس صورت میں کہ مدعی نے گواہ قائم کیے اور وہ بوجہ عدم مطابقت دعوی یا اور کسی وجہ سے
مقبول نہوے تو اگر مدعی طلب حلف کرے گا مدعی علیہ پر حلف لازم ہوگی جیسا کہ اس عبارت
فتاوی قاضیخان سے واضح ہوتا ہے رجل ادعی عبدا فی ید رجل وقال بعتنی ہذا العبد بالف درہم
ولقدتک الثمن فانکر المدعی علیہ البیع وقبض الثمن فشہد للمدعی شاہدان علی اقرار البائع بقبض الثمن
وقالا لا نعرف العبد ولکنہ قال لنا عبدی زید وشہد شاہدان آخران ان ہذا العبد اسمہ زید قال لا یتم
البیع بہذہ الشہادۃ ویحلف البائع فان حلف رد الثمن لان قبض الثمن ثبت بشہادۃ الشہود علی
اقرار البائع بالقبض وان نکل البائع لزمہ البیع بنکولہ انتہی مختصرا اور موید اسکی عبارت اشباہ ہے الحجۃ
بینۃ عادلۃ او اقرار او نکول عن یمین او یمین او قسامۃ او علم القاضی بعد تولیتہ او قرینۃ قاطعۃ انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۷۹ چہ می فرمایند علماے دین اندرین صورت کہ مثلا زید برلے حصہ فرائض خود
از جائداد متروکہ بکر عم خود بنام خالد برادر ہندہ زوجہ بکر دعوی دائر شد و خالد گفت کہ جائداد مذکور
ترکہ بکر دیگر نیست بلکہ بوجہ دین مہر ہندہ کہ یک لکھ روپیہ مثلا بود دران ہندہ بعد فوت بکر گرفتہ بود
وادو دران تصرفات مالکانہ داشتہ و وارث ہندہ من ہستم پس زید گفت کہ ہندہ بکر در ہفدہ
سال مہر خود بہ شوہر خود در حیاتش ہبہ ساختہ بود و خالد منکر از ہبہ مہر ہست ومیگوید کہ ہندہ بکر در
پانزدہ سال بکر بوجوب مہر ہندہ بذمہ خود اقرار ساختہ است بعدش زید بگواہان خود بثبوت
ہبۂ مہر ہندہ بکر در ہفدہ سال کرد باین طور کہ بکر گواہان مذکور را نزد ہندہ برد و گفت کہ پیش اینہا
ہبہ وابرائے مہر باید کرد چنانچہ ہندہ روبروے گواہان بکر گفت کہ ہبہ مہر کردم واز گواہان خالد ہمین
ثابت شد کہ بکر در پانزدہ سال روزے ہندہ آزردہ شدہ بخانہ خالد برادر خود آمدہ بود بکر نزد خالد
آمدہ شکایت آزردگی زوجہ خود کرد خالد اندرون خانہ کہ در انجا ہندہ در حجاب از گواہان بود
رفتہ بعد گفتگو از ہندہ باز آمدہ از بکر گفت کہ ہندہ طالب مہر خود ست بکر گفت کہ یک لکھ روپیہ
دین مہر ہندہ بذمہ من واجب الادا است پس دیندار آن ہستم جائداد عوض دین وبا وخواہم داد

بامیدہم درین صورت گواہان کدام یک متخاصمین اولی و ارجح اند و این اقرار بکر بوجوب دین بشدہ بذمۂ خودش بزمان موخر از زمانۂ ثبوت ہبہ مہر مستلزم وجوب ہمان مہر سابقہ خواہد بود یا مستلزم مہر جدید یا مستلزم مہر سابقہ وجدید ہر دو نخواہد بود بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت گواہان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیہ می آرد بینۃ الزوج انہا ابرأتہ من المہر اولی من بینۃ المرأۃ انہ کان مقرا بہ الی الآن چون از گواہان زید این معنی ثابت شد کہ قبل از ہفتدہ سال زوجۂ بکر مہر خود ہبہ و ابراء ساختہ و عدم قبول بکر آن ابراء وہبہ را ثابت نشد لاجرم حکم بصحت ابراء دادہ خواہد شد خواہ ابراء اسقاط تصور کردہ شود یا ہبہ و تملیک گردانیدہ شود و اقرار بکر بعد ازان بوجوب مہر و بقای آن بذمۂ خود باعث رد آن ابراء نمی تواند شد چہ اگر ابراء اسقاط باشد بحکم الساقط لایعود اعادہ معدوم نمی تواند شد و اگر بطور ہبہ باشد آن ہم بمذہب جمہور در حکم اسقاط خواہد بود آری اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء وہبہ یافتہ می شد ابراء غیر معتبر می شد و اقرار بکر بعد عرصہ ازان باعث رد ابراء نخواہد شد در قنیہ می نویسد ثم قالت لزوجہا ابرأتک ولم یقل الزوج قبلت او کان غائب فقالت ابرأت زوجی یبرأ الا اذا ردہ انتہی چون از بیان گواہان خالد معلوم می شود کہ فیما بین بکر و زوجہ اش منازعت واقع شدہ بود و اقرار بقای وجوب مہر سابق کہ مقدار یک لکھ بود کردہ بناءً علیہ این اقرار محمول بر لزوم زیادت ہم نخواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

کتاب الوراثۃ

استفتا [۱۸۰] چہ میفرمایند علمای ملت اہل سنت و جماعت کہ شیعۂ اثنا عشریہ مسلم اند یا کافر باین معنی کہ خارج از دائرۂ اسلام و محجوب الارث والتناکح و محکوم علیہم بالجہاد باشند و اگر کفر شان مانع عن الارث ثابت نشود پس کدامی نظیر آن از ائمہ و تابعین الی یومنا ہذا ارقام فرمایند کہ ارثیہ سنی بہ پسر شیعہ بخیال تشیع او نرسیدہ باشد آنچہ کہ درین مسئلہ حکم مفتی بہ باشد ارقام فرمایند بینوا توجروا

از اکبر آباد در ۱۲ ماہ شعبان رسید بنام جناب والد مرحوم بعد انتقال والد مرحوم کہ بتاریخ ۲۹ ماہ شعبان شد جوابش نوشتہ فرستادم

ہو المصوب در کفر فرقۂ اثنا عشریہ فقہا اختلاف کردہ اند بعضی بوجہ سب شیخین حکم کفر دادند و ہمین است
قول اصحاب فتاوی و صاحب بحر الرائق و در مختار وغیرہ لیکن مفتی بہ و اصح عدم تکفیر شان است و سب شیخین
موجب کفر نمی شود و ہمین مذہب موافق قول امام اعظم است و آنچہ در کتب فتاوی حکم کفر مرقوم است
از دائرہ تحقیق خارج است قال ملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر عند بسط الامام ابی حنیفۃ الکلام علی عدم تکفیر
اہل القبلۃ ما لفظہ فیہ دلالۃ علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححہ ابو الشکور السلمی فی تمہیدہ وذلک لعدم ثبوت مبناہ
وعدم تحقق معناہ فان سب المسلم فسوق کما فی الحدیث وح یستوی الشیخان وغیرہما فلو فرض ان احدا سب الشیخین
لا یخرج عن الایمان نعم لو استحل السب او القتل فہو کافر لا محالۃ فالفسق والعصیان لا یزیل الایمان صغیرا کان
او کبیرا وکذا البدعۃ لا تزیل الایمان کانکار المعتزلۃ رؤیۃ اللہ تعالی وخلق افعال العباد لانہ مبنی علی التاویل
انتہی ملتقطا و مولانا ولی اللہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ در شرح مسلم الثبوت می فرمایند المحققون من الحنفیۃ
والمتکلمین ذہبوا الی عدم تکفیر الروافض بانکارہم خلافۃ ابی بکر وعمر الثابتۃ بالاجماع القطعی عندہم حتی قبلوا
شہاداتہم وما وقع فی الخلاصۃ وغیرہا من الفتاوی من صریح التکفیر لم ینقل عن ابی حنیفۃ وانما ہو من تفریعات
المشایخ کالفاظ التکفیر المنقولۃ فی الفتاوی کیف وقد نص الامام ابو حنیفۃ والشافعی بعدم تکفیر احد من
اہل القبلۃ بکونہ علی تاویل فاحفظوا لا تسرع فی تکفیر فرق الاسلام انتہی ملخصا و مولانا ابو الشکور سلمی در تمہید
می نویسند کلام الروافض مختلفۃ فبعضہ یکون کفرا وبعضہ لا فلو قال ان علیا کان الٰہا نزل من السماء فہو کفر
وقال بعضہم بانہ شریک لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النبوۃ وقال بعضہم النبوۃ کانت لعلی وجبرئیل اخطأ ومنہم
من قال ان علیا کان افضل من الرسول فہذا کلہ کفر والامام الذی یکون بدعۃ ولا یکون کفرا فہو قولہم ان علیا کان
افضل من الشیخین ومنہم من قال انہ یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشۃ ومعاویۃ ومنہم من قال ان حب اہل البیت
اولی واجب ہذا کلہ وما یشبہہ بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی ملخصا الحاصل حکم کفر شیعہ بسبب سب شیخین
خلاف مذہب محققین است و علامۂ شامی در رد المحتار حاشیۂ در مختار و رسالۂ خود مسمی تنبیہ الولاۃ والحکام
درین باب بتفصیل نوشتہ است و بر صاحب در مختار قدح کردہ است و ہکذا صرح بہ جماعۃ من اصحابنا
وہو الموافق لعقائدنا پس محجوب شدن وارث رافضی را از مورث سنی وجہی نیست واللہ اعلم بالصواب
وعندہ حسن الثواب کتبہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
ابن مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ فی جنات النعیم | محمد عبد الحی ابو الحسنات | ہذا الجواب صحیح | محمد نور الحسنین

استفتا ۱۸۱ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت کہ مثلاً زید برائے حصہ فرائض خود از جائداد متروکۂ بکر عم خود بنام خالد برادر ہندہ زوجۂ بکر دعوی دارشد خالد گفت کہ جائداد مذکور ترکۂ بکر نیست بلکہ بوجہ دین مہر ہندہ کہ یک لکھ روپیہ مثلاً بود دران ہندہ بعد فوت بکر گرفتہ بود و دران تصرفات بیگانہ داشتہ و وارث ہندہ من ہستم پس زید گفت کہ ہندہ بمرور ہفتدہ سال مہر خود بشوہر خود در حیاتش ہبہ ساختہ بود و خالد منکر از ہبہ مہر است ومیگوید کہ بمرور پانزدہ سال بکر بوجوب مہر ہندہ بمہر خود اقرار ساختہ است بعدش زید بگواہان خود بہ ثبوت ہبۂ مہر ہندہ بمرور ہفتدہ سال کرد باین طور کہ بکر گواہان مذکور را نزد ہندہ بردہ گفت کہ پیش اینہا ہبہ و ابرائے مہر باید کرد چنانچہ ہندہ روبروئے گواہان بکر گفت کہ ہبہ مہر کردم واز گواہان خالد این معنی ثابت شد کہ بمرور پانزدہ سال روزے ہندہ آزردہ شدہ بخانۂ خالد برادر خود آمدہ بود و بکر نزد خالد آمدہ شکایت آزرگی زوجۂ خود کرد و خالد اندرون خانہ کہ در آنجا ہندہ در حجاب از گواہان بود رفتہ بعد گفتگو از ہندہ باز آمدہ از بکر گفت کہ ہندہ طالب مہر خود است بکر گفت کہ یک لکھ روپیہ دین مہر ہندہ بذمۂ من واجب لادست پس دیندار آن ہستم جائداد عوض دین او باو خواہم داد بامید ہم درینصورت گواہان کدام یک متخاصمین اولی وارجح اند واین اقرار بکر بوجوب دین ہندہ بذمہ خودش بزمان موخر از زمانۂ ثبوت ہبۂ مہر مستلزم وجوب ہمان مہر سابقہ خواہد بود یا مستلزم مہر جدید یا مستلزم مہر سابقہ وجدیدہ ہر دو نخواہد بود بینوا توجروا

ہوالمصوب درینصورت گواہان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیہ سے آرد بینۃ الزوج انہا ابرائتہ من المہر اولی من بینۃ المرأۃ انہ کان مقرا بہ الی الآن انتہی ودر قنیہ می نویسد اقامت المرأۃ البینۃ علی المہر علی ان زوجہا کان مقرا بذلک الی یومنا ہذا واقام الزوج البینۃ انہا ابرأتہ من ہذا المہر الذی تدعیہ فبینۃ البراءۃ اولی ط وکذا فی الدین لان بینۃ مدعی الدین بطلت باقرار المدعی علیہ لما ادعی البراءۃ ولم تبطل بینۃ مدعی البراءۃ وہذا کشہود البیع والاقالۃ فان بینۃ الاقالۃ اولی لبطلان بینۃ البیع بالاقرار مدعی الاقالۃ وینبغی ان یحفظ ہذا الاصل فانہ یخرج بہ کثیر من الواقعات انتہی وچون از گواہان زید این معنی ثابت شد کہ قبل از ہفتدہ سال زوجۂ بکر مہر خود ہبہ و ابرا ساختہ وعدم قبول بکر آن ابراء وہبہ را ثابت نشد لاجرم حکم بصحت ابراء دادہ خواہد شد خواہ ابراء اسقاط

تصور کردہ شود یا ہبہ و تملیک گردانیدہ شود و اقرار بکر بعد ازان بوجوب مہر و بقای آن بذمۂ خود باعث
رد آن ابراء نمی تواند شد چہ اگر ابراء اسقاط باشد بحکم الساقط لا یعود اعادۂ معدوم نمی تواند و اگر ہبہ باشد
آنہم بمذہب جمہور در حکم اسقاط خواہد بود آرے اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء و ہبہ یافتہ می شد
ابراء غیر معتبر می شد و اقرار بکر بعد عرصہ ازان باعث رد ابراء نخواہد شد و در قنیہ می نویسد ثم قالت لزوجہا
ابرأتک ولم یقبل الزوج قبلت او کان غائبا فقالت ابرأت زوجی بری الا اذا ردہ انتہی و در جامع
الفصولین در فصل عشرین می آرد ادعی الزوج انہا وہبت المہر فبرہن فشہد احدہما انہا وہبتہ والآخر انہا
ابرأتہ یقبل للموافقۃ لان حکم ہبۃ الدین سقوط وکذا حکم البراءۃ انتہی و در منح الغفار میگوید فی الصیرفیۃ
رب الدین اذا وہب الدین مع المدیون فلم یقبل ولم یرد حتی افترقا فجاء بعد ایام و ردہ الصحیح انہ لا یرتد
وہذا الاختلاف بناء علی ان الرجحان فی ہبۃ الدین من المدیون لطرف الاسقاط ام لطرف التملیک
قال الفقیر الجواب علی المجلس ومن قال للاسقاط قال لا انتہی. و در در مختار میگوید ہبۃ الدین ممن
علیہ الدین وابراؤہ عنہ یتم من غیر قبول اذا لم یوجب انفساخ عقد صرف او سلم لکن یرتد بالرد فی
المجلس وغیرہ لما فیہ من معنی الاسقاط وقیل یتقید بالمجلس کذا فی العنایۃ لکن فی الصیرفیۃ لو لم یقبل
ولم یرد حتی افترقا ثم بعد ایام ردہ لا یرتد فی الصحیح لکن فی المجتبی الاصح ان الہبۃ تملیک والابراء اسقاط
انتہی شامی در رد المحتار میگوید قولہ لکن فی المجتبی استدراک علی جعلہم کلا من الہبۃ والابراء اسقاطا
من وجہ وتملیکا من وجہ وانت خبیر بان ہذا الاستدراک مخالف للمشہور انتہی و در تنقیح الفتاوی الحامدیہ
مرقوم است سئل فی ما اذا کان لامرأۃ بذمۃ اخیہا زید مبلغ معلوم من الدراہم فابرأتہ منہ ومن کل
حق ابراء عاما شرعیا مقبولا من زید ثم اقر زید بالمبلغ المذکور فہل یکون الاقرار المذکور باطلا ولا یعود بعد
سقوطہ بالابراء الجواب نعم اقر بالدین بعد الابراء منہ لا یلزمہ اشباہ فی الاقرار وفی الساقط لا یعود قولہ
وہذا بخلاف الاقرار بالعین بعد ان ابراء خصمہ ابراء عاما فان الاقرار صحیح فیؤمر بدفع ما اقر بہ من العین
لامکان تجدد الملک فیہا مواخذۃ لہ باقرارہ وتصحیحا لکلامہ علی طریق الاقتضاء والعین قابلۃ لذلک
بخلاف الدین لکونہ وصفا قد سقط فلا یعود کذا افاد الشرنبلالی فی رسالۃ تنقیح الاحکام انتہی چون از
بیان گواہان خالد معلوم می شود کہ فیما بین بکر و زوجہ اش منازعت واقع شدہ بود و بکر اقرار بقاے
وجوب مہر سابق کہ مقدار یک لکھ بود کردہ بنا علیہ این اقرار محمول بر لزوم زیادت ہم نخواہد شد

والله اعلم بالصواب حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۸۲ چه می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت که زید انتقال کرد و ورثه گذاشت یکی همشیرهٔ عینیه مسمی رابعه و سه برادرزادیان مسمی فاطمه و زینب و کلثوم که پدر این سه برادرزادیان روبروی زید فوت شده بود و کلثوم هم روبروی زید فوت شده الا یک دخترش موجود است و یک برادرزادهٔ حقیقی زید مسمی بکر که پدر او هم روبروی زید فوت شده و یک زوجه مسماة خدیجه که جمله ورثه مذکوره صلبی او را حصهٔ هشتم داده راضی کرده اند پس بقیه متروکهٔ زید فیما بین دو برادرزادیان و یک دختر برادرزادی و یک برادرزاده و یک همشیره بحسب سهام شرعیه چگونه تقسیم باید بینوا توجروا

هو المصوب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانعه بقیه ترکهٔ زید منقسم بدو سهم شده یک سهم ازان به همشیرهٔ حقیقی و یک سهم به برادرزاده خواهد شد و باقی ورثه محجوب خواهند شد

والله اعلم بالصواب کتبه ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا عنه القوی

استفتا ۱۸۳ چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که زید مرد و گذاشت یک پسر و دو دختر و یک زوجه منجمله آن دو دختر یک دختر برخلاف مذهب زید که حنفی بود مذهب امامیه اختیار کرد

پس درین صورت آن دختر محجوب الارث خواهد شد یا نه

هو المصوب دختر مذکوره محجوب الارث نمی تواند شد و بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانعه از ترکهٔ زید ثمن بزوجه و از باقی دو حصه به پسر و یک یک حصه بدختر خواهد رسید والله اعلم کتبه العبد الفقیر الی فضل العلی الرب الحکیم خادم الطلبه ابو الاحیاء محمد نعیم تجاوز الله عما جناه بلا شک دختر مذکوره محجوب الارث نخواهد شد و ترکهٔ زید بر جمله وارثان منقسم خواهد شد حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

استفتا ۱۸۴ چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که مولوی نادر زمان را چار پسر عبد الرشید و عبد العزیز و عبد المجید و عبد الحمید و دو دختر بودند و عبد الرشید پسر کلان روبروی والد خود سه پسر عبد الصمد و رشید احمد و سراج احمد و یک دختر باز گذاشته فوت کرد بعد بر خوردم شان مولوی نادر زمان یک کاغذ بدین مضمون بمهر و سامی قصبه نوشتند که بعد من عبد الصمد و رشید احمد و سراج احمد مثل دیگر ورثه وارث خواهند شد و در عرف هندی این چنین کاغذ را ہبہ نامہ میگویند لیکن مولوی صاحب موصوف کدامی جائداد منقوله یا غیر منقوله به ایشان ہبہ نکرده اند بعد چندی

بماه ذیقعده ۱۳۰۸ھ

در ماه ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ بجواب استفتا ایشان بمرحوم حضرت مولانا

بماه رمضان ۱۳۰۶ھ هجری

خود مولوی صاحب مرحوم کل مال خود را بعوض دین مهر زوجۂ خود که مقدم ست بر ارث بیع کرده بیعنامہ
نوشته بمواهیر رؤسا موثق ساختند وبعد انتقال مولوی صاحب موصوف زوجۂ شان حسب بیعنامہ
بر جملہ جائداد شان قابض ماندند چون ایشان انتقال کردند عبد الصمد وغیره اولاد عبد الرشید
دعوی شراکت میراث میسازند پس آیا این دعوی حسب سجل نامہ صحیح ست یا نہ

هو المصوب سجل نامہ شرعا لاشی محض ست وجود وعدم او برابر است ازان رفع حجت
اولاد عبد الرشید نمی تواند شد والله اعلم حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

۱۸۵
استفتا چه می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ مسمی دانشمند خان
وفتح الله خان وفصاحت خان برادران ومسماة عظیمن خواهر هر چهار حقیقی بودند وازجانب پدر خود
جائداد مشترکہ میداشتند مسمی دانشمند خان اولاً پسرے نبی داد خان وفتح الله خان ثانیاً دختری مسماة
بنّو وفصاحت خان ثالثاً پسری احمد الله خان ومسماة عظیمن رابعاً سہ دختران عقب خود گذاشتند
حال القضای الٰہی احمد الله خان ولد فصاحت خان مرحوم وفات یافت یک زوجہ ودو دختران
مسماة شهزادی ونوازی گذاشت القصہ زوجۂ مذکوره دست تصرف بر جائداد مشترکہ موروثی شرکا
امی کشاید واحدی را از ترکہ موروثی نمیدهد درین صورت از ریاست موروثی نبی داد خان ولد
دانشمند خان ومسماة بنّو صبیہ فتح الله خان ومسماة شهزادی ونوازی بنتان احمد الله خان بن فصاحت خان
وزوجۂ احمد الله خان ودختران مسماة عظیمن را چه قدر ترکہ جداگانہ میرسد صراحۃً ارقام فرمایند

۲۲ رمضان ۱۲۸۷ ہجری

هو الموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ از جائداد پدری دو حصہ بدانشمند خان
وفتح الله خان وفصاحت خان ویک حصہ بعظیمن رسیده وحصۂ دانشمند خان بنبی داد خان
واز حصۂ فتح الله خان نصف به بنّو واز باقی دو حصہ بفصاحت خان ویک بہ عظیمن وحصۂ
فصاحت خان با حمد الله خان واز حصۂ عظیمن دو ثلث بسہ دختران برابر وباقی مساوی به
نبی داد خان واحمد الله خان برادرزادگان واز حصۂ احمد الله خان ثمن بزوجہ ودو ثلث بشهزادی
ونوازی وما بقی به نبی داد خان میرسد والله علیم حرره ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنه
الجواب صحیح والله اعلم حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

۱۸۶
استفتا چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ مسمی امام بخش را سہ دختران بودند

منجملۂ آنہا دختر یکہ مسماۃ نصیرن بعد وفات والد خود وقبل از انتقال والدۂ خود راہی ملک عدم گردید یک پسر مسمی ثابت حسین ویک دختر مسماۃ قطبن عقب خود گذاشت درین حالت از جائداد امام بخش مرحوم اولاد دختر مرحومہ وہر دو ہمشیرگان را چہ قدر میرسد

ہو الموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ از ترکۂ امام بخش ثمن بزوجہ وباقی برابر بسہ دختران رسیدہ واز حصۂ نصیرن سدس بمادر واز باقی دو سہم بہ ثابت حسین ویک سہم بقطبن وحصۂ مادر نصیرن برابر بدو دخترانش میرسد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۸۷ عمرو را چند بیگہ اراضی جہت مدد معاش بادشاہ عطا کرد وعمرو فوت کرد دو پسران گذاشت زید وخالد زید میخواہد کہ اراضی مذکورہ در قبض وتصرف خود دارد وخالد را خارج نماید درین صورت اراضی مذکورہ ہر دو پسران را باید یا یک پسر را

الجواب ہر دو را میرسد کتبہ حمایت اللہ دہلوی۔ صح الجواب واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۸۸ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ مین کہ زید نے وارث ذیل چھوڑکر انتقال کیا پس ترکۂ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا۔ زوجہ ایک۔ دو دختر۔ ایک بھائی اخیافی۔ ایک مان

ہو المصوب صورت مسئولہ مین بعد ادای ما تقدم علی الارث ورفع موانع ارث کل ترکہ ستائیس ۲۷ سہام پر منقسم ہوگا منجملہ اوسکے تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہم ہر ایک دختر کو اور چار سہم مان کو اور اسیقدر بھائی اخیافی کو ملیگا واللہ اعلم

سوال دیگر زید نے وارث ذیل چھوڑکر انتقال کیا پس ترکۂ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا ایک زوجہ۔ دو دختر۔ ایک بھائی حقیقی۔ ایک مان

ہو المصوب بصورت مسئولہ بعد ادای حقوق مقدمہ علی الارث ونہونے موانع ارث کے مجموع ترکہ چوبیس ۲۴ سہام پر منقسم ہوگا اوسمین سے تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہام ہر ایک دختر کو اور چار سہم مان کو اور ایک سہم بھائی حقیقی کو دیا جاوے گا واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۸۹ زید فوت شدہ صاحب سند وجاگیر دو ابن بکر وخالد ودو ابن الابن

ولید وقاسم که صالح پدر آنها روبروی زید فوت شده بود ویک بنت، بنت الاخ که مادرش پیش پدرش
روبروی زید فوت شده اند گذاشت پس تقسیم عصبه از روی مناسخهٔ شرعیه بحسب متروکهٔ ذاتی برو خواهد
خواهد شد یا بر کل اشیا تقسیم خواهد یافت بینوا توجروا

هو المصوب در رسالهٔ احکام الاراضی از واقعات منقول است الانعام المخلد والموبد بمنزلة الملک یجوز بیعه وشراؤه علی الصحیح انتهی و بعد از آن ست الانعام المخلد یدخل فی الملک فیباع ویوهب ویورث انتهی و در ذخیره می نویسد رجل له وظیفة فی بیت المال لو وصل الیه کل سنة لو کان بحیث لا یاخذ منه السلطان بعد موته ولا یعطیها الغیره صار فیها دلیل الملک و یصیر ملکا فیجوز التوریث بین الورثة والهبة والبیع والوصیة انتهی و در فتاوی کبری می آرد لو اعطی الامام اوده مستحق ارضا یکون له ولاولاده بفتی وعلیه اکثر المشایخ انتهی از این عبارات واضح است که عطیهٔ سلطانی که در ملک معطی له داخل می شود مثل سائر املاک اوست پس بعد موت زید آن جاگیر مثل دیگر املاک تقسیم خواهد شد و به هر دو ابن خواهر رسید و باقی ورثه محجوب خواهند شد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا نمبر ۱۹ بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین اما بعد کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا مین ایک شخص مثلاً زید فوت ہوا اور شخص متوفی نہایت صاحب رشد وارشاد تھا اور صدہا خلق الله اوسکے معتقد اور مرید تھے اور صاحب جائداد منقولہ وغیر منقولہ تھا اور اوسکے دو لڑکے مثلاً عمرو وخالد عمر بالغ تھا اور خالد نابالغ اور چار دختریں تین بالغ اور ایک نابالغ یعنی ہمشیرہ حقیقی خالد اور دو زوجہ تھیں زید نے پانچ چھ روز قبل از فوت جملہ قرضخواہان کو طلب کرکے جسقدر قرضہ تھا تحریر کروالیا پانچہزار پانسو ہوا متوفی نے اپنے حیات مین بعد تحریر ہذا دو سو اٹھارہ روپیے ادا کیے اور باقی روپیہ کی نسبت فرزند کبیر عمرو سے بمقابلہ چند اشخاص کہا کہ بعد تجہیز وتکفین پہلے قرضہ میرا ادا کرنا بعد ازان دیگر کاموں مین شروع ہونا اوراس بارہ مین اشد تاکید کی اور ایک ہزار میری قبر پر لگانا اور کہا کہ مین نے ہر ایک وارث کا حصہ ادا کرکے اراضی کیا ہے محافظ مال مثلاً دیہ ورثا مین نہین تھے ہندہ سے کہا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ عمرو کو دیدینا کہ اوسکا حصہ

[illegible]

اور پانچسو روپیہ واسطے زیور دختر کلان عمرو اور تین سو واسطے کپڑے اور دیگر اخراجات متعلقہ
شادی کے جو ہے وہ بھی دیدینا پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو بھی اپنی جانب سے ایک سو روپیہ
دختر ہندہ محافظ مال کو دینا اور بھائی تیرا خالد صغیر سن ہے اوسکی تربیت کرنی اور خدمتگذاری مرحومہ
والدہ اور باقی ورثا کو سعادت دارین تصور کرنا الا لاخفی اور مکانات مسکونہ کی نسبت اور جو کسی وارث
کے پاس زیورات یا پارچہای پشمینہ وغیرہ یا برتن مسی یا دیگر اشیا تھین بوقت وصیت ہذا کچھ نکہا الا
زید نے اپنی حیات مین حویلی کلان پختہ علیحدہ علیحدہ ورثاؤن کو دے رکھی تھی چنانچہ خالد اور اوسکی
والدہ کو جانب شرقی قدرے کم جو سب اطراف سے بڑی تھی دے رکھی تھی اور عمرو اور والدۂ عمرو کے
پاس دیگر مکانات وہر سہ جوانب تھین الا والدۂ ثانیہ عمرو کو قلیل سا مکان دیا تھا حسب گذارا اوسکے
اور باقی جوانب عمرو کے پاس تھین اور کچھ مکان مین وہ محافظ مال رہتی تھی جہان توشہ خانہ تھا
جب محافظ بیت اللہ کو چلے گئے تو وہ مکان قبضہ عمرو مین آگئے اور دو تین گھڑی قبل از انتقال
عمرو کو حکم دیا کہ دروازون کا قفل لگا دو تو گویا اوس سے مراد یہ تھی کہ جس مکان مین زید ہے وہ اور
دیگر مکان جو فارغ ہین اونمین قبضہ عمرو کا متحقق ہو جاوے کہ کل کو ان مکانات سے دوسرا شخص
دعویدار ہو اور دوسرے یہ تھی کہ جب توشہ خانہ پر جہان محافظ تھے اوسکا قفل ہو گیا تو مال نہین
باہر نجا سکے گا عمرو اگرچہ اوٹھا اور سب جگہہ قفل لگائے الا جسمین زید بیمار تھا اور وہی توشہ خانہ تھا
بسبب طعن طاعنین اور قرب وقت ہو جانے سے قفل نہ لگایا کہ ایسے والد کا جہان سے چلا جانا
اور اولاد اوسوقت فکر مال و اسباب مین ہو اکثر خلق اللہ کے نزدیک بہت نامناسب ہے اسی فکر مین
تھا کہ زید کا انتقال ہو گیا تو عمرو تجہیز و تکفین مین شروع ہو گیا محافظ مال کا داؤن لگ گیا اور سب مال
ایسی ایسی جگہ رکھدیا جہان عمرو کا زور نہ پڑ سکتا تھا چندروز بعد انتقال زید کے عمرو نے کہا
کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ کہ ضرورت ہے ہندہ نے کہا کہ میرے پاس تو وہی آٹھ سو روپیہ
ہے اور کچھ نہین تب عمرو نے نہایت متحیر ہو کر کہا کہ وہی لے آؤ کہ مصارف مین صرف کیا جاوے پھر
ادا کیا جاوے گا جب وہ لائی تو عمرو نے بموجب وصیت ایک سو روپیہ اور پچاس اپنی طرف سے
زیادہ کرکے ہندہ کو دیے کہ شاید اس زیادہ کر دینے باقی جو روپیہ ہے دیوے محافظ نے ایک سو
پچاس لیکر کہا کہ زید نے دو سو کہا تھا تا چار پھر وہی لحاظ کرکے پچاس اور بھی دیے اور چھ سو اپنے

مصارف مین صرف کیا اور اس امر کے دو شخص گواہ کیے الا اس محافظ نے اور چیز سواے برتن
مسی کے جنکی قیمت بیس روپیہ یا کم وبیش ہوگی عمرو کو کچھ نہ دیا اور خود بیت اللہ کو چلا گیا اور
وہین مر گئی اور اشیا دادہ اوسکی فہرست اور گواہ ہین اور عمرو نے بموجب وصیت والد قرضہ والد کا
مع اوس قرضہ کے جو بعد انتقال زید متحقق ہوا ادا کیا اور بعد ازادا سب ورثا کو جو بالغ تھے اور جو نابالغ
تھے اونکی والدہ کو کہا کہ حصہ جائداد منقولہ وغیرہ کا لیچکی ہو جیسا کہ زید نے کہا ہے اب جو جائداد زید نے
تقسیم نہین کی وہ بھی حسب حصہ لیلو اور موافق حصہ کے قرضہ دو یا ذمہ دار آنکے ہو کہ تا مجھسے
قرضخواہ متقاضی نہون اور تمسے وصول کرین تو سب نے کہا کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین اور نہ قرضہ
دیتے ہین پھر عمرو نے کہا کہ کل کو مین اگر غریب ہوگیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہو سکیگا کہ تم قرضہ کا
روپیہ ادا کرو اور خواستگار حصہ کے ہو تو اس صورت مین بھی کچھ نکہا اور حسب وصیت تعمیر
خانقاہ والد شروع کروائی چنانچہ ابتک کہ ثلث ناتمام ہے پچھتر ہزار کے قریب صرف ہوگیا ہے
چونکہ عمرو کو زید نے قبل از رحلت پانچ چھ سال مجاز طریقۂ علیہ صوفیۂ کرام کیا تھا اور جمیع علوم
سے فارغ التحصیل تھا اور مجاز علم حدیث بھی تھا تو بہت خلفا اور مریدین خاندان نے بعد چہلم
اوسے سجادہ نشین بجاے باپ مقرر کیا اور ہر ایک نے بطور قبول خلافت عمرو عمرو سے
بیعت کی اور دو ہزار پانچ سو روپیہ دستار بندی کا ہوا جو چہلم کے خرچ اخراجات مین صرف ہوا
اور بقدر پرایزدی سے حویلی کلان پختہ کی جانب شرقی کل اور قدرے قدرے جانب جنوب
وشمال جالبنی تو عمرو نے چاہا کہ تعمیر کراوے تب والدۂ خالد اور ننھیالی اوسکے مانع آئے کہ ہمارے
حصہ کیطرف یعنی جانب شرقی نہ بناؤ کہ ہم اسقدر زر کثیر ادا نہین کرسکتے اب تم بناؤ اور کل کو
ہمسے خواستگار زر صرف شدہ کے ہو تو ہم کہانسے ادا کرسکین گے جو تمہارا حصہ ہے بنالو تب عمرو نے
حسب وصیت بسبب بے پردگی کے کہا کہ بالفعل تیار ہونے دو کہ تا پردہ ہوجاوے پھر دیکھا جاویگا
تب بعد ردو قدح کے اجازت تعمیر حصہ اپنی کی والدۂ خالد نے دی تو عمرو نے قرضہ اور اپنی آمدنی
تعویذ گنڈہ سے اور دیگر اشخاص اور مریدین سے لیکر تیار کی جب ایک سقف اتمام سے باقی رہی
تھی تو کثرت بارش سے کل تیار شدہ گرگئی پھر دوبارہ اوسی طرح کی آمدنی اور قرضہ سے تیار کی اور
حسب وصیت والد اپنے بھائی چھوٹے علاتی خالد کے زمان انتقال زید سے ہے تربیت شروع کی

چنانچہ وقت انتقال زید خالد پانچ سال کا تھا اور اب تک کہ عمر اُسکی تیئیس سال کی ہو سوائے پڑھنے کے اور کچھ کام نہ تھا اُسکو اُستاد گھر پر رکھکر اور دہلی بھجوا کر جمیع علوم عربیہ سے فارغ کروا دیا علی ہذا اُسکا اور اُسکی والدۂ حقیقی اور ہمشیر حقیقی اور ہمشیرزادی اور خدمت گزاران زنان و مردان کا خرچ نان و پارچہ و دیگر اخراجات خانگی کا عمرو متکفل رہا اور علی ہذا ایک والدۂ ثانی اور ایک ہمشیرہ اور دو ہمشیرہ زادگی ہمشیرۂ متوفیہ مع خدمت گزاران زنان و مردان اُنکے نان و پارچہ اور دیگر اخراجات خانگی کا بھی کفیل رہا اور مسافران آیندہ و روندہ اور درویشان مقیمین وقت زید اور جدید کو جو قریب ڈیڑھ سو کے ہین برابر آج تک نان و پارچہ وغیرہ دیتا رہا اور خالد اور اُسکی ہمشیرہ حقیقی کا بیاہ بھی کر دیا غرضکہ علاوہ سب اخراجات کے صرف خرچ غلہ روزمرہ کا تین من پختہ کا ہے اور اراضیات جو زید کے وقت کی ہین سوا اٹھارہ گاؤن مع ناقص و کامل مزروعہ ہے گویا اُسکی آمدنی علاوہ خرچ مردمان کارندگان زراعت و معاملۂ سرکار اگر حساب کیجاوے اور بہت بڑھکر تخمینہ لگایا جاوے تو تین ماہ خرچ غلہ کا بھی نہین نکال سکتے مگر عمرو نے حسب وصیت والد آمدنی روزمرہ تعویذ گنڈا و دیگر اشخاص مریدین سے ہر ایک وارث کے خرچ کا اور درویشان اور مسافران کا خبرگیران رہا اور آج تک جو کچھ کسی وارث کے مرید یا دیگر اشخاص نے خدمت کی اُسنے اپنے مصارف مین صرف کی اور جو کچھ عمرو کو آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص یا مریدین سے ہوتی تھی اوسنے مصارف مذکورۂ بالا اور حوائج خانگی مین صرف کی اور آج تک کسی وارث کو سوای پڑھنے اور ذکر اذکار کے زراعت یا تجارت یا دیگر کاروبار متعلق نہین تھا بجز پڑھنے اور بیٹھنے کے کسی طرح کا کوئی کام نہین کرتے ہین اور عمرو نے اپنی آمدنی مذکورہ سے اراضیات خریدکی ہین بعض جگہہ غیر مریدین بلکہ غیر ملت اور بعض جگہہ مریدین سے اور بعض جگہہ اپنے گھر والون کے زیور فروخت کرکے خریدکی ہین اور بعض جگہہ برادری و غیر مریدین سے رہن کروالئے ہین اور بعض جگہہ مریدون نے اور بعض جگہہ غیر مریدین نے اراضیات ہبہ کی ہین اور بعض جگہہ جو زید کو لوگون نے ہبہ کی الا بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ہبہ مکمل نہوا بعد انتقال زید عمرو نے اُنکے کاغذات کو مکمل کیا اور قبضہ کیا اور علی ہذا مثل اسپان و نرگاوان و گاؤمیشان و شتران و خران و پارچہای پشمینہ وغیرہ و برتن وغیرہ اشیا عمرو کو ہبہ یا شراء مرید یا غیر سے پیدا ہوے ہین اور

بہت کتب عمرو اور زید کے خرید کیے ہوے ہین اور فراشخانہ اور ایک باغ اور حمام ہے اور ایکطرف حویلی کلان پختہ دوبارہ تیار شدہ کی عمرو نے ایک حویلی خرد مکان مشترکہ مین تیار کی ہی اور بہت جگہہ مکانات پختہ وخام زمین مشترکہ مین تیار کیے ہین اور باغات اور چاہات اور دیگر اشجار مثمرہ وغیر مثمرہ بہت جگہہ زمین مشترکہ مین نصب کرا دیے ہین اور سرکار کی طرف سے وہ معافیات جو وقت زید کے تھین اور بعد انتقال زید اور بسبب قید حین حیات ضبط ہوگئین تھین عمرو کے نام بہسم واگذار ہوئی ہین بلکہ بعض جدید اسکے نام ہوئی ہین الاصل معافیات متعلق مکان اور سجادہ نشین بجاے متوفی عبارات کاغذات معافیات سے مفہوم ہوتے ہین چنانچہ یہ عبارات کاغذ معافیات ہے

(تا تعمیر خانقاہ وآبادی مکان ونیک چلنی معافی دار تا مرضی سرکار وبعض تا دوام تین)

اور ایک حویلی خام زید نے مسافرون ودرویشون کے لیے تیار کی تھی جو اتبک انھین کیواسطے ہے اور دیگ اور برتن جو مسافرخانہ مین ہین وہ اوسجگہہ کام دیتے ہین ابکی سال خالد نے تقسیم اراضیات اور مکانات وغیرہ اشیار کی عدالت مین عرض کی ہے اور فریقین کو فیصلہ شرعی منظور ہے لہذا عدالت ان امورات کی علماء شریعت سے تنقیح طلب کرتی ہے کتب معتبرہ سے مع اسناد کتب جواب تحریر فرمادین

امورات تنقیح طلب

نمبر ۱ جو آراضیات اور پارچے اور مویشیات وغیرہ اشیار عمرو کو شراءً یا ہبۃً یا رہناً مریدین یا غیر سے حاصل ہوے ہین اونمین باقی ورثا شریک ہین یا نہین **نمبر ۲** حویلی کلان پختہ دوبارہ تعمیر شدہ جسطرح زید نے ہر ایک وارث کو دے رکھی تھی چنانچہ والدہ خالد نے کہا تھا کہ ہر حصہ کیطرف تعمیر کراؤ اوسیطرح رہے یا دیگر طرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۳** حویلی خرد متصل حویلی کلان اور دیگر مکانات تیار کردہ عمرو زمین مشترکہ مین کسطرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۴** آمدنی خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص جسکی خدمت کرین اوسیکی ہوجاے یا دیگر اولاد کو بھی اوسمین اشتراک ہے **نمبر ۵** خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ اور دیگر اشخاص جو خدمت سجادہ نشین کی کرتے ہین شرع کیا مقرر کرتی ہے **نمبر ۶** جو کچھ جائداد مثل زیورات اور پارچہ اور برتن مسی اور مال مویشی جس وارث کے پاس بالقبضہ وقت زید کے ہے لاکن ہبہ قطعی کی اطلاع نہین ہے اوسکی ہے یا تقیسم ہونی چاہیے **نمبر ۷** کتب اور فرش

اور حمام اور باغ تقسیم ہونی چاہیئے یا نہیں **نمبر ۸** جو باغات اور اشجار مثمرہ وغیر مثمرہ وچاہات بنوائے ہوئے عمرو کی زمین مشترکہ میں ہیں اُنکی تقسیم کس طرح ہونی چاہیئے **نمبر ۹** معافیات جو منجانب سرکار معاف ہین واسطے مصارف فقراو کے متعلق مکان رہنی چاہیئے یا تقسیم ہونی چاہیئے **نمبر ۱۰** جو زمین زید کو بطور ہبہ غیر مکملہ بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ملی ہو اور تکمیل کاغذات اور قبضہ عمرو نے کیا اُنکی تقسیم کیسی ہونی چاہیئے **نمبر ۱۱** دیوانخانہ مسافرین کے برتن کی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہیں **نمبر ۱۲** حویلی خام جو زید نے مسافرون ودرویشون کے لیئے بنائی تھی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہیں **نمبر ۱۳** جو چیز اولاد عمرو کو ہبہ ہوئی ہو یا اُنھون نے خرید کی ہو اُس سے عمرو کو یا دیگر ورثا زید کو حیات اُنکی مین تعلق ہے یا نہیں **نمبر ۱۴** حسب اقرار ورثا وقت چہلم کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین ونہ قرضہ دیتے ہین وہ اس جائداد سے لادعوی ہین یا نہیں اگر جائداد کے مستحق ہین تو مبالغ اداکردہ عمرو بابت قرضہ اُنکو دینے ہونگے یا نہیں اور قول عمرو کا کہ کل کو مین غریب ہوگیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہیں ہوگا کہ تم قرضہ کا روپیہ دو اور خواستگار حصہ کے ہو عدم استحقاق اُنکے مین شرعا موثر ہے یا نہیں فقط

ہوالمصوب جواب سوال اول ورثۂ زید ترکۂ زید سے حصہ پاسکتے ہین اور ترکہ عبارت ہے اُس مال سے جو میت بوقت موت اپنی ملک مین چھوڑے حواشی فرائض شریفیہ مین ہے

التركة ما تركه الميت من مملوكه شرعا كالاراضي المقبوضة والذهب والفضة وغيرها من مملوكه مما يتعلق به

حقوق الورثة انتہی اور اشباہ والنظائر مین ہے الميت لا يملك بعد الموت انتہی پس جو چیز خاص عمرو کی ملک مین آئی ہین اُسمین ورثہ زید کا حق نہین ہوسکتا ہے **جواب سوال دوم** حویلی کلان کی ہرگاہ زید نے حین حیات تقسیم کرکے ہر ایک کا قبضہ کرادیا تھا اور ہبہ مع القبض جو موجب ملک موہوب لہ ہے ہوگیا تھا پس وہ ترکہ زید سے نرہی اُسکی تقسیم جدید نہین ہوسکتی ہے وہی تقسیم زید بحال خود رہیگی **جواب سوال سوم** زمین مشترکہ مین بدون اجازت شرکا اگر کچھ تعمیر کرے تو وہ بناے خاص اُسکی ہوتی ہے اور زمین مشترک رہتی ہے تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے سئل فیما

اذا بنی زيد قصرا بماله في دار مشتركة بينه وبين اخوته بدون اذنهم فهل يكون البناء ملكا له الجواب نعم

اور درصورت اجازت حق رجوع ہوتا ہے تنقیح فتاوی حامدیہ ہے سئل فی دار مشترکة بین

زيد وعمرو وطينها زيد ورمها بلا اذن من شريكه ولا وجه شرعي ويريد الرجوع على عمرو فهل ليس له ذلك

الجواب نعم دام شرکۃ المذہب فبنی احدہما بغیر اذن شریکہ فانہ لا یرجع علی شریکہ لشئی عمادیہ و مثلہ فی جامع الفصولین اقول ای عمرہا قبل الاستیذان وان امتنع من عمارتہا معہ فلا یخالف شیئا مما نبی انتہی

جواب سوال چہارم و پنجم خدمت مریدین اولاد پیر کو اور ایسی خدمت اور اشخاص کی سجادہ نشین کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ وغیرہ حکم ہبہ و اجرت مین ہے پس خدمت کرنے والا جسکو دیگا وہ موہوب اُسیکی ہوگی دوسرے شخص کا اسمین کچھ حق نہین ہبہ کا حکم یہی ہے اور ایسی اجرت وغیرہ کا فتاوی عالمگیریہ مین ہے واما حکمہا فثبوت الملک للموہوب لہ انتہی جواب سوال ششم زید نے جو چیز کسی کو ہبہ کر کے قبضہ کرا دیا وہ اُسیکی ہوگی ترکہ زید سے خارج رہیگی اور ماسوا اسکے تقسیم مین داخل ہوگی جواب سوال ہفتم ان سب چیزون کی تقسیم ہوگی اسوجہ سے کہ یہ سب ترکہ مین داخل ہین جواب سوال ہشتم زمین مشترک کی قسمت باعتبار قیمت کے ہوگی اور اشجار وغیرہ عمرو کے ہونگے اگر اُسنے اپنے مال خاص سے نصب کیے ہین جواب سوال نہم ہرگاہ بعد مرنے زید کے وہ معافیات ضبط ہوگئین تھین اور پھر عمرو کے نام پر عطا ہوئین اُنھین اور ایسی اُن معافیات مین جو ابتدا ئو عمرو کو عطا ہوئی ہین تقسیم نہین جاری ہوگی عطاے سرکاری اُسی شخص کی ہوتی ہے جسکے نام پر مقرر ہوئی ہو ردالمحتار علی الدر المختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے ما یجری علی الذراری عطاء مستقل خاص بالذراری لا اعطاء المیت بطریق الارث مین جمیع الورثۃ انتہی و رسالہ احکام الاراضی مین ہے فی النوازل العبرۃ لمن عطاء الامام لشخص فقط انتہی اور بھی اسمین ہے رجل لہ عطاء فی الدیوان مات عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان باسم احدہما ویاخذ العطاء ہو والآخر لا شئی لہ من العطاء ویبذل من کان لہ العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام العطاء لہ لان استحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ کذا فی البزازیہ انتہی و فتاوی عالمگیریہ مین ہے العطاء لصاحب الاسم انتہی جواب سوال دہم جو زمین زید کو ایام حیات مین کسی نے ہبہ کی تھی مگر قبضہ نہین ہوا تھا وہ ملک زید مین نہین آئی اسوجہ سے کہ ہبہ بدون قبض کے مفید ملک نہین ہوتی ہے پس وہ ترکہ سے خارج رہے گی جواب سوال یازدہم و دوازدہم جو چیز انمین سے زید نے بطور وقف کے قائم رکھی ہین اُسمین تقسیم نہین جاری ہوسکتی ہے

تنویر الابصار مین ہے فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یرہن ولا یعار انتہی **جواب سوال سیزدہم**
ایسی چیزون مین عمرو کو اور سوا اسکے اور ورثہ زید کو کچھ تعلق نہین وہ چیزین انھین کی ہین جنکی
ملک مین بذریعہ کسی سبب کے اسباب ملک سے داخل ہوئی ہین **جواب سوال چہاردہم**
وہ اقرار ورثہ کا مبطل انکے حق کا نہوگا اور انکو دعوی حصص کا پہونچسکتا ہے مگر جب وہ حصے
لینگے تو قرضہ ذمگی زید سے موافق حصص کے دینا پڑے گا اور جو قرضہ عمرو نے ادا کیا ہے
وہ انپر بقدر انکے حصص کے عود کریگا فصول عمادیہ ہے فی واقعات الناطفی الوصی
والورثة اذا نقدوا الثمن كفن الميت من مال انفسهم يرجعون به في التركة ولا يكونون متطوعين وكذا اذا
قضى الوصي او الوارث دين الميت من مالها انتهی اور بھی اسمین ہے الوارث اذا قال تركت
حقي لا يبطل حقه لان الملك لا يبطل بالترك انتهی اور تنقیح فتاوی حامدیہ کی کتاب الدعوی میں ہے
الارث جبري لا يسقط بالاسقاط قد افتى به العلامة خير الرملي كما هو محرر في فتاواه من الاقرار نقلا عن جامع
الفصولين وغيره انتهی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۹۱ ۱۲ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ عصبہ بنفسہ و عصبہ بالغیر مین کسکو ترجیح ہے
امثال ام بنت اخت ابن الاخ زوجہ ام بنت اخت ابن الاخ زوج ام بنت اخت ابن الاخ
ہو المصوب ان صورتون مین عصبہ بالغیر بوجہ قرب کے مقدم ہے اور عصبہ بنفسہ محجوب ہے
فتاوی عالمگیریہ مین ہے العصبة مع غيرها اذا كانت اقرب الى الميت من العصبة بنفسها كانت العصبة
مع غيرها اولى بيانه اذا هلك الرجل وترك بنتا واختا لاب وام وابن اخ لاب فنصف الميراث
للبنت والنصف للاخت ولا شيء لابن الاخ لان الاخت صارت عصبة مع البنت وهي اولى
الى الميت من ابن الاخ وكذلك اذا كان مكان ابن الاخ اخا لاب لا شيء للاخ كذا في المحيط انتهی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]
اصاب المجیب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۱۹۲ ۱۲ چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید فات
یافت و یک نواسہ و نواسی و یک برادر زادہ و یک نبیرہ یعنی پوتا و دو پوتی گذاشت حقیقت
این کہ پدر بہادر زادہ یعنی برادر زید مادر کلان نواسہ و نواسی یعنی خواہر زید خواہر زادی زید پدر

یعنی پسر زید رو بروے زید وفات یافتہ اند ترکہ بچہ صورت تقسیم خواہد شد

ہو المصوب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع ترکہ بر چار سہم منقسم شدہ دو از ان بہر پسر متوفی و یک یک حصہ بہر یک دختر پسر متوفی خواہد رسید و بہ باقی ہیچ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ما قولکم رحمکم ربکم اندرین کہ خنثی کہ اورا ہر دو علامت ست از مردی و انوثت پس بوجہ مردی خود بازنے نکاح کرد و برائے انوثیت خود با مردے نکاح نمود و از دو پسر شد یکے از زوجہ ذکر بیت و دیگرے از انوثیت و قضارا خنثی مذکورہ مرد پس آن ہر دو پسر النش دعوی میکنند یکے میگوید کہ بیت پدرم بود و مال پدرم بمن میرسد و دیگرے میگوید کہ میت مادرم بود و مال مادرم بمن میرسد پس متروکہ خنثی مذکور بکدام میرسد و آیا چنین حادثہ ممکن ست بقاعدہ شرع شریف یا نہ

ہو المصوب اینچنین حادثہ ممکن ست عبد النبی احمد نگری در حواشی فرائض شریفیہ مینویسد فی سمعت ممن یوثق بہ ان النصیر الطوسی کان لہ فرجان فرج الرجل و فرج المراۃ و کان یتلذذ بالمذ تین و تعشق علی رجل جسیم قوی طویل اللحیۃ کثیر الجماع فکان مشعوفا و محظوظا لیلا و نہارا ینیکہ و کانت لہ امراۃ قد ینیک بہا انتہی و سید احمد حموی در حواشی اشباہ والنظائر مے نویسد من غرائب المسائل المتعلقۃ بالخنثی المشکل ما ذکرہ فی الفصول المہمۃ فی مناقب الائمۃ و ذاک ان علیا کرم اللہ وجہہ وقعت لہ واقعۃ حار علماء وقتہ فیہا وہی ان رجلا تزوج بخنثی لہا فرج کفرج النساء و فرج کفرج الرجال و اسدہا جاریۃ کانت لہ و دخل بالخنثی و اصابہا فحملت و جاءت بولد ثم ان الخنثی وطیت الجاریۃ فحملت منہ لولدہ و اشتہرت و رفع امرہم الی امیر المومنین علی رض فسأل عن الخنثی فاخبر انہا تحیض و تطاء و توطأ و تمنی من الجانبین و قد حبلت و احبلت فصار الناس متحیر الافہام فی جوابہا و کیف الطریق الی الحکم قضائہا و فصل خطابہا فاستدعی علی احد غلامیہ یرقأ و قنبر و امرہما ان یذہبا الی ہذا الخنثی و یعدا اضلاعہا من الجانبین فان کانت مساویۃ فہی امراۃ و ان کان الجانب الایسر انقص من الجانب الایمن بضلع واحد فہی رجل فذہبا الی الخنثی و عدا اضلاعہا فوجدا اضلاع الجانب الایسر انقص من الجانب الایمن بضلع فجاء او اخبراہ بذلک و شہدا انہ عندہ فحکم علی الخنثی بانہا رجل و فرق بینہا و بین زوجہا و الدلیل علی ذلک ان اللہ تعالی لما خلق آدم علیہ السلام و حوا اراد الاحسان لیہ فجعل لہ زوجا من جنسہ لیسکن کل واحد

الی صاحبہ فلما تام آدم خلق اللہ من ضلعہ القصری من جانبہ الایسر حواء فاثبتۃ فوجدہا حالۃ الی جانبہ کاحسن مایکون من الصورۃ فلذلک صار الرجل ناقصا من جانبہ الایسر عن المرأۃ بضلع والامرأۃ کاملۃ الاضلاع من الجانبین والاضلاع الکاملۃ اربعۃ وعشرون ضلعا ہذا فی المرأۃ واما فی الرجل فثلثۃ وعشرون اثنی عشر فی الایمن واحدی عشر فی الایسر انتہی پس درصورت سوال اگر بوجہ من الوجوہ معلوم نشدہ باشد کہ این خنثی زن ست یا مرد ترکہ اش بہر دو بپسرش علی السواء دادہ خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب البیعۃ والخلافۃ

۱۹۴ **استفتا** زید نے حالت نابالغی مین بترغیب چند اطفال ہمسن کے کسی سے بیعت کی اور بعد بلوغ عند الملاقات مرشد کے بسبب معائنہ چند امورات خلاف شرع کے ونیز عدم مستفاد ہونے ہدایت وغیرہ کے اُسکو اعتقاد نہوا اب وہ دوسرے بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہی پس یہ بیعت جائز ہی یا نہین

ہو المصوب اس صورت مین بیعت ثانی جائز ہے اور بیعت اولی مانع نہین ہے شاہ ولی اللہ محدث شرح قول جمیل مین تحریر کرتے ہین ان تکرر البیعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ماثور وکذلک عن الصوفیۃ اما من شخصین فان کان لظہور خلل فی من بایعہ فلا باس وکذلک بعد موتہ اوغیبتہ المنقطعۃ اما بلا عذر فانہ یشبہ المتلاعب ویذہب بالبرکۃ ویصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

۱۹۵ **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک شخص مذہب اثنا عشری امامت کے بارے مین بحث کرتا ہے کہ قید بارہ امام کی کلام مجید اور احادیث نبوی صلعم ثابت ہے مذہب اہلسنت وجماعت کا خلاف قرآن مجید وحدیث کے عمل ہے سائل دریافت کرتا ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت مین قید بارہ امام کی ہے یا نہین اگر ہے تو کیا ہے اور کسوجہ سے امامت بارہ پر مخصوص ہوئی دیگر اولاد کس وجہ سے امام قرار نہین دی گئی اور جو قرآن مجید مین سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع مین یہ آیت ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی آخرہ اور فائدہ مین لکھا ہے یہ بیان فرمایا ہے بنی اسرائیل سے عہد لینا حضرت موسی ع کی

آخر عمر مین یہ قرار دیے ہین یہ سورہ حضرت کی آخر عمر مین نازل ہوئی ہے شاید ہمکو سنایا اسواسطے کہ ہمکو بھی یہی امید ہے ایک عہد اُس امت سے لینا کہ رسول جو بعد ہو اُنکی مدد کرو اسکے بدل معنی یہ ہین کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سردارون کا بیان فرمایا ہے اسی اشارہ کو حضرت صلعم نے فرمایا ہے میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوئی پہلے امت مین تو ہوگی ہم مین سے جیساکہ وہ خراب ہوے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے پس یہ بارہ خلیفہ کون ہین اور نام اُنکے کیا ہین اور حدیث نبوی صلعم بقید بارہ امام اہل قریش سے ہے یا نہین اگر ہے تو جواب سائل کے ساتھ حدیث کو بھی تحریر فرماوین بینوا توجروا۔

ہو المصوب بفوات شیعہ کا جو دربارہ دوازدہ امام کے کہتے ہین نشان اسکا کہین قرآن وحدیث مین نہین ہان احادیث سے صراحۃً یہ امر ثابت ہے کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ انکی خلافت پر اکثر لوگ اتفاق کرینگے اور وہ خلفا قریش سے ہونگے اور اشاعت دین و ہدایت مین سرگرم ہونگے اور تخصیص اُنکے ساتھ اہلبیت نبوی کی نہین وارد ہے کہ اُس سے خواہ مخواہ دوازدہ امام مراد لیے جاوین بلکہ بعض روایات مین یون وارد ہوا ہے کہ بارہ خلیفہ میری امت مین ہونگے اور دو اُنمین سے میرے اہلبیت سے ہونگے اور علماء نے تعیین ان خلفا کی کی ہے سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین قد وجد من اثنا عشر خلیفۃ الخلفاء الاربعۃ والحسن ومعاویۃ وعبد اللہ ابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز ہؤلاء ثمانیۃ ویحتمل ان یضم الیہم المہدی من العباسیین لانہ فیہم کعمر بن عبد العزیز فی بنی امیۃ وکذلک الظاہر بما اتاہ من العدل ویبقی اثنان احدہما المہدی لانہ من اہل بیت محمد اس قول کے موافق بارہ خلفا سے دس خلفا متعین ہوگئے ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ حسنؓ۔ معاویہ۔ عبد اللہ بن الزبیرؓ عمر بن عبد العزیزؒ۔ مہدی عباسی۔ ظاہرؒ۔ اور بارھوین امام مہدی آخر الزمان ہونگے اور بعضون نے انھین خلفا مین معاویہ بن یزید بن معاویہ کو بھی شمار کیا ہے پس موافق اسکے گیارہ خلفا ہوگئے اور بارھوین کا انتظار ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ جب شاہ محمد یوسف صاحب نے انتقال فرمایا شاہ محمد عاشق صاحب جو اُنکے بھائی اور منجملہ خلفا کے تھے

باتفاق قوم سجادہ نشین ہوے پھر جب شاہ محمد عاشق صاحب نے انتقال فرمایا تو باتفاق جمیع خاندان شاہ محمد اسمعیل صاحب سجادہ نشین ہوے جو شاہ محمد یوسف صاحب کے خلیفہ اور شاہ کریم الدین صاحب کے نواسے ہین جو شاہ محمد یوسف صاحب کے جد اعلی کے پوتے ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب کی بیٹی مسماۃ خدیجہ بی بی بھی اُنکو بیاہی ہوئی ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب نے خرقۂ خلافت بھی اُنکو دیا ہے اور جب سے آجتک کہ چھ برس سے زیادہ گذرے ہین کسی نے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور سلسلہ تعلیم و ارشاد کا اُنسے بہت اچھی طرح سے اب تک برابر جاری ہے اور تمام عوام و خواص خصوصا امرا و رؤسا اُنکے معتقد اور چال وچلن اور وضع اور عادت سے بہت خوش ہین اب شاہ محمد محسن صاحب جو شاہ غلام چشتی صاحب کے بیٹے ہین اور یہ شاہ غلام چشتی شاہ غلام عالم جد اعلے شاہ محمد یوسف صاحب کے پوتے ہین اس بیان سے مدعی ہین کہ شاہ محمد اسمعیل صاحب شاہ غلام عالم کی اولاد دختری ہین اور مین شاہ غلام عالم کی اولاد پسری سے ہون اسلیئے شاہ محمد اسمعیل صاحب منصب سجادہ نشینی سے موقوف کیے جاوین اور اُنکی جگہہ مین سجادہ نشین قرار پاؤن تو آیا دعوی اُنکا بمقابلہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کے جو داماد اور خلیفہ شاہ محمد یوسف صاحب کے ہین اور خرقہ بھی اُنسے پاچکے ہین صحیح ہے یا نہین اور شرع شریف سے اُنکو کسی قسم کی ترجیح بابت سجادہ نشینی حاصل ہے یا نہین بالتفصیل مع عبارات کتب جواب تحریر فرماوین

ہو المصوب مخفی نرہے کہ مسائل خلافت وسجادہ نشینی کے ارباب تصوف کے نزدیک مسائل خلافت کبری سے مستنبط ہین اور درباب خلافت کبری کے کتب علم کلام مین مذکور ہے کہ یہ امر موروث نہین ہے بلکہ منوط وجود قابلیت واجتماع شرائط خلافت پر ہے اور تحقق خلافت کا چند طرق سے ہوتا ہے ایک یہ کہ امام سابق خود اُسکو خلیفہ کردے دوسرے یہ کہ وہ امام خلافت کو چند لوگون کے مشورہ پر محول کردے اور ارباب مشورہ کسی مستحق کو خلیفہ کردین تیسرے یہ کہ بعد فوت امام سابق کے اہل حل وعقد از علما و رؤسا ایک شخص کو خلیفہ کردین اور اگر یہ تینون صورتین نہون اور ایک شخص بشرطیکہ قابلیت خلافت رکھتا ہو بطور خود قہراو استیلاءً خلیفہ بن بیٹھے اور لوگ اُسکے مطیع اور منقاد ہوجاوین اس صورت مین بھی خلافت منعقد ہوجاوے گی اور یہ بھی کتب کلام مین مذکور ہے کہ نہین جائز ہے معزول کرنا کسی خلیفہ کا بعد تحقق اُسکی خلافت کے مگر یہ کہ اُس سے انصرام امور خلافت

ہوسکے سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین تحریر کرتے ہین وینعقد الامامۃ بطرق احدہا بیعۃ اہل الحل والعقد من العلماء والرؤساء والثانی استخلاف الامام وعہدہ وجعلہ الامر شوری بمنزلۃ استخلاف الا ان المستخلف غیر متعین فیتشاورون ویتفقون علی احدہم والثالث القہر والاستیلاء فاذا مات الامام وتصدی للامامۃ من یستجمع شرائطہا من غیر بیعۃ واستخلاف وقہر الناس بشوکتہ انعقد الخلافۃ لہ ولا یجوز خلع الامام بلا سبب ولو خلعوہ لم ینفذ وان عزل نفسہ فان کان لعجزہ عن القیام بالامر انعزل والا فلا انتہی ملخصا بناء علی ہذا صورت سوال مین ہرگاہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کو جملہ اہل خاندان نے باتفاق خلیفہ کردیا اور حضرت خلافت بھی انکو شاہ محمد یوسف صاحب سے ملا اور امور متعلقہ خلافت کے انصرام مین بھی انسے کسی قسم کا فتور نہین پایا گیا خلافت انکی مستقر ہوگی اور دعوی مدعی کا گو وہ اولاد بسری سے جد اعلی شاہ محمد یوسف صاحب کی ہو صحیح نہین ہے کیونکہ یہ امر خلافت وراثت نہین ہے جو انتساب بسری کو انتساب دختری پر ترجیح ٹھہرے بلکہ ثبوت اسکا چند طرق پر موقوف ہے اور ان طرق کا تحقق اس مقام مین ہے اور کوئی امر باعث عزل خلیفہ کا نہین ہے واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الاقرار

١٩٠ **استفتا** ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین صورت کہ مسماۃ ہندہ از عمرو اقرار و نوشتہ داد کہ پس از علیحدگی حصۂ من از ترکۂ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک ست بسبب رعایت حقوق ملازمی قدیمی نزد والد خود و نیز بجلدوے سعی در علیحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار بہ شما تا حین حیات خود خواہم داد و بعد من اولاد من بشما و اولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد و بعد پنج و شش ماہ ازین اقرار مسماۃ ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولۂ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مترتب کنانیدہ داد و منجملۂ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض ازان ہفت روپیۂ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود ثبت گردانید بعدہ واہبۂ مسطورہ انتقال کرد و ہنوز حصہ مشترکہ مسماۃ مذکورہ از قبضۂ دیگر ورثہ علیحدہ تمام و کمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم و بیش جدا گردیدہ باشد لیکن عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار می کنند

پس سوال کردہ می شود کہ باوجود عدم علیحدگی تمام دکمال حصۂ مشترکہ مسماۃ ہندہ وعدم تقریر ذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادت برہبہ نامہ دعوی مسمی عمرو درست است یانہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یانہ بینوا بعبارۃ الکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب مجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز تصریح این امر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ پس دعوی عمرو نامسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۹۸ حامدا ومصلیا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے عمرو سے اقرار کیا اور لکھدیا کہ اگر یہ میرا کام تیری سعی سے پورا ہوجائیگا تو مین اور میری ورثہ تیرے ساتھ نسلا بعد نسل وبطنا بعد بطن دس روپیہ ماہوار کا سلوک کرتے رہین گے یا یون اقرار کیا کہ مین نقد وجنس اسقدر تجھکو دونگا اور پھر وہ کام بھی پورا ہوگیا بعد اس اقرار اور نوشت کے مقر اپنے اقرار سے پھر گیا یا وہ تو پھرا نہین مگر قضاے الٰہی سے مرگیا اور اُسکے ورثہ اُسکا اقرار پورا نہین کرتے ہین یا زید نے عمرو سے کسی چیز کے دینے کا بغیر لینے کسی کام کے وعدہ کیا اور پھر اقرار سے پھر گیا یا وہ تو نہین پھرا مگر فوت ہوگیا اور اب اُسکی ممات کے بعد اسکے ورثہ ایفا اس وعدے کا نہین کرتے پس درصورت تعلیق وغیر تعلیق حکم شریعت باہرہ کا کیا ہے آیا درصورت تعلیق بعد رجوع یا موت مقر کے عمرو کا حق زید یا ورثۂ زید سے عند القضا بجبر واکراہ دلایا جاوے گا یا نہین اور درصورت غیر تعلیق زید کی عین حیات مین اُسکے نفس خاص پر یا اُسکے موت کے بعد اُسکے ورثہ پر ایفاے وعدہ چاہیے یا نہین اور حاکم قاضی بجبر دلاسکتا ہے یا نہین بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب دونون صورتون مین زید کو ایفاے وعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ گناہ کبیرہ ہے حدیث صحیح مین وارد ہے ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کان فیہ خصلۃ منہا کان فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا حدث کذب واذا اؤتمن خان واذا عاہد غدر اور اگر زید وفاے وعدہ نہین کرتا ہے قاضی کو جبرا دلانا نہین پہنچتا ہے کیونکہ مجرد وعدہ سے عمرو کا استحقاق

نہین ہوتا ہے بزازیہ مین ہے المراد من جواز الجعل من جانب واحد فی المسابقۃ الحل لا الاستحقاق

فانہ لا یتعلق بالشرط الشئ لعدم العقد والقبض انتہی اس سے معلوم ہوا کہ مجرد شرط کرنے سے یا وعدہ کرنے سے کسی چیز کے استحقاق ثابت نہین ہوتا ہے اور بعد وفات زید کے اگر زید نے ورثہ کو وصیت دربارہ ایفاء وعدہ کے نہین کی ہے ایفاء وعدہ مورث اُنپر واجب نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا زید نے نکاح ہندہ کے ساتھ کیا اور اُسکے باپ عمرو سے اقرار کیا کہ ہندہ کو عمرو کے گھر سے اور کہین نہ لیجاؤنگا پس اس شرط کا ایفا واجب ہے یا نہین اور بصورت عدول عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہین

ہو المصوب اس شرط کا ایفا قضاءً واجب نہین اُسکو اپنی زوجہ کو اپنے گھر لیجانے کا اختیار ہے لیکن فیما بینہ وبین اللہ ایفاء بوعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ باعث لزوم اثم ہے حدیث صحیح مین وارد ہے آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف الخ اور اشباہ مین ہے الخلف فی الوعد حرام کذا فی اضحیۃ الذخیرۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ مسماۃ ہندہ از عمرو اقرار کردہ نوشتہ داد کہ پس از علیحدگی حصہ من از ترکہ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک است بسبب رعایت حقوق ملازمی قدیمی نزد والد خود ونیز بجلدوی سعی در علیحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار بشما تا حین حیات خواہم داد وبعد من اولاد من بشما واولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد وبعد پنج شش ماہ ازین اقرار مسماۃ ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مرتب کنانیدہ داد ومنجملہ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض ازان ہفت روپیہ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود ثبت گردانید بعدہ واہبہ مسطورہ انتقال کردہ ہنوز حصہ مشترکہ مسماۃ مذکورہ از قبضہ دیگر ورثہ علیحدہ تمام وکمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم وبیش جدا گردیدہ باشد کہ عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار میکند پس سوال کردہ می شود کہ باوجود عدم علیحدگی تمام وکمال حصہ مشترکہ

مسماۃ ہندہ وعدم تقریر وذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادۃ برہبہ نامہ دعوی مسمی عمرو درست ست یا نہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یا نہ

ہو المصوب مجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز تصریح این امر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ پس دعوی عمرو نامسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الصلح

استفتا ۲۰۱ چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین درین باب کہ شخصے منصبدار ملازم سرکار مسمی پرورش علیخان یک دختر مسماۃ دولارا بیگم ویک متبنی مسمی سرور علی ویک داماد زوج دولارا بیگم مسمی محمد فتح علی را گذاشتہ انتقال نمود مسماۃ دولارا بیگم براے اجراے اسامی منصبداری مرحوم بنام فرزند آغوشی خود مسمی محمد جہانگیر علی صغر سن کہ از بطن زوجۂ دیگر شوہر خود ست بحسب ضرورت واتفاق وقت مقرر کنانیدہ از سرور علی متبناے مرحوم صلح کرد بدین حساب کہ بحساب فی روپیہ پنج آنہ خود وپنج آنہ بہ سرور علی ودو آنہ بجہانگیر علی وچار آنہ ط داے قرضۂ مرحوم یعنی خسر خود از تنخواہ جہانگیر علی می گرفتہ باشند واسامی مذکور بعنایت الٰہی بہ محمد جہانگیر علی از سرکار بحال شد پس صلح مذکور شرعا درست ست یا نہ وحسب صلح ہر یک از تنخواہ بگیرد یا فقط جہانگیر علی ملازم سرکار بگیرد

ہو المصوب بشرط صدق اظہار مستفتی شرعا سرور علی مذکور وفتح علی ہر دو وارث مرحوم نمی شوند فقط دختر مرحوم وارث ست اما نوکری عطاے سرکار ست نام ہر کس کہ در دفتر سرکار ست مشاہرۂ نوکری خواہد یافت دختر را نیز درین مداخلت نیست واگر متروکہ باشد فقط دختر وارث خواہد شد متبنی وداماد محروم وصلحے کہ کردہ است غیر صحیح اما جہانگیر علی بنظر حق السعی اگر چیزے بوالدۂ علاتی خود از مشاہرۂ منصبداری می دادہ باشد اختیار ہست

جبر برو نمی رسد وادلے دین از متروکہ ہست لا غیرو نوکری متروکہ نیست الا ولی بیہا بتکفینہ

وتجہیزہ من غیر تبذیر وتقتیر ثم یقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ کذا فی الکشف شرح النقایۃ اذا کان فی الدیوان عطاء مکتوب باسم رجل فنازعہ فیہ آخر وادعی انہ لہ فصالحہ المدعی علیہ علی دراہم او دنانیر حالۃ او الی اجل فالصلح باطل وکذا لو صالحہ علی شیٔ بعینہ فہو باطل کذا فی المبسوط والعطاء الذی جعل الامام عطاؤ لہ کذا فی الوجیز للکردری ۱۲ فتاوی عالمگیری خادم الشرع المتمسک بشرع دین محمد مفتی سید فخر الدین احمد ۷۵ ۱۲ الجواب صحیح واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب الشفعۃ

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شخصے در شفعہ بعد طلب مواثبت طلب اشہاد نمود باین طور کہ بحضور دو شاہد عادل نزد بائع یا مشتری یا عقار طلب نمود لکن لفظ فاشہدوا علی ذلک وما یؤدی مؤداہ ادا نساخت پس این طلب معتبر خواہد شد یا نہ۔ بینوا توجروا

ہو المصوب از ظاہر اکثر کتب فقہ شرط شدن اشہاد مستفاد می شود لیکن در خانیہ خلاف آن مصرح ست فی رد المحتار اقول ظاہر عباراتہم لزوم الاشہاد فیہ لکن رأیت فی الخانیۃ انما سمی الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط فیہ بل لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی تأمل انتہی ودر ظہیریہ وقنیہ در طلب ثانی اشہاد مذکور نیست عبارت ظہیریہ این ست والثانی ان یقول طلبت الشفعۃ فی الدار التی اشتراہا من فلان انتہی وعبارت قنیہ این ست طلب الاشہاد وانہ اذا لقی المشتری یقول اطلب الشفعۃ فی التی اشتریتہا من فلان ویذکر حدودہا فسلمہا انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وعمرو وبکر برادران حقیقی شفیع ہیں زید بموجب شرع شریف کے شرائط طلب مواثبت اور اشہاد کے بجا لایا اور عمرو وبکر سے عمل میں نہیں آئی لیکن وقت طلب خصومت کے تینوں کی جانب سے بسبب خورد ونوش وکاروبار یکجائی کی بالاجماع نسبت مبیعہ کے دعوی رجوع ہوا تو یہ کل دعوی شرعا قابل مسموع ہے یا نہیں اور بسبب شامل ہونے نام عمرو اور بکر کے دعوی زید کا تو باطل نہو گا۔ بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت میں دعوی زید حق شفعہ میں باطل نہو گا۔ کما یفہم من عامۃ الکتب واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

در حقیقت دعوی زید کا مسموع ہوگا اور دعوی کل کیا اور ان قابل مسموعیت نہین واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہو الموفق الجواب صحیح بہابت کار اینکہ حاکم دعوی عمرو بکر کا خارج کریگا اور دعوی زید کا شرعاً مسموع ہوگا واللہ اعلم۔ کتبہ محمد انور علی عفی عنہ۔ اصاب من اجاب۔ کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی۔ صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ۔ اصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

مد ذیقعدہ ۱۲۹۶ ہجری مرسلہ مولوی عبدالعلیم صاحب

استفتا زید و عمرو و بکر نے طلب خصومت مین شامل ہوکے دعوی حاکم کے پاس رجوع کیا اور قبل انفصال کے زید و عمرو نے اپنے حق کو ساقط کیا اور طلب خصومت سے بری ہوے اس صورت مین بکر کے حق مین تو کچھ خلل نہین

ہو المصوب اس صورت مین بکر کے حق مین خلل نہین عنایہ مین ہے اذا اجتمع الشفعاء واسقط بعضهم حقه فان كان ذلك قبل القضاء فالشفعة للباقين فی الكل انتهی ملخصا واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ۔ صح الجواب ویؤیدہ ما فی الدر المختار فلو قبله فلمن بقی اخذ الكل لزوال المزاحمة انتهی واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہو الموفق الجواب صحیح فی العالمگیریۃ اذا كان الدار شفيعان سلم احدهما الشفعة قبل الاخذ وقبل القضاء كان للآخر ان ياخذ الكل وبعد الاستيفاء وبعد القضاء يبطل حق كل واحد منهما عما قضی لصاحبه حتی اذا كان للدار شفيعان وقضی القاضی بالدار بينهما ثم سلم احدهما بما يصيبه لم يكن للآخر ان ياخذ الجميع انتهی واللہ اعلم کتبہ انور علی عفی عنہ۔ الجواب صحیح نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد۔ اصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ۔ اصاب من اجاب۔ کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

مد ذیقعدہ ۱۲۹۶ ہجری مرسلہ مولوی عبدالعلیم صاحب

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسائل مین اول یہ کہ شفعہ مین طلب مواثبت اور اشہاد نیابۃً وکالۃً ہو سکتی ہے یا نہین دوسرے یہ کہ زید اپنے محال زمینداری پر نہین رہتا ہے ہمیشہ باہر رہا کرتا ہے اور اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا ہے اور اُسکو ماذون مطلق کیا ہے کہ ہر طرح کی طلب خصومت اور مواثبت اور طلب حقوق ہماری طرف سے کیا کرے اور کسی امر مین اگرچہ حق شفع بھی ہو محتاج اذن جدید کا ہمسے نرہے ایسا وکیل وماذون مطلق طلب

مواثبت وطلب خصومت شفعہ اُوس موکل کی طرف سے کرسکتا ہے یا نہین تیسرے یہ کہ یک عقار
مین چند شخص متفق ہوکے بذریعۂ یک درخواست کے دعوی شفعہ کل کا حاکم کے پاس رجوع کرسکتے ہین
یا نہین چوتھے یہ کہ توکیل کے لئیے تحریر وکالت نامہ شرط ہے یا نہین پانچوین یہ کہ عقار واحد مین
اپنی طرف سے اصالتاً اور دوسرونکی طرف سے وکالتاً طلب مواثبت واشہاد یا طلب خصومت
شفعہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر من حیث الوکالہ طلب اُسکی باطل ہوگی تو طلب من حیث الاصالۃ کا
کیا حال ہوگا چھٹے یہ کہ عقار واحد مین طلب مواثبت واشہاد کئی شخص کیطرف سے ایک وکیل
ایک صیغہ مین کرے تو یہ طلب صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب جواب سوال اول۔ ہوسکتی ہے فتاوی عالمگیری مین ہے ویجوز التوکیل
لطلب الشفعۃ کذا فی البدائع انتہی اور خزانۃ المفتیین مین ہے الشفیع اذا علم بالشراء فی طریق کہ فطلب
طلب المواثبۃ وعجز عن الاشہاد بنفسہ یوکل وکیلا لیطلب لہ الشفعۃ انتہی اور ہدایہ مین مرقوم ہی کل عقد
جاز ان یعقدہ الانسان بنفسہ جاز ان یوکل بہ غیرہ انتہی جواب سوال دوم کرسکتا ہے اشباہ مین ہے
الوکیل اذا کانت وکالتہ عامۃ مطلقۃ ملک کل شئی الا طلاق الزوجۃ وعتق العبد ووقف البیت انتہی
اور رسالۃ المسألۃ الخاصۃ فی الوکالۃ العامۃ مین لکھتے ہین الوکیل وکالۃ عامۃ یملک کل شئی الا الطلاق
والعتاق والوقف والہبۃ علی المفتی بہ انتہی جواب سوال سوم۔ رجوع کرسکتے ہین جواب سوال چہارم
وکالت نامہ شرط نہین کما یفہم من عامۃ الکتب جواب سوال پنجم وکیل کہ خود بھی شفیع ہو اگر موکل
کی طرف سے طلب شفعہ کریگا اُسکا شفعہ باطل ہوجائیگا فتاوی عالمگیریہ مین مبسوط سے
منقول ہے اذا وکل رجل الشفیع ان یاخذ الدار لہ بالشفعۃ فاظہر الشفیع ذلک فلیس لہ ان یاخذہا لان
طلبہ لغیرہ تسلیم منہ للشفعۃ فانما یطلب البیع من الموکل ولو طلب البیع لنفسہ کان مسلما للشفعۃ فاذا طلبہا
لغیرہ کان اولی انتہی جواب سوال ششم صحیح ہوگی اگر وہ شخص سبھون کی طرف سے وکیل ہے
واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

اصاب المجیب کتبہ ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ

ہوالموفق الاجوبۃ صحیحۃ وعبارت مندرجۂ استفتا سائۃ منقول عنہا کے مطابق ہین اور تحریر
وکالت نامہ اور ایک شخص کا وکیل چند شفیعون کی طرف سے ہونا صحیح ہے کما یفہم من العالمگیریۃ

والتفاسیر الاحمدیۃ واللہ اعلم۔ کتبہ انور علی عفی عنہ اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۳۰۶ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ مین کہ اگر شفیع نے طلب تملیک ایک ماہ تک بغیر عذر ترک کی تو شفعہ اُسکا باطل ہوا یا نہین بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب صورت مرقومہ مین نزدیک محققین کے شفعہ شفیع کا باطل ہوا کیونکہ اگرچہ اس مسئلہ مین دو قول ہین ایک امام ابو حنیفہ رح اور دوسرا امام محمد اور زفر رحمہما اللہ کا لیکن محققین نے بنظر رفع ضرر و اضرار کے قول ثانی پر فتوی دیا ہے فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے وعن محمد وزفر رحمہما اللہ وہو روایۃ عن ابی یوسف رح ان اشہد وترک المخاصمۃ شہرا من غیر عذر تبطل شفعتہ والفتوی علی قولہما کذا فی محیط السرخسی اور زیلعی فرماتے ہین الفتوی الیوم علی ہذا لتغیر احوال الناس فی الاضرار بالغیر انتہی اور رد المحتار مین مرقوم ہے قالہ شیخ الاسلام وقاضیخان فی فتاواہ وشرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ والذخیرۃ والملتقی وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان انہ اصح ما یفتی بہ قال یعنی انہ اصح من تصحیح الہدایۃ والکافی وتمامہ فیہا وعزاہ القہستانی الی المشاہیر کالمحیط والخلاصۃ والمضمرات وغیرہا انتہی واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ محمد بشیر السہسوانی

فی الواقع اگرچہ اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک موافق ظاہر الروایۃ کے شفعہ باطل نہو گا اور ہدایہ وکافی مین اُسکو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرۂ محققین حنفیہ کی قائل فتوی قول امام محمد ہے نہایہ شرح ہدایہ مین ہے ان ترک ہذا الطلب بغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدۃ وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدۃ واختلفت الروایات عنہما فی طول المدۃ ففی روایۃ عن محمد ثلثۃ ایام وفی اخری شہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی ہذا وہکذا ذکر ایضا فی الجامع الصغیر لقاضی خان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوی علی قول ابی حنیفۃ مخالف الروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع وفی الجامع الخانی الفتوی الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار انتہی وبہ ظہر ان افتاءہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرۃ وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی شفعہ اُسکا باطل ہوا مطابق فتوای متاخرین متبحرین کے فی کمال الدرایۃ فی شرح النقایۃ

وبتاخیرہ شہرا من غیر عذر مرض او حبس یبطل عند محمد وہو قول زفر واختیار الکرخی وبہ یقول

محمد یفتی الیوم لقصد اہل الزمان الی الاضرار بغیرہم انتہی مختصرا وفی شرح البرجندی لمختصر الوقایۃ وبہ

بقول محمد رح یفتی کذا فی مبسوط الامام خواہرزادہ والمحیط والروضۃ والتتمۃ وفتاوی قاضیخان والخلاصۃ

انتہی واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۵ھ

[illegible]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین کہ ہندہ نے منجملہ چند مکانات مشترکہ چند اشخاص کے حصہ ایک شریک کا بذریعہ بیعنامہ کے خرید کیا ہے اور دعوی شفیع کا بربناے شرع شریف منجانب دیگر شرکاء کے دائر ہوا ہے مابین فریقین بابت تعمیل مراتب مواثبت واستشہاد کے بحث ہے طرف سے شفیع کے طلب مواثبت واستشہاد اس طور پر ظاہر کی گئی ہے کہ نو بجے دن کو وقت علم بیع کے روبرو اُن اشخاص کے کہ جو رشتہدار شفیع کے ہین اور جن سے علم بیع کا ہوا شفیع نے کہا کہ حق ہمارا ہے ہم لیوینگے بعد اُسکے شفیع نے بغرض لینے روپیہ کے کوٹھے پر مہاجن کے اُنھین اشخاص کو روانہ کیا چنانچہ وہ روپیہ لائے اور قریب دوپہر کے پاس بائع کے ایک گاؤن مین جہان بائع مسکن پذیر تھا گئے اور مکانات مشفوعہ شہر مین واقع ہین اور مابین شہر مذکور اور گاؤن مسکن بائع کے دریا حائل ہے اور وہ شہر سے بفاصلہ ایک کوس کے ہے اور بائع قابض جائداد مشفوعہ نہین تھا اور مشتریہ متصل مسکن شفیع کے شہر مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے ایک مکان مین قبل بیع داری سے موجود تھی جب وہ لوگ پاس بائع کے گئے تو بائع سے کہا کہ شفیع نے کہا ہے کہ حق ہمارا ہے ہمکو دو تب بائع نے کہا کہ ہم بیع کر چکے مشتریہ کے پاس روپیہ لیجاؤ بعد اُسکے وہ لوگ قریب شام کے پاس شوہر مشتریہ کے آئے اور کہا کہ شفیع اپنا حق لینے کو مستعد ہے روپیہ بھیجا ہے تب شوہر مشتریہ نے گھر مین جاکر و پھر باہر آکر کہا کہ مکان ہمنے رہنے کو لیا ہے بیچنے کو نہین لیا ہے اور شفیع بوقت علم کے ایک دفعہ مکان مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے موجود تھا اب شفیع یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ طلب مواثبت واستشہاد کے موافق شرع شریف کے ہو گئی ہے وہ مشتریہ

یہ اعتراض کرتی ہے کہ طلب مواثبت و استشہاد موافق شرع شریف کے عمل مین نہین آئی ہے کیونکہ وہ لوگ جن سے علم بیع کا شفیع کو حاصل ہوا تھا بقول شفیع اُسوقت موجود تھے شفیع نے اُسکو چھوڑ کر طلب استشہاد بقول خود بائع غیر ذی ید سے جو ایک گانون مین شہر سے بفاصلہ ایک کوس کے رہتا تھا کی و طلب مواثبت و استشہاد مظہرہ اپنے مین شفیع نے حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نہین کیا ہے پس قریب کو چھوڑ کر بعید سے استشہاد کرنا و بصورت موجود ہونے گواہ کے اپنی طلب پر گواہ نکرنا و حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نکرنا بموجب فتاوی عالمگیری و شامی و ہدایہ وغیرہ کے مبطل شفع ہے و بموجب کتب مذکورہ کے یہ بھی اعتراض کرتی ہے کہ چونکہ طلب استشہاد خود بقول شفیع بہ توقف عمل مین آئی لہذا وہ بھی مبطل شفع ہے بنا بران سوال یہ ہے کہ آیا طلب مواثبت و استشہاد موافق شرع شریف مذہب حنفیہ کے منجانب شفیع کے عمل مین آئی ہے یا نہین یا کہ اعتراضات مظہرہ مشتریہ صحیح ہین اور وارد ہوتے ہین بینوا توجروا

ہو المصوب عذر اول کہ شفیع نے دونون طلب کے وقت حاضرین کو گواہ نہین بنایا غیر معتبر ہے پس اس وجہ سے کہ گواہ بنانا طلب مواثبت مین لازم نہین ہدایہ مین ہے والاشہاد فیہ لیس بلازم وانما ہو لنفی التجاحد انتہی اور نہایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے وذلک لان طلب المواثبۃ لیس لاثبات الحق وانما شرط ہذا الطلب لیعلم انہ غیر معرض عن الشفعۃ وغیر راض بجوار ہذا الدخیل و الاشہاد لیس بشرط فیہ انتہی اور عنایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے الاشہاد فی ذلک لیس بشرط انتہی اور در مختار کے باب طلب الشفعۃ مین ہے الاشہاد فیہ لیس بلازم بل لمخافۃ الجحود انتہی اور طلب اشہاد مین جو بعد طلب مواثبت کے بائع یا مشتری یا نفس شئی مبیع کے پاس ضرور ہے اگرچہ ظاہر ہدایہ اور بہت کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ بنانا ضرور ہے مگر معتبر یہ ہے کہ اس طلب مین بھی ضرور نہین ہے رد المحتار حاشیہ در المختار مین ہے **اقول** ظاہر عبارتہم لزوم الاشہاد فیہ لکن رأیت فی الخانیۃ انما سمی الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی اور نتائج الافکار حاشیہ ہدایہ مین ہے یمکن ان یمنع لزوم الاشہاد فی طلب التقریر یعنی طلب الاشہاد ایضا بناء علی ما ذکرہ قاضیخان فی فتاواہ حیث قال وانما یسمی الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط بل لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی فانہ یدل علی ان الاشہاد فی طلب التقریر لیس بلازم بل انما ہو لنفی التجاحد کما فی طلب المواثبۃ وبناء

علی ماذکرہ صاحب الہدایۃ حیث قال واما الاشہاد علی ہذا الطلب فلیس بشرط وانما ہو لتوثقہ علی تقدیر
الانکار کما فی طلب الاول انتہی اور عذر دوم اسوجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد مین اسیقدر ضرور ہی کہ طلب
بائع کے پاس ہو یا مشتری کے پاس یا شئ مبیع کے پاس عام ازینکہ بائع یا مشتری ذوالید ہو یا نہو اور
ذوالید کو چھوڑ کے غیر ذوالید کے پاس طلب کرنا مبطل شفع نہین ہے رد المحتار مین باب ما یبطل الشفعۃ مین ہے
تقدم انہ یصح الاشہاد علی المشتری وان لم یکن العقار فی یدہ وکذا علی البائع وان لم تکن الدار فی یدہ استحسانا
کما ذکرہ شیخ الاسلام انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے ان کان المبیع فی ید المشتری ذکر الکرخی فی النوادر انہ
لا یصح الاشہاد علی البائع ونص محمد فی الجامع الکبیر انہ یصح الاشہاد علیہ بعد تسلیم المبیع استحسانا لا قیاسا کذا فی المحیط
السرخسی انتہی اور عذر عدم بیان حدود مکان کا بھی غیر معتبر ہو اس وجہ سے اگرچہ ہدایہ وغیرہ کی ظاہر عبارات سے معلوم ہوتا ہے
کہ ذکر حدود ضرور ہے لیکن معتمد یہ ہو کہ یہ شرط اولویت ہو نہ شرط لزوم جامع الرموز مین ہے لا بد ان یجمع ولا بد ان
مع کل واحد من مراتب الثبوت کما فی قاضیخان لکن فی الکافی وغیرہ ان تبیین ہذہ الامور لیس بلا بد منہ انتہی عذر
توقف کا طلب اشہاد مین اس وجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد کو کچھ فی الفور ہونا نہین ضرور ہے اور نہ کوئی مدت خاص
اسکی مقرر ہے کہ اس سے تاخیر کرنا مبطل شفعہ ہووے بلکہ مدار تمکن پر ہے جیسا کہ جامع الرموز مین ہے انما ذکر
کلمۃ ثم اشارۃ الی ان مدۃ ہذا الطلب لیست علی فور المجلس بل مقدرۃ بمدۃ التمکن من اشہاد کما فی
النہایۃ وغیرہ انتہی باقی رہا یہ عذر کہ قریب کو چھوڑ کے شفیع نے بعید کے پاس طلب اشہاد کیا
علی الخصوص جبکہ بعید یعنی بائع اس مصر مین نتھا اور مکان مشفوع بہ اور مشتری شہر مین تھا پس
اگرچہ یہ امر مختلف فیہ ہے کہ قریب کو چھوڑ کے بعید سے طلب کرنا مبطل شفعہ ہے یا نہین لیکن اکثر
کتب معتبرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر مبطل شفعہ ہے جامع الرموز مین ہے فیہ اشارۃ الی ان
لا الاشہاد عند ابعد ہولاء مع الاقرب علی ما قال بعض المشایخ وذہب آخرون الی انہ انما یشہد عند
الاقرب کما فی المحیط وغیرہ انتہی اور حاشیہ در مختار مسماۃ بتعالیق الانوار مین عمر نبلالیہ سے منقول ہے
لو قصد الابعد من ہولاء الثلثۃ وترک الاقرب فان کانوا جمیعا فی المصر جاز استحسانا وان کان بعضہم فیہ
والبعض فی مصر آخر او فی الرستاق فقصد الابعد وترک الذی ہو فیہ بطلت شفعۃ قیاسا واستحسانا
کما فی التبیین اور رد المحتار مین خانیہ سے منقول ہے ان کان المتبایعان والشفیع والدار فی مصر والدار
فی ید البائع علی ایہم ذہب الشفیع وطلب صح ولا یعتبر فیہ الاقرب والابعد لان المصر مع تباعد الاطراف

یہ عبارت [illegible] بسبب [illegible] منقول عنہ [illegible]

لمکان واحد الا ان یختار علی الاقرب ولم یطلب فتبطل وان کان الشفیع وحدہ فی مصر آخر فالی ایہم ذہب
صح وان احد المتبایعین فی مصر الشفیع فطلب من الابعد بطلت انتہی اور اسیطرح فتاوی عالمگیری
وغیرہ مین ہے مگر یہ حکم اُس صورت مین ہے جبکہ اقرب کو بالکل ترک کردے اور ابعد سے طلب
شفعہ کرے اور صورت مسئول عنہا مین اقرب سے بالکلیہ ترک نہین پایا گیا اسوجہ سے
کہ شفیع نے طلب اشہاد بائع ومشتری دونون سے کی غایۃ الامر یہ کہ اُسنے بائع سے بدین خیال
کہ وہ قابض ہوگا اور کسی وجہ سے تقدیم کی اس سے جسقدر تاخیر طلب اشہاد کے مشتری سے
لازم آئی وہ مبطل شفعہ نہین کیونکہ قرائن حالیہ اس امر پر قائم ہین کہ یہ تاخیر بغرض اعراض نہین
اور ایسی تاخیر طلب اشہاد کی جو بغرض اعراض نہو مبطل نہین عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین
اما اذا کان ہناک مانع والظاہر انہ ترک الاشہاد ولا الاعراض فلا یسقط حقہ انتہی اور یہ بھی لکھتے ہین
ثم اذا اخر بعد زمان کما اذا علمہ فی اللیل فاخر الی الصبح او اقیمت الصلوۃ ویخاف فوت الصلوۃ
فاخرہ لا یسقط شفعتہ انتہی علاوہ ازین شفیع نے جسوقت طلب مواثبت دو گواہون کے سامنے
کی اُسوقت وہ ایک دار مین اُنھین دارون سے جنکی طلب مقصود تھی موجود تھا پس یہ طلب
اُسکے قائم مقام دونون طلب کے ہوگئی اور تاخیر اقرب وتقدیم ابعد بھی نہین لازم آئی عینی
شرح ہدایہ مین لکھتے ہین فی مبسوط شیخ الاسلام الشفیع انما یحتاج الی طلب الاشہاد بعد طلب المواثبۃ
اذا لم یمکنہ الاشہاد عند طلب المواثبۃ بان سمع الخبر حال غیبۃ البائع والمشتری والدار اما اذا سمع الشری
عند حضرۃ ہولاء وطلب المواثبۃ واشہد علی ذلک فذلک یکفیہ ویقوم مقام الطلبین انتہی اور یہ بھی
لکھتے ہین حتی لو سمع الشفیع عند حضرۃ احد من البائع والمشتری او عند الدار وجد عنہ طلب المواثبۃ
واشہد علی ذلک یکفیہ ویقوم ذلک مقام الطلبین کذا فی الفتاوی الظہیریۃ انتہی الحاصل صورت
سوال مین بحسب ضوابط شرعیہ تحقق طلب مواثبت واستشہاد کا ہوگیا اور حق شفعہ ثابت ہوگیا
اور اعتراضات مشتریہ کے قابل اعتبار نہین ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حامدا ومصلیا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ طلب خصومت
اگر دیر واقع ہو تو حق شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہین جو قول مفتی بہ اور قابل اخذ ہو اسکو بدلائل وبراہین

مستند بکتب مذہب بیان فرمائیے۔ بینوا توجروا

ہو المصوب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک موافق ظاہر الروایۃ کے شفعہ باطل نہو گا اور ہدایہ اور کافی مین اسی کو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرہ محققین حنفیہ نے امام محمد کے قول پر فتوی دیا ہے عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین ان ترک ہذا الطلب بغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدۃ وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدۃ واختلف الروایۃ عنہما فی طول المدۃ ففی روایۃ عن محمد ثلثۃ ایام وفی اخری الشہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی قول محمد وہکذا ذکر ایضا فی الجامع الصغیر لقاضیخان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوی علی قول ابی حنیفۃ مخالف الروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع فی الجامع الخانی الفتوی علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار وبہ ظہر ان افتاءہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرۃ وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الرہن

استفتا ۲۰۹ چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ نفع رہن و فتیکہ راہن مرتہن را مباح کنند جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب مکروہ است در اشباہ می آرد ویکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی ودر قنیہ می آرد عن ابی یوسف المرتہن سکن الدار المرہونۃ باذن الراہن یکرہ واطلق فی الصرف انہ یکرہ والاحتیاط فی الاجتناب عنہ لما فیہ من شبہۃ الربا انتہی وحموی در حاشیہ اشباہ می نویسد فی الجامع لمجد الائمۃ عن عبد اللہ بن محمد بن اسلم انہ لاینتفع بشئ منہ وان اذن لہ الراہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فتکون المنفعۃ ربا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۲۱۰ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ خالد نے ایک قطعۂ باغ جو اہ قطعۂ آراضی اپنی پاس ولید کے رہن رکھی اور فصل اس باغ کی یا منافع آراضی کا خالد نے ولید کو بعوض

از کاکوری مرسلۂ مولوی محمد عبد السمیع صاحب مورخۂ ۲۹ صفر روز چہارشنبہ ۱۲۹۶ ہجری

اُسنے وہیہ کے بجل وہ مباح کر دیا ہی پس ایسا منافع جائز ہی یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیون نہیں ہے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا منافع ناجائز ہے حواشی در مختار للطحطاوی مین ہے فی شرح الملتقی انہ یحرم الانتفاع بلا اذن وبہ ای بالاذن یکرہ کما فی المضمرات وغیرہا انتہی اور بھی اُسی مین ہی والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدرہم وہذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وہو مما یعین المنع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر راہن اجازت نہ دے تو نفع لینا مرتہن کو حرام ہے اور اگر اجازت دے تو مکروہ تحریمی ہے خصوصاً جبکہ مشروط ہو یا حکم مشروط مین ہو جیسا کہ اس زمانے مین دستور ہے کہ بعض تو ایسے معاملہ کے وقت راہن سے شرط اذن کی کر لیتے ہین اور رہن نامہ مین لکھوا لیتے ہین اور بعض محتاطین اگرچہ بظاہر شرط نہین کرتے ہین لیکن مقصود اُنکو یہی ہوتا ہے یہانتک کہ اگر اُنکو یہ معلوم ہو کہ راہن اجازت منافع وفصل وغیرہ کی نہ دیگا تو کبھی رہن نہ لیوین یہ صورت حکماً مشروط کی ہے اور حدیث مین بھی ایسی صورت سے ممانعت وارد ہے تاریخ بخاری مین حضرت انسؓ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم فلا یاخذ ہدیۃ کذا فی اغاثۃ اللہفان اور بھی اُسمین ہے فی صحیح البخاری عن ابی بردۃ عن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال لی انک بارض الربا فیہ فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاہدی الیک حمل شعیر فلا تاخذہ فانہ ربا وجاء ہذا المعنی عن ابن مسعود وابن عباس وابن عمر انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عطاء سے مروی ہے کانوا ای الصحابۃ یکرہون کل قرض جر منفعۃ اور مسند حارث بن ابی اسامہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کل قرض جر نفعا فہو ربا انتہی ان احادیث سے اور اقوال صحابہ سے معلوم ہوا کہ قرض دینے والے کو کسی طرح کا ہدیہ قبول کرنا اُس شخص کا جسنے قرض لیا ہے یا اُس سے کسی طرح کی منفعت حاصل کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ برضا ورغبت اُس شخص کے ہو اور یہ جو بعض کتب حنفیہ مین مرقوم ہے کہ نفع لینا مرتہن کو باذن راہن جائز ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ جب اذن خالص ہو شائبہ اُس مین شرط کا نہو نہ عبارت مین اور نہ خاطر مین اور جب دلمین خیال آگیا جیسا کہ اس زمانے مین ہے تو وہ حکم ربا مین داخل ہو گیا علاوہ ازین جیسے ایک جماعت فقہا کی اذن کی صورت مین جائز رکھتی ہے ایک جم غفیر فقہا کی منع بھی کرتی ہے عبارت طحطاوی کی اسپر شاہد ہے اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے لیس للمرتہن

ولا للراہن ان یزرع الارض ولا یواجرہا لانہ لیس لہما الانتفاع بالرہن انتہی اور قنیہ مین جامع التفاریق سے منقول ہے عن ابی یوسف المرتہن یسکن الدار باذن الراہن یکرہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے الحاصل ان المرتہن لاینتفع بالرہن سواء اذن لہ الراہن اولم یاذن وفی التہذیب یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن ان اذن لہ الراہن کذا فی المعدن انتہی اور حواشی اشباہ مین ہے فی الجامع لمجد الائمۃ عن عبد اللہ محمد بن سلیم انہ لایحل لہ ان ینتفع بشیٔ منہ وان اذن لہ الرہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فیکون المنفعۃ ربا انتہی اور اشباہ مین ہے یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی میرے رسالۃ الفلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون مین موجود ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۱۱ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعۂ نوٹ اپنا پاس عمرو کے اس غرض سے رکھدیا ہے کہ عمرو منافع اُسکا زید کو دیا کرے پس یہ منافع جائز ہے یا نہین اگر نہین ہے تو کیون کیا یہ بھی داخل سود ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ منافع صریح سود اور حرام ہے اس سبب سے کہ نوٹ اگرچہ بظاہر کاغذ ہے لیکن بحسب استعمال وہ روپیہ ہے اسی وجہ سے اگر کسی کا نوٹ مثلاً دس عہ روپیہ کا ہلاک ہوگیا تو مالک دس روپیہ ہلاک کرنے والے سے بھر لیتا ہے نہ قیمت اُسقدر کاغذ کی کہ شاید دو ایک پیسا ہو پس نوٹ کا رکھنا بعینہ روپیہ کا رکھنا ہے اور اُس سے منافع لینا حرام قطعی ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۱۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین مسئلہ کہ ہندہ از زید نابالغ کہ دران زمان ہشت سالہ بود یکہزار و پانصد روپیہ وام گرفت ومکان خود بمیعاد دو ماہ نزد او گرو داشت کہ زید بر او قبضۂ کامل ہم نیافت متاع واساس البیت ہندہ بدستور دران مکان بود بلکہ خود ہندہ نیز ہمدران خانہ ساکن ماند پس ازان زید مکان مذکور را بذریعۂ مرتہنی بعمرو ولیسر ہندہ بحساب یازدہ روپیہ چہار آنہ ماہوار بکرایہ داد و در کرایہ گرفتن لفظ عمرو این بود کہ من مکان فلانے را از زید بچندین اجرت ماہانہ بکرایہ گرفتم وتا انفکاک رہن اجرت قرار یافتہ ماہ بماہ ادا خواہم کرد و یک قرارنامہ تحریر نمود کہ میان دو ماہ میعاد مندرجہ رہن نامہ موضع مبنی عوض مکان نزد

مرتہن رہن خواہم کنانید واگرنہ کرایہ یک سال بحساب مذکور یکصد وسی وپنج روپیہ از نزد خود بکر مرتہن
خواہم داد لیکن عمرو دران مکان یک روز ہم سکونت نورزید بمکان مملوک خود کہ درہمان محلہ واقع است
ساکن ماند نہ آن مکان مرہون فارغ بود کہ ہندہ مالکہ راہنہ خود در وسکونت میداشت وآن اقرار عمرو
نیز وفا نشد کہ فک رہن مکان وتبدیلش بموضع مبنی پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد اندرین زمانہ ونیز بعد
آن تا مدت مدید عمرو یک خرمہرہ از زر کرایہ نداد ونہ زید مطالبہ کرد تا آنکہ پس از چار ونیم سال زید
نالشی شد کہ مکان تا امروز بطریق اجارہ نزد عمرو ست واو مرا چیزے نداد است لہذا کرایہ اینقدر
مدت کہ پانصد وشش روپیہ چار آنہ است دہانیدہ یا بم عمرو بجواب دعویش گفت کہ عقد رہن
بوجہ عمر سنی زید صحت نداشت وچون موضع مبنی بجاے مکان گرو شد مکان از قبضہ رہن بیرون آمد
پس کرایہ وکرایہ نامہ کہ ہم بر صحت وبقاے رہن متفرع بود خود ببطلان رفت زید با نحش میگوید کہ آرے
من دران زمان نابالغ بودم مگر پدرم بکر بولایت خودش از من براے نفع من مکان بارتہان گرفت
وباز ہم از جانب من بعمرو اجارہ داد حاکم دیوانی بر بناے اقرارنامہ ونیز تحریر کرایہ نامہ کہ تا فک رہن
کرایہ ماہ بماہ خواہم داد چنان فیصلہ نمود کہ تا وقتیکہ مکان از رہن رستگاری یافتہ وبجایش موضع مبنی
گرو نشدہ بود مکان بکرایۂ عمرو بود بعد ازان رہنش منتہی گشت واجارہ کہ برو مبتنی بود ہم لغو وباطل
گردید واین رستگاری وتبدیل پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد پس کرایہ یازدہ ماہ یکصد وبست وسہ روپیہ
دوازدہ آنہ بر عمرو واجب الادا است باقی دعوی زید نامسموع عمرو پیش قاضی شرع مرافعہ کرد قاضی
برین بنا کہ ہمہ عقود شرعیہ میان عاقلین بالغین میباشد وزید دران ہنگام نابالغ بود وکارپردازی
پدرش براہ ولایت از تحریرات دستاویزہا بہ ثبوت نمیرسد کہ دران تنہا نام زید نوشتہ است
لہذا رہن مذکور باطل بود ونیز مرتہن قبضہ نیافت ما خود میدانیم کہ راہنہ خود در آنخانہ سکونت
میداشت ورہن از زوال قبضہ مرتہن باطل می گردد وچون رہن باطل شد کرایہ وکرایہ نامہ ہم کہ
متفرع بر بقاے صحت رہن بود لغو ومہمل گشت پس زید مستحقاق یک حبہ ندارد فیصلہ حاکم دیوانی را
منسوخ وعمرو را یکسر از دعوی بری فرمود زید در محکمۂ صدر مرافعہ مستغیث آمد حاکم صدر از مفتی ثالث
فتوی خواست خلاصہ افتا آنکہ از روئداد مسل واظہار گواہان صحیح شرعی بودن رہن وقبض
ودخل مرتہن واستجارہ عمرو بمشاہرہ گیارہ روپیہ چار آنہ بخوبی ثابت وصحت اجارہ را ما جز شروطے

بلکہ شئ مرہون کہ در قبضۂ مرتہن باشد اجارہ اش اگرچہ بے اذن راہن بود صحیح و نافذ ست و مرتہن اجرت او را مستحق و حاکم مرافعہ کہ عقد رہن را بوجہ صغر سنی مرتہن غیر صحیح و عقود شرعیہ را در عاقدین بالغین منحصر میداند محض غلط نہ در دستاویز ذکر ولایت پدری شر عاضر و لیس نمن دما مدعی مستحق تمام زر علیہا یعنی صمایہ ہست بریں افتا حاکم صدر فیصلہ بنام مدعی کرد این صورت واقعہ و خلاصہ ہست لہذا حالا از علماے دین متین ایدہم اللہ تعالی بتوفیقہ استفسار میرود کہ در صورت مستفسرہ حکم شرعی چیست و رہن مذکور صحیح است یا نہ و زر کرایہ کل یا بعض بر ذمۂ عمرو واجب الادا است یا چہ و ازین سہ حکم مختلف کدامی حکم با شرع مطابقت دارد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت معاملۂ رہن کہ فیما بین ہندہ و زید واقع گشتہ بسبب فقدان قبض مرتہن کہ از شرائط جواز رہن ست غیر معتبر و باطل ست در عالمگیریہ می نویسد قال محمد فی کتاب الرہن لایجوز الرہن الا مقبوضا فقد اشار الی ان القبض شرط جواز الرہن وقال الشیخ المعروف بخواہر زادہ الرہن قبل القبض جائز الا انہ غیر لازم وانما یصیر لازما فی حق الراہن بالقبض فکان القبض شرط اللزوم لاشرط الجواز کالقبض فی الہبۃ والاول اصح کذا فی المحیط انتہی و کرایہ نامہ ہم غیر معتبر ست باعث استحقاق زید نیست بسبب این کہ بنائے آن جواز معاملہ رہن ست و ہرگاہ آن معاملہ لغو گشتہ معاملہ کہ بران مبنی بودہ ہم لغو گشتہ و نیز بسبب اینکہ نویسندہ کرایہ نامہ استیفاے معقود علیہ نساختہ پس زید را استحقاق زر اجرت بر کرایہ ثابت نگشتہ در عالمگیریہ مینویسد و منہا ای شرائط انعقاد الاجارۃ تسلیم المستاجر فی اجارۃ المنازل ونحوہا اذا کان العقد مطلقا عن شرط التعجیل حتی لو انقضت المدۃ من غیر تسلیم المستاجر لایستحق شیئا من الاجرۃ انتہی و ہم در آن ست ثم الاجرۃ تستحق باحد معان ثلثۃ اما بشرط التعجیل او بالتعجیل او باستیفاء المعقود علیہ انتہی بناء علی ہذا حکم حاکم مرافعہ درین بحث صحیح ست حکم حاکم دیوانی و ہمچنین حکم مفتی ثالث قابل التفات نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعہ آراضی اپنی بعوض زرنقد تعدادی دس روپیہ کی پاس بکر کے رہن مع قبضہ کرکے محاصل آراضی بکر کو بحل اور معاف کردیا اور شرطیہ کی کہ جب زید دس روپیہ ادا کریے آراضی فک رہن کر لیوے

بعد دس سال کے زید نے باداے مبلغ دس روپیہ آراضی فک رہن کرلی اور محاصل آراضی
مذکور بکر تا مدت دس سال لیتا رہا پس لینا اُس محاصل کا بکر کو جائز تھا یا نہین اور اگر درست
تھا اور اب بعد فک رہن کے زید اُس محاصل موصولہ بکر کو کہ جو مثلاً پانچسو روپیہ ہین بعوض مبلغ
ایک روپیہ کے چھڑا لے اور وہ ایک روپیہ بکر سے قیمت اُس محاصل کی سمجھلیوے تو بکر تا جواز ی
حصول محاصل مذکورہ سے بری ہو سکتا ہے یا نہین اور اگر نہین ہو سکتا ہے تو بواپسی
کل محاصل نجات بکر ممکن ہے یا نہین

ہوالمصوب وہ محاصل بکر کو واپس کرنا لازم ہے اُسکو انتفاع اُن محاصل کے
ساتھ جائز نتھا اور اُن محاصل کو بعوض ایک روپیہ کے نہین بیچ سکتا ہے البتہ بواپسی
کل محاصل نجات ممکن ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبدالحی ابو الحسنات)

کتاب الاجارہ

استفتا ۲۱۴ چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے
اپنے موضع قاسم پور کو کہ جسکی آمدنی سالانہ مبلغ تین سو روپیہ تھی پاس خالد کے ہزار روپیہ پیشگی
لیکے سو روپیہ کا پٹہ لکھدیا اور مبلغ دو سو کو خالد کی رعایت سے بسبب لینے ہزار روپیہ
پیشگی کے اصل آمدنی ونکاسی موضع قاسم پور سے چھوڑ دی اس صورت مین مبلغ
دو سو روپیہ کا زید سے لینا جائز ہے یا نہین

ہوالموفق زید کو اپنے موضع کا اختیار ہے جسقدر پر چاہے ٹھیکہ دے ہان اگر یہ شرط کی ہے
کہ بعوض ہزار روپیہ تمہارے کے دو سو روپیہ چھوڑ دئیے بیشک یہ سود ہے اور ربا کا لینا
حرام ہے واللہ اعلم - نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد
صح الجواب واللہ اعلم - حررہ محمد عبدالحی عفی عنہ

استفتا ۲۱۵ چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اکثر بلاد مین
مثل سورت وغیرہ کے درختہاے کھجور ہوتے ہین اور اجارے پر دیتے ہین اور اجارہ دار

اُسکا ثمر کم بیچتے ہین اور رس اُسکا کہ اُسکو نیرا کہتے ہین اور اُسمین سکر مطلق نہین ہوتا بہت پیتے ہین اور یہان کے علمانے بسبب عدم سکر فتوی آب درخت مذکور پر یعنی نیرے کی حلت پر دیا ہے اکثر بیچتے ہین اور یہی رس جب دو تین پہر رہے تو حرارت آفتابی سے اُسمین سکر آجاتا ہے پس اُس سے سرکہ بناتے ہین اور شراب بھی بناتے ہین پس اس صورت مین بونا درخت کھجور کا اور کسی طرح کا نفع لینا اور یا اجارہ دیکر نفع لینا یا ان درختون کا بیچنا خرید کرنا شرعا درست ہے یا نہین اور درصورتیکہ آب درخت کھجور اور تاڑ وغیرہ مین سکر مطلق نہو پینا اُسکا درست ہے یا نہ بینوا فی امرہ من الکتاب توجروا یوم الحساب پنجشنبہ ۲۸ شوال ۱۳۰۲ھ

ہوالمصوب حدیث صحیح مین وارد ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد والدار قطنی وغیرہما یعنی جس چیز کا کثیر مسکر ہے قلیل بھی حرام ہے پس اگر نیرا کثیر مسکر نہین حلال ہے ورنہ اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور اُس تقدیر پر بونا کھجور کا اور اُسکا اجارہ دینا اور خرید کرنا اگر اُس سے سوائے فروخت نیرہ کوئی منفعت نہو درست نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

از بنارس مرسلہ مولوی [illegible] صاحب

استفتا ۲۱۶ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ گاڑیان واسطے پونچا دینے لٹھون کے گھاٹ دریا سے ایک مقام معین کو کرایہ کین اور لٹھے دریا کے اُس پار سے بذریعۂ کشتی عبور ہوکر آئے گاڑی والون نے کہا کہ ان لٹھون کو کشتیون مین سے اسی جگہ یعنی ہمارے گاڑیون کے متصل کھول دو ہم اپنے گاڑیون مین بھر لینگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ اندیشے کی ہے اس جگہ کھولنے سے لٹھے بہجاوین گے بجاے امن انکو کھولین گے وہانسے تم بھر لینا گاڑی والون نے کہا کہ ہمارا آرام اسی جگہ ہے اور تم اسجگہ لٹھونکو کھول دو اگر یہان سے تلف ہوجاوین گے تو ہم دیوین گے چنانچہ لٹھاے مذکور اُسی جگہ کھولکر گاڑی بانان کو شمار کردیئے اور اُنھون نے اُس روز گاڑیان نہین بھرین اُسی شب مین دو لٹھے اُنمین سے بہگئے اور بعد تلاش بسیار کے ایک لٹھ ملا اور دوسرا نہین ملا اس صورت مین گم شدہ لٹھے کی قیمت کا تاوان اور اُسکی تلاش کا صرف اور ملے ہوے لٹھے کی تلاش کا صرف گاڑی بانان مذکور سے وصول کرنا درست ہے یا نہین اور درصورت جواز وصول تاوان کے کیا قیمت لیجاویگی

الجواب صورت مسئولہ مین گاڑی بان سے تاوان لینا اگرچہ جائز نہین ہے بقول امام اعظم رحمہ اللہ کے اسواسطے کہ گاڑی بان اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک پر درصورت ہلاک ہونے مافی یدہ کے بغیر اُسکے عمل کے ضمان نہین اگرچہ ضمان کی شرط اُسپر کیگئی ہو اسواسطے کہ جو مال اُسکے سپرد کیا وہ امانت ہے اور ضمان کی شرط امانت مین باطل ہے مثل مودع کے اسی قول پر فتوے ہے ایسا ہی عامہ کتب معتبرہ مین اور اسی کا جزم کیا ہے اصحاب متون نے بس یہی مذہب ٹھہرا بخلاف روایت اشباہ کے کما فی الدر المختار ولا یضمن ما ہلک فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانة باطل کالمودع وبہ یفتی کما فی عامة المعتبرات وبہ جزم اصحاب المتون فکان ہو المذہب خلافا لما فی الاشباہ انتہی وفی العالمگیریة وحکم الاجیر المشترک ان ما ہلک فی یدہ من غیر صنعہ فلا ضمان علیہ فی قول ابی حنیفة رح وہو قول زفر والحسن وانہ قیاس سواء ہلک بامر یمکن التحرز عنہ کالسرقة والغصب او بامر لا یمکن التحرز عنہ کالحرق الغالب والغارة الغالبة انتہی لیکن اس زمانہ مین صاحبین کے قول پر فتوی ہے یعنی ضمان لینا جائز ہے کما فی العالمگیریة وبقولہما یفتی الیوم لتغیر احوال الناس وبہ یحصل صیانة اموالہم کذا فی التبیین انتہی اس صورت مین گاڑی بان سے تاوان لٹھ گم شدہ کا بقدر اُسکی قیمت اُس جگہ کے جہان گم ہوا اور صرف تلاش لٹھ گم شدہ اور یافتہ کا وصول کرنا درست ہے لیکن بجبر وصول کرنے مین روایتین مختلف ہین ترجیح عدم جبر کو ہے کما فی العالمگیریة وبعضہم افتوا بالصلح عملا بالقولین والشیخ الامام ظہیر الدین المرغینانی یفتی بقول ابی حنیفة رح قال صاحب العدة فقلت لہ یوما من قال منہم یفتی بالصلح ہل یجبر الخصم لو امتنع قال کنت افتی بالصلح فی الابتداء فرجعت لہذا انتہی واللہ اعلم بالصواب تمتہ شجاعت علی عفی عنہ فی الواقع درباب ضمان اجیر مشترک کے اگرچہ اُسپر ضمان شرط کیا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ضمان نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان ہے بشرطیکہ اُسکی قدرت مین رفع صورت ہلاک ہو رد المحتار مین ہے حاصل ما فی فتاوی الطوری عن المحیط ان ضمان المشترک ما تلف بعملہ مقید بثلثة شروط ان یکون فی قدرتہ رفع ذلک فلو غرقت بموج او ریح او صدمة جبل لا یضمن الخ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

(مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

کتاب الرق

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلون مین اول جو کافر اپنے آپ یا اپنی اولاد صغار کو کسی مسلمان کے ہاتھ بیچتا ہے تو مسلمان کو اوسکا خریدنا شرعًا درست ہے یا نہین اور بعد خریدنے کے وہ غلام اور عبد ہو جاتے ہین یا نہین دوسرے کافر کی اولاد صغیر اگر مسلمان یا کافر بھگا کر یا بطور خفیہ یا بہ زبردستی پکڑ لاوے اور پھر اوسکو بیع کرے تو انکا خریدنا اور لونڈی غلام بنانا مسلمان کو شرعًا جائز ہے یا نہین فقط تیسرے جہاد مین جو مرد اور عورت اور بچے پکڑے جاتے ہین وہ شرعًا غلام اور لونڈی ہین یا نہین ان تینون سوال کا جواب بسند قرآن مجید اور حدیث شریف اور روایت فقہ کے تحریر فرمانا چاہیئے کیونکہ مستفتی یہ خیال کرتا ہے کہ ان باتونکا صاف اور صریح کچھ حکم قرآن اور حدیث بلکہ فقہ مین بھی نہین ہے

ہو المصوب جواب سوال اول درست نہین ہے قنیہ مین ہے کافر جاء بولدہ الصغیر الی دار الاسلام و باعہ فیہا لم یجز ولو رجع الی دار الحرب و ترک ولدہ فیہا فولدہ حر انتہی اور بزازیہ مین ہے مسلم دخل دار الحرب فجاء الحربی بابنہ او بنتہ او ام ولدہ او عمتہ او خالاتہ قد قہرہا یرید بیعہا من المسلم المستامن لا یجوز بیعہ عند اکثر المشائخ و الصحیح ان البائع ان کان یری جواز بیعہ ملکہ مطلقا وان کان لا یری ان اشتراہ و ذہب بہ ملکہا ملکہ بالقہر انتہی ملخصا جواب سوال دوم اگر دار الحرب سے پکڑ لاوے اور دار الاسلام مین فروخت کرے خرید کرنا اوسکا درست ہے بزازیہ مین ہے عن الثانی فیمن دخل دار الحرب بامان فسرق منہم انسانا حرا و خرج بہ اقول لا یسعک ما صنعت وان باع یجوز بیعہ لانہ ملکہ انتہی جواب سوال سوم جہاد مین اگر تقسیم غنیمت کی موافق شرع کے ہے تو وہ غلام اور لونڈی ہو جائین گے چند احادیث سے یہ امر ثابت ہے طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے اور در مختار مین ہے فی معروضات المفتی ابی السعود ہل یحل وطی الاماء المشتراۃ من الغزاۃ الآن حیث وقع الاشتباہ فی قسمتہم بالوجہ المشروع فاجاب لا توجد فی زماننا قسمۃ شرعیۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظ عن موجبات الغی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب التعزیر

استفتا ۲۱۳ ما قولہم رحمہم اللہ تعالی درین مسئلہ کہ سیاست نزد فقہا چہ معنی میدارد و قتل سیاست منحصرست در گلو خفہ کردن مرۃ بعد اخری یا عام ست در ہر جنایت بینوا توجروا

الجواب واللہ اعلم بالصواب در رسالۂ جامع تعزیرات از بحر الرائق منقول ست السیاسۃ فعل یفعلہ الحاکم لمصلحۃ یراہا وان لم یرد بذلک دلیل جزئی یعنی سیاست فعلی ست کہ ظاہر می شود از حاکم وقت بنا بر مصلحتے کہ می بیند آنرا حاکم اگرچہ دلیل جزئی بر فعل مذکور وارد نشدہ باشد وہمدران ست سیاست نوعی از تعزیر ست کہ در عقوبات شدیدہ مثل قتل و حبس ممتد و اخراج بلد مستعمل میشود و قتل سیاست منحصر در خنق مرۃ بعد اخری نیست بل عام ست در ہر جنایت بحسب مصلحت سلطان و حاکم وقت آرے در بعض جرائم تکرار فعل شرط ست مثل خنق و سرقہ و لواطت و در جامع الرموز مذکور ست السیاسۃ لاتختص بالزنا بل یجوز فی کل جنایۃ والرای فیہ للامام علی ما فی الکافی کقتل مبتدع توہم منہ انتشار بدعۃ وان لم یحکم بکفرہ کما فی التمہید و صاحب در مختار در منتقی شرح ملتقی میگوید السیاسۃ لاتختص بالزنا بل یجوز فی کل جنایۃ رای الامام المصلحۃ فی النفی والقتل کقتل مبتدع یتوہم انتشار بدعۃ وان لم یحکم بکفرہ و در منح الغفار شرح تنویر الابصار مسطور ست للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد و در در مختار می آرد للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد وہذا ان عاد و ہمدران ست لو اعتاد اللواطۃ قتلہ الامام سیاسۃ و در فتاوی سراج المنیر اذکفالہ البحر الرائق منقول ست یجوز التعزیر بالقتل فی الحمادیۃ فانقلا عن التہذیب ان التعزیر یکون بالقتل والضرب والحبس والازعاج عن الدار واخذ المال وغیرہا والقتل یکون سیاسۃ و رخصۃ واباحۃ و وجوبا و در شرح ملتقی الابحر مذکور ست من خنق فی المصرعۃ ای صار عادۃ قتل بہ ای سیاسۃ لسعیہ بالفساد وکل من کان کذلک یدفع شرہ بالقتل و در فتاوی عالمگیری مسطور ست الخناق والساحر یقتلان لانہما یسعیان فی الارض بالفساد فان تابا لم یقبل ذلک منہما وان اخذا ثم تابا لم یقبل منہما ویقتلان وکذا الزندیق المعروف بالداعی وہکذا فی خزانۃ المفتیین و در دستور القضاۃ مذکور ست من الخلاصۃ فی کتاب الدیات قال رحمہ اللہ والاباحی یقتل ایضا ولایقبل توبتہ کذا افتی الشیخ الامام الزاہد الاستاذ عین الدین السمرقندی من الفتاوی ناصری الساحر یقتل اذا علم انہ ساحر بان اقر بسحرہ او اقام البینۃ علی سحرہ فانہ یحل دمہ من الکنز فی الکراہیۃ الساحرۃ تقتل ردیۃ اذا کانت تعتقد ذلک تصیر مرتدۃ وان کانت المرتدۃ

لاتقتل وصاحب درمختار در منتقی میگوید قد نفی عمر رضہ نصر الحجاج من المدینة الی البصرة وہو غلام صبیح

الوجہ افتتن بہ النساء والحسن لا یوجب النفی الا انہ فعلہ سیاسة فانہ قال ما ذنبی یا امیر المومنین قال

لا ذنب لک وانا الذنب لی حیث لا اطہر دار الہجرة عنک کما فی الکشف وغیرہ قاضی القضاة

در رسالۂ تعزیرات افادہ فرمودہ در صورتے کہ صدور قتل از قاتل نزد حاکم بہ ثبوت رسد

وقصاص بہ سبب عدم استجماع شرائط استیفاء آن از و مرتفع شود حاکم ہر نوع زجرے و سیاستے

کہ مناسب داند اجراے آن سازد انتہی واللہ اعلم حررہ الآثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ

درحقیقت سیاست نزد فقہا فعلے ست کہ حاکم آن را براے استصلاح خلق بعمل آوردہ انحصار

در گلو خفہ کردن مرة بعد اخری نمیدارد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۸۵ھ

الجیب مصیب محمد عالم علی عفی عنہ ‏(مہر: محمد عالم علی ۱۲۸۲)

ظہور الحق | نعم الجواب ریاض الدین | محمد حبیب اللہ ۱۲۶۳ | محمد عبد العلی مدرس | عبد الکریم محمد اکبر خان | عبد القادر ولایتی

ان ہذا الجواب قریب بالحق والصواب | لطف اللہ | بن مفتی سعد اللہ | عبدہ محمد سعد اللہ

الجواب صحیح وقتل سیاست منحصر نیست در گلو خفہ کردن مرة بعد اخری بلکہ عام ست در ہر جنایات

ومؤید این روایت در مختار ہست کہ در شبہ قتل می نویسد والثانی شبہہ وہو ان یقصد ضربہ بغیر ما ذکر

ای بما لا یفرق الاجزاء ولو بحجر وخشب کبیر من عندہ خلافا لغیرہ وموجبہ الاثم والکفارة ودیة مغلظة علی

العاقلة سیجئ تفسیر ذلک لا القود لشبہة بالخطأ نظرا الی الآلة الا ان یتکرر منہ فللامام قتلہ سیاسة اجاب مجیب

نور النبی عفی عنہ اصاب المجیب صاحب بحر الرائق در رسالۂ رشوت می نویسد قد استفید ان السیاسة

ما یفعلہ الحاکم لمصلحة العام من غیر ورود الشرع انتہی وعلامہ ابراہیم خیر الدین در فتاوی خود می نویسد

یسمع الاخبار بکونہ شریرا بیدہ ولسانہ سواء کان حاضرا او غائبا لان الامور الموجبة للتعزیر ولو بالقتل

المحضة حقا للہ تعالی الذی لم یقصد شخص معین لا یحتاج الی الدعوی المحتاجة الی حضور المدعی وہذا

من حق اللہ تعالی وہذا فص علمائنا بان المخبرین لہم الاجر والصواب حیث کانوا مخلصین لقصدہم

بدفع ظلمة المتعدی وللحاکم طلبہ وتعزیرہ ولو بالقتل حیث تقرر فیہ انہ لا یرجع الا بالقتل انتہی ملخصاً

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظ عن موجبات

النفی اصاب من اجاب ہکذا فی رد المحتار ویشیر کلام الفتح ایضا ان السیاسة لا تختص بالزنا وہو ما عزاہ

الشارح الی النہر وفی القہستانی السیاسۃ لا تختص بالزنا بل تجوز فی کل جنایۃ والرای فیہا الی الامام علی مافی الکافی کقتل مبتدع یتوہم منہ انتشار بدعتہ وان لم یحکم بکفرہ کما فی التمہید وہی مصدر ساس الوالی الرعیۃ امرہم ونہاہم کما فی القاموس فالسیاسۃ استصلاح الخلق بارشادہم الی الطریق المنجی فی الدنیا والآخرۃ فہی من الانبیاء علی الخاصۃ والعامۃ فی ظاہرہم وباطنہم ومن السلاطین والملوک علی کل منہم فی ظاہرہ لا غیر ومن العلماء ورثۃ الانبیاء علی الخاصۃ فی باطنہم لا غیر کما فی المضمرات وغیرہا ہکذا فی جامع الرموز واللہ اعلم بالصواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم
محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن المولوی علی محمد المغفور

کتاب الحدود

۲۱۹

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالی درین مسئلہ کہ سہ کس مسلمانان عقلائے بالغین کہ یکے از آنہا شمشیر و دو کس چوب دستیہائے کلان در دست میداشتند باہمدیگر مشورہ کردہ رہزنی وغارتگری کردہ بیرون شہر رفتہ اول شب بر ہندوئے پارچہ فروش ساکن رامپور کہ از بازار قریہ می آمد حملہ نمودہ در صحرائے دار الاسلام ملک رامپور بقتل رسانیدند و یک مزدور ہمراہش را مجروح ساختہ بستہ پارچہ تجارتش را کہ شصت و سہ تہان سوسی داشت بغارت بردند آیا کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند یا نہ وحاکم وقت را قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد یا نہ بینوا توجروا

ہو الملہم للحق والصواب کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند وحاکم وقت را قتل کردن شان بپاداش جرم قتل واخذ مال ذمی میرسد زیرا کہ قطاع الطریق کسانے را گویند کہ بیرون امصار وقری دار الاسلام متعرض راہ روندگان بقتل ونہب اموال واخافت مسلمانان یا ذمیان در دار الاسلام وبرائے شان شوکتے وقوتے باشد کہ آن راہ روندگان را کہ این کسان متعرض شان شوند تاب مقاومت ومدافعت آنان نباشد بل اگر شخص واحد با چنین قوت تعرض راہ گیران بنہج مذکور کند نیز قاطع الطریق ست و چوب دستی و حجر در زہرنی حکم شمشیر میدارد صاحب ہدایہ در باب قطع الطریق میگوید اذا خرج جماعۃ ممتنعین او واحد یقدر

علی الامتناع فقصد وا قطع الطریق آہ و مراد از امتناع آنست کہ قاطع طریق بقوت شجاعت خود دفعت
غیر از نفس خود تواند کرد صاحب عنایہ میگوید اراد بالامتناع ان کون قاطع الطریق بحیث یمکن لہ
ان یدافع تعرض الغیر عن نفسہ بقوتہ وشجاعتہ انتہی و در برہان شرح مواہب الرحمن مذکورست
خرج ذو منعۃ وقوۃ ولو واحدا لقطع الطریق آلخ و در بحر الرائق مسطورست اما قطع الطریق حقیقۃ
فبالقتل او اخذ المال وان یکون بالاخافۃ وان یکون من قوم لہم قوۃ وشوکۃ او واحد کذلک انتہی مختصرا
و در فتاوی عالمگیری می آرد اعلم ان القطاع الطریق الذین لہم احکام مخصوصۃ شرائط احدہا
ان یکون لہم شوکۃ ومنعۃ بحیث لم یکن للمارۃ المقاومۃ معہم وقطعوا علیہم الطریق سواء کان بالسلاح
او بالعصا الکبیرا او الحجر او غیرہا والثانیۃ ان یکون خارج المصر بعیدا عنہا والثالثۃ ان یکون ذلک فی
دار الاسلام انتہی مختصرا و شکے نیست کہ بر کسان مذکورین بحکم الاثنان فما فوقہما جماعۃ معنی جماعت ممتنعین
خارجین لقطع الطریق بشروط مذکورہ صادق ست چہ ایشان بر راہ روندگانے کہ قتل ونہب اموال
آنہا بزور شمشیر و چوب ستیہا کردہ اند غلبہ وقوۃ مدافعت داشتند وحکم قاطعان طریق بقتل واخذ مال
این ست کہ امام وقت وسلطان زمان را قتل کردن آنہا جائز است در فتاوی عالمگیری مذکورست
ان قتلوا واخذوا المال ان شاء الامام قطع ایدیہم وارجلہم من خلاف ثم قتلہم وصلبہم وان شاء قتلہم
من غیر قطع وان شاء صلبہم انتہی و در کنز مینویسد ان قتل قتل حدا وان عفا الولی و در ملتقی الابحر میگوید
ولو باشر الفعل بعضہم حد کلہم و مراد فقہا از مرور کنندگان در قول شان لایمکن للمارۃ المقاومۃ معہم ہمان
مرور کنندگان اند کہ قطاع الطریق متعرض شان شوند نہ ہمہ راہ گیران تمام مہینہ بحیثیکہ راہ مسدود شود
والہذا صاحب فتح القدیر میگوید اذا خرج جماعۃ ممتنعین یقولہ عمن یقصد مقاتلتہم و معنی قطع الطریق
قطع کردن راہ روندگان در طریق ست نہ مسدود کردن راہ چہ این معنی شرط نیست ولہذا فقہا در تفسیر
قطع الطریق میگویند الاضافۃ لادنی ملابسۃ والمعنی قتل المارۃ بالطریق واطلق الطریق علی المارۃ من اطلاق
اسم المحل علی الحال کذا فی الحاشیۃ الطحطاویۃ والشامیۃ ہذا واللہ اعلم نمقہ العبد الآثم الاواہ محمد سعد اللہ
صح الجواب محمد ریاض الدین مفتی عدالت دیوانی ہذا الجواب صحیح والرای نجیح نمقہ العبد الاثیم محمد عبد الکریم
مدرس رامپور اصاب المجیب محمد احسن الصدیقی مدرس مدرسہ بریلی صح الجواب واللہ اعلم
بالصواب محمد حبیب اللہ مدرس رامپور ظہور الحق مدرس اکبر علیخان ولد رحم یار خان مدرس

لطف اللہ ولد مفتی سعد اللہ مدرس مدرسہ ذلک کذلک محمد بشارت اللہ مدرس مدرسہ سید حسن شاہ مدرس مدرسہ الجواب صواب حق صحیح والمرتکبون او الاثنان او الواحد منہم قتلوا او صلبوا مع قطع الایدی والارجل او بلا قطعہم بندۂ خاکسار ظہور الحسن عفی عنہ صح الجواب محمد عالم علی محدث مراد آبادی لقد اصاب المجیب محمد قطب عالم مدرس مراد آباد

لقد اصاب المجیب عینی در شرح ہدایہ می نویسد اذا خرج جماعۃ من الممتنعین او واحد یقدر علی الامتناع فقصدوا قطع الطریق الخ المراد بالامتناع ان یکون بحیث یمکن لہم ان یدفعوا عن انفسہم بقوتہم شجاعتہم تعرض الغیر انتہی و در کتاب الخراج للامام ابی یوسف است قال ابو یوسف من اخذ المال فالامام بالخیار ان شاء قتلہ ولم یقطعہ وان شاء قطعہ ثم قتلہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

اصاب من اجاب اعلم ان قطاع الطریق ان قتلوا انفسا او اخذوا مالا خیر الامام بین ستۃ احوال ان شاء قطع ایدیہم وارجلہم من خلاف ثم قتلوا وصلبوا او فعل الثلثۃ او قتلہم وصلبہم او قتلہم فقط او صلبہم فقط ہکذا فصلہ الزیلعی از در مختار منقول ست و در صورت مستفسرہ قتل نفس واخذ مال ازین رہزنان بوقوع در آمدہ پس شرعا قتل ست حدا قصاصا واللہ اعلم بالصواب سدید فی الدین رشید بالیقین دہلوی واقعی کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند وحاکم وقت را قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد در جامع الرموز میگوید معصوم بالعصمۃ المؤبدۃ وہو مسلم او ذمی حرا و عبد قطع الطریق علی معصوم ای زاحم المارۃ من مسلم او ذمی فی صحراء وارنا علی مسافۃ السفر فصاعدا دون القری والامصار ولا بینہما وہذا ظاہر الروایۃ وعن ابی یوسف رح ان من قطع الطریق من زاحم علی اقل سیر السفر وفی المصر لیلا وعلیہ الفتوی دفعا لشر المتغلبۃ المفسدین کما فی الاختیار وغیرہ وقال بعض المتاخرین ان ہذا فی زمانہم واما زماننا فتحقق قطع الطریق فی القری والامصار وعن ابی یوسف رح من زاحم فی المصر او بین القری فان کان بالسلاح یحد وان کان بغیرہ فلا الا اذا کان باللیل حدا انتہی مختصرا و صاحب ایضاح می آرد وعن ابی یوسف ان قصدوہم فی المصر بالسلاح یجری علیہم احکام قطاع الطریق وان قصدوا بالحجر والخشب فانہ کانوا خارج المصر فکذلک ایضا وان کان نہارا لا یجری علیہم حکم قطاع الطریق واستحسن المشایخ ہذہ الروایۃ وبہ یفتی

فی التبیین انتہی و شیخ فصیح الدین در شرح وقایہ می نگارد وجہر وعصا لہم کسیف فی القتل لان قطع الطریق یحصل بہا علی السوار انتہی فصیح الجواب واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر الی فضل العلی الرب الحکیم

ابو الاحیاء محمد ن المدعو بالنعیم عفی عنہ ۱۲۸۵ ۹

استفتا ۲۲۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زنا کی تحقیق بغیر قاضی کے ممکن ہے یا نہین اور زانی بغیر قضاء قاضی کے سزاوار سزا ہے یا نہین اور تحکیم اس امر مین جائز ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب زنا کی تحقیق کہ جسپر اجراے حد مرتب ہے اور اجراے حد بغیر قاضی و حاکم کے حنفیہ کے نزدیک نہین جائز ہے اور تحکیم واسطے اجراء حد کے نہین درست ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

کتاب الحوالہ

استفتا ۲۲۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہندہ اور مریم دائنان ہین اور زید مدیون زید نے بکر پر حوالہ کیا و نیز عمرو باپ زید نے برضاے زید مدیون بحضور ہندہ اور مریم دائنان نوشتن رقعہ بنام بکر یہ تحریر کیا کہ اسقدر روپیہ ہندہ اور مریم کو دیدینا از مندرجہ رقعہ در حسابی زید مدیون ہندہ اور مریم دائنان مجرا کیا جائیگا چنانچہ حسب تحریر رقعہ مذکورہ بکر نے کل دین مریم بمقدار مندرجہ رقعہ بدفعات منجانب زید مدیون مریم کو ادا کر دیا اور جو مقدار دین ہندہ مندرجہ رقعہ تھی بعض اُسکا بدفعات ہندہ کو ادا کیا اور بعض اُسکا باقی ہے جسکا دعوی ہندہ کو بر بناے حوالہ بنام بکر ہے اور اقرار بکر نسبت ادائے بقیہ دین ہندہ بشہادت شہود ثابت ہے اب ہنگام مطالبہ ہندہ نسبت بقیہ دین خود بکر بعد ادائے کل دین مریم و بعض دین ہندہ نسبت ادائے دین ہندہ منکر حوالہ ہے بوجہ اظہار صورت نزاعی بخدمت مفتیان شرع متین یہ التماس ہے کہ از روے روایات فقہ اور مسائل شرعیہ حضور محیل و محتال لہ و محتال علیہ ہنگام حوالہ شرط صحت حوالہ ہے یا نہین اور اگر یہ صورت فرض کیجاے کہ جسوقت عمرو نے بحضور ہندہ اور مریم دائنان زید مدیون بہ مضمون دینے روپیہ مندرجہ رقعہ منجانب زید مدیون بنام بکر تحریر کیا تھا تو بلا رضا اور بلا امر زید مدیون لکھا تھا اور نہ کچھ دین زید کا بکر ذمہ بکر تھا اور نہ کوئی شے زید کی بطور ودیعت عند البکر تھی الا بکر نے موافق مضمون رقعہ

نوشتہ پدر زید مدیون زر مندرجۂ رقعہ بدفعات ہندہ اور مریم کو اس طرح کہ کل دین مریم کا مریم کو اور بعض دین ہندہ کا ہندہ کو ادا کیا من حیث الشرع عقد حوالہ منعقد ہے یا نہیں اور اگر محتال لہ بھی مجلس حوالہ مین موجود نہو مگر اوسکی جانب سے کوئی شخص فضولی حوالہ کو قبول کرے تو بصورت ہذا بحسب الشرع حوالہ منعقد ہے یا نہیں بینوا توجروا ۵

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب در باب صحت حوالہ حضور محیل و محتال علیہ بمجلس حوالہ شرط نہیں فقط حضور محتال لہ بمجلس حوالہ شرط ہے مگر جبکہ کوئی شخص از جانب محتال لہ حوالہ کو قبول کریگا تو اوسوقت مین بلا حضور محتال لہ بھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ مین مرقوم ہے وشرط حضور الثانی الا ان یقبل ای الحوالہ فضولی ای لاجل الغائب لاحضور الباقین ونیز فتاوے عالمگیری مین دربارۂ عدم حضور محتال علیہ تصریح ہے وعبارتہ ہکذا ولا یشترط حضرتہ لصحتہا حتے لو احال علی رجل غائب ثم علم الغائب فقبل صحت الحوالہ اور حوالہ بلا رضا و بلا امر محیل بھی صحیح ہے چنانچہ روایت درمختار بہذہ العبارۃ شرط لصحتہا رضی الکل بلا خلاف الا الاول وہو المحیل فلا یشترط علی المختار شرنبلالیہ عن المواہب ور روایت فتاوی حمادیہ بہذہ العبارۃ واما رضاء الرجل وہو المدیون فلیس بشرط ذکرہ فی الزیادات ونیز روایت فتاوی احمدی ثبت ہو چکی ہے ونیز بحالت عدم لزوم دین محیل بذمۂ محتال علیہ و عدم وجود شئے محیل عند المحتال علیہ بھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ کافی مین مصرح ہے کہ حوالہ دو قسم ہے مقیدہ و مطلقہ مقیدہ وہ ہے کہ محتال علیہ پر محیل کا دین ہو یا اوسکے پاس کوئی عین ہو محیل کا بطریق غصب یا ودیعت یا اور طرح سے اور مطلقہ برخلاف اوسکے ہے اور قول بعض فقہا درباب تعریف حوالہ مطلقہ مقید اوسکا ہے کہ محیل حوالہ کو مقید بدین یا عین نہ کرے چنانچہ بفتاوی عالمگیری درباب تقسیم حوالہ مرقوم ہے وہی نوعان مطلقۃ و مقیدۃ فالمطلقۃ ان یرسل الحوالۃ ولا یقیدہا بشئے مما عندہ من ودیعۃ او غصب او دین او یحیلہ علی رجل لیس لہ علیہ شئی مما ذکرنا کذا فی التبیین باعتبار تعریف ثانی حوالہ مطلقہ محیل اپنا دین یا وہ شئے جو پاس محتال علیہ کے ہے محتال علیہ سے طلب کر سکتا ہے کما یفہم ہذا من روایۃ الوقایۃ ور روایات اکثر الکتب الفقہیۃ اور جب یا دای بعض ہندہ ونیز بشہادت شہود رضامندی بکر محتال علیہ و قبول حوالہ ثابت ہے تو اب انکار بکر محتال علیہ نسبت عدم قبول حوالہ غیر مقبول ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵

فی الواقع حضور محتال علیہ شرط صحت حوالہ نہین جیساکہ درر شرح غرر مین ہے الشرط قبول المحتال

او نائبہ ورضی الباقین لاحضورہما انتہی بلکہ رضاے محیل بھی بمذہب مختار شرط نہین ردالمحتار مین ہے

لایخفی ان اشتراط رضاء المحیل مبنی علی روایۃ القدوری وہی خلاف المختار انتہی بنا علیہ صورت

المسؤل عنہا مین محتال علیہ پر اداے بقیۂ دین بھی واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجے

عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفے

کتاب المناقب

۲۲۲ استفتا چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرح متین کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُمّی بودند یا نہ وامی بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم معجزۂ حضرت ست یا نہ وہر کہ گوید کہ آنحضرت صلعم قبل بعثت اطلاع بر سائر علوم میداشتند قول او خلاف قرآن واحادیث ست یا نہ ومصر بر چنین امور چہ حکم دارد بینوا توجروا

ہوالمصوب اطلاق اُمّی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در کلام مجید آمدہ است قال اللہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الأمی الآیۃ وقال فی معالم التنزیل ہو محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال ابن عباس ہو نبیکم کان امیا لایکتب ولایقرأ ولایحسب وہو منسوب الی الام ای ہو علی ما ولدتہ امہ وقیل ہو منسوب الی امتہ اصلہ امتی سقطت التاء فی النسبۃ کما سقطت فی المکی والمدنی وقیل ہو منسوب الی ام القری انتہی ملخصا ودر شریعت محمدیہ ثابت نگردید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیہ ومستقبلہ جزئیہ وکلیہ اطلاع داشتند الا ما شاء اللہ تعالی واللہ اعلم نمقہ ابوالحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عما صدر عنہ من الذنب الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

صح الجواب کتبہ محمد یوسف غفر اللہ ذنوبہ وکفر سیاٰتہ

محمد یوسف ۱۲۷۷

۲۲۳ استفتا چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شرع محمدی مین شائستہ ہو دین لونڈیان دو ہی قسم کی قرار پائی ہین ایک وہ جو زر خرید ہو دوسری وہ جو جدال وقتال کرکے معرکۂ جہاد مین ہاتھ آئے سو بی بی ہاجرہ زوجۂ ثانیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان دونون صورتون سے بری ہین کہ ہماری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے خلاصۃ الانبیا مین

یون لکھا ہے کہ سنان بن علون ایک بادشاہ تھا مقام مصر مین اوسنے جبکہ شہرۂ حسن بی بی سارہ زوجۂ اولی حضرات ابراہیم علیہ السلام کا سُنا تو بی بی صاحبہ موصوفہ کو پیش خود طلب کیا اور دست دراز کیا پس ہاتھ اُوس ناپاک کا خشک ہو گیا تب وہ خائف ہوا اور مستدعی اُس جناب طاہرہ سے دعا کا ہوا آپنے دعا کی ہاتھ اُوسکا اچھا ہو گیا تب اُسنے شکریہ مین بی بی ہاجرہ کو دیا اور کہا ہذا اجر تک یعنی یہ تیری اجرت ہے لہذا بسبب تمادی ایام کے یہ لفظ مخفف ہو کر ہاجرہ رہگئی اور تبیان کہ قدیم تفسیر ہے اور اب کتبخانۂ نواب مندراس کے یہان موجود ہے اُسمین بیٹی لکھا ہے مگر توریت مین لفظ جاریہ لکھا ہے تو اب اگر لفظ جاریہ پر خیال کیا جاوے تو لغت مین اُسکے معنی چند قرار پائے ہین ہلذا جاریہ بمعنی کشتی و آفتاب و دختر و کنیزک غیاث اللغات اور قاموس مین ہے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک لفظ کے چند معنی قرار پاوے تو پھر جو معنی جہان چسپان ہون لینا چاہیے اور مقام مذکورۂ بالا مین بہرصورت بیٹی کے ہی معنی موزون ہو سکتے ہین کیا وجہ کہ جب اتنا بڑا معجزہ اتنے بڑے بادشاہ نے برای العین مشاہدہ کیا تو وہ اُسکے عوض مین لونڈی دیا ہو کبھی عقل سلیم قبول نہ کرے گی لہذا امیدوار ہون کہ ثبوت دختر ہونے کا یا لونڈی ہونے کا از روے کتاب معتبر و روایات معتبرہ اہل اسلام سے تحریر کیجئے بینوا توجروا العبد نعمان خان وکیل سرکار

الجواب وہ درحقیقت کنیزک نہ تھین چنانچہ تفسیر کشاف و معالم و مدارک وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی تفسیر سے لونڈی ہونا ثبوت نہین جو کہے وہ کاذب ہے واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

محررہ سیف الدین جعفری ریواری سید سیف الدین احمد

ہوالمصوب عبارات مفسرین اور مورخین سے اشارۃ اور صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کنیزک تھین کیونکہ جمہور مفسرین قصۂ بادشاہ مصر مین یہ عبارت لکھتے ہین فوہبہا ہاجر اور علامہ مجیر الدین حنبلی مورخ انس جلیل فی تاریخ القدس والخلیل مین لکھتے ہین لما سار ابراہیم الی مصر و معہ سارۃ زوجتہ وہبہا فرعون مصر ہاجر فلما قدم الی الشام واقام بین الرملۃ وایلیا وکانت سارۃ لاتحبل وہبت ہاجر لابراہیم فواقعہا فحملت وولدت اسمعیل انتہی پس لفظ وہبہا اشارہ کا لصراحۃ ہے اس طرف کہ ہاجرہ کنیزک تھین اولا وس بادشاہ کی پھر جب سارہ کے ملک مین آئین انھون نے حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دیا کیونکہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے کہ ہبہ عرف اور شرع مین عبارت ہے اپنی ایک شَے

مملوک کو دوسرے کو دیدینے سے پس اگر ہاجرہ بیٹی ہوتین لفظ ہبہ کا اطلاق جائز نہوتا اور مورخ حسین دیار بکری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین قال ابن لهیعة ہاجر من ارض العرب من قریة کانت امام الفرما من ارض مصر کذا فی سیرة ابن ہشام ویقال ان ہاجر کانت قبل الرق بنت ملک من ملوک القبط فاخذ منہا ایاہا وخلی سبیلہا وقال ہذہ لک وکان لا یولد لابراہیم من سارة فوہبت سارة ہاجر انتہی یہ عبارت صریح ہے اس باب مین کہ ہاجرہ کنیزک تھین بادشاہ مصر کی بیٹی نتھین بلکہ قبل کنیزک ہونے کے وہ ایک بادشاہ کی بادشاہان قبط سے بیٹی تھین اور زیادہ تر صریح اس سے یہ عبارت ہے کہ اوسی تاریخ خمیس مین ہے دوسرے مقام مین فی معالم التنزیل ولد لابراہیم ثمانیة بنین اسمعیل وامہ ہاجر القبطیة ام ولد انتہی اور ہر کس پر روشن ہے کہ ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین کہ مولی اوس سے صحبت کرے اور اوسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہو اسکو اپنی طرف منسوب کرے اور جلال الدین سیوطی حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاہرة مین لکھتے ہین قال ابن عبد الحکیم حدثنا عمر بن صالح اخبرنا مروان القصاص قال صاہر الی القبط من الانبیاء ثلثة ابراہیم تسری ہاجر ویوسف تزوج بنت صاحب عین شمس ونبینا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تسری ماریة انتہی پس لفظ تسری صاف دال ہے کہ وہ کنیزک تھین اگر کسی کو شک ہووے کہ لونڈی بہ نسبت حرہ کے رذیل اور بیقدر ہوتی ہے پس حضرت اسمعیل نبی جلیل القدر اور نبی آخر الزمان کے اجداد مین ہین چونکہ لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے انکی ذات مین نقص آگیا پس اسکو یون دفع کریکہ اللہ جل شانہ کے نزدیک قدر اور عزت بحسب تقوے کے ہے نہ بحسب رقیت اور حریت کے قرآن مجید مین ارشاد ہوتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت ہاجرہ اگرچہ کنیزک تھین مگر بہ نسبت حضرت سارہ کے نہایت متقی اور پرہیزگار تھین کما لا یخفی علی من طالع کتب التفسیر والحدیث پس کسی طرح کا نقصان ذات اسمعیل مین نہین آیا بلکہ کمال حاصل ہوا اسی واسطے فقہا لکھتے ہین کہ جو شخص حضرت اسمعیل کی حقارت کی نیت سے کہے کہ وہ لونڈی کی اولاد سے ہین وہ کافر ہے لان تذلیل الانبیاء کفر اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ ہاجرہ والدۂ اسمعیل رذیل تھین پس اس سے ذات اسمعیل مین ہرگز نقصان نہین اتا غور کرنا چاہیے کہ اصل تمام بنی آدم کی حتی کہ جملہ انبیا کی ایک قطرۂ منی ہے کہ وہ نجس اور خراب ہے پھر اوس سے نقصان ذات آدمی مین نہین ہوتا ہے اور نبوا احمد ...

مفسرین کے باپ حضرت ابراہیم کے یعنی آذر کافر تھے لیکن اُس سے ذات ابراہیمی مین کچھ نقصان نہین آیا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

۲۲۳ استفتا چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ واعظی میگوید کہ از آیۂ و استغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات اذن شفاعت کبری برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاصل شدہ است ومنکر اذن شفاعت در دنیا کافر ست ونیز برای اثبات اذن در دنیا حدیث شریف کہ در مشکوۃ در باب سجدۂ شکر از سعد بن وقاص مرویست کہ آنحضرت فرمود امت خود را شفاعت کنم حق سبحانہ تعالی ثلث امت مرا بہ بخشد وبہمین طور بعد ہر دعا و سجود وعدہ بخشایش تمام امت میکنم پس آیا ازین آیت وحدیث اذن شفاعت در دنیا ثابت ست یا نہ وہر کہ گوید کہ اذن در دنیا نیست بلکہ در ینجا وعدہ صادق شدہ است ودر آخرت مطابق آن وعدہ اذن خواہد شد آنکس مصیب ست یا مخطی وہر کہ گوید درین دار دنیا اذن شدہ آنکس مخطی ست یا مصیب بینوا توجروا

ہو المصوب از احادیث کثیرہ وروایات عدیدہ این امر ثابت می شود کہ اذن شفاعت کبری برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت شدنی ست ودر دنیا اذن نشدہ البتہ وعدہ تفویض عہدۂ شفاعت گردیدہ وہمین ست مشرب فقہاء محققین ومذہب محدثین ومفسرین ابن حجر مکی در کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر می آرند روی الطبرانی بسند حسن مرفوعا یخرج من اہل ہذہ القبلۃ النار من لا یحصی عددہم الا اللہ بما عصوا اللہ واجتروا علی معصیتہ وخالفوا طاعتہ فیوذن لی فی الشفاعۃ فاثنی علی اللہ ساجدا فیقال لی ارفع راسک سل تعط اشفع تشفع وحدیث طویل کہ مشتمل بر احوال توسل اہل محشر بانبیاء است بروایت احمد وابو یعلی وبزار وابن حبان آوردہ فیقول عیسی لیس ذلک عندی ولکن انطلقوا الی سید ولد آدم فلیشفع لکم الی ربکم فینطلقون فیقول اللہ تعالی یا محمد ارفع راسک وقل واشفع باقیہ فینطلق جبرئیل بہ فیخر ساجدا قدر جمعۃ ثم یقول اللہ تعالی یا محمد ارفع راسک وقل یسمع واشفع تشفع وسیوطی در بدور سافرہ فی احوال الآخرۃ بروایت حاکم وبخاری ومسلم ذکر کردہ فیاتون عیسی فیقول لست بذلک ایتوا محمدا اغفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فیاتونی فاقوم حتی استاذن ربی مختصرا وبروایت احمد وابو یعلی آوردہ فیاتونی فیقولون یا محمد اشفع لنا الی ربک فاقول بہا حتی یاذن اللہ مختصرا وبروایت مسلم وحاکم آوردہ فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

فیقوم فیوذن له و بروایت طبرانی و ابن مبارک و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویه ورده فیاتون
عیسی فیقول ادلکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن الله لی ان اقول الله و بروایت ابو یعلی ذکر کرده فاسجد
سجدة یرضی بها عنی ثم امدحه مدحة یرضی بها عنی ثم یوذن لی بالکلام و عبدالوهاب شعرانی در کتاب
الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر می نویسند قال الشیخ محی الدین و انما اخبرنا صلی الله علیه وعلی آله وسلم
اول شافع واول مشفع شفقة علینا لنستریح من التعب الحاصل بالذهاب الی نبی بعد نبی فی ذلک الیوم
العظیم وکل منهم یقول نفسی نفسی فاراد اعلامنا بمقامه لنصبر فی مکاننا مستریحین حتی تاتی نوبته صلی الله
علیه وعلی آله وسلم وانما قال فی آخر الحدیث ولا فخر ای لا افتخر بکونی سید ولد آدم من الانبیاء فمن دونهم
وانما قصدت بذلک راحتکم من التعب یوم القیامة بحکم الوعد السابق لی من الله عز وجل ان اکون اول شافع
واول مشفع انتهی اور محی السنة بغوی تفسیر معالم التنزیل میں آیہ قل لله الشفاعة جمیعا کی تفسیر میں لکھتے ہیں قال
مجاهد لا یشفع احد الا باذنه اور نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم فاستاذن
علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض معناه فیوذن لی فی الشفاعة الموعودة بها اور ملا جلال دوانی
شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں والشفاعة لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن له الرحمن من
الانبیاء والمؤمنین بعضهم لبعض اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ام اتخذوا من دون الله
شفعاء ان فی یوم القیامة لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعة الا باذن الله فیکون الشفیع فی
الحقیقة هو الله الذی یاذن فی تلک الشفاعة و همچنین ست در بسیار کتب تفسیر و عقائد وغیره اما آیه واستغفر
لذنبک الخ پس در باب استغفار درین دار دنیا وارد ست نه در باب شفاعت در آخرت چنانچه بغوی
زیر همین آیه می نویسد امر بالاستغفار مع انه مغفور له لیستن امته انتهی و حدیث مذکور در سوال دلالت
بر اذن شفاعت در دنیا نمیکند بلکه محتمل هر دو امر ست و نصوص مذکوره صاف دلالت بر اذن بعد
قیامت میکنند و مسئله هذا چنان نیست که احد المتخاصمین کاذب فاسق شود درین باب احتیاطی باید
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

۲۲۵ **استفتا** کیا فرماتے ہیں علمای دین که ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی الله علیه وسلم کا ہے
یا نہیں اور جو کوئی ان دونوں کی طرف تحریرا یا تقریرا نسبت کفر کرے اوسکا کیا حکم ہے
هو المصوب اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف واقع ہے بعض ایمان بعد الاحیاء کے

قائل ہوئے ہین اور بعض احادیث احیاء کو موضوع کہتے ہین اور عدم ایمان کے قائل ہین اور بوجہ ہونے اونکے ارباب فطرت سے نجات کے قائل ہین علامہ جلال الدین سیوطی نے اس باب مین سات رسالے تحریر کیے ہین اور بشد و مد نجات ثابت کرتے ہین اور ملا علی قاری اور ابراہیم حلبی اونکے بعض رسائل کی رد لکھ چکے لیکن چونکہ اس باب مین دلائل متعارض ہین اسوجہ سے سکوت اسلم ہے اور یہ کہنا کہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہین یا فی النار ہین بڑی بے ادبی اور موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حموی شرح اشباہ مین لکھتے ہین اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہل ماتا علی الکفر ام لا فذہب الی الاول جمع منہم صاحب التیسیر وذہب الی الثانی جماعۃ ونفر من الجمع الاول قالوا بنجاتہما من النار وسئل القاضی ابو بکر ابن العربی احد الائمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان ابا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النار فاجاب بانہ ملعون لان اللہ تعالی قال ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار وقال السہیلی فی الروض الانف لیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ وامرنا ان نمسک اللسان اذا ذکر اصحابہ بما لشی یرجع ذلک الی العیب فیہم فلان نمسک عن ابویہ احق واحری فجملۃ المرام فی ہذہ المسألۃ ان ہذہ المسألۃ لیست من الاعتقادات فلا حظ للقلب منہا واما للسان فحقہ الامساک عما یتبادر منہ النقصان انتہی ملخصاً و مختصراً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۳۶ **استفتا** چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ در اکثر از تفاسیر سنیان مثل تفسیر کبیر و تفسیر واحدی وغیر آن مسطور ست کہ چون حضرت از حجۃ الوداع مراجعت فرمود و در موضع غدیر خم رسید آیۂ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک آہ نازل شد پس حضرت با وجود آن کہ موضع صلاحیت نزول نداشت و ہوا بحدی گرم بود اہتمام تبلیغ فرمودہ در موضع مذکور فرود آمد خطبہ بلیغہ برخواند کہ آخر آن حدیث مشہور خم غدیر ست من کنت مولاہ فعلی مولاہ و ہمین کہ از خطبہ فارغ شد آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم نازل گردید درین مقام مفسرین مذکور در وجہی نزد وجوہ شان نزول آیۂ اولی آوردہ اند انہا نزلت فی علی و در روایات آمدہ است کہ اصحاب جناب امیر علیہ السلام را

بشارت مولائیت دادند وحسان شاعر قصیدہ در مدح جناب امیر علیہ السلام انشاد فرمودہ بحضور
فائض النور جناب سرور کائنات گذرانید کہ در یکے از ابیات آن این الفاظ ست وجعلنا اماما
وہادیا الخ استفسار می رود کہ آیا روایت مذکورہ شان نزول آیہ اولی صحیح ست یا نہ در صورت
صحت مراد از قول او تعالی شانہ ما انزل الیک کہ حکم بتبلیغ مستقل ازوست بقول مفسرین انہا
نزلت فی علی تعلق بجناب امیر ع وارد چیست یعنی مراد از آن امامت یا ولایت وآیہ ثانیہ در خم غدیر
پس از خطبہ نازل شدہ یا بوقتی دیگر ومقامی دیگر در صورت اول مراد از اکمال دین واتمام نعمت
ہمان اظہار مولائیت جناب امیرست یا چیزے دیگر واگر مراد از آن مولائیت ست مولائیت
عبارت از ولایت پس اکمال دین واتمام نعمت بہ اظہار آن حسب اصول مقررہ چگونہ صحیح متصور
تواند شد وجوہ آن ارقام فرمودہ شود وحسان چون در قصیدۂ مذکور اشارہ طرف عطای منصب
امامت وولایت مطلقہ است بجناب امیر ع نمود حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورا زجر ومنع نفرمودند
بلکہ ثنا وصفت نمودہ در معرض قبول آوردند ازین معنی بدلالت عقلی واضح می شود کہ مراد حضرت
از الفاظ حدیث ہمان بود کہ حسان در قصیدۂ خود اثبات آن نمودہ جواب این امر نیز حوالۂ قلم ہدایت رقم
فرمودہ آید واضح باد کہ مستفتی سنی المذہب ست وبملاحظہ کتب مناظرہ خدشہ در دل افتاد دفعیۂ آن منیحو اہم

ہو المصوب نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم در خم غدیر نہ بود وروایت نزول بعض
در آن موضع قابل اعتبار نیست صحیح آنست کہ در حجۃ الوداع بمقام عرفات بروز عرفہ نازل شدہ
مراد از آن اکمال دین ست باتمام شرائع واحکام ومناسک وغیرہ وبامامت علی رضی اللہ عنہ
این آیت را علاقہ نیست سیوطی در تفسیر در منثور می نویسد اخرج الحمیدی واحمد وعبد بن حمید
والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن حبان والبیہقی فی سننہ قال
قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ فی کتابکم لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال
وای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر واللہ لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ فیہ
والساعۃ التی نزلت فیہا نزلت عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ انتہی وہمچنین ابن جریر از قتادہ وابن منذر
ابن جریر از شعبی واسحق بن راہویہ وعبد بن حمید وابن جریر از عمر رضی اللہ عنہ وطیالسی وعبد بن حمید
وترمذی وابن جریر وطبرانی وبیہقی از ابن عباس رضی اللہ عنہما وابن جریر والطبرانی از معاویہ رضی اللہ عنہ

وبزار وطبرانی وابن مردویه از سمره وغیرہم روایت کرده اند که نزول این آیت بروز عرفه شده چنانچه منجمله آن روایات در درمنثور مبسوط اند وابن تیمیه در منہاج السنه در رد قول علی که دعوی نزول این آیت بغدیر خم میکرد می نویسند ہذا من الکذب الموضوع باتفاق اہل المعرفة بالموضوعات وہذا العرفة اہل العلم بالحدیث ولہذا لا یوجد ہذا فی شیئ من کتب الحدیث التی یرجع الیہا اہل العلم بالحدیث انتہی ونیز می نویسند قد ثبت فی الصحاح والمسانید والتفاسیر ان ہذه الآیة نزلت علی النبی صلی اللہ علیه وسلم وہو واقف بعرفة وہذا مستفیض ومنقول فی کتب المسلمین وہذا الیوم کان قبل غدیر خم بتسعة ایام فانه کان یوم الجمعة تاسع ذی الحجة فکیف یقال انہا نزلت یوم الغدیر ونیز می نویسند ہذه الآیة لیس فیہا دلالة علی امامة علی بوجه من الوجوه بل فیہا اخبار اللہ باکمال الدین واتمام النعمة علی المؤمنین انتہی اما آیه یَا أَیُّہَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِن رَّبِّکَ پس شان نزولش این که ہر گاه آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم را کفار تکلیف دادند از تبلیغ دین دل نبوی تنگ شده ملالے بخاطر راه یافت برای دفع آن این آیت نازل شده حکم ساخت که اے رسول تبلیغ کن احکام الہی را بغیر خوف وملال که حق جل شانه حافظ تست ودرین آیت تعمیم تبلیغ احکام الہی ست از امامت علی وغیره علاقه نیست وانچه در بعض تفاسیر نزولش در شان امامت وولایت علی مذکور ست ثعلبی وغیره آنرا روایت کرده است نزد محققین قابل اعتبار نیست در منہاج السنه می نویسد اتفقوا علی ان الحدیث المذکور الذی رواه الثعلبی فی تفسیره ہو من الموضوع واما قصه من کنت مولاه فعلی مولاه اگرچه صحیح ست لیکن در آن ذکر خلافت نیست مولا بمعنی ناصر ومحب ومقتدی وغیر ذلک آمده است این قدر برای عاقل کافی ست اگر درین قصه یا در آیات مذکوره اشاره خلافت علی رض بودے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم بروقت منازعت مہاجرین وانصار حضرت علی این حجج را پیش فرمودے واذ لیس فلیس وہمچو مباحث مستفتی را باید که مطالعه کتبے کند که در رد روافض تالیف شده اند مثل منہاج السنة لابن تیمیه که عمده ترین تصنیفات درین بحث است وتحفه اثنا عشریه وغیره را تا رفع خلجان گردد۔ واللہ اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چه می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین که زید عقیده دارد که خلفائے جناب سرور کائنات علیه الف الف تحیات فضائل بسیار دارند لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہه فضیلت

بماه جمادی الثانی سنه ۱۲۹۲ ہجری مرسله مولوی عبد الحکیم صاحب از کلکته مقام مٹیا برج مکان منشی امداد خان

تمسک همی و دمک دمی این طور دارند که بر فضائل دیگر خلفای ثلثهٔ اولی فضیلت دارد و بهمین وجه حضرت علیؓ را بر ثلثهٔ اولی فضیلت در زعم خود میدهد و میگوید که اگرچه ثلثهٔ ممدوحهٔ اولی را فضائل دیگر هستند مگر کدامی فضیلت مثل این فضیلت حضرت نیست پس ازین فضیلت جزئیه فضیلت کلیه لازم آمد حضرت علی را بر دیگرها بینوا توجروا

هو المصوب اهل سنت که به فضیلت حضرت صدیق رضؓ قائل اند مراد شان فضیلت من حیث کثرة الثواب ست نه مطلقا پس اعتقاد وجود بعض فضائل در حضرت مرتضی رضؓ اختصاص شان بآن منافی عقیدهٔ اهل سنت نخواهد بود و این فضیلت جزئیه مرتضی قادح افضلیت صدیقیه نخواهد شد جلال الدین دوانی در حواشی جدیده شرح تجرید می نویسد انما اختلفوا فی الافضلیة من حیث الثواب کما هو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اهل السنة رجحان علی رضؓ فی کثیر من الفضائل علی غیره انتهی و همچنین ست در شرح عقائد عضدیه وغیره والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۲۲۸ شیخ محدث دهلوی در مدارج می فرماید که به بست و ششم ماه صفر روز دوشنبه رسول الله صلی الله علیه وسلم اسامه را بر جنگ رومیان گماشت و بست و هشتم روز چهارشنبه طبع مبارکش دردمند شده انتهی و باز می فرماید به یازدهم ربیع اول مرض به آنحضرت صلی الله علیه وسلم غلبه کرده و بروز دوازدهم روز دوشنبه بود وفات یافت انتهی و همچنین در روضة الاحباب وغیره نیز مذکور ست حالانکه اگر هر دو تاریخ صفر حساب کنند تاریخ دوازدهم بروز دوشنبه نمی تواند شد نه بحساب بست و نه و نه بحساب سی روز بینوا توجروا

هو المصوب مخفی نماند که وفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروز دوشنبه بماه ربیع اول بود بالاتفاق اما آن روز کدام تاریخ بوده پس درین باب اختلاف است آنچه که بین الناس مشهور و در اکثر کتب مذکور است این ست که روز دوشنبه دوازدهم ربیع اول بوده لیکن این امر ممکن نیست بدین وجه که غرهٔ ذیحجه سنه ۱۰ هجری باتفاق ارباب سیر وغیره روز پنجشنبه بود چه حج نبوی که آنرا حجة الوداع نامند بروز جمعه واقع گشته بالاتفاق پس روز جمعه نهم ذیحجه بود و این امر قطع نظر از تصریح ارباب سیر در روایات حدیث هم ثابت است و کسی را درین باب اختلاف نیست بنا علیه ممکن نیست که دوازدهم

[illegible] ضلع [illegible] مولوی محمد [illegible] در ماه محرم سنه ۱۲۹۶ هجری

ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ واقع گردد چہ اگر ہر سہ ماہ یعنی ذیحجہ و محرم و صفر سی روز قرار داده شوند پس غرۂ محرم بروز شنبہ و غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز چہار شنبہ واقع خواہد شد برین تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول ششم و دوشنبہ دوم سیزدہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ بست و نہ روز قرار یابند غرۂ محرم بروز جمعہ و غرۂ صفر بروز شنبہ و غرۂ ربیع اول بروز یکشنبہ خواہد شد و برین تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول تاریخ دوم و دوشنبۂ دوم نہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ مختلف باشند پس از دو حال خالی نیست یا غرۂ محرم بروز جمعہ باشد یا بروز شنبہ بحساب نقصان ذیحجہ یا کمال آن چہ غرہ اش اتفاقا بروز پنجشنبہ بوده پس اگر غرۂ محرم بروز جمعہ باشد از دو حال خالی نیست محرم کامل گرفتہ شود و صفر ناقص یا بالعکس بر تقدیر اول غرۂ صفر یکشنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود و بر تقدیر دوم غرۂ صفر شنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبہ اول ربیع غرہ و دوشنبۂ دوم ہشتم خواہد شد و اگر غرۂ محرم بروز شنبہ گرفتہ شود پس اگر محرم کامل و صفر ناقص گرفتہ شود غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز سہ شنبہ می شود و بعکس آن غرۂ صفر بروز یکشنبہ و غرۂ ربیع سہ شنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبۂ اول ربیع ہفتم و دوشنبۂ دوم چہار دہم خواہد شد و سوای این احتمالات احتمالی دیگر در عالم وقوع نیست کہ بر آن بودن دوشنبۂ دوازدہم ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری کہ سال وفات نبوی ست مستقیم گردد و علمای محققین درین باب مختلف شده اند بعض بر مجرد اشکال کفایت کرده سکوت ساختند چنانچہ امام یافعی در تاریخ خود مرآۃ الجنان می نویسند وفیما قیل انہ توفی الثانی عشر منہ اشکال من اجل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت وقفتہ بالجمعۃ فی السنۃ العاشرۃ اجماعا فاذا کان کذلک لا یتصور وقوع یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من السنۃ التی بعدہا و ذلک مطرد فی کل سنۃ یکون الوقفۃ قبلہ بالجمعۃ علی کل تقدیر من تمام الشہور و نقصانہا و تمام بعضہا و نقصان بعض انتہی و بعض تقدیر کمال ہر سہ ماہ اختیار کرده تاریخ وفات سیزدہم را مرجح ساختہ چنانچہ ابن رجب دمشقی در لطائف المعارف می نویسند اختلفوا فی تعیین ذلک الیوم من الشہر فقیل کان اولہ وقیل کان ثانیہ وقیل ثانی عشرۃ وقیل ثالث عشرۃ وقیل خامس عشرۃ و المشہور بین الناس انہ کان ثانی عشر ربیع الاول وقد رد ذلک السہیلی وغیره بان وقفۃ حجۃ الوداع فی السنۃ العاشرۃ وکانت الجمعۃ وکان اول ذی الحجۃ الخمیس ومتی کان کذلک لم یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول سواء حسبت الشہور الثلثۃ اعنی ذا الحجۃ ومحرما وصفر اکلہا کاملۃ او ناقصۃ او بعضہا کاملۃ و بعضہا ناقصۃ و انا اجیب عن ہذا

بجواب حسن وہو ان ابن اسحق ذکر انہ صلعم توفی لاثنتی عشرۃ لیلۃ ربیع الاول وہذا یمکن فان العرب تورخ باللیالی دون الایام ولکن لاتورخ الا بلیلۃ مضی یومہا فیکون الیوم تبعا اللیلۃ وکل لیلۃ لم یمض یومہا لم یعتد بہا ورخ فیوم الاثنین الذی توفی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثالث عشر الشہر لکن لما لم یکن یومہ قد مضی لم یورخ بلیلۃ انتہی وبعضے تاریخ دوم وبعضے غرہ وبعضے چہار دہم را اختیار کردند ابو عبد اللہ محمد الزرندی المدنی در کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام می نویسد اتفق العلماء واہل السیر علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی یوم الاثنین فی ربیع الاول غیر ان اکثرہم قالوا فی الثانی عشر منہ ولا یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر لاجماع المسلمین علی ان وقفۃ عرفۃ کانت فی حجۃ الوداع یوم الجمعۃ وہو تاسع ذی الحجۃ وکان اول ذی الحجۃ یوم الخمیس وکان اول المحرم اما الجمعۃ واما السبت فان کان الجمعۃ فقد کان صفر اما السبت واما الاحد فان کان السبت فقد کان الربیع اما الاحد او الاثنین وکیف ما دارت الحال علی ہذا الحساب فلا یکون یوم الاثنین الثانی عشر من الربیع بوجہ وذکر الطبری عن ابن الکلبی انہ توفی فی الثانی من الربیع قال السہیلی ہذا وان کان خلاف الجمہور فانہ لا یبعد ان کانت الثلثۃ الاشہر التی قبلہ من تسعۃ وعشرین ونقل الخوارزمی انہ توفی فی اول یوم من الربیع وہذا اقرب فی القیاس مما ذکرہ الطبری ونقل الاستاذ ابو سعید عبد الملک الواعظ فی کتابہ شرف المصطفی انہ توفی یوم الاثنین للنصف من ربیع الاول وہذا اقرب انتہی ودرینجا احتمالے دیگرست کہ در سنہ در مدینہ طیبہ بسبب اختلاف مطالع یا امور آخر غرۂ ذی حجہ بروز جمعہ شدہ باشد وبہ تکمیل ہر ماہ غرۂ ربیع در سنہ بروز پنجشنبہ شدہ باشد بریں تقدیر البتہ دوازدہم بروز دوشنبہ واقع خواہد شد لیکن بریں تقدیر لازم خواہد شد کہ چار ماہ متوالی بمدینہ کامل حساب کردہ شدہ باشد کہ در فتح الباری وارشاد الساری وغیرہ شروح صحیح بخاری مصرح ست کہ غرۂ ذیقعدہ سنہ در مدینہ بروز چہار شنبہ بودہ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ برای حج بروز شنبہ تاریخ بست و پنجم ذیقعدہ از مدینہ روانہ شدند در اثنائے راہ ہلال ذی حجہ بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ بروز چہار شنبہ دیدہ شد پس اگر بحساب کمال ذیقعدہ ہلال ذی حجہ بروز پنجشنبہ در مدینہ شدہ باشد غرہ بروز جمعہ قرار دادہ خواہد شد وبہ تکمیل ذی حجہ غرۂ محرم بروز یکشنبہ وبہ تکمیل محرم غرۂ صفر بروز سہ شنبہ وبہ تکمیل صفر غرہ ربیع بروز پنجشنبہ خواہد شد وہذا فان کان نادر الوقوع لکنہ لیس بخارج عن حیز الامکان لیکن بریں تقدیر بروز چار شنبہ سلخ ماہ صفر خواہد بود نہ بست و ہشتم صفر

بالجملہ بودن بست وہشتم صفر روز چارشنبہ وبودن دوازدہم ربیع روز دوشنبہ بوجہ من الوجوہ صحیح نمی تواند شد ودر تاریخ سعید محمد گازرونی می نویسد ابتداء مرضہ فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل فی مفتتح الربیع الاول انتہی ودر تاریخ خمیس میگوید فی ہذہ السنۃ کانت سریۃ اسامۃ الی اہل ابنی کانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر فلما کان یوم الاربعاء بدأ مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وروی انہ ابتدأ بہ صداع فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل بل فی مفتتح الربیع الاول وفی الوفاء مرض بعشر بقین منہ وذکر الخطابی ان ابتداءہ یوم الاثنین وقیل السبت وقیل الاربعاء قال الحاکم انتہی ازہمچو اختلافات برخذ ماصفا ودع ماکدر عمل کردن لازم است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

۲۲۹ **استفتا بطور مکتوب** بخدمت ذوالفضل والمکرمت مصدر الفضائل منبع الفواضل جناب مولانا مولوی محمد عبدالحی صاحب لازالت شموس فیوضکم بازغۃ کمترین نیازمندان خلیل احمد بعد تبلیغ تسلیمات وتحیات مسنونہ کے ملتمس ہے کہ کتاب عبقات الانوار مولفہ حامد حسین لکھنوی سرسری نظر سے گذری اس مین ایک روایت جس کو درباب خلافت بلافصل حضرت علے رض وبطلان خلافت شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین نص صریح سمجھا ہے اور برعم خود علماے اہل سنت سے نقل کیا دیکھے اس مین حوالہ ایسے کتب مصنفین کے دیے ہین جنکے حالات سے سنیان بھی آشنا نہین باعتماد وسعت علم ونظر ووفور فیض وکرم جناب سامی کو استفتاء چند امور سے تکلیف دیتا ہون براہ عنایت جواب عنایت ہو اور بہت جلد عنایت ہو اول روایت خیال فرمائے بدرالدین محمد عبداللہ شبلی حنفی درکتاب آکام المرجان فی احکام الجان میگوید وقد ورد ما یدل علی ان ابن مسعود حضر لیلۃ الجن بمکۃ غیر لیلۃ الحجول فقال ابونعیم نا سلیمان بن احمد نا محمد بن عبداللہ الحضرمی نا علی بن الحسین بن ابی بردۃ البجلی نا یحیی بن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح نا سعید بن مسلم عن ابی مرۃ الصنعانی عن ابی عبداللہ الجدلی عن عبداللہ بن مسعود قال استتبعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فانطلقت معہ حتی بلغنا اعلی مکۃ فخط علی خطا وقال لاتبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی وبینہ فاخترطت

السیف وقلت لا ضرن حتی استنقذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکرت قولہ لا تبرح حتی آتیک فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا قائم فقال مازلت علی حالک قلت لو مکثت شہرا لما برحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت انا وانت الی یوم القیمۃ ثم شبک اصابعہ فی اصابعی وقال انی وعدت ان تؤمن بی الجن والانس فاما الانس فقد آمنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن اجلی الا قد اقترب قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابا بکرؓ فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمرؓ فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ این حدیث ابونعیم تاج المحدثین سفیان روایت کردہ وبتغیر یسیر امام احمد حنبل نیز روایت کردہ قد روی الامام احمد عن عبد الرزاق عن ابیہ عن میناء عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فتنفس فقلت مالک یا رسول اللہ نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر قال فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ماشانک بابی وامی یا رسول اللہ نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت عمر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ماشانک نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ النعیم وصاحب آکام المرجان از فقہاء وعلمای اعیان وفضلاء وجہای محدثین عالی شان ست ذہبی در معجم مختص گفتہ محمد بن عبد اللہ الفقیہ العالم المحدث بدر الدین ابو البقاء الشبلی السابقی الدمشقی الحنفی ومصطفی بن عبد اللہ القسطنطینی الچلپی در کشف الظنون گفتہ آکام المرجان للقاضی بدر الدین آلخ وسیوطی ہم در رسالۂ تحفۃ الجلساء برؤیۃ اللہ للنساء از ونقل آوردہ موفق بن احمد المعروف باخطب خوارزم در کتاب مناقب علیؓ این روایت آوردہ وملا عمر در وسیلۃ النجاۃ المتعبدی نقل کردہ وشہاب الدین احمد در کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل گفتہ رواہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ دلائل النبوۃ وعبد القادر بن محمد الطبری کہ او از اکابر علمای مکۂ معظمہ است در کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ از دلائل النبوۃ مبسوط این نقل کردہ انتہی عبارۃ العبقات مختصرا بس امور مستفسرہ یہ ہیں کہ بدر الدین صاحب آکام معتبر علماء سے ہے یا نہیں اور کتاب آکام پایۂ اعتبار کو پہونچی ہے یا نہیں اور مصطفی بن عبد اللہ

و ذہبی وغیرہ سے جو تعدیل نقل کی ہے یہ تعدیل اور معدل بھی قابل اعتماد ہین یا نہین سیوطی تو معتبر مشہور ہین جیسے اخطب خوارزم یمانی کذاب غیر معتبر با اینہمہ یہ روایت ابو نعیم اور امام احمد نے نقل کی ہے یا نہین در صورتیکہ نقل کی ہے تو اسکی کیا توجیہ ہوگی اور دوسری روایت کے ساتھ جسمین لیلۃ الجن عدم ہمراہیت مذکور ہے ولیکن فقدناہ مذکور ہے کیونکر توافق ہوگا آیا واقعہ متعدد پر محمول ہوگا یا دوسری توجیہ کیجائیگی فقط فوائد بہیہ مین جو بعنایت جناب مولانا حامد حسین صاحب میرے پاس پہونچی بدر الدین کو دیکھا گیا مگر نہین ملا اس سوال کے جواب کا امیدوار ہون مفصل با اسناد و شواہد تحریر ہو فقط ملتمس خلیل احمد از مدرسہ عربی اسلامی

ریاست بہاولپور یکم رجب یوم پنجشنبہ سنہ ۹۷ ہجری

از محمد عبدالحی عفا عنہ بخدمت مولوی صاحب مجمع علوم منبع فہوم جناب مولوی خلیل احمد صاحب دامت مکارمہ بعد اہدای ہدیۂ سلام مسنون مع ضمیمۂ شوق مشحون ابراز مضمون یہ ہے عنایت نامہ مورخہ یکم رجب پہونچا مضمون مندرج معلوم ہوا بسبب قلت فرصت کے تحریر جواب مین تاخیر ہوئی معاف فرمائیے گا حقیقت امور مستفسرہ کی یہ ہے کہ مؤلف آکام مرجان معتبر ہے جو توثیق حامد حسین نے اوسکی ذہبی وغیرہ سے نقل کی وہ ٹھیک ہے مین نے بھی اونکا حال فوائد بہیہ کی تعلیقات مین لکھدیا ہے صفحہ ۱۷۱ مین ملاحظہ فرمائیگا اور دونون روایتین جو حامد حسین نے نقل کین ایک تخریج ابو نعیم دوسری تخریج امام احمد وہ دونون بجنسہ آکام المرجان مین باب نوزدہم مین مذکور ہین مگر روایت امام احمد مین میناء مولی عبدالرحمن بن عوف ابن مسعود سے راوی ہے اور میناء کے باب مین لسان المیزان للحافظ ابن حجر مین اور میزان الاعتدال للذہبی مین ساقط مرقوم ہے اور ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ کے مقدمہ مین لکھا ہے

میناء بن ابی میناء مولی عبدالرحمن بن عوف روی عن مولاہ وعن عثمان وابن مسعود قال ابو حاتم کذاب

لیکن چونکہ روایت ابو نعیم وغیرہ مین ابو عبداللہ جدلی کی متابعت مروی ہے اسوجہ سے یہ حدیث ساقط نہین غایۃ الامر یہ کہ ضعیف ہوگی بضعف منجبر اور بلحاظ تعدد طرق اس حدیث کو مرزا محمد معتمد خان بدخشی نے رسالۂ تحفۃ المحبین فی مناقب الخلفاء الراشدین مین منجملہ احادیث حسان کے مذکور کیا ہے اور اس حدیث مین جو شرکت ابن مسعود کی لیلۃ الجن مین

مذکور ہے وہ منافی روایت فقدناہ لیلۃ الجن کے نہین ہے بوجہ اسکے کہ یہ دو واقعہ ہین آکام المرجان مین مفصلاً ذکر کیا ہے کہ لیلۃ الجن چند مرتبہ واقع ہوئی بعض لیالی مین ابن مسعود شریک تھے اور بعض مین نہین باقی رہا استدلال حامد حسین کا ساتھ اس روایت کے اوپر خلافت مرتضوی کے وہ صحیح نہین حقیقۃ الامر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استخلاف صریح کسی کے باب مین منظور نہ تھا بدین خیال کہ اگر صراحۃً کسی کا استخلاف کیا جاوے اور بعض لوگ اوسکی اتباع نکرین تو وہ مستحق عذاب ہو جاوینگے جیسا کہ سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین وہ ذلک

ای عدم استخلافہ قال البزار فی مسندہ حدثنا عبداللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحیی بن الیمان حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا قال ان استخلفت علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب واخرجہ الحاکم فی المستدرک انتہی اسیوجہ سے ابن مسعود نے جب ابوبکر رض وعمر رض کی استخلاف کیواسطے عرض کیا آپنے اعراض وسکوت فرمایا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعراض یا سکوت بسبب عدم استحقاق خلافت ادر علی مرتضی رض کے باب مین آپنے نعم وغیرہ کلمات دال استخلاف مرتضوی پر ارشاد نہین کئے تا مطلب رفاض ثابت ہو بلکہ آپکو چونکہ معلوم تھا کہ مرتضی سے لوگ مخالفت کرینگے اور زمانۂ خلافت مین انکے فتن عدیدہ ہونگے اسوجہ سے آپنے اونکی اطاعت واتباع کی ترغیب فرمائی وبالجملہ فلیست الروایۃ صریحۃ فی استخلافہ ولا فی استحقاقہ بالنسبۃ الی غیرہ ومن ادعی فعلیہ البیان واللہ اعلم بما فی ضمیر نبیہ صلعم امید کہ ہمیشہ از امور متعلقہ فقیر اطلاع دادہ باشند والسلام

کتاب النوادر

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ایسے موی مبارک کی زیارت کی نسبت اور نیز اوس محفل زیارت مین شرکت کی بابت جو بغیر اسناد صحیح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اوس مجلس زیارت مین بعض منہیات شرعیہ اور بدعات سئہ کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے یعنی شب زیارت کو کثرت سے چراغان روشن کیے جاتے ہین نوبت وشہنائی ہنوبت بجائی جاتی ہے آتشبازی بھی چھوٹتی ہے راگ بھی مع مزامیر وغیرہ

ہوتا ہے غرضکہ جملہ رسومات شادی اوس محفل زیارت مین ادا ہوتے ہین اور اسباب عیش وطرب مہیا کیے جاتے ہین صبح روز زیارت کو مالیدہ پر آنحضرت کی روح پُر فتوح پر فاتحہ مرسومہ کرنا بھی واجبات سے خیال کیا جاتا ہے اور نیز ارشاد ہو کہ شیفتگان موی مبارک اکثر نقد وجنس بطور نذر و نیاز کے موی مبارک پر چڑھاتے ہین اوسکا لینا کیسا ہے اور کسکو لینا چاہیے اور کسیقدر اراضی وغیرہ بطور اعانت عرس موی مبارک کے سلاطین اہل اسلام کے عہد سے معاف چلی آتی ہے اوسپر خادمان موے مبارک کا متصرف ہونا اوسمین سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ چلانا شرعًا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب جاننا چاہیے ہر مسلمان کو کہ جن چیزون کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا علاقہ ہے خواہ وہ موی مبارک ہو خواہ جُبّہ مبارک ہو خواہ نعلین پاک ہون خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا ہو یا اور کسی طرح آنحضرت سے اوسکو علاقہ پیدا ہوا ہو ایسی تمام چیزونکی تعظیم کرنا اور اون سے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل غایت محبت نبوی ہے اور جملہ آثار محمدی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہاے اسلام سے ہے اس باب مین کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہین ہے اور اسمین شبہہ نہین ہو سکتا کہ ایسے آثار و مشاہد کی تعظیم و تکریم اور اونسے برکت حاصل کرنا در اصل تعظیم و تکریم جناب احمدی کی ہے جو راس الایمان ہے اور ثبوت اسکا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابۂ کرام سے ہوتا ہے چنانچہ موی مبارک کی تعظیم اور برکت حاصل کرنے کی نسبت عثمان

ابن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے ارسلنی اہلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شئی بعث الیہا مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخضخضتہ لہ فشرب منہ قال فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء

رواہ البخاری ترجمہ عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہین کہ بھیجا مجکو میرے گھر والون نے حضرت ام سلمہ کے پاس ایک پیالہ پانی کا لیکر اور عادت سکی یہ تھی کہ جب کسی آدمی کو نظر لگتی یا اور کچھ بیماری ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیجا کرتا پس ام سلمہ رسول اللہ صلعم

موی مبارک نکالتین اور وہ اوسکو ایک چاندی کی ڈبیا مین رکھا کرتی تھین پس اوسی موے مبارک کو اوسی پانی مین ڈال کر ہلا دیا کرتی تھین اور وہ اوسکو پی لیا کرتا تھا پس مین نے جھانک کر ڈبیا مین دیکھا تو اوسمین چند بال تھے سرخ رنگ کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور جبۂ مبارک کی تعظیم اور اوس سے برکت حاصل کرنے کی نسبت حضرت اسماء بنت ابی بکر ہمشیرۂ خاص حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا رواہ مسلم **ترجمہ** حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ اونھون نے نکالا ایک جبہ طیلسان کا کسروانی کہ اوسمین گریبان پر ریشمی سنجاف تھی اور دونون چاکون پر اوسکے ریشمی سنجاف تھی اور کہا کہ یہ جبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضہ کے پاس رکھا تھا پس جب عائشہ رضہ نے انتقال کیا تو یہ جبہ مین نے لے لیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اور اب ہم اوسکو دھوکر مریضون کو پلاتے ہین کہ اوسکی برکت سے شفا حاصل کرین روایت کی مسلم نے اور اس سے بڑھکر یہ ثابت ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے آثار مبارک کو تبرکاً اورون کو عطا فرمایا ہے اور بطریق تبرک اوسکا استعمال کرایا ہی چنانچہ باب حجۃ الوداع مین حضرت انس سے مروی ہے قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ فرماہا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس رواہ الشیخان **ترجمہ** حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے منی مین پس جمرہ کی جگہ آکر رمی کی پھر آپ اپنے خیام گاہ پر مراجعت فرماکر قربانی کی پھر حجام کو بلا کر جانب یمین سر مبارک اوسکی طرف کی اوسنے حلق کیا پھر ابوطلحہ انصاری کو بلا کر وہ موی مبارک دیدیے پھر حلاق کو دوسری شق بیسار کی دی اور فرمایا کہ حلق کر چنانچہ اوسنے حلق کیا تو فرمایا ابوطلحہ کو دیکر کہ یہ سبکو بانٹ دے اور ایسیہی مروی ہے حضرت ام عطیہ سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تکفین کے قصہ مین انہا قالت فالقی حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ **ترجمہ** حضرت ام عطیہ فرماتی ہین کہ حضرت نے

اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس کپڑے کو سب کپڑون سے پہلے پہنا کر کفن دو یعنی اوسکو بدن سے متصل رکھو اور یہ حدیث دلیل ہے برکت حاصل کرنے مین صلحاء کے آثار سے چنانچہ صاحب لمعات نے اسکے تحت مین افادہ فرمایا ہے وہذا الحدیث اصل فی التبرک باثار الصالحین ولباسہم الخ ترجمہ صاحب لمعات نے افادہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ حاصل کرنے برکت کے ساتھ آثار صلحا اور لباس اونکے کے اور اسیطرح جن چیزونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اونکی برکت ثابت ہے چنانچہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من ماء فی قربۃ معلقۃ قائما فقمت الی فیہا فقطعتہا ترجمہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور ایک مشکیزہ لٹکتا تھا اوسکے منہ سے منہ لگاکر آپنے پانی پیا پس مین نے اوس مشکیزے کے دہانے کو تراش رکھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا مین افادہ فرمایا ہے ومن اعظامہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاہدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاہدہ وما لمسہ علیہ الصلوۃ والسلام وایضا قال کانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوۃ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحابہ لکثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین الخ ترجمہ اور قاضی عیاض نے کہا کہ منجملہ تعظیم آنحضرت صلعم کے تعظیم ہے آپکے تمام اسباب کی اور بزرگی آپکے تشریف لانیکی مقامات اور مکانون کی مکہ مین ہون یا مدینہ مین اور آپکے عبادت کرنے کے مقامات اور جن چیزون کو آپنے ہاتھ لگایا رحمت ہوجیو اللہ کی آپ پر اور سلام نیز کہا عیاض نے کہ حضرت خالد کی ٹوپی مین چند موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے پس گر گئی ٹوپی اونکی ایک لڑائی مین پس دوڑے اوس ٹوپی کے واسطے کہ اوس موقع پر اونکے ساتھیون نے ناپسند کیا اوس جگہ کے قتل و قتال کے اندیشے سے تو حضرت خالد نے فرمایا کہ مین کچھ اوس ٹوپی کے لیے نہین گھبرایا تھا بلکہ اسلیے کہ اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک تھے مجکو اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ مشرکین کے ہاتھ لگے اور مین اوسکی برکت سے محروم ہوجاؤن وایضا قال القاضی وحکی عن عبد الرحمن السلمی عن احمد بن فضلویۃ الزاہد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مست القوس بیدی الا علی طہارۃ

منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ الخ ترجمہ اور نیز کہا قاضی نے کہ مروی ہے عبدالرحمن سلمی سے وہ روایت کرتے ہین احمد بن فضلویہ زاہد سے اور وہ منجملہ غازیون تیرانداز کے تھے اونھون نے کہا کہ جب سے مین نے یہ سُنا کہ میری کمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا اوس وقت سے مین نے اوسکو کبھی بے وضو نہین چھوا وایضا قال رأی ابن عمر رضہ واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی جبہتہ الخ ترجمہ اور کہا قاضی نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو لوگون نے دیکھا کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تھے اوس جگہ ہاتھ لگاکر پیشانی پر مس فرماتے تھے پس ان تمام احادیث وروایات سے اہل ایمان کی نظر مین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جملہ آثار ومشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور انکی تعظیم کرنا مجموعہ نعمای الٰہی سے ہے اور اس قسم کی برکت اور تعظیم کا ثبوت خود آنحضرتؐ وصحابۂ کرام کے افعال مبارک سے ظاہر ہوتا ہے لیکن مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر نظر کرے کہ جسطرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت وتعظیم کا ثبوت ہوتا ہے اسی طرح تعظیم وبرکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی انھین احادیث سے ثابت ہوتا ہے پس جسطرح وہ شخص جو منکر برکت آثار نبویہ ہو بددین اور گنہگار رہے اسی طرح وہ شخص جو خلاف طرق مرویہ حدیث کے کوئی خاص طریقہ تعظیم کا اپنی طرف سے اختراع کرے وہ مبتدع اور مخالف سنت سمجھا جاویگا اسلیے کہ مخالفت سنت مین دونون برابر ہین اور یہ اوس صورت مین ہے جبکہ اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر خاص صریح منہیات شرعیہ اور محرمات یقینیہ سے شامل نہو اور اگر اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جاے تو ایسی حالت مین دو نقصان ہونگے ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا ارتکاب اوران دونون باتون کا حکم یہ ہے کہ انکا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہے دوسرے اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جو تعظیم اور برکت آنحضرتؐ کے آثار کے واسطے ثابت ہے وہ آنحضرتؐ ہی کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آنحضرتؐ کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے حرام ہے پس ضرور ہوا کہ جب کسی خاص جُبہ اور خاص لباس اور خاص موکی نسبت یہ دعویٰ کیا جاوے کہ یہ آنحضرتؐ کے آثار ہین تو اول اس بات کا یقین حاصل کیا جاوے کہ یہ آثار فی الواقع آنحضرتؐ کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے ہین جنکو

آنحضرت صلعم کی طرف کسی طمع سے منسوب کر دیا ہے تاکہ اس یقین سے غیر کے آثار کے ساتھہ آنحضرتؐ کے آثار کا سا برتاؤ لازم نہ آوے اور اس قسم کے یقین کا حصول ایسے امور کی نسبت بغیر اوس طریقہ کے متعذر ہے جسکو ہمارے محدثین رحمہم اللہ نے روایت حدیث مین اختیار کیا ہے کیونکہ اثبات آثار نبوی بھی حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہی طریقہ مسلوک ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ان آثار کا ثبوت ایسے طرق روایت پر موقوف ہو تو اوسکی صحت و عدم صحت بھی صحت اسناد اور عدم صحت اسناد پر موقوف ہوگی اور جس صورت مین اوسکے واسطے سند ضعیف بھی میسر نہو تو صرف چند جاہلونکے مخترنامے کب اوسکو ثابت کر سکتے ہین پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بلا شبہہ تعظیم آثار نبوی علامات ایمانی مین سے ہے جسکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے لیکن وہ تعظیم اور تبرک منحصر ہے انھین طرق مین جو احادیث سے ثابت ہین اور یہ تعظیم فرع ہے اس بات کی کہ ان آثار وتبرکات کا انتساب آنحضرتؐ کی ذات پاک کی طرف صحیح ہوا ور صحت انتساب موقوف ہے صحت روایت پر پس جو آثار بصحت روایت ثابت ہین بلا شبہہ اونکی تعظیم صحابۂ کرام کے طریقہ کے بموجب کرنی چاہیے اور اونسے برکت حاصل کرنے مین کوئی شبہہ نہین اور جو بصحت روایت ثابت نہین ہین اونکے ساتھ بلا تحقیق وہ معاملہ کرنا جو آنحضرتؐ کے آثار ثابتہ کے ساتھ کرنا چاہیے ایسا ہے جیسا کہ بلا سند کے کلام کو حدیث کہنا اور اوسپر عمل کرنا جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے قال ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طرف کسی بات کے منسوب کرنیسے خوف خدا کرو اور بغیر تحقیق کے مجھسے کوئی روایت مت کرو کیونکہ جو مجھپر جھوٹ باندھے جان بوجھ کر وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین کرلے پس واجب ہے ہر مسلمان پر یہ بات کہ جب تک اوسکو اس بات کا علم نہو کہ جس امر کی نسبت آنحضرتؐ کی طرف کیجاتی ہے وہ نسبت صحیح ہے یا نہین اوس وقت تک اوسکی روایت نکرے اور جب روایت جائز نہین تو عمل بطریق اولی جائز نہو گا البتہ ایسی صورت مین احتیاط کا مقتضا یہ ہے کہ جب کوئی شئے آنحضرتؐ کیطرف دعوی کے ساتھ منسوب کیجاوے تو قبل تحقیق کے

جیسے انکا اقرار جائز نہین ہے انکار پربھی اصرار نکرے بلکہ سکوت کرے چنانچہ ایسی صورت مین
حدیث نبوی سے بھی توقف ثابت ہوتا ہے صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کے تحت مین قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم وقولوا آمنا باللہ وما انزل
الینا الخ رواہ البخاری ترجمہ مت تصدیق کرو تم اہل کتاب کی اور نہ تکذیب کرو اونکی اور کہو تم کہ ایمان
لائے ہم اللہ پر اور اوس چیز پر جو اوسنے ہمپر اوتاری روایت کیا اسکو بخاری نے لکھا ہی لا تصدقوا
اہل الکتاب ای فیما لم یتبین لکم صدقہ لاحتمال ان یکون کذبا وہو الظاہر من احوالہم قولہ ولا تکذبوہم
ای فیما حدثوا من التوراۃ والانجیل ولم یتبین لکم کذبہ لاحتمال ان یکون صدقا وان کان نادرا لان
الکذوب قد یصدق وفیہ اشارۃ الی التوقف فیما اشتکل من الامور والعلوم الخ غرضکہ اسی طرح
ایسے مواقع پربھی توقف کا طریقہ اسلم ہے ترجمہ نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی یعنی اون باتوں مین
جسکی تمکو بخوبی تصدیق نہین ہوئی واسطے احتمال اس بات کے کہ شاید وہ جھوٹ ہو اسلیے کہ انکا
ظاہر حال جھوٹ ہی کو مقتضی ہے اور نہ تکذیب کرو انکی اون باتوں مین جو توراۃ اور انجیل
سے روایت کرتے ہین جبتک انکی تکذیب ظاہر نہو جاوے اسلیے کہ شاید سچے ہون گو سچ اونسے
نادر ہے اسواسطے کہ کبھی جھوٹا بھی سچ بول دیتا ہے اور اسمین اشارہ ہے اس بات کا کہ جو امور
مشتبہ ہون اعتقادی اور عملی معاملات مین سے تو انمین توقف چاہیے الخ پس جب تمام امور
مرکوز خاطر ہوچکے تو اب سائل کو دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
طریقہ مذکورۂ سوال کے بموجب کراتے ہین بدعات اور مخترعات کے پابند ہین دیکھو روایت مذکورۂ
بالا کے بموجب جب موئے مبارک کا پانی مریض کیواسطے حضرت ام سلمہ سے طلب کیا تو اونھون نے
ڈھول تاشے نہین بجوائے پنج آیت اور قرآن خوانی نہین کرائی ترتیب مجلس اور تعیین وقت اور تاریخ
نہین کیا غرضکہ کسی قسم کے تعینات خاصہ سے اوسکو مقید نہین فرمایا بلکہ اوسکی برکت کو ہر حالت مین
قابل استفادہ تصور فرمایا بخلاف اس صورت کے جسکو سائل نے بیان کیا ہی جسمین تعیین ماہ
و یوم و تاریخ کو امر ضروری اور موثر فی ازدیاد الثواب خیال کیا ہے جسکی سنت نبویہ مین کچھ بھی
اصل نہین ہے اور تداعی اور انعقاد محافل خاصہ کو لابد خیال کیا ہے اور اوسمین نوبت و نقارہ
وجملہ مزامیر مہیا کیے جاتے ہین جو سراسر افعال شیاطین سے ہین مالیدہ موی مبارک بھی بطور نذر لغیر اللہ

کیا جاتا ہے اور بطور تبرک کے تقسیم حالانکہ اوس سے انتفاع حرام قطعی ہے غزلین گاتے ہین حالانکہ ایسے راگ بالاتفاق حرام ہین پس برکت حاصل کرنا جو غایۃ الامر مستحب ثابت ہوگی باعث ہوتی ہے ایسے محرمات شرعیہ کے ارتکاب کی جنسے اجتناب واجب ہے اور ظاہر ہے کہ جس امر مستحب کے ارتکاب سے ترک واجب لازم آوے اوس مستحب کا ترک واجب ہے پس اس صورت مین ہرگز شریعت غرای محمدیہ اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ ایسے بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا ارتکاب صحیح ہو اور نفس استحباب اسکا بھی اوس صورت مین مسلم ہے جبکہ یہ بخوبی ثابت ہو جاوے کہ فی الواقع یہ موی مبارک آنحضرت صلعم ہی کا ہے اور اگر یہ امر پایہ ثبوت کو نہ پہنچے تو ایسے جلسہ مین بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہین ہے اور جو لوگ نذر مانتے ہین موی مبارک کی اور اوسپر چڑھاوا چڑھاتے ہین وہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت لغیر اللہ حرام ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے پس یہ حرام ہے چنانچہ لکھا ہے صاحب بحر رائق نے والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق یعنی نذر مخلوق کی ناجائز ہے اسلیے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے نہین ہوتی الخ اور جسطرح یہ فعل حرام ہے اسی طرح اوس قسم کے چڑھاویکا لینا اور اوسکا کھانا اور اپنے صرف مین لانا بھی حرام ہے اور ایسی نذر منعقد نہین ہوتی اور ذمہ پر اوسکا ادا واجب نہین ہوتا چنانچہ اسی بحر الرائق مین ہو الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق لاینعقد ولا یشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولایجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ الخ ترجمہ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ نذر مخلوق کی حرام ہے اور وہ نذر منعقد بھی نہین ہوتی اور ذمہ پر اوسکا وجوب نہین ہوتا اور مجاورون کو اوسکا لینا اور کھانا اور کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہین ہے اور جو اوقاف موی مبارک کے خدام واسطے مقرر ہین اگر وہ اوقاف اس غرض سے مقرر کیے گئے ہین کہ وہ تمام بدعات و شرکیات جو سوال مین مذکور ہین اس وقف کے ذریعہ سے رائج کیے جاوین اور ایسے بدعات مین اون اوقاف سے صرف کیا جاوے تو فی نفسہ یہ وقف ہی باطل ہے اور انکا واقف گنہگار ہے کیونکہ منجملہ شرائط صحت وقف کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ کام جسکے لیے وقف کیا ہے فی نفسہ قربت اور عبادت معلوم فی الدین ہو اور ظاہر ہے کہ یہ امور نعوذ باللہ منہا عبادت نہین ہین چنانچہ عالمگیریہ مین ہو ومنہا ای من شرائط صحتہ ان یکون قربۃ

فی ذاتہ وعند التصرف الخ ترجمہ اور منجملہ شرائط کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ امر فی نفسہ قربت ہو اور وقت تصرف کے الخ اور اگر اوسنے صرف یہ نیت کی ہے کہ جو فقرا و مساکین یہان حاضر ہون اونپر صرف کیا جاوے اور جو شخص اوسکے متولی ہون وہ بھی بقدر حاجت اوسمین سے لیا کرین تو وقف صحیح ہوا اور بقدر حاجت خود لیا اور باقی فقرا پر صرف کرنا حلال ہے واللہ اعلم۔ کتبہ

العبد الذلیل محمد اسمعیل [محمد اسمعیل] اجاد من اجاب [محمد لطف اللہ]

فی الواقع برکت لینا ایسی چیز وںسے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بانتساب صحیح بطریق صحیح منسوب ہین جائز و مستحسن ہے لیکن ایسی مجلس ہین جانا جسکو سائل نے ذکر کیا بوجہ اشتمال انکے بدعات مستقبحہ اور افعال محرمہ پر شریک ہونا نہین جائز ہے اور نہ ایسے آثار سے جن کا انتساب بطریق صحیح ثابت نہین ہے برکت لینا جائز ہے اور جو اشیای عوام کالانعام موی مبارک پر چڑھاتے ہین اونکا لینا بوجہ منذور لغیر اللہ ہونے کے نہین جائز ہے وللہ در المجیب حیث انی بتفصیل رائق وہو فیہ مصیب واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا انقلاب نحاس وغیرہ بطرف ذہب وفضہ کہ نتیجۂ علم کیمیاست ممکن است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب علمای حکمت درین باب اختلاف دارند بعضے مثل شیخ رئیس وغیرہ قائل بامتناعش گشتہ اند لیکن دلیلے قوی کہ مفید استحالہ باشد نزد شان نیست و جمعی از ایشان قائل بامکان اند واولہ امتناع را از بیخ بر کندہ اند۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون می نویسد حاصل ما ذکرہ الصفدی فی شرح لامیۃ العجم ان الناس فیہ علی طریقین فقال کثیر منہم ببطلانہ منہم الشیخ الرئیس ابن سینا ابطلہ بمقدمات من کتاب الشفاء والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ صنف رسالۃ فی الکیمیا فی انکارہ وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالۃ فی ابطالہ لکنہم لم یوردوا شیئا یفید الظن لامتناعہ فضلا عن الیقین وذہب الاخرون الی امکانہ منہم الامام الرازی فانہ فی المباحث المشرقیۃ عقد فصلا فی بیان امکانہ والشیخ نجم الدین بن ابی الدار البغدادی رد علی الشیخ ابن تیمیۃ وزیف اقوالہ فی رسالتہ ورد ابوبکر محمد بن زکریا الرازی علی یعقوب الکندی واستدل الامام فی الملخص علی امکانہ فقال الامکان العقلی ثابت لان الاجسام مشترکۃ فی الجسمیۃ فوجب ان یصح علی کل واحد

از رسالہ ... مولوی عبد الحی عرف محمد حیات صاحب ... [illegible]

بالبعض فی الآخر وحکی ابن باجۃ الاندلسی فی بعض تالیفہ عن الشیخ ابی نصر الفارابی انہ قال ضمن ارسطو فی کتابہ من المعادن ان صناعۃ الکیمیاء داخلۃ تحت الامکان الا انہا من الممکن الذی یعسر وجودہ بالفعل انتہی ملخصًا واکثر از ارباب شرع ہم قائل باو کما ہستند ابن حجر مکی ہیتمی در تحفۃ المحتاج شرح منہاج در باب الانجاس می نویسند اختلف فی انقلاب الشئ عن حقیقتہ کالنحاس الی الذہب ہل ہو ثابت فقیل نعم لانقلاب العصا ثعبانا حقیقۃ والا لبطل الاعجاز وقیل لالان قلب الحقائق محال والحق الاول انتہی ملخصًا دمیری می نویسد کثیر اما یسال عن تعلم علم الکیمیا وحلہ ولم نر احدا تکلم فی ذلک والذی یظہر انہ ینبنی علی ہذا الخلاف فعلی الاول من علم العلم الموصل لذلک القلب علمًا یقینیا جاز لہ علمہ وتعلیمہ اذ لا محذور فیہ بوجہ وان قلنا بالثانی او لم یعلم الانسان ذلک بالعلم الیقینی فیکان ان ذلک وسیلۃ الی الغش فالوجہ الحرمۃ انتہی ملخصًا ودر رد المحتار حاشیہ در مختار بعد نقل این عبارت می نویسد حاصلہ انا اذا قلنا باثبات قلب الحقائق وہو الحق جاز العمل بہ وتعلمہ لانہ لیس بغش لان النحاس ینقلب ذہبا وفضۃ حقیقۃ وان قلنا انہ غیر ثابت لا یجوز لانہ غش کما لا یجوز لمن لا یعلمہ حقیقۃ لما فیہ من اتلاف مال المسلمین او غش المسلمین والظاہر ان مذہبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدلیل ما ذکروہ فی انقلاب العین فی النجاسۃ کانقلاب الخمر خلا والدم مسکا ونحو ذلک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۳۳ ما قولکم ایہا العلماء الکرام فی ہذہ المسائل۔ سادات صحیح النسب کا یوم القیامۃ منتفع بالنسب ہونا بادلۂ شرعیہ ثابت ہے یا نہیں اور بتقدیر اول انتفاع سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم وبے عمل ہونے اور بحالت فسق وفجور بلا توبہ مر جانے کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقًا محفوظ رہیں گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون ہونگے یا بعد دخول فی النار وسزا پانے معاصی کے بشفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل دیگر مومنین غیر سادات کے داخل بہشت ہونگے اور اس صورت میں درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بمجواے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی جملہ مومنین تحت وعدۂ شفاعت داخل ہیں کوئی شخص سادات سے بزوال ایمان وسوء خاتمہ مر سکتا ہے یا بے ایمان مرنا سادات کا بدلائل شرعیہ وبنصوص احادیث ممتنع ہے اور اگر جائز ہے تو اسکی دلیل کیا ہے اگر ہو سادات کے

اور اقوام جو شرفا کہے جاتے ہین اور منتسب طرف صالح کے لسبا و نسبۃ ہین جیسے شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی غیر فاطمی وہ لوگ باوصف محروم رہنے کے دولت علم وعمل سے اور مبتلا بفسق وفجور رہنے اور بلا توبہ مرجانے کے صرف ببرکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار وجملہ مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہین گے یا بوجہ فاسق وفاجر ہونے کے سزاے اعمال پائین گے اور نسبت الی الصالحین عاقبت مین ان لوگون کے کام نہ آئیگی - سواے اقوام مذکورہ کے دوسرے اقوام جو بظاہر منتسب طرف کسی صالح کے نہین ہین جیسے افاغنہ ومغل ودیگر اقوام جو عرفا ارذال کہے جاتے ہین اونکے سلسلۂ آبا مین اگر کوئی صالح وولی گذرا ہو تو بقیاس الی الشیوخ صدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی باوصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق وفجور بلا توبہ دنیا سے رحلت کرنے کے ببرکت اب صالح کے مواخذات اخرویہ سے مامون رہین گے یا نہین چونکہ یہ مسائل متنازع فیہا ہین اور متنازعین اہل علم ہین جواب ہر شق سوالات کا مفصل ومبسوط بہ تقریر واضح حاوی اور اصرام مندرج جواب ونقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے

ہو المصوب سادات کا بحالت فسق وفجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقا محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ آثار اور اخبار سے اوسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین ذکر ما ینبغی لاہل البیت مین لکھتے ہین الثالث اجتناب کل قبیح شرعا فان القبیح من اہل ہذا البیت اقبح منہ من غیرہم ولہذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من ہذہ الامۃ اقبح منہ بی وبک وباہل بیتک یا بنی لا یکون شیء مما خلق احب الیک من طاعتہ ولا اکرہ الیک من معصیتہ فان اللہ ینفعک بذلک فی الدنیا والاخرۃ قلت اجماع ذلک کلہ ما جاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی باہل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعتہ کما سبق فی الذکر الرابع وسبق فی اواخر التنبیہ الاول من الذکر السادس قول الحسن بن المثنی انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین واللہ انی لارجو ان یوتی المحسن منا اجرہ مرتین انتہی وبر روایت قرانیہ یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا شاہد عدل اس امر پر ہے

کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقا اعمال خبیثہ مضر نہوین اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب الی الصالح کے ناجی ہو جاوین اسیوجہ سے حق جلشانہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر تضاعف عذاب کی بر تقدیر ارتکاب انکے فواحش کی دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باعث نجات ہوتا یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی وعلوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دینا بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جس کی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصون کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت کرے اور باین معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق جلشانہ کے نزدیک مغفور ہو جاوے گا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالی کے مکرم ہوگا اور مطلقا عذاب سے نجات پاکے مرحوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین تفسیر اس آیت مین مرقوم ہے

فان قیل ہذا ینبی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتی لا یجوز تزویج الشریفۃ بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس ولجناح الذباب دوی ولا یسمع عند ما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان من جاء مع الملک ما یبقی لہ اعتبار ولا التفات اذا عرفت ہذا ففی الشرع کذلک اذا جاء الشرف الدینی الالہی لا یبقی لما ہناک اعتبار لا لنسب ولا لنسب الا تری ان الکافر وان کان من اعلی الناس نسبا والمومن وان کان ادونہم نسبا لا یقاس احدہما بالاخر ولہذا یصلح للمناصب الدینیۃ کالقضاء والشہادۃ کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا عالما ولا یصلح لشیء منہا فاسق وان کان قرشی النسب وفاروقی الحسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدہما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ ان اللہ یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی انتہی اور اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ مین لکھتے ہین انما ینظر للاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل انتہی اور مسند احمد مین ابو بصرہ سے

مروی ہے حدثنی من شہد خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنی وہو علی بعیر یقول یا ایہا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی الاحمر الا بالتقوی خیرکم عند اللہ اتقاکم اور صحیح مسلم وغیرہ مین ابوہریرہ رض سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یسألکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمۃ الا عن اعمالکم اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور کتاب الادب المفرد مین بخاری نے ابوہریرہ رض سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولیائی یوم القیامۃ المتقون وان کان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی مین حدیث معاذ مین مروی ہے لما بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ یوصیہ ثم التفت الی المدینۃ فقال ان ہولاء اہل بیتی یرون انہم اولی الناس بی ولیس کذلک ان اولیائی المتقون من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری مین عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جہارا غیر سران ال بنی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولی اللہ وصالح المومنین ہذا لفظ مسلم اور بخاری نے اسقدر زائد روایت کیا ہے لکن لہم رحم سابلہا ببلالہا یعنی اصلہا بالشفاعۃ اور اربعین طائی مین فضیل بن مرزوق سے مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب یقول لرجل یغلوا فیہم ویحکم احبونا للہ فان اطعنا اللہ فاحبونا وان عصینا اللہ فابغضونا فقال الرجل انکم لذو قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہل بیتہ فقال ویحکم لو کان اللہ نافعا بقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمل بطاعتہ لنفع بذلک من ہو اقرب الیہ منا اباہ وامہ انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین اور وفاء الاخبار والآثار السمہودی فی مواضع متفرقۃ من الجواہر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب الی الرسول باعث مغفرت وکرامت کا نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ اوسکے ساتھ تقوی منضم نہو ہر گاہ نسب نبوی کا یہ حال معلوم ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا بدرجۂ اولی یہی حال ہوگا ہان نسب نبوی اسقدر مفید ہوگا کہ اولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے اور بمرتبہ عامہ مومنین کے ابتداء توجہ انکی طرف فرماوین گے جیسا کہ حدیث ابن عمر رض سے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم واول من اشفع لہ اولو الفضل طبرانی سے

روایت کی ہے علی ما اوردہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ثابت ہے وہذا ہو الفرق بین السادات وعامۃ المؤمنین فی باب الشفاعۃ لا ان السادات ناجون مطلقا ولو کانوا فجارا ملا علی قاری مکی رسالہ تحقیق الاحتساب فی تدقیق الانتساب مین تفسیر آیۃ فلا انساب بینہم یومئذ مین لکھتے ہین لم یرد ان الانساب تنقطع بل المراد ان احدا بمجرد النسب لا ینتفع لان مدار الدین یوم الجزاء علی التقوی انتہی اور بھی لکھتے ہین ثم اعلم ان مجرد النسب بدون کسب الحسب وتعلم العلم والادب غیر معتبر فی المذہب انتہی اور بھی لکھتے ہین فالمدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا دون العقبی انتہی اور یہی معنی ہین بقای نسب نبوی کے بروز قیامت جو مفاد حدیث کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی وابو نعیم والحاکم وغیرہم اور حدیث ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی وسببی وصہری اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرہم ہے چنانچہ تفسیر اسکی دوسری حدیث مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ البزار وغیرہ اور ایسی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال رجال یزعمون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفع قومہ یوم القیمۃ بلی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی وغیرہم الحاصل قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقا غیر نافع کہنا اور سادات وعامۂ مؤمنین کو من کل الوجوہ مساوی سمجھنا تفریط ہے اور اوسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف انتساب الی النبی کو باعث استحقاق نجات جاننا افراط ہے وخیر الامور اوسطہا اس تفصیل سے جواب سوال سوم وچہارم کا بھی معلوم ہو گیا حاجت تفصیل کی نہین ہے نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسکی نفع وبقا کی خبر اخبار مین وارد ہوئی جب بانفرادہ باعث نجات واکرمیت عند اللہ بدون انضمام تقوی نہوا البتہ باعث استحقاق زائد شفاعت محمدیہ ہونا ثابت ہوا نسب صدیقی یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفرادہ منفع نجات ہو سکتا ہے اور جواب سوال دوم کا یہ ہو کہ کسی سید کا مرنا بحالت سوء خاتمہ وزوال ایمان اسکا امتناع عقلا وشرعا نہین ثابت ہے اور ہر سید کا مطلقا عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداءً جنت مین داخل ہو جانا نصوص

معتبرہ سے نہین ثابت ہے بلکہ عمومات قران اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین باقی وہ حدیثین کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین وغیرہ مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد و ملخص یہ ہو کہ اہل بیت و سادات کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعای نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا فرمایا کہ اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہو گا وہ سب عام مخصوص البعض ہین اور محمول ہین اوپر صلحا و متقین کے یا صرف اولاد صلبی فاطمہؓ پر ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن الاخبار الموضوعۃ مین بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ و ذریتہا علی النار کے لکھتے ہین

مما یدل علی ان الحدیث لیس موضوعا جزم ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فھو محمول علی ذریتہا الذین ہم اولاد یا خاصۃ فان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وعلی ذلک حملہ محمد بن علی بن موسی الرضا فقال ہو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم وروی العقیلی عن ابی کریب انہ قال ہذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منہم انتہی اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ مین مروی ہین کہ جن مین خاص خاص عمل صالح کے کرنے والے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل الجنۃ یا فقد من العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہے پس لازم آتا ہے کہ اصحاب اون اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون یا وہ لوگ سوء خاتمہ سے آمن ہو جاوین اور برکت اوس عمل صالح کے جو اون سے صادر ہوا یہ سمجھ لین کہ ہمکو خوف نہین خاتمہ خواہ مخواہ ہمارا بخیر ہو گا اور باقتضاء اوس حدیث کے ضرور ہمکو مغفرت و نجات حاصل ہو گی حاشا وکلا ہذا لم یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتبرین کما لا یخفی علی من طالع کتب الکلام والفقہ والحدیث فالجواب الجواب واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا اکثر علمای دین تحریر فرماتے ہین کہ روح میت یک چلہ کم و زیادہ اپنے گھر مین بعدہ ایک سال تک قبر پر رہکر مقام علیین وغیرہ کو جاتی ہے یہ صحیح تر نزدیک اہل سنت کے کیا ہے فقط

ہو المصوب ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد قبض کے روح علیین کو جاتی ہے

روایت بزازیہ مین ہے فاذا خرجت روحہ وضعت علی ذلک المسک والریحان وذہب بہ الی علیین

اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر مین اور ایک سال قبر پر رہکے علیین کو جاتی ہو نہین ثابت ہو واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۳۴
استفتا آپنے فرمایا کہ بہشت میں ملاقات ہوگی مگر یہ نہ ظاہر ہوا کہ جورو خصم ولڑکے وغیرہ مانند یہان کے یکجا رہین گے یا نہین فقط

ہو المصوب جب سب جنت مین جاوین گے تو مانند یہان کے سب یکجا رہین گے اور اگر مراتب درجات مختلف ہونگے تو ایک کے درجے مین دوسرے جا کے یا پاس پہونچ کے ملاقات کر سکین گے تفصیل اسکی بدور سافرہ فی احوال الآخرہ وغیرہ مین موجود ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۳۵
استفتا کیا فرماتے ہین علمای کرام اس مسئلہ مین کہ ابلیس لعین قراوت قرآن پر قادر ہی یا نہین

ہو المصوب کتاب لقط المرجان فی اخبار الجان مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین سئل ابن الصلاح عن رجل یقول ان الشیطان یقدر ان یقرأ القرآن وعلی ہو وجنودہ فاجاب ظاہر المنقول نفی قراءتہم القرآن وقوعا ویلزم منہ انتفاء الصلوۃ منہم اذ منہا قراءۃ القرآن وقد ورد ان الملائکۃ لم یعطوا فضیلۃ قراءۃ القرآن وہی حریصۃ لذلک علی استماعہ من الانس فاذن قراءۃ القرآن کرامۃ اکرمہ اللہ بہا الانس غیر ان المؤمنین من الجن بلغنا انہم یقرؤنہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۲۳۶
استفتا کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ طریقہ اعطای منصب نبوت کا کسی شخص کے ساتھ اس طور پر بھی ہوا ہو کہ ایک نبی کسی شخص کو خرقہ اپنا عطا کرے اور محض اعطاے خرقہ سے وہ شخص نبی ہوجاے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ مین نے منصب نبوت تمکو عطا کیا اور محض اس کہنے سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ میرے بعد حامل میری نبوت کے تم ہو اور محض اس کہنے سے وہ شخص بعد اُس نبی کے نبی ہوجاوے یا ایک شخص خواب مین دیکھے کہ کوئی کہتا ہے کہ آج سے تمکو منصب نبوت کا عطا کیا گیا اور محض اس خواب سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کسی شخص کو القا اعطای منصب نبوت کا ہو اور محض اس القا سے وہ شخص نبی ہوجاوے۔ اگر یہ طرق اعطای منصب نبوت کے رہے ہون فبہا ورنہ شرائط

عطائے منصب نبوت بالاستیعاب مرقوم فرمائے جائین

ہوالمصوب حصول مرتبہ نبوت کے یہ طریقے نہین ہین اور نہ اون طریقون سے کسی نبی کو نبوت ملی ہے بدون اسکے کہ حضرت پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ حامل وحی آوے اور وہ خبر رسالت و نبوت کی پہنچاوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابوالحسنات]

صح الجواب واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۳۰۰ھ ہجری

۲۳۷ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص کسی رسول کی رسالت کا ایمان رکھتا ہو یعنی تصدیق قلبی و اقرار لسانی دونون ہون لیکن باایںہمہ بوجہ کسی معاملہ دنیوی کے خاص اسی حیثیت سے اُس رسول کا عدو ہوجاوے اور کوئی موقع پاکر ایذارسانی کرے یا بوجہ شدت عداوت اور کثرت غصہ کے اُس رسول کو قتل کرے تو اس صورت مین وہ شخص مومن رہیگا یا کافر ہوجاویگا جواب اسکا بحجت کتاب و سنت مرقوم ہو

ہوالمصوب عداوت رسول کی اور قتل اُسکا اور ایذارسانی اور اہانت اسکی جس حیثیت سے ہو موجب کفر ہے قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدّ لہم عذابا مہینا وقال تعالی فی تقبیح شان بنی اسرائیل وذکر طغیانہم ویقتلون الانبیاء بغیر حق ای بغیر حق شرعی واللہ علم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب التقلید

۲۳۸ **استفتا** کسیکہ تتبع رخص شرعیہ از مذہب خود گردانہ حکم آن چیست مبتدع است یا نہ

ہوالمصوب تتبع رخص شرعیہ اگر بقصد تلہی باشد حرام است بالاجماع مثل آنکہ حنفی برای تلہی اختیار مذہب امام شافعی در شطرنج سازد و اگر بقصد تلہی نباشد مضائقہ ندارد و متتبع مبتدع نخواہد شد مگر از چنین امور عوام منع کردہ شوند عالم متقی را مضائقہ نیست کذا قال بحرالعلوم فی شرح مسلم الثبوت وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء می آرد فی المصابیح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا

وذکر البغوی عن عمیر قال ادرکت من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من سبعین فما رأیت قوما اہون سیرۃ ولا اقل تشدید منہم وعن ابراہیم انہ قال اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ ایسرہما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی الدین فخذ ایسرہما فان ایسرہما اقربہما الی الحق ان اللہ تعالی یقول یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر و ازین آثار صاف مفہوم می شود کہ تلفظ رخص مذاہب اربعہ بعد ازانکہ مخالف نص قرآن وحدیث مشہور و اجماع سلف و قیاس جلی نباشد حسن ست خلافا للفقہاء المتاخرین بل نسبہ بعضہم الی الفسق انتہی کلامہ وفی المسلم وشرحہ لمولانا ولی اللہ اللکنوی رح ویتخرج ای تستنبط منہ ای من جواز اتباع غیر المقلد الاول کما ہو مختار ابن الہمام من ان تقلید مذہب معین لیس بواجب شرعا جواز اتباع رخص المذاہب ای اخذ ما ہو اہون علیہ من المذاہب فلا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک المسلک الاخف علیہ اذا کان لہ ای للانسان الیہ ای الی الاخف سبیل ثم بین السبیل بقولہ بان لم یکن عمل فیہ ای فی ذلک المحل المختلف فیہ بآخر ای بقول آخر مخالف لہذا الاخف وکان علیہ الصلوۃ والسلام یحب ما خفف علیہم وما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب عنہ فی التیسیر شرح التحریر بالمنع ای بمنع صحۃ النقل عنہ ولو سلم فلا نسلم صحۃ دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد روایتان فکیف یتحقق الاجماع وحمل بعضہم روایۃ التفسیق بما اذا قصد التلہی انتہی کلامہما وتمام مرامہما ہمچنین در شرح تحریر الاصول مرقوم ست واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۲۳۹ کسے کہ انکار مذہب نماید و مذہب گرفتن را بدعت داند و اتباع کتب حدیث را دعوی کند حکمش چیست مبتدع است یا چہ

ہو المصوب اصحاب مذاہب چہ ابو حنیفہ وچہ شافعی وچہ مالک وچہ احمد وچہ غیر ایشان تدوین مذاہب و استخراج مسائل خلاف شرع نہ ساختند ادلۂ اربعہ مستند ہر یکے ہست وسبب اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فہم معنی آیات و احادیث نہ آنکہ احدے را تعصبے راہ دادہ باشد یا آنکہ قیاس را بر شرع مقدم کردہ باشد حاشا وکلا جملہ ائمہ ہداۃ از تقدیم قیاس مبرا ہستند و نسبت کنندہ این امر بطرف یکی از ایشان کاذب و مفتری ست وآنچہ کہ بعضے متعصبین حنفیہ را اصحاب الرای می نویسند قول ایشان از پایۂ اعتبار ساقط ست و درینجا لطیفہ بخیال می گذرد و آن اینکہ العلم

که دخل بر رای است جدے ست و مراد از آن رائے دقیق ست پس فی الحقیقت حنفیہ اصحاب الرای ہستند یعنی اصحاب الرأی الدقیق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع مؤسس فی المعجم المفہرس اقرار این امر می سازند کہ اینچنان کہ در مذہب حنفی قواعد منضبط ہستند در مذہب ما نیستند پس حق جل شانہ از زبان متعصبین وصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن اوشان مطلبش نہ فہمیدند الحاصل مذاہب بدونہ مخالف آیات و احادیث و اجماع و قیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکی ازین چار ست شاہ ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند لما مہدوا الفقہ لم تکن مسألۃ من المسائل التی تکلم فیہا من قبلہم والتی وقعت فی زمانہم الا وجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلاً او مرسلاً او موقوفاً صحیحاً او ضعیفاً او حسناً او اثراً من آثار الشیخین او سائر الخلفاء فیسر اللہ لہم العمل بالسنۃ علی ہذا الوجہ انتہی ہرگاہ این امر ممہد شد پس میگوییم کہ منکر مذاہب اربعہ و بدوانندۂ آنہا اگر بدین سبب بد میداند کہ مذاہب اربعہ موافق شرع ہستند آن شخص کافر خواہد شد لانہ اہان الدین واگر در اعتقاد خود می پندارد کہ مذاہب اربعہ خلاف شرع و نصوص ہستند پس آنکس مخطی ست لما مہدنا لا آنفا بنظر تامل باید فہمید کہ اگر ائمۂ مجتہدین تحقیق مسائل و تدوین آنہا چنانکہ ہست نمیکردند تمام عالم مظلم و گمراہ بودے و کسے را اطلاع بر حکم شرع حاصل نشدے چہ بسیارے از احکام این چنین ہستند کہ از ظاہر نصوص مستنبط نمی شوند پس بد دانستن این مذاہب احسان فراموشی ست و اما دعوی اتباع کتب حدیث پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن و حسن از ضعیف و ناسخ از منسوخ می سازد و بر طبق محدثین سابقین بر شرح معانی آثار و احادیث و آیات قدرت دارد و سوای آن بر جملہ فنون ضروریہ متعلقۂ کتب حدیث وغیرہ مہارتے دارد آنکس قابل مدح ست فظاہر ست کہ وجود اینچنین کس فی زماننا ہذا مثل وجود عنقا ست البتہ در مائۃ ثامنہ بسیار کسان موصوف بصفات مذکورہ یافتہ شدند و بعد آن در مائۃ تاسعہ علامۂ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ شدند و بعد ازان در مائۃ عاشرہ ہم بعضے علما مثل ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم محدثین شدند مگر بمرتبۂ اوشان نرسیدند و بعد ازان تا الی الآن کسی یافتہ نشد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہا الا ما شاء اللہ تعالی فی زماننا محدث آن کس را می نامند کہ صحاح ستہ را درس دہد و توضیح مطالب حدیث عام فہم کردہ دہد فانا للہ و انا الیہ راجعون

صاحب کشف الظنون از علامۂ تاج الدین سبکی نقل میسازد واعلم ان قصاری نظر ابناء زماننا فی
علم الحدیث النظر فی مشارق الانوار فان ترفعت الی مصابیح البغوی ظنت انہا تصل الی درجۃ
المحدثین وما ذلک الا لجہلہم بالحدیث بل لو حفظہما احد عن ظہر قلب وضم الیہما من المتون مثلیہما لم یکن محدثا
حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وانما الذی یعدہ اہل الزمان بالغا الی النہایۃ وینادونہ محدث المحدثین
وبخاری العصر من اشتغل بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث لابن الصلاح او التقریب
للنووی مع انہ لیس فی شئی من رتبۃ المحدثین وانما المحدث من عرف المسانید والعلل واسماء الرجال
والعالی والنازل وحفظ مع ذلک جملۃ مستکثرۃ من المتون وسمع الکتب الستۃ ومسند احمد
وسنن البیہقی ومعجم الطبرانی وضم الی ہذا القدر الف جزء من اجزاء الحدیث فہذا اقل درجاتہ انتہی
مقام غور است کہ ہرگاہ این حال زمانۂ وجود سبکی کہ قبل مائۂ عاشرہ است شدہ حال این زمانہ
چہ تحریر شود محدثین زمانۂ ہذا کہ خود را مجدد المذہب میدانند و مذاہب حقہ را باطل مے شمارند گمراہ
کنندہ ہستند زیرا کہ مثلا اگر سند کدامی مسئلہ حنفیہ یا شافعیہ در صحاح ستہ نیافتند می گویند کہ
امام ابوحنیفہ یا شافعی درین باب خلاف حدیث کردند ونمی دانند کہ فن حدیث بر صحاح ستہ
منحصر نیست کتب احادیث لاتعد ولاتحصی تصنیف شدہ اند فعدم السند فی الصحاح الستۃ
لایستلزم عدمہ فی جمیع الکتب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتاء ۲۳ مردے جاہل تقلید ہیچ کسے از ائمہ بر خود لازم نمیگیرد بلکہ ہر یکے را از ائمہ
در اعتقاد خود مقتدا و پیشوائے خود داند در زمان خود ہر عالم را کہ دیندار و متقی یابد بگفتۂ
او عمل سازد و بدون تقلید مذہب حکم او چیست

ہو المصوب علماء قدیما وحدیثا در باب لزوم تقلید مذہب معین اختلاف دارند
بعضے قائل بوجوب تقلید معین شدہ اند علامہ محلی شافعی در شرح جمع الجوامع می نویسند یجب
علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعتقدہ
ارجح من غیرہ او مساویا لہ وان کان فی نفس الامر مرجوحا علی المختار انتہی وامام ہمام کمال الدین
ابن الہمام در تحریر الاصول می طرازند نقل الامام الاجماع علی منع تقلید العوام لاعیان الصحابۃ
ومن بعدہم الذین وضعوا ودونوا وعلی ہذا ما ذکرہ بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ

لانضباط مذاہبہم وتقیید مسائلہم ولم یدن مثلہم غیرہم الی الآن انتہی ومختار بعض علما آنست تقلید مذہب معین ضرور نیست ہر کس را اختیارست کہ بہر مذہبے کہ خواہد عمل نماید بشرطیکہ خالی از استخفاف مذہبی و تعصب باشد و اگر مسلک تعصب یا استخفاف یکے از مذاہب اربعہ اختیار کردہ باشد واجب التعزیر ست ذوالمناصب الشیخ ابن الحاجب در مختصر اصول می آرند ولا یرجع عن قول المجتہد بعد تقلیدہ اتفاقا وفی حکم آخر المختار جوازہ لنا القطع لوقوعہ ولم ینکر فلو التزم مذہبا معینا کمذہب مالک والشافعی فثالثہا کالاول انتہی ومستند ائمہ دین قاضی عضد الملۃ والدین در شرح آن می نویسند لو اعمل العامی بقول مجتہد فی حکم مسألۃ فلیس لہ الرجوع عنہ الی غیرہ اتفاقا فاما فی حکم مسألۃ اخری فقیل یجوز ان یقلد غیرہ المختار جوازہ للقطع بوقوعہ فی زمان الصحابۃ وغیرہ فان الناس فی کل عصر کانوا یستفتون المفتیین کیف ما اتفق ولا یلتزمون سوال مفت معین وقد شاع ہذا وتکرر فلو التزم مذہبا معینا وان کان لا یلزمہ ففیہ ثلثۃ اقوال اولہا یلزمہ وثانیہا لا یلزمہ وثالثہا انہ کالاول وہو من لم یلتزم فان وقعت واقعۃ قلدہ فیہا فلیس لہ الرجوع عنہ واما فی غیرہا فیتبع فیہا ما شاء انتہی وفی مسلم الثبوت وشرحہ لمولانا ولی اللہ اللکنوی یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم عند الاکثر وقیل ہم اکثر الحنابلۃ واختارہ ابن الحاجب وتبعہم المصنف وحکی عن احمد انہ یجب النظر فی الارجح وہو المختار عند الامامیۃ وہل یقلد المقلد غیر من یقلد بہ اولا فی غیر ما عمل بہ اولا المختار نعم لما علم بالاستقراء من استفتائہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ مرۃ واحدۃ من المجتہدین ومرۃ واحدۃ من غیرہم ولو التزم مذہبا معینا فہل یلزم الاستمرار علیہ فقیل نعم حتی شدد بعض المتکلفین وقالوا الحنفی اذا ترک مذہب امامہ یعزر والحق انہ تعصب لا دلیل علیہ اصلا وانما ہو تشریع من عند نفسہ وقیل لا قال فی التیسیر شرح التحریر ہو الاصح اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ وبالجملۃ لا یجب تقلید مذہب معین بل جاز الانتقال لکن لا بد ان لا یکون ذلک علی قصد التلہی وتوہین کبار المجتہدین انتہی ملخصا ہمچنین بحر العلوم مولانا عبد العلی در شرح مسلم الثبوت ودر شرح تحریر می طرازند وعدم وجوب تقلید مذہب معین شعار المحقق میسازند وتحقیق درین باب آنست کہ عوام ازین چنین مسائل باز داشتہ شوند خصوصاً عوام زمانہ ہذا ایشان را جبر تقلید مذہبے چارہ دیگر نیست واگر ایشان مجاز در اختیار مذہب وغیرہ می شوند ہر آئینہ فتنہا درین واقع میسازند وزبان طعن وتشنیع بر ائمہ کبار خصوصاً اعظم الائمہ امام ابوحنیفہ وغیرہ

کشادہ میگویند کہ ما را ازین مذاہب کار نیست کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کافی ست ونمی فہمند کہ تقلید این مذاہب عین تقلید نصوص ست کلام حضرت جل وعلا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون شاہد عادل آنست وپر ظاہر کہ عالمے کہ آن جاہل آن را مقتدا ومستند خود مقرر ساز داگرچہ اتقی باشد ایمہ سابقین بدرجہا از و افضل خواہند بود پس ترجیح تقلید آن عالم بر تقلید ایمہ ترجیح مرجوح ست وعلامہ فخر الدین زیلعی در شرح کنز وشیخ الاسلام بدر الدین عینی وغیرہ تصریح میسازند کہ الاحکام تتبدل بتبدل الازمنۃ وشاہد آنست روایت ابو داؤد از حضرت عائشہ رض لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثہ النساء لمنعہن من المساجد کما منعہ نساء بنی اسرائیل وبہمین سبب صاحب ہدایہ وشمس الایمہ سرخسی بلکہ جملہ فقہای حنفیہ وشافعیہ در مواضع متعددہ بعد تنقیح مسئلہ می نویسند لکن ہذا مما لا یفتی بہ الناس بر ناظر کتب فقہ این امر مخفی نخواہد ماند پس اگرچہ مختار واصح نزد محققین عدم وجوب اختیار مذہب معین ست لیکن مختار برای فتوی عوام فی زماننا ہمین ست کہ تقلید مذہب معین واجب یا مستحسن گفتہ شود لما ہو عند البعض وہرگز ہرگز ایشایان برین امر مطلع نکردہ شوند البتہ عالم ماہر متقی متدین کہ خالی از تعصب باشد اگر اختیار مختار خود کند اولی واحسن ست عارف ربانی عبد الوہاب شعرانی در میزان می نویسند کان سیدی علی الخواص اذا سألہ انسان عن التقلید بمذہب معین الآن ہل ہو واجب ام لا یقول لہ یجب علیک التقلید بمذہب ما دمت لم تصل الی شہود عین الشریعۃ فہناک لا یجب علیک التقلید بمذہب لانک تری اتصال جمیع المذاہب بہا انتہی وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی در حجۃ اللہ البالغہ می نویسند ہذہ المذاہب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجمعت الامۃ علی جواز تقلیدہا الی یومنا ہذا وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لا سیما فی ہذہ الایام التی قصرت الہمم جدا واشربت النفوس الہوی واعجب کل ذی رأی برأیہ وما ذہب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط انتہی ودر عقد الجید فی احکام التقلید می طرازند اعلم ان الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ فیہ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ عظیمۃ ونحن نبین ذلک بوجوہ احدہا ان الامۃ اجمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وہکذا اعتمد العلماء فی کل طبقۃ من قبلہم والعقول یدل علی حسن ذلک اذ التعین لا اعتماد علی اقاویل

السلف فلا بد ان تکون اقاویلهم التی یعتمد علیها مرویة باسناد صحیح او مدونة فی کتب مشهورة ولیس مذهب من المذاهب بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامیة والزیدیة وهم البدعة لا یجوز الاعتماد علی اقاویلهم وثانیهما قال رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم اتبعوا السواد الاعظم انتهی ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة کان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم انتهی و در الضاف فی بیان سبب الاختلاف می آرد اعلم ان الناس کانوا فی المائة الاولی والثانیة غیر مجتمعین علی التقلید بمذهب معین وبعد المائتین ظهر فیهم التمذهب وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلک الزمان فان قیل کیف یکون شئ واحد واجبا فی زمان وغیر واجب فی زمان مع ان الشرع واحد قلت الواجب الاصلی هو تقلید من یعرف الاحکام الفرعیة عن ادلتها التفضیلیة اجمع علی ذلک اهل الحق فاذا کان للواجب طرق متعددة وجب تحصیل طریق من الطرق من غیر تعیین واذا کان طریق واحد تعین ذلک الطریق بخصوصه کما کان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار فی یومنا هذا کتابة الحدیث واجبة لان روایة الحدیث لا سبیل لها الا معرفة هذه الکتب وکان السلف لا یشتغلون بالنحو والصرف واللغة لان لسانهم کانت عربیة ثم صار فی یومنا هذا معرفتها واجبة فاذا کان انسان جاهل فی بلاد الهند وماوراء النهر ولیس هناک شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتب هذه المذاهب وجب علیه ان یقلد بمذهب ابی حنیفة ویحرم علیه ان یخرج من مذهبه بخلاف ما اذا کان فی الحرمین لانه تتیسر هناک معرفة جمیع المذاهب انتهی ملخصاً خلاصۂ مرام اینکہ مردے جاہل کہ تقلید مذہبی لازم نمیگیرد برقول عالم متدین عمل بیسازد اگر آنکس خالی از تعصب و استخفاف دین وطعن بر ائمہ مجتہدین وغیرہ باشد وعالمے کہ مستند اوست نیز مہارتے کامل درباب تحقیق مسائل داشتہ باشد واثر تعصب دران نباشد وطعن کسے از مجتہدین از زبان او صادر نشود پس درین صورت مجازست درباب عدم التزام معین لیکن فی زماننا نہ چنین عالم متدین بنظر می آید ونہ چنین جاہل متدین الا ماشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب وہو اعلم بالکتاب۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ٢٤١ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین علمای نحول ومفتیان ذوی العقول اس مسئلہ مین کہ ایک شخص حنفی المذہب تقلید شخصی کو واجب

نہین جانتا بلکہ جائز کہتا ہے اور نماز مین شرائط اور ارکان وسنن موافق حنفیون کے بجا لاتا ہے
اور آمین بالجہر کہنے والے کو بھی فعل مسنون کا عامل کہتا ہے نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت
جائز ہے یا نہین اور جو شخص مذکور کے اقتدا کو ناجائز کہے اوسکا کیا حکم ہے ش اور
نماز مین آمین پکار کے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا کیسا ہے ابسطوا الجواب ولکم الثواب
الجواب نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیہ عقیدہ جواز تقلید شخصی موافق ہے محققین حنفیون کے
جیسا کہ فرمایا علامۂ عبد العلی بحر العلوم حنفی نے شرح مسلم الثبوت مین لایجب الاستمرار ویصح
الانتقال وہذا ہو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد بہ اور کہا علامہ ابن الہمام حنفی نے تحریر مین
لو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ رح والشافعی رح فقیل یلزمہ وقیل لا وہو الاصح اور کہا علامہ
شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید مین لیس علی الالتزام مذہب معین اور یہی مختار ہے علامۂ
محمد عبد العظیم حنفی مفتی مکہ وشاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبد العزیز صاحب وامیر حاج وسید
بادشاہ وقاضی ابو عاصم اور بہت سے مشایخ کبار کا حنفیون کے جبکہ عقیدہ اوسکا موافق ہوا
محققین احناف سلف وخلف کے اور مذہب حنفی رکھتا ہے اور نماز مین رعایت کرتا ہے
شرائط وارکان وسنن حنفیون کے پس نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا خلاف احدے جائز ہے
رسالۃ الاہتداء فی الاقتداء لملا علی قاری مین ہے ذہب جماعۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط
فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انہ یجوز فی المراعی بلا کراہۃ وفی غیرہ معہا ثم المواضع المتہمۃ للمراعاۃ
ان یتوضأ من الفصد والحجامۃ والقی والرعاف ونحو ذلک لا فیما ہو سنۃ عندہ مکروہ عندنا کرفع الیدین
فی الانتقالات وجہر البسملۃ واخفائہا فہذا وامثالہ لا یمکن الخروج عن عہدۃ الخلاف فکلہم یتبع مذہبہ
ولا یمنع مشربہ انتہی وفی حاشیۃ الاشباہ للخیر الرملی الذی یمیل الیہ خاطری القول بعدم الکراہۃ اذا
لم یتحقق منہ مفسد کذا فی الشامی صفحہ باب الامامۃ مطبوع مصر اور قول سدید مین ہے یجوز صلوۃ المسلمین
بعضہم خلف بعض لما کان الصحابۃ رض والتابعون ومن بعدہم من الائمۃ الاربعۃ رح یصلی بعضہم خلف
بعض مع تنازعہم فی ہذہ المسائل المذکورۃ وغیرہا ولم یقل احد من السلف انہ لا یصلی بعضہم
خلف بعض ومن انکر ذلک فہو مبتدع ضال مخالف للکتاب والسنۃ واجماع سلف الامۃ وائمتہا وقد کان
فی الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من یقرأ البسملۃ ومنہم من لا یقرأہا ومنہم من یجہر بہا ومنہم من لا یجہر بہا

پھر کئی سطروں کے بعد کہا و مع ہذا فکان بعضہم یصلی خلف بعض مثل ما کان ابو حنیفۃ و اصحابہ والشافعی وغیرہم یصلون خلف ائمۃ المدینۃ من المالکیۃ وغیرہم وان کان لا یقرؤن البسملۃ لا سرا ولا جہرا و ہکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ اور قول عدم جواز اقتدا محض ضلالت وگمراہی ہے فقہ اکبر لابی حنیفہ رح میں ہے الصلوۃ خلف کل بر و فاجر من المومنین جائزۃ اسکے تحت میں ملا علی قاری فرماتے ہیں فمن ترک الجمعۃ والجماعۃ خلف الامام الفاجر فہو مبتدع عند اکثر العلماء الصحیح انہ یصلیہا ولا یعیدہا اور پھر منتقی سے نقل کیا سئل ابو حنیفۃ رح عن مذہب اہل السنۃ والجماعۃ فقال کذا و کذا و ان نصلی خلف کل بر و فاجر و شرح عقائد میں ہے یجوز الصلوۃ خلف کل بر و فاجر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا الخ ولان علماء الامۃ کانوا یصلون خلف الفسقۃ واہل الاہواء والبدع من غیر نکیر اور کہا حاشیہ میں اوسکے خلافا للشیعۃ فانہم قد اشترطوا العصمۃ فی الامامۃ الصغری کما فی الکبری والخوارج ایضا فان الکافر عندہم فاجر پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح اور تمامی اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ نماز پیچھے ہر مومن کے جائز ہے اور جو شخص جمعہ و جماعت ترک کرے بسبب فاجر ہونے امام کے وہ مبتدع اور ضال ہے اور عقیدہ شیعہ اور خارجی کا رکھتا ہے اور یہ اختلاف شیعہ اور خارجی کا امام کے بد ہونے کی تقدیر پر ہے اور جبکہ نیک ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو اوسمین کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہیں پس قائل عدم جواز صلوۃ کا پیچھے شخص مسئول عنہ کے محض ضال و مضل ہے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ **جواب سوال دوم** مومن کو مسجد سے روکنا خصوصا بفعل مشروع کے سبب سے بڑا گناہ ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ المجیب الراجی الی رحمۃ ربہ الرحیم ابو محی الدین محمد ابراہیم غفر لہ والوالدیہ واقعی نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت جائز ہے اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو نا جائز کہے وہ مخطی ہے اور آمین پکار کر کہنے والے کو صرف بوجہ اس عمل کے مسجد سے نکلوا دینا درست نہیں ہے

واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۳ ۲۰۵

یہ جواب صحیح ہے فی الواقع جو حنفی تقلید شخصی کو واجب نہ جانتا ہو اور ارکان وغیرہ موافق حنفیہ کے کرتا ہو اور آمین بالجہر کو بھی مسنون سمجھتا ہو اوسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اور حکم کرنا

عدم جواز امامت اس شخص کا ضلالت ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا[۲۳] زید کو عمرو فریبا اپنے مکان کے اندر لے گیا اور چند آدمیون کو بلا کے زید سے اوسکی بی بی کو جبرا تین طلاق دلوائین بلکہ عمرو کے مددگار اور عمرو لاٹھی لیکر آمادہ ہوے کہ اگر ذرا طلاق دینے مین انکار کیا تو فورًا مار ڈالین گے بعد طلاق دینے کے رہا کیا چونکہ زید و اوسکی بی بی سے بہایت الفت ہو جدائی از حد محال ہی بضرورت بتقلید مذہب شافعی نکاح جائز ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب عند الضرورۃ الشدیدۃ تقلید مذہب شافعی درست ہے حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۲۴] سوالات وجوابات متعلقۂ مقدمۂ آرہ کہ بذریعۂ وکیل عدالت بند سوالات بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۸۸۶ء آمدہ بود حضرت مولانا واوستاذنا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ جوابش ارقام فرمودہ بودند **سوال اول** مسلمان ہونے کے لیئے ایک مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا اور رسول نے شرط کیا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین اور امامون نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب کے بعد کئی سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہین کرتے تھے اور وہ مسلمان غیر مقلد اصحاب اور تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا اُنکے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانے والے حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہین اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین غیر مقلد لوگ کے زمانے کو اچھا کہا ہے یا نہین اور اوسکے بعد کے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے یا نہین قوی دلیل سے بیان کیجئے فقط

جواب نمبر ۱ نام میرا مولوی عبد الحی بن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن فرنگی محل عمر تخمینًا بتیس[۳۲] سال بقول صالح بیان کرتا ہون حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی مین شرط نہین کیا گیا ہے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت مین حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے اماموں نے اپنے قول کی تقلید کی اجازت دی ہے اُس حالت مین جب خلاف قرآن وحدیث

سنو مسلمان زمانہ اصحاب اور تابعین کے اچھے تھے اُن لوگون سے جو عامل تمدین قرآن وحدیث سے ناراض ہین اور پیغمبر صاحب نے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہے اور پچھلے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے فقط العبد محمد عبدالحی عفا عنہ

سوال نمبر ۲۔ اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہو یا اور کوئی مسجد بنا دے تو مسجد بنانے والے کی ملکیت مین باقی رہتی ہے یا نہین اور ہر مسجد مین ہر مسلمان اپنی طور مشروع پر مستحق نماز پڑھنے کا بہ یک وقت و بہ یک جماعت ہے یا نہین

جواب نمبر ۲۔ مسجد بنانے والے کی ملکیت مین مسجد نہین رہتی اور اُسمین سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہین اور ایک وقت اور ایک جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہین الا ایک ساعت مین ایک ہی مسجد مین دو جماعت نہین پڑھ سکتے فقط

سوال نمبر ۳۔ جو شخص بموجب قرآن وحدیث کے نماز ادا کرے اور ہر مسئلون مین مقلد ایک امام خاص کا نہو اور سب امامون کو برابر برحق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۳۔ ایسا شخص مندرجہ سوال سوم مسلمان سنت وجماعت ہے بشرطیکہ قابلیت قرآن اور حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو اور تخریب دین اُسکو منظور نہو فقط

سوال نمبر ۴۔ آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول اور فعل ہے یا نہین اور یہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی اور حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح صحیح حدیث سے ثابت ہی یا نہین اور مسلمانون کا فعل قدیم ہی یا نہین فقط

جواب نمبر ۴۔ آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور یہ اسلام کی بات ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہی اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین مگر اختلاف ہی اور بہت سے مسلمانون قدیم کا یہ فعل ہی فقط

سوال نمبر ۵۔ حنفیون کی کسی کتاب مین آمین بالجہر کہنے والے کے یا اُسکے ساتھ کے نماز والونکی نماز کا ٹوٹنا یا اور کسی قسم کا حرج اور نقصان ہونا اُسکے امام نے لکھا ہے یا نہین

جواب نمبر ۵۔ آمین بالجہر کہنے سے کہنے والے یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا اور پہنچنا کسی کتاب معتبر حنفی مین نہین لکھا ہے

سوال نمبر ۶۔ آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمانون کا فعل ہی یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت ہی اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو

معیوب سمجھکر خود عمل نکرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ ازروے قرآن وحدیث کے کون ہے

جواب نمبر ۶۔ باوصف علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہے اُس سے ناراض ہونا کام مسلمان کا نہین ہے اور حدیث کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو اُسپر عمل کرنا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہین ہے اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود جاننے اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہے معیوب سمجھے تو وہ شخص مسلمان نہین ہے اور عالمون کو بُرا جاننا درست نہین ہے فقط

سوال نمبر ۷۔ اُمور مذہبی مین شدآمد قدیم ورسم ورواج کو دخل ہے یا نہین اور اگر ہے تو زور سے آمین کہنے والا مسلمان آہستہ آمین کہنے والے حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہی یا نہین فقط

جواب نمبر ۷۔ اُمور واحکام مذہبی مین رسم ورواج کو دخل نہین اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اُسکو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہو تو حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے فقط

سوال نمبر ۸۔ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد مین نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح یاد الٰہی سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین بڑا ظالم اور اُسکے واسطے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب سخت کا حکم کیا ہی یا نہین

جواب نمبر ۸۔ جو شخص کسی کو مسجد مین نماز پڑھنے سے یا یاد الٰہی سے بغیر وجہ شرعی کے رُوکے اُسکو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا ہے اور عذاب سخت کا موعود کیا ہے فقط

سوال نمبر ۹۔ کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین دست اندازی امور مذہبی مین ہے یا نہین اور آمین بالجہر کہنے والون کو اس حکم امتناعی سے نقصان دیتی ہی یا نہین اور مسجد مین اذن عام واسطے ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۹۔ آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی مین دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والون کو نقصان دیتی ہے اور مسجد مین ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہی فقط محمد عبدالحی عفی عنہ

سوالات جرح وجواب آن مرقومہ جناب مولانا الحافظ الحاج ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب قبلہ نور اللہ تربتہ

سوال نمبر (۱) آپ مقلد ہین یا غیر مقلد وتقیہ کرنا جائز سمجھتے ہین یا نہین

جواب نمبر (۱) ہم مقلد ہین اور تقیہ کرنا جائز نہین سمجھتے ہین۔

سوال نمبر (۲) اگر کوئی شخص بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور اوسکے فعل وحرکت سب خلاف طریقہ مسلمانون کے وتفرقہ انداز جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتے ہون اور عام مسلمانون کو گمراہ کرنے والا پایا جاتا ہو اوسکے فتنہ وفریب سے بچنے کے لیے اُسکو اپنی جماعت سے باہر کر دینا چاہیئے یا نہین

جواب نمبر (۲) جس شخص کا فعل تمام مسلمانون کے خلاف ہو اُسکو جماعت سے باہر کرنا درست ہے اور جسکا فعل بعض مسلمانون کے موافق ہو اور بعض کے خلاف ہو اور وہ فعل موافق شریعت ہو اُسکو جماعت سے باہر کرنا نہین درست ہے اور جو شخص گمراہ کرنے والا معلوم ہوتا ہو اُسکو بطور شرعی تفہیم کیجاوے کہ وہ گمراہ کرنے سے باز رہے اور جماعت مین تفرقہ ڈالنا نہین جائز ہے فقط۔

سوال نمبر (۳) عام مسلمانونکو ضرور ہے یا نہین کہ حفاظت اس بات کی کرین کہ مسجد مین فساد وفتنہ نہووے کوئی ایک مفسد کا جسکا مقصود یہ ہووے کہ عام نمازیون کو متحیر ومنغص کر دین کوئی فعل خلاف طریقہ عام نمازیون کے کرنے نہ دین فقط

جواب نمبر (۳) عام مسلمانون کو ضرور ہے کہ فتنہ وفساد سے مسجد کو محفوظ رکھین اور جس شخص کا فعل موافق شرع کے ہووے اگرچہ طریقۂ عام نمازیون کے مخالف ہووے اس سے منغص یعنی آزردہ نہون اور کسی شخص سے ابتدا فساد کی نکرین اور جو مفسد کہ بدنیتی سے فساد پر آمادہ ہو اُسکے فساد کو بذریعۂ حاکم وقت کے دفع کرین۔

سوال نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل کو قرآن وحدیث سے نکالا ہے یا اپنی دلسے لکھا ہے

جواب نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل قرآن واحادیث سے نکالے ہین صرف اپنی رای سے حکم نہین دیا

سوال نمبر (۵) آمین بالجہر کہنا حنفیون کے طریقہ کے خلاف ہے یا نہین

جواب نمبر (۵) حنفیہ چپکے سے آمین کہنے کو نماز مین سنت کہتے ہین اور آمین بالجہر کو بھی جائز کہتے ہین

سوال نمبر (۶) اگر آمین بالجہر نہ کہے اور آہستہ کہے تو گنہگار رہیگا یا نہین اور آمین بالجہر کہنے کا ثواب زیادہ ہے یا کہ فتنۂ وفساد وخونریزی کے مسلمانون سے بچنے کا ثواب زیادہ ہے

جواب نمبر (۶) آمین آہستہ کہنے سے گنہگار نہوگا اور فتنہ وفساد وخونریزی سے بچنے کا

ثواب زیادہ ہے آمین بالجہر کہنے سے اس وجہ سے کہ آمین بالجہر کا سنت ہونا یا آہستہ کہنے کا سنت ہونا صحابہ و مجتہدین مین مختلف فیہ ہے اور فتنہ و فساد کی حرمت اتفاقی ہے فقط

سوال نمبر (۷) باعتبار دینداری مسلمانون کے مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ اسلام کا دیس ہے یا نہین اور مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین تقلید کرنا جاری ہے یا نہین

جواب نمبر (۷) مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ اسلام کے دیس ہین اور تقلید وہان جاری ہے فقط تحریر ۲۲ جنوری ۱۸۹۳ء

استفتا^۲۳۴ ما قولکم یا ایہا العلماء العظام والفضلاء الکرام کہ ایک شخص کا عمل اور برتاؤ ہر امر مین بالکل موافق مذہب حنفی کے ہے اور تحقیق مسائل مین وہ اگر اسطرح کی عبارت لکھے کہ زمانۂ سلف مین درمیان صحابہ کے اور تابعین کے اور تبع تابعین کے آپسمین مسائل جزئیہ کے درمیان مین اختلاف ہوتا گیا ہے اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کسی کو انکار نہ تھا اور کوئی شخص التزام کرلے اس امر کا کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو مانے اگرچہ حق خلاف اُسکے کیون نہو تو یہ بات اب تک ثابت نہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہین پس ایسا شخص حنفیت سے بسبب ایسی عبارت لکھنے کے خارج ہو گیا یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا شخص حنفیت سے بسبب اس عبارت کے خارج نہو گا حنفیت عبارت کتمان حق سے نہین ہے تا قائل اس امر صحیح کا حنفی نہ رہے بہت حنفیہ معتبرین اپنے کتب مین اسی مضمون کو لکھ گئے مفتی عظیم مفتی الحنفیہ بمکۂ معظمہ المتوفی ۱۳۰۰ھ ہجری کہ حنفیۂ معتبرین ہین اپنے رسالۂ القول السدید فی مسائل التقلید مین لکھتے ہین قد کان الصحابۃ یقتدی بعضہم ببعض وکذا التابعون وفیہم المجتہدون ولم ینقل عن احد من السلف انہ کان لا یری الاقتداء بمن یخالف قولہ فی بعض المسائل ولو فی خصوص الطہارۃ بل کان یقتدی بعضہم ببعض انتہی اور بھی لکھتے ہین لا علینا ان لا ناخذ بما ظہر لنا صواب خلافہ اذا انعم اللہ علینا بحصول ضرب من النظر یمکن الوقوف بہ علی الصواب ہذا ونحن مع ذلک بحمد اللہ لا نخرج عن درجۃ التقلید لامامنا الاعظم ابی حنیفۃ المقدم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا^۲۳۵ ہو الحاکم کیا ارشاد فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی مجتہد کسی مسئلہ مین خلاف کرے اور کہے کہ اسپر اجماع نہین ہوا کیونکہ اجماع تو نام ہے ایک زمانے کے

جمیع مجتہدین کا کسی مسئلہ مین اتفاق کرنا اور مین بھی ایک مجتہد ہون اُس زمانے کا یہ مسئلہ میری رائے کے خلاف ہی پس یہ مسئلہ کہ جس پر اکثر مجتہدین موافق ہوی ہین اس مجتہد کے حق مین اجماعی ہے یا نہین بحوالۂ کتاب مرقوم فرمایئے

ہوالمصوب اُس مجتہد کے حق مین جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے وہ مسئلہ اجماعیہ نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابو الحسنات

۴۳۶
استفتا ہوالحاکم کیا ارشاد فرماتے ہین علمای محققین و مفتیان مدققین اس مسئلہ مین کہ زید اس امر کا قائل ہے کہ جتنے فرقے متمسک بالقرآن ہین اُنمین سے کوئی فرقہ بہ نسبت کسی امر مختلف فیہ غیر قطعی کے اگر یہ دعوی کرے کہ ہمارے مذہب کا حق ہونا یقینی ہے اور علم باری تعالے مین ہمارا ہی مذہب حق ہے تو دعوی اس امر کا غیر صحیح ہے بلکہ یقینی ہونا تو کجا اگر اپنے مذہب کے ظنی ہونے کا دعوی کرے تو بھی نہین صحیح ہے اور عند اللہ کسی فرقے کا دربارۂ امور مختلف فیہا کے حق ہونا اُسکا علم ہمکو کیونکر ہوسکتا ہے واللہ اعلم دربارۂ امور غیر قطعیہ کون فرقہ حق پر ہے کیونکہ حق تو ایک امر دائر ہے پس اس قول مین زید صادق ہے یا کاذب ہے اور امورقطعیہ کون ہین اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہوالمصوب زید صادق ہے لیکن ظنیت امور مختلف فیہا غیر قطعیہ مبنی ظنیت دلائل پر ہو اگر دلائل ظنیہ ہین مدلول بھی ظنی ہوگا ورنہ نہ اور امور قطعیہ وہ ہین جو ادلۂ قطعیہ سے ثابت ہون جیسے آیات قرآنیہ غیر مأولہ بتاویل صحیح و احادیث متواترۃ اللفظ او المعنی و اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابو الحسنات

اصاب المجیب نمقہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ فی الواقع زید صادق ہے اور تفصیل جو مجیب نے کی وہ نہایت صحیح ہے۔ حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق محمد لمعان الحق عفا اللہ عنہ

۴۳۷
استفتا از علمای کرام کسیکہ علم آن داشتہ باشد رقم فرماید۔ کہ جناب حضرت غوث الثقلین مذہب حنفی داشتند یا حنبلی و آنحضرت بیشتر کدام مذہب داشتند بعد ترک آن حنبلی مذہب اختیار فرمود و از ترک یکے و اختیار دیگرے لازم می آید کہ اول ہا و نیز ثانی ہا دانستہ باشند یا نہ امید کہ بلا تعصب جواب صحیح رقم فرمایند

ہوالمصوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کان یفتی علی مذہب الشافعی و احمد میفرماید و انتقال غوث پاک بر مذہب حنبلی ست و ترک مذہبے و اختیار مذہب دیگر ہمچنین کس را جائز است

واز اختیار مذہبے برداشتن مذہب دیگر لازم نمی آید واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

صح الجواب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

کتاب الذکر

۲۵۹

استفتا ۸ ما قولکم سادۃ المسلمین وائمۃ المحققین ادام اللہ فیوضاتہم الی یوم الدین فی جواب من یذکرون اللہ عز وجل قیاما وقعودا بالجہر المفرط وبانغام الموسیقات وبالطمطمۃ فیہا مابین بہمزۃ ولام والف ومد الہاء من اللہ ویقولون ہو وہا وہی ویذکرون بالحلق وہو الحاء بان یقولوا اح ویرقصون فی بعض الاحیان بالتواجد والوثبات ویغیبون عن ادراکہم ویصفقون ویوقعون علی الارض وینشدون الشعر والکلام المطرب المہیج للانفس للنشاط وغیر ذلک مما یتعلق باحوال المریدین من اہل الطریق عموما وبطریق الشاذلیۃ خصوصا ہل ہو حرام ام لا ترکہ مباح اولا او سنۃ وہل یجوز الانکار علی مثل ہؤلاء ام لا ام لہذا اصل فی الکتاب والسنۃ وہل یجوز سب مشایخ الطریق ام لا وفضیلۃ قطب الاقطاب غوث الثقلین سید عبد القادر محی الدین الجیلانی قدس سرہ علی قطب الوقت شیخ ابی الحسن الشاذلی قدس سرہ ثابتۃ ام عکسہ بینوا توجروا

ہو المصوب ینبغی الانکار علی ہؤلاء فی ارتکاب امور احدہا الذکر بالجہر المفرط فانہ منہی عنہ لما روی البخاری ومسلم والترمذی وابو داؤد واحمد بن شیبۃ وغیرہم عن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی غزاۃ فجعلنا لا نہبط وادیا لا نصعد شرفا الا رفعنا اصواتنا بالتکبیر فدنا منا وقال ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصما ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا ان الذی تدعونہ اقرب الیکم من عنق راحلۃ احدکم فان قالوا قد ورد فی الحدیث اذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون فہذا یدل علی جواز الجہر قلنا لم لا کلام فی نفس جواز الجہر انما الکلام فی الجہر المفرط ومعنی الحدیث المذکور اکثروا فی ذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون فلا دلالۃ علی الجہر وقد دلت الآیات علی استحباب السر والتوسط بین السر والجہر قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین وقال اللہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین وقال الامام الرازی فی تفسیرہ معنی قولہ اذکر ربک فی نفسک اذکر خفیۃ

وسرا وفی قولہ ودون الجہر دون الجہر المفرط والمراد منہ ان یقع الذکر بحیث یکون بین المخافتۃ والجہر انتہی
وقال اللہ تعالی ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا وروی البیہقی فی
کتاب شعب الایمان عن سعد بن مالک مرفوعا خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی وفی النہایۃ شرح الہدایۃ
المستحب عندنا فی اذکار الخفیۃ الا فی ما تعلق باعلانہ مقصود کالاذان والتلبیۃ انتہی وصرح کثیر
من الحنفیۃ منہم صاحب الہدایۃ ان الجہر بالذکر بدعۃ والاصل فیہ الاخفاء والحاصل ان الجہر
وان کان جائزا لکن المفرط منہ منہی عنہ والسر افضل من الجہر الغیر المفرط ایضا کیف والجہر المفرط
یستلزم مفاسد منہا ایقاظ النیام ومنہا شغل قلوب المصلین وہو یفضی الی سہوہم ومنہا ترک
الخشوع عما ینبغی الی غیر ذلک من المفاسد التی لا تحصی وان شئت زیادۃ التفصیل فی ہذا فارجع
الی رسالتی سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر والامر الثانی التصفیق عند الذکر فان ہذا کان من عادات الجاہلیۃ
فنہی عنہ فی الاسلام قال ابن القیم فی اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان قال ابن عباس کانت قریش
یطوفون بالبیت عراۃ ویصفرون ویصفقون وقال مجاہد کانوا یعارضون النبی صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم فی الطواف ویصفقون فالمصفقون والصفارون فیہم مشبہ من ہولاء فلہم قسط من اللوم
بحسب شبہہم قلنا لم یشرع اللہ التصفیق للرجال عند الحاجۃ فی الصلوۃ بل امروا بالعدول الی التسبیح
فکیف اذا فعلوہ لا لحاجۃ وتربوا بہ انواعا اذا غاس المعاصی انتہی وقد صرح کثیر من شراح الفقہ الاکبر
وغیرہم بان التصفیق عند الذکر حرام یفضی الی السوء وذلک لان التصفیق امر من قبیل اللہو واللعب
ولذلک یرتکبہ الصبیان والنسوان اکثر والذکر لیس بمحل اللہو فما معنی اجتماعہ معہ والامر الثالث الرقص
عند الذکر فانہ ایضا حرام والرابع الغناء والخامس التواجد والوقوع علی الارض فان کل ذلک
وان کان باضطرار فہو خارج عن الکلام والا فہو ممنوع انتہی فقد روی الخطیب البغدادی والطبرانی
عن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الغناء والاستماع الی الغناء فقد روی ابن الدنیا و
ابن مردویہ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ما رفع واحد صوتہ بغناء
الا بعث اللہ الیہ شیطانین یجلسان علی منکبیہ ویضربان باعقابہما علی صدرہ حتی یمسک وروی
ابن ابی الدنیا عن یزید بن الولید قال ایاکم والغناء فانہ ینقص الحیاء ویزید فی الشہوۃ وفی
کتاب الردع علی اخوان المناہی والبدع تمسک البطالون من المبتدعۃ المتشیخین بما حفت

لہ فعل بادر وفی المحیط من الجہر بکونہ ... بالجہر والعلانیۃ ... وحین ... ذلک ۱۲ منہ

الجاريتان في بيت عائشة مع انها صرحت انهما لم تكونا مغنيتين كما روى البخاري عن عائشة قالت
دخل ابو بكر وعندي جاريتان تغنيان بما تقاولت به الانصار يوم بعاث وليستا بمغنيتين فقال مزامير
الشيطان في بيت رسول الله وذلك يوم عيد فقال رسول الله دعهما يا ابا بكر ان لكل قوم عيدا وقد
صرح بذلك شارح السنة حيث قال استدل جماعة من الصوفية بحديث الباب على اباحة الغناء
ويكفي في رد ذلك تصريح عائشة بقولها وليستا بمغنيتين فنفت عنهما من طريق المعنى ما اثبت لهما باللفظ
لان الغناء يطلق على رفع الصوت والمسمى فاعله مغنيا فاذا تقرر هذا بطل احتجاجهم انتهى فان قالوا الاثبات
تواجدهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تواجد ورقص صحابه كما ذكره المشايخ في كتبهم قلنا لهم القصة
في ذلك موضوعة مخترعة لا اصل لها صرح به المحدثون قال علي القاري في تذكرة الموضوعات قال
ابن تيمية ما اشتهر ان ابا محذورة انشد لسعت حية الهوى كبدي بين يدي رسول الله صلعم وانه تواجد حتى
وقعت البردة عن كتفيه فتقاسمها اصحاب الصفة كذب باتفاق اهل العلم وقال السيوطي اخرجه الديلمي
عن انس وقال تفرد به ابو بكر عمار بن اسحق وقال رواه ابو طاهر المقدسي من حديث وصاحب العوارف
انه عليه السلام انشد بحضرته البيتان فتواجد وتواجد اصحابه وقد سقط رداءه من منكبه فلما فرغوا آوى
كل احد الى مكانه فقال عليه الصلوة والسلام ليس بكريم من لم يهتز عند السماع ثم قسم الرداء على من حضر
او العمامة قطعة هذا حديث موضوع واضعه عمار بن اسحق فان باقي الاسناد ثقة هكذا قال الذهبي وغيره وهذا
الحديث مما يقطع بكذبه انتهى وفي الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث للحافظ برهان الدين الحلبي
عمار بن اسحق كانه وضع هذه الخرافة التي فيها لسعت حية الهوى انتهى وذكر كثير من اصحاب الفتاوى الحنفية
والشافعية منهم صاحب الدرة المنيفة ورد المحتار والبزازية وغيرها ان الرقص والغناء الذي يفعل
متصوفة زماننا عند الذكر حرام يجب الزجر عنه وفي نصاب الاحتساب لا يجوز الرقص والسماع ذكره
في الذخيرة انه كبيرة ومن اباحه من المشايخ فذلك للذين صارت حركاتهم حركات الارتعاش وانه ليس ايضا
في الشرع رخصة وذكر في العوارف انه لا يليق بمنصب المشايخ الذين يقتدى بهم لانه يشبه اللهو ولو قيل
هل يجوز السماع لهم فالجواب انه ان كان السماع سماع قرآن وموعظة يجوز وان كان سماع غناء لا يجوز انتهى
والكلام في هذا المبحث طويل من اراد الاطلاع فليرجع الى اغاثة اللهفان لابن القيم فانه قاطع لمواد المفسدين
وقامع لبدعات المبتدعين واما سب مشايخ الطريق فهو حرام وقد جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم

من علامات الساعة ان یلعن آخر ہذہ الامة اولہا کما اخرجہ الترمذی وورد عنہ انہ قال اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم اخرجہ اصحاب السنن ونص الامام الغزالی فی الاحیاء وابن حجر المکی فی الزواجر وغیرہما بانہ لا یجوز تحقیر احد من الاموات وسبہم وان کان من الفساق فی حیاتہ واذا کان ہذا فی حق العوام فما بالک فی حق مشائخ الطریق قدس اللہ اسرارہم فاما المفاضلة بین القطب الجیلانی وبین الشیخ ابی الحسن الشاذلی فلکل واحد منہما فضیلة الا انہ صرح الیافعی وغیرہ ان کرامات القطب بلغت حد القوة والتواتر مالم یبلغہ کرامات غیرہ فمن ہذا الوجہ یکون افضل واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظ عن محیبات القبیح

العبارات المذکورة صحیحة نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم

فی جامع الرموز وکرہ وحرم الغناء فہو من انواع اللعب وکبیرة فی جامع الادیان حتی یمنع المشرکون عن ذلک کذا فی الاختیار وغیرہ وفی المضمرات من اباح الغناء یکون فاسقا وفی السیر الکبیر للسرخسی انہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان یکرہ رفع الصوات عند قراءة القرآن والوعظ وما فعلہ الذین یدعون الوجد والمحبة مکروہ لا اصل لہ فی الدین ویمنع الصوفیة مما یعتادونہ من رفع الصوت فان ذلک مکروہ فی الدین عند قراءة القرآن والوعظ فما ظنک عند سماع الغناء وفی الجواہر ان السماع والرقص الذی یفعلہ المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز الجلوس والقصد الیہ وہو والغناء سواء ومشائخ من قبلہم فعلوا غیر ما فعلوا وفی العوارف سماع الغناء من الکبائر والذنوب اما اباحة الا نفر قلیل من الفقہاء ومن اباحہ لم یامر باعلانہ فی المجالس والبقاع الشریفة وقال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان ابلیس اول من تغنی وما نقل عنہ انہ سمع الشعر لا یدل علی اباحة الغناء وکان النصر آبادی کثیر الولوغ بالسماع فعوتب فی ذلک فقال ہو خیر من ان نقعد ونغتاب الناس فقال ابو عمرو وغیرہ من اخوتہ ہیہات یا ابا القاسم زلة السماع شر من کذا وقال السری شرط التواجد فی رغبتہ ان یبلغ الی حد لو ضرب وجہہ بالسیف لا یشعر بہ بوجع ما روی عنہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من حدیث التواجد فقد تکلم اصحاب الحدیث فی صحتہ وتخالج سری انہ غیر صحیح وفی الحقائق ان مجرد الغناء والاستماع الیہ معصیة انتہی مختصرا وفی مشکوة المصابیح عن عبد اللہ بن مسعود مرفوعا سباب المسلم فسوق متفق علیہ انتہی ملخصا وفی البحر الرائق ان العدالة تسقط بسب مسلم وان لم یکن من السلف کما فی النہایة وغیرہا انتہی وفی کتاب نشر المحاسن الغالیة فی فضل مشائخ الصوفیة اصحاب المقالات العالیة

له وما فعله الذین یدعون الوجد والمحبة لا اصل له ویمنع الصوفیة ممن رفع الصوت وتخریق الثیاب کذا فی السراجیة ۱۲ مختار

ع الا ان السماع لا محسن فی السماع لا وقتنا ہذا الان جنید ربہ من السماع فی زمانہ ۱۲

روی فی کتاب مناقب الشیخ عبد القادر رح من طرق کثیرۃ بروایات شہیرۃ عن جماعۃ من المشایخ الاکابر والعلماء الافاضل انہ قال فی مجلسہ وہو علی الکرسی یتکلم الناس قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وکان فی مجلسہ عامۃ مشایخ العراق وروی انہم کانوا نحو خمسین وروی نیفا وخمسین ولم یبق احد من الاولیاء فی ذلک الوقت من جمیع آفاق الارض الاحنی رقبتہ الا رجل باصبہان فانہ لم یفعل فسلب حالہ انتہی ملتقطا واللہ علیم کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم

کتابُ الصید

استفتا ۲۶۰ اگر کوئی شخص بندوق وتیر ونیزہ وشمشیر وغیرہ بہ نیت شکار بسم اللہ کہکر جانور پر لگا دے اور وہ جانور اتنی جلد اوسکی ضرب سے مرجا دے کہ نوبت ذبح کرنے کی نہ پہونچے تو کھانا ایسے جانور کا درست ہے یا نہیں

ہو المصوب تیر اور نیزہ وغیرہ کو اگر بہ نیت شکار کے لگا دے اور اوس جانور مین زخم ہو جاوے اگرچہ وہ فی الفور مرجاوے تو جائز ہے ہدایہ مین ہے اذا سمی الرجل عند الرمی اکل ما اصاب اذا جرح السہم فمات لانہ ذابح بالرمی لکون السہم آلۃ لہ فیشترط التسمیۃ عندہ ولا بد من الجرح لیتحقق معنی الذکاۃ انتہی اور ملتقی الابحر مین ہے ان وقع السہم بہ فتحامل او غاب ولم یقعد عن طلبہ ثم وجدہ میتا حل ان لم یکن بہ جراحۃ غیر جراحۃ السہم انتہی اور بندوق سے شکار بمقتضای قواعد فقہیہ بغیر ذبح حلال نہین فان الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین حل وان بالثقل لا یحل کذا فی التبیین اور در المختار مین ہے لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتابُ الاضحیۃ

استفتا ۲۶۱ چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت حکم مصرف چرم اضحیہ مثل حکم زکوۃ ست در نقل بلد و اعطای سادات وغیرہ یا نہ

ہو المصوب بر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست وصدقۃ تطوع محکوم علیہ

در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ [illegible] محمد عبد الحی صاحب [illegible]

بجرست صرف آن بر بنی ہاشم وغیرہ نیست ہمچنین احکام از خصائص زکوۃ ہستند ملاخسرو در غرر الاحکام می نویسند لا الی بنی ہاشم وان جازت التطوعات والاوقاف لہم ولا ذمی وان جاز غیرہا ودر جواہر نفیسہ شرح در المنیفہ می آرد جازت التطوعات والاوقاف الیہم ای الی بنی ہاشم وموالیہم لانتفاء العلۃ المذکورۃ فی الزکوۃ وہی کونہا من اوساخ الناس ودر فتح القدیر می آرد قالوا لایجوز صرف کفارۃ الیمین و الظہار وجزاء الصید وغلۃ الوقف الی بنی ہاشم واما النافلۃ فقال فی النہایۃ یجوز صرفہ الیہم بالاجماع وصرح فی الکافی بدفع الوقف الیہم انتہی پس ازین تصریحات معلوم شد کہ صدقۂ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمین ست مذہب جمہور وتصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم بر ایشان صرف آن جائز خواہد شد وہمچنین فقہا کراہت نقل از بلدہ بسوی بلدۂ دیگر در زکوۃ وصدقۂ فطر کہ از واجبات ست می نویسند ودر تعلیل آن می آرند کہ چون حق اہل آن بلدہ کہ دران مال نصاب یا من تجب علیہ صدقۃ الفطر ست دران متعلق شد بدین سبب منقول کردن مکروہ شد ولہذا در نہر فائق وغیرہ می آرد کہ اگر قبل از حولان حول زکوۃ را نقل سازد مکروہ نخواہد شد لفوت العلۃ المذکورۃ وچون تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست لاجرم نقل آن مکروہ نخواہد شد واللہ اعلم

حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ الروایات المرقومۃ صحیحۃ۔ نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

۲۶۳ **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ بکری چھ مہینے کی اگر توانا اور فربہ ہو قربانی اوسکی درست ہے یا نہین جیساکہ دنبا اور بھیڑ درست ہے اور اس مسئلہ مین کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جس لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہوا ہو اگر وہ لڑکا مرجاوے تو اوسکے ماں باپ مستحق شفاعت کے نہونگے یعنی وہ لڑکا اپنے ماں باپ کی شفاعت نکریگا اور سند مین اسکے حدیث نقل کرتے ہین الغلام مرتہن بعقیقۃ الخ پس حدیث شریف کا خلاصہ مطلب کیا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بکری چھ مہینے کی نہین درست ہے اور دنبہ چھ مہینے کا اگر فربہ وتوانا ہو درست ہے یہی مذہب حنفیہ کا بلکہ جمہور علما کا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے ہدایہ

وبنایہ شرح ہدایہ مین ہے ویجزی من ذلک کلہ الثنی فصاعدا الا الضان فان الجذع منہ یجزی والتقیید بالضان لان الجذع من الابل والبقر والغنم لایجزی بل لایجزی منہا الا الثنی انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار مین ہے وصح الجذع من الضان وصح الثنی فصاعدا من الثلاثۃ ای من الشاۃ اعم من ان یکون ضانا او معزا من البقر ومن الابل والجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر والضان مایکون لہ ستۃ انتہی اس سے صاف واضح ہے کہ بکری اور بھیڑ اور ایسی ہی گائے اور اونٹ چھ مہینے کا نہین درست ہے فقط دنبہ چھ مہینے کا درست ہے اور ایسے ہی اور کتب فقہ مین بھی موجود ہے اور شرح مسند امام اعظم مین ہے فی صحیح مسلم عن جابر لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان تعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان وبہ قال الجمہور یجوز الجذع من الضان لا من غیرہ انتہی اور حدیث الغلام مرتہن بعقیقتہ کے معنی محدثین کے نزدیک یہی ہین کہ وہ لڑکا جسکا عقیقہ نہوا ہو وہ والدین کی شفاعت کرنے سے محروم رہیگا شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی اپنی کتاب ارتیاح الاکباد فی فقد الاولاد مین لکھتے ہین ذکر البیہقی عن سلیمان بن شرحبیل حدثنا یحیی بن حمزۃ قال قلت لعطاء الخراسانی مامعنی مرتہن بعقیقتہ فقال تحرم شفاعۃ والدہ وکذا قال الامام احمد انہ مرتہن عن الشفاعۃ لوالدہ واستحسنہ الخطابی حیث قال تکلم الناس فی ہذا واجود ما قیل فیہ ماذہب الیہ احمد ان ہذا فی الشفاعۃ یرید انہ اذا لم یعق عنہ فمات طفلا لم یشفع والدیہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی بکری چھ مہینے کی اگر فربہ ہو قربانی اوسکی درست نہین فی جامع الرموز وانما قال من الضان لانہ لایجوز من المعز وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط ونحوہ انتہی اور حدیث شریف کا خلاصہ نزدیک جناب امام ہمام شیخ الکل مولانا احمد بن حنبل کے یہی ہے کہ وہ لڑکا شفاعت نکریگا فی مفاتیح الجنان ومصابیح الجنان وعن سمرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ [وسلم] الغلام مرتہن بعقیقتہ قیل معناہ انہ محبوس سلامتہ عن الآفات بعقیقتہ او انہ کالشیء المرہون لایتم الاستمتاع بہ دون ان یقابل بالعقیقۃ وقیل معناہ ان شفاعتہ لابویہ معلق بعقیقتہ لایشفع لہما الطفل ان لم یعق عنہ انتہی وفی کاشف حقائق السنن المحمدیۃ شرح مشکوۃ المصابیح وقال صاحب النہایۃ معنی قولہ رہینۃ بعقیقتہ ان العقیقۃ لازمۃ لہ لابد منہا فشبہہ فی لزومہا وعدم انفکاکہ منہ بالرہن فی ید المرتہن

قد تکلم الناس فیہ واجود ما قالہ احمد بن حنبل معناہ انہ اذا مات طفلا ولم یعق عنہ لم یشفع فی
والدیہ وروی عن قتادۃ انہ یحرم شفاعتہم اقول ولاریب ان الامام احمد بن حنبل ماذہب الی ہذا
القول الا بعد ما تلقی من الصحابی والتابعین علی انہ امام من الائمۃ الکبار یجب ان تیلقی کلامہ بالقبول
وحسن الظن بہ انتہی مختصرا واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد الفقیر
الی العلی الرب الحکیم ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۹۵

۲۶۳ **استفتا** چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اہل تشیع
چہ باشندگان لکھنؤ وچہ ساکنان جوار لکھنؤ آنانکہ فی زماننا موجود ہستند طعام شان
وذبیحۂ دست آنہا جائز است یا نہ بینوا توجروا۔ دیگر زید بحالت غفلت وجاہلیت زنا کرد
زان بعد بہوش آمدہ وخوف خدا در دلش پیدا شد توبہ کردہ درین حالت بباعث توبہ نمودن
زید از جرم زنا بری شد یا نہ بینوا توجروا۔

ہو المصوب شیعہ کہ منکر ضروریات دین اند مثل آنانکہ علی رضی را خدا میگویند وہمچنین آنانکہ
قذف حضرت عائشہ رضی میسازند کافراند ذبیحۂ شان ناجائز وآنکہ چنان نیستند اگرچہ سب شیخین میسازند
کافر نیستند بلکہ فاسق ذبیحۂ شان درست ست وجرم زنا از توبۂ نصوح معاف میشود واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۶۴ **استفتا** چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین سوالات ضروری
بحدیث وقرآن واجتہاد برای خود **اول** اینکہ از ہیچ کتابی عظمت مادۂ گاؤ بہ نسبت دیگر بہائم
ثابت ست یا نہ **دوم** آنکہ پرستش مادۂ گاؤ تا بہ کے اجرا بود واز کدام وقت مسدود شد
سوم آنکہ حکم ذبح مادۂ گاؤ از روی کدام حدیث وبچہ شرط وتصریح صدور یافتہ وآن حکم برائے
مادۂ گاؤ است یا برای بقر نیز وبرای ہاو مت استعمال لحمش ومفہوم آن حکم بحالت مادہ مختص
الوقت می برآید یا چہ **چہارم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت بقر خود استعمال فرمودہ یا نہ
پنجم در عرب باوجودیکہ بقر موجود دست چرا قربانی نمیکنند **ششم** اگر قربانی بقر نکنند آیا فتورے
بدین اسلام راہ می یابد یا نہ وقربانی گاؤ یا استعمال لحمش از ارکان دین ست وفرض وواجب
یا چہ **ہفتم** در عہد بنی اسرائیل پرستش گاؤ می شد یا نہ وحکم ذبح گاؤ از قرآن وضاحۃً معلوم میشود

یا تاویلاً ماہشتم بجالت اوراد و وظائف و نمازے کہ برای حصول دعا میکنند بخصوص وجہ ترک
گوشت بقر چیست بینوا توجروا

جواب سوال اول عظمت گاؤ بہ نسبت دیگر بہائم شرعاً ثابت نیست بلکہ در حدیثے
اشارت بذلتش بہ نسبت بعض بہائم آمدہ است در سنن ابوداؤد مرویست قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبایعتم بالعینۃ واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجہاد سلط اللہ
علیکم ذلاً لاینزعہ عنکم حتی ترجعوا الی دینکم انتہی ودر حیوۃ الحیوان می نویسد فی نہایۃ الغریب فی الحدیث
ما دخلت السکۃ دار قوم الا ذلوا والسکۃ ہی التی تحرث بہا الزرع ای ان المسلمین اذا اقبلوا علی الزراعۃ
شغلوا عن الغزو فیاخذہم السلطان بالمطالبات والجبایات وقریب من ہذا الحدیث قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم العز فی نواصی الخیل والذل فی اذناب البقر انتہی ازین حدیث معلوم می شود کہ کثرت
استعمال بزراعت واستعمال گاؤ برای آن باعث ذلت انسانیہ می شود **جواب سوال
دوم وہفتم** پرستش تمثال گاؤ در زمانہ بنی اسرائیل بعض کفار می کردند و ہمین امر باعث
گوسالہ پرستی بعض بنی اسرائیل گردیدہ کہ بسبب آن مستحق نکال و وبال گشتند حق جل شانہ
در قرآن پاک می فرماید وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قالوا
یا موسی اجعل لنا الٰہا کما لہم الہۃ قال انکم قوم تجہلون ونیز می فرماید ان الذین اتخذوا العجل
سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین ودر تفسیر در منثور مے آرد
اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن جریج فی قولہ تعالی فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قال
تماثیل بقر من نحاس فلما کان عجل السامری شبہ لہم انہ من تلک البقر فذلک کان اول شان العجل انتہی

جواب سوال سوم وہشتم جواز ذبح بقر قربانیاً یا مادہ وجواز استعمال گوشت آن صراحۃ
از قرآن وحدیث ثابت ست وبر آن اجماع ست حق جل شانہ بضمن بیانات احسانات
خود می فرماید ومن الانعام حمولۃ وفرشا کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم
عدو مبین ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین قل آلذکرین حرم ام الانثیین اما
اشتملت علیہ ارحام الانثیین نبئونی بعلم ان کنتم صادقین ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین
ودر حیوۃ الحیوان می آرد یحل اکلہا وشرب البانہا بالاجماع انتہی ودر صحیح بخاری وغیرہ مرویست

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عن نسائہ البقرۃ یوم النحر انتہی و در جامع ترمذی وسنن نسائی وغیرہ مروی ست

عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرۃ سبعۃ انتہی **جواب سوال چہارم** از کتب حدیث ثابت ست کہ صحابہ و ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشت گاؤ خوردہ اند و بخدمت نبوی ہم پیش کردہ شدہ ست و در صحیح مسلم مرویست عن عایشۃ قال

اُتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی **جواب سوال پنجم** قربانی نکردن ایشان بروز عید الضحی صرف امریست عادی شان نہ شرعی در بعض بلاد دیگر ہم رواج قربانی بقر نیست مثل بعض بلاد دکھن پس عدم ذبح شان دلیل بر کراہت یا عدم حلت ذبح بقر باوجود ثبوت جوازش از قرآن و اخبار نبویہ و آثار صحابہ و اجماع فقہا راست محمدی تواند شد **جواب سوال ششم** نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش و عدم جوازش وحلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام او ہیچکس فتورے خواہد گشت **جواب سوال ہشتم** این ترک مبنی بعظمت و عدم جوازش نیست بلکہ مبنی ست بہ تجارب مشایخ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶۵ قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گاؤ کی بینوا توجروا۔

ہو المصوب اونٹ کی بہتر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ [محمد عبد الوہاب]

استفتا ۲۶۶ **سوال** حضرات علماسے کہ جنکی مواہیر اس پرچہ مین ثبت ہین استفسار ہے کہ اس جواب مین آپکی مراد اس جملہ سے کہ بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہین چاہیے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہان فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولی ہی کیا مراد ہے آیا یہ مراد ہے کہ ابتدای فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہو یعنی جہان عملداری ہنود کی ہو اور گاے ذبح نہ ہوتی ہو وہان مسلمان بقصد فتنہ انگیزی گاؤکشی نہ کرین یا یہ کہ بلاد ہندوستان وغیرہ مین کہ جہان ہمیشہ سے اہل اسلام گاے ذبح کرتے چلے آئے اور اس ذبح کرنے مین کبھی اُنکو مقصود فتنہ انگیزی نہین ہوئی بلکہ اجراے حکم شریعت اب اگر کوئی مسلمان ان بلاد مین

گائے ذبح کرے اور ہنود بنظرِ تعصب مذہبی کے اوسکو منع کرین تو وہ مسلمان اُس سے باز رہے
بتفصیل ارشاد ہو کہ ایسی صورت مین اہل اسلام کو ترک گاؤکشی اولی ہے یا کیا بینوا توجروا

ھو المصوب گائے ذبح کرنا شرعًا اگرچہ فعل مباح ہے واجب نہین مگر ایسا مباح نہین کہ کسی زمانۂ خاص یا کسی بلدۂ خاص مین اسکا رواج ہو اور دوسرے زمانہ یا دوسرے بلدہ مین نہو بلکہ ایک طریقۂ قدیمہ ہے زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار مین اور اُسکی اباحت پر اجماع و اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکین اور بنظر تعصب مذہبی منع کرین تو مسلمانون کو اُس سے باز رہنا نہین درست ہے بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال مین کوشش کرین اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُسکے ابقا و اجرا مین سعی کرین اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑین گے تو گنہگار ہونگے اور مقصود اُس جملہ مین جو جواب سابق مین مرقوم ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنۂ و فساد کے گاؤکشی نہ چاہیے مثلاً جہان عملداری ہنود کی ہو اور گائے وہان ذبح نہ ہوتی ہو وہان مسلمان بقصد ابتداءِ مردم آزاری خواہ مخواہ گائے ذبح کرین یا عید الضحی مین کسی ہندو کے مکان کے قریب جاکے باین خیال ذبح کرین کہ فتنہ قائم ہووے ایسی صورتون کا ارتکاب بیجا ہے بلکہ ایسی حالت مین ترک اولی ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ جہان ہمیشہ سے گائے ذبح ہوتی ہے اور مقصود اہل اسلام اس سے فتنہ انگیزی نہین ہے بلکہ ابقاے شریعت قدیمہ ہے ایسی حالت مین اگر ہنود منع کرین تو ترک اسکا اولی نہین بلکہ اُسکے ابقا مین سعی واجب و لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

ھو المصوب فی الواقع جن بلاد مین رواج گاؤکشی بے قصد فتنۂ فساد کے جاری رہا اور اب کوئی قوم ہنود سے مانع ہے اُن بلاد مین مسلمانون کو رسم گاؤکشی کی باقی رکھنے مین کوشش لازم ہے اور مراد اُس فقرۂ مسئول عنہا سے یہ ہے کہ جہان عملداری اور ریاست خاص ہنود کی ہے اور گاؤکشی وہان زینہار نہین ہوتی اور اُس جگہ پر علانیہ گاؤکشی کرنا بنظر قیام فتنہ اولی نہین ہے نہ یہ بات مطلقًا اولویت گاؤکشی کی ہر جگہ سے جاتی رہے بلکہ جن بلاد مین ہنود کو کشیدہ دربارۂ گاؤکشی نہ تھا اور اب کیا جاتا ہے وہان گاؤکشی کا ترک اولی نہین ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ

محمد عبد الوہاب

ہو العلی الرب الحکیم الحلیم الجواب صحیح فی الواقع مقصود جملۂ جواب سابق سے یہ ہے کہ بارادۂ برانگیختہ کرنے فتنہ وفساد کے عملداری وریاست خاص ہنود مین یا جہان کہین زمانہ قدیم سے گائے نہ ذبح ہوتی ہو بمصالح وقت رعایۃ گاؤکشی باعلان نہین چاہیے کہ رفع فساد بہتر ہے یا مثلاً بقرعید مین کسی ہندو کے ہمسایہ مین علانیہ ذبح کرنا گاؤ کا باین ارادہ کہ فساد قائم ہو نہ چاہیے ہان جن بلاد وامصار وقصبات وقریات ودیہات ومواضعات ہندوستان مین رواج گاؤکشی کا بطریقۂ قدیمہ سے بلا قصد فتنہ وفساد قدیم الایام سے چلا آیا ہے اور اب کوئی ہندو بپاس تعصب مذہبی مانع ومزاحم ہے ایسے مواقع مین مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی ابقاء رسم گاؤکشی مین کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کرین اور فقرۂ مسئول عنہا سے یہ مراد نہین ہے کہ تقلید واتباع ہنود مین قطعاً گاؤکشی کہ ماثور قدیم ہے اور جسکی اباحت پر اجماع واتفاق جمیع اہل اسلام کا از سلف تا خلف رہا ہے اور ہمیشہ ممانعت ومزاحمت ہنود سے ترک ہو جاوے معاذ اللہ من ذلک وہر گاہ فی زماننا ہنود کو اہل اسلام سے تعصب مذہبی وعداوت بہت ہے کہ شعائر اسلامیہ سے روکتے ہین پس درین صورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے ہنود کے واسطے قربانی وذبح گاؤ وکھانے گوشت گاؤ کے کہ طریقۂ ماثورۂ قدیم ہے رکنا نہ چاہیے اور انکی ممانعت کو تسلیم نہ کرنا چاہیے بہرحال گاؤکشی کو کہ شعار مسلمانی ہے ترک نہ کرین احیاناً اگر کسی منازعت مین احتمال فساد فیما بین ہو تو بذریعۂ حکام وقت دفع کرنا اسکا بابقاء رواج قدیم واجب ہے اور بخوف فساد ہنود قربانی وذبح گاؤ سے مسلمان لوگ باز رہین اس مین کوشش بلیغ کو کام فرماوین ورنہ گنہگار ہونگے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم واللہ غالب علی امرہ ہداکم اللہ الی سواء السبیل واللہ اعلم وعلمہ احکم فقط حررہ عبدہ الآسی القسی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحسنات محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منہتمام دار العلم فرنگی محل منمحلات البلدۃ لکھنؤ

خادم العلماء والفقراء ابو الحسنات محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم

ہو الموفق ذبح گاؤ فعل مباح قدیم الرواج شعائر اسلام سے ہے اہمال اسکا بلا وجہ وجیہ جائز نہین ہان شق اول یعنی ابتدائی اثارۂ فتنہ وفساد نہ چاہیئے اور یہی معنی ہین فقرۂ جواب سابق کے پس جن بلاد مین ذبح گاؤ مروج ہے اور شیوۂ اسلاف صالحین چلا آیا ذبح کرنا اثارۂ فتنہ وفساد پر قربانی کا کیونکر محمول ہو سکتا ہے بلکہ احیاء سنت قدیمہ پر محمول ہو گا پس شق ثانی بھی باطل ہوئی

اب اس صورت میں ذبح مین منع کرنا ہنود کا اُنکی جانب سے اثارۂ فتنہ و فساد ہوگا اُسکو دفع کرنا مسلمانون کو ضرور ہوا ورایسی صورت مین اس آئین دیرین کو کہ شعائر اسلام سی ہو ترک کرنا نچاہیے بلکہ اس طریقہ کے ابقا مین سعی کرنا چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

ابوالحسنات محمد عبد الحی

استفتا ۲۶۷ کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین ۱ اگر کوئی مسلمان عید الضحی مین گائے کی قربانی کرنا چاہے یا دوسرے ایام مین واسطے کھانے گوشت کے گائے ذبح کرنا چاہے اور ہنود بوجہ تعصب مذہبی یا فخر اپنے کے یا بنظر توہین اسلام کے اُس قربانی یا ذبح کو روکنا چاہین تو اُس حالت مین اُس مسلمان کو ازروی شریف کے گائے کی قربانی سے یا گائے کے ذبح سے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۲ اگر اُس روک ٹوک مین از جانب ہنود فساد ہونے کا احتمال ہو مگر اُس فساد کا دفعیہ بذریعۂ حکام ملک ممکن ہو تو صرف بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے قربانی اور ذبح سے گائے کے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۳ یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکون مین بہت کم دستیاب ہوتے ہین اگر کسی کو دستیاب بھی ہووے تو بہت قیمت دیئے سے ہوتے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ آجکل کے زمانہ مین سات عدد بھیڑی یا خصی کی قیمت بلحاظ تعداد ایک گائے کے زیادہ ہوتی ہے تو اس حالت مین اگر کوئی مسلمان بلحاظ کفایت بعوض سات قربانی کے ایک گائے قربانی کرنا چاہے اور ہنود بنظر تعصب مذہبی کے یہ کہین کہ تم گائے قربانی مت کرو جس طرح سے ممکن ہووے تم اونٹ خواہ بھیڑی یا خصی قربانی کرو تو ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا مسلمان پر واجب ہے یا نہین بینوا توجروا جواب اس فتوے کا بزبان اُردو عام فہم لکھنا چاہیے۔

ہو المصوب ازانجا کہ گائے کے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانۂ آنحضرت مین اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو ذبح کیا ہے اور اسکے گوشت کے حلال ہونے پر اور ذبح کے جائز ہونے پر خواہ بروز عید ہو یا کسی اور روز ہو اتفاق ہے تمام مسلمانون کا کوئی مسلمان اسکے جواز اور حلت مین شبہہ نہین کرتا ہے بناءً علیہ جب کوئی مسلمان عید الضحی کے روز خواہ کوئی اور روز گائے ذبح کرے اور کوئی ہندو بنظر اپنے مذہب کے اُسکو روکے تو مسلمان کو باز آنا نہین درست ہے اور ہندو کی ممانعت کو

از افادۂ جناب حافظ عبد الکریم خان صاحب ... (marginal note, partly illegible)

جو مبنی ہے اُنکے اعتقاد باطل پر تسلیم کر لینا نہین جائز ہے ہماری شریعت مین گائے کی بہ نسبت اور جانورون کے کچھ بھی عظمت نہین ثابت ہے بلکہ یہ مثل اور جانورون کے جائز ذبح مین ہے جو شخص اسکی عظمت کا خیال کرے اُسکے اسلام مین فتور ہے پس ہنود کی ممانعت تسلیم کرنا موجب اُنکے اعتقاد باطل کی تقویت اور ترویج کا ہوگا اور یہ کسی طرح شرعاً جائز نہین ہے اور اونٹ کا ذبح کرنا اگرچہ گائے سے اولی ہے مگر کوئی شخص اسپر مجبور کیا جا نہین سکتا علی الخصوص جب ہنود بغرض تعصب مذہبی اہل اسلام کو گاؤکشی سے روکین اور کہین کہ خواہ مخواہ اونٹ یا بکری ذبح کرد ایسے وقت مین ہنود کے قول کو مسلمان پر مان لینا واجب نہین بلکہ مسلمانون کو ضرور ہے کہ اس قول ہنود کو تسلیم نہ کرین اور گاؤکشی کے طریقہ کو کہ اہل اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کرین اور اس منازعت مین اگر احتمال فساد کا ہنود کی طرف سے ہو تو اُسکو بذریعۂ حاکم وقت دفع کرانا واجب ہے اور بخوف فساد ہنود کے گائے کے ذبح کرنے سے رُکنا نہین چاہیے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

ہو العلی الرب الحکیم الحلیم الجواب صحیح والمجیب نجیح فی الواقع فی زماننا ہنود کو اہل اسلام سے تعصب بہت ہے دریں صورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے ہنود کے واسطے قربانی و ذبح گائے و کھانے گوشت گائے سے رُکنا نہین چاہیے اور ہنود کی ممانعت کو تسلیم نکرنا چاہیے بہر حال گاؤکشی کے طریقے کو ترک نکرین اگر اس منازعت مین احتمال فساد فیما بین کا ہو بذریعۂ حکام وقت کے دفع کرنا اُسکا واجب ہے اور بخوف فساد ہنود قربانی و ذبح گائے سے مسلمانون کو رُکنا نچاہیے اللہ معکم اینما کنتم واللہ اعلم وعلمہ احکم فقط

حررہ عبدہ الآسی الحقی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منمقام دار العلم فرنگی محل منمحلات البلدۃ لکھنؤ مورخہ ٣ شوال المکرم ١٣٠٩ ہجری قدسی نبوی صلعم [خادم العلماء والفقراء ابو الحیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم]

فی الحقیقہ قربانی گای کی ملت اسلامیہ مین شعار اسلام سے واقع ہوئی ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود کے موجب معصیت ہے بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے مین مسلمانون کو سعی و کوشش لازم ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ [محمد عبد الوہاب]

واقعی ذبح گائے مروج قائم شعائر دین متین سے ہے ترک اسکا بجہت فتنہ انگیزی ہنود

برخلاف آئین دیرین نچاہیے بذریعہ حکام وقت اس فساد حادث کو دفع کرنا چاہیے اور موافق عقلو

سد فساد ہنود کے گائے کو حیوان ذی عز وشان سمجھکر یا بنا بر اس اعتقاد کے اُنکے منع کرنے سے

برخلاف دستور اسلاف ترک ذبح کرنا نچاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفر اللہ الوحید | محمد عبد المجید ابو الغناء |

واقعی مسئلۂ اولی مین مسلمانون کو گائے کی قربانی وگائے کی ذبح سے بشرط امکان باز آنا نہین چاہیے

اور مسئلۂ ثانیہ مین صرف بلحاظ فتنۂ مذکور کے قربانی اور ذبح سے گائے کی باز آنا نہین چاہیے اور

مسئلۂ ثالثہ مین ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا بشرط امکان مسلمانون پر واجب نہین واللہ علیم

حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲ شوال

درحقیقت گائے کی ذبح سے مجرد لحاظ فتنۂ مذکورہ کے باز آنا اور ہنود کی مزاحمت تعصبی کو مان لینا مسلمان کو

بشرط امکان نہین چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما اجرم | ابو الکرم محمد اکرم |

استفتا ۲۶۸ کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ زید نے ایک بکرا بنام شیخ سدو

پرورش کیا بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا وہ حرام ہے یا حلال صورت دیگر یون ہے

کہ اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا بوقت ذبح شیخ سدو کیلئے چھری پھیری پس یہ ذبیحہ کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ دونون صورتین ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین جس صورت مین تقرب الی غیر اللہ

مقصود ہو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اگرچہ بوقت ذبح بسم اللہ کہی جاوے درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر

ونحوہ کواحد من العظماء یحرم ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶۹ ما قولکم ایہا العلماء فی انہ ہل یجزی اضحیۃ الجذع من الضان وما المراد من الجذع

والضان وہل الضان مختص بمالہ الیۃ ام یعمہ ویعم غیرہ بینوا توجروا

ہو المصوب قد وردت الروایات الحدیثیۃ علی ما فی المؤطا وسنن ابی داؤد وابن ماجۃ

وغیرہا بجواز الجذع من الضان وانہ لا یجزی من غیرہ الا الثنی فما فوقہ والجذع ہو ما تمت لہ ستۃ اشہر

والمراد بالضان مالہ الیۃ قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار صح الجذع من الضان الجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر

والضان ما یکون لہ الیۃ قلت ہذا مذہب الفقہاء واما عند اہل اللغۃ فالجذع من الشاۃ ما تمت لہ سنۃ

کذا فی النہایۃ والفقہاء انما جوزوہا فی ستۃ اشہر اذا کانت بحیث لو خلطت بالثنایا اشتبہ علی الناظرین

من بعید وانما جاز الجذع من الضان لقوله علیه الصلوة والسلام لاتذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان رواه البخاری ومسلم واحمد وجماعة انتهى وفى شرعة الاسلام وشرحه مفاتیح الجنان ومن سنن الاسلام التضحیة بالانعام بالجذع من الضان وهو ما تم له ستة اشهر وقیل سبعة اشهر وبالثنى فصاعدا من الشاة اعم من ان یکون ضانا او معزا ومن الابل والبقر مطلقا وهو اى الثنى ابن خمس من الابل وحولین من البقر وحول من الشاة والمعز والجذع قیدناه بالضان وهو مالیه لان الجذع من المعز لا یجوز به التضحیة انتهى والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی — محمد عبد الحی / ابو الحسنات

استفتا ماں باپ دادا دادی پھوپھی بہن خالہ نانی نانا وغیرہ کو گوشت عقیقہ کا کھانا درست ہے یا نہین

ہو المصوب ان سب کو کھانا درست ہے بقول معتبر کما فی نہایۃ البیان واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی — محمد عبد الحی / ابو الحسنات

استفتا بدیہ بکری پر قربانی جائز ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی کما فی کتب الصحاح واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی — محمد عبد الحی / ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین لڑکے کے عقیقہ مین دو بکری کا حکم ہی اگر ایک بکرا کوئی قربانی کرے باوجود استطاعت دو بکری کے تو جائز ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب بحالت عدم قدرت وضرورت ایک پر بھی اکتفا درست ہی نہایۃ البیان فی ما یحل ویحرم من الحیوان مین ہے در کنز العباد ست چون فرزند تولد شود عقیقہ دہند دختر را یک گوسفند و پسر را دو گوسفند واگر یکے دہند ہم رخصت است کذا فی کیمیاء السعادۃ واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی — محمد عبد الحی / ابو الحسنات

استفتا ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ گونگے کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام یا مکروہ

کدام مکروہ بینوا افتوا بالسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب

ہو المصوب گونگے کا ذبیحہ حلال ہے بلا کراہت مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین ہی وتحل ذبیحۃ مسلم والکتابی ذمی او حربی ولو امرأۃ او صبیا او مجنونا یعقلان او کان الذابح اخرس لان الاخرس عاجز عن الذکر فیکون

معد ورا و تقوم الملۃ مقام التسمیۃ کالناسی بل اولی انتہی اور اسی طرح در مختار وغیرہ میں ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی — ابو الحسنات)

المجیب مصیب بنقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم (محمد ابراہیم)

الحق ما ہو المحرر کتبہ العبد المسکین محمد ادریس عفا اللہ عنہ (محمد ادریس)

استفتا ۲۷۴ کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ موافق کتاب کبر سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کفار اہل کتاب کا درست ہے چنانچہ یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اسی قاعدہ کے موافق علماے کبار نے درست فرمایا ہے پس اہل تشیع کا فرقہ بھی داخل اہل کتاب ہے یا نہین اور ذبیحۂ روافض درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب صورت مسئولہ مین جو روافض ایسے ہین کہ اُنکے عقائد منجر بارتداد و کفر ہین مثلا غلاۃ و فرقۂ اسماعیلیہ وغیرہما اُنکے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے اسلیئے کہ ذبیحہ مرتد کا حرام ہے کتب فتاویٰ اس امر سے مشحون ہین اور ارتداد ایسے روافض کا عامۂ فتاویٰ مین مذکور ہے چنانچہ شرح نقایہ للبرجندی مین ہے فھؤلاء خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین انتہی بلکہ شاہ عبد العزیز کے تحفۂ اثنا عشری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو روافض تکفیر ابی بکر یا عمر یا عثمان رضوان اللہ علیہم کرتے ہون یا انکار اُنکے دخول جنت و قابلیت لیاقت خلافت باعتبار اوصاف دین مثل علم و عدالت و تقویٰ و ورع کے کرتے ہون کافر ہین چنانچہ فرماتے ہین بالجملہ اجماع اہل سنت است بر آن کہ تکفیر کنندۂ حضرت امیر یا منکر بہشتی بودن ایشان یا منکر لیاقت خلافت ایشان باعتبار اوصاف دین مثل علم و عدالت و تقویٰ و ورع کافر ست انتہی اقول و مثلہ الاصحاب الکبار خصوصا الثلثۃ العبۃ جو ایسے عقائد نہ رکھتے ہون مثل تفضیلیہ اُنکا ذبیحہ درست ہے واللہ اعلم

کتبہ العبد القیس محمدن المدعو بادریس النجرامی عفا اللہ عنہ ۲ محرم ۱۳۹۹ (محمد ادریس)

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی — ابو الحسنات)

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا ۲۷۵ چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ زید یک بز را بر بز دیگر غلطانید و ہر دو را یکبارگی بیک تسمیہ ذبح ساخت پس این ذبح و خوردن گوشت آنہا جائز ہست یا نہ

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۲۷۶ ما قول العلماء زید نے ایک بکرا واسطے قربانی کے منگوایا اور قصد یہ تھا کہ صبح کو کہ گیارھویں تاریخ ذیحجہ کی ہوگی قربانی کرونگا مگر ملازم زید نے بلا اطلاع زید اُس بکرے کو ذبح کرڈالا بلا نیت قربانی آیا زید سے قربانی ادا ہوئی یا نہیں بینوا توجروا۔

ہو المصوب زید سے قربانی نہیں ادا ہوئی اور بکرہ پر قیمت اُسکی واجب الادا ہوئی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الجہاد

استفتا ۲۷۷ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین مسئلہ کہ ہرگاہ اہل اسلام در سلطنت کفار مامون باشند و کفار در امور دین اہل اسلام خللے نہ اندازند و اہل اسلام را قدرت بر جہاد و مقاومت نماند چنانکہ در ہندوستان فی زماننا است آیا جہاد واجب می شود یا نہ

ہو المصوب جہاد مقرر شدہ است برائے اعلاے کلمۃ اللہ و اعزاز اسلام و محو کردن رسوم و قواعد کفر نہ برائے حقارت دین و ذلت اسلام و مومنین بناء علیہ فقہا در وجوب جہاد چند شروط نوشتہ اند اول این کہ مسلمان اینقدر باشند کہ از وشان و شوکت پیدا گردد دوم این کہ صرف ایشان نیز مہیا باشد سوم این کہ جارے برای امن و حفاظت باشد تا از شر کفار نجات حاصل شود و عند الحاجت بکار آید و اگر اہل اسلام را یقین ست کہ غلبہ کفار را خواہد شد درین صورت جہاد فرض نیست در جامع الرموز می آرد الجہاد فرض عین بشرط القدرۃ علی القتال والسلاح والزاد والراحلۃ وغیرہا انتہی وفی العالمگیریۃ والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاہل الاسلام فان کان لا یرجو الشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ انتہی وفی الدر المختار شرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق انتہی وفی رد المحتار قولہ شرط لوجوبہ الخ ای وعلی القتال وملک الزاد والراحلۃ کما فی قاضیخان وغیرہ قہستانی انتہی وفی فتح القدیر من توابع الجہاد الرباط وہو الاقامۃ فی مکان یتوقع ہجوم العدو فیہ بقصد دفعہ واختلف المشائخ فی الذی یتحقق بہ الرباط فانہ

لا یتحقق فی کل مکان نفی النوازل ان یکون فی مواضع لا یکون وراءہ اسلام لان ما دونہ لو کان رباطا
فکل المسلمون فی بلادہم مرابطون وقال بعضہم اذا اغار العدو علی عدوہم مرۃ یکون ذلک للموضع
رباطا الی اربعین سنۃ واذا اغار مرتین یکون رباطا الی مائۃ وعشرین سنۃ واذا اغار ثلث مرات
یکون رباطا الی یوم القیامۃ قال فی فتاوی الکبری والمختار ہو الاول انتہی واللہ اعلم بالصواب

نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

بلا ریب وقتیکہ اہل اسلام را قدرت بر قتال و زاد و راحلہ وغیرہ نباشد جہاد بر ایشان
فرض نیست واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب احداث العمارات

در رمضان ۱۲۸۰ ہجری

استفتا ۲۷۹ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت کہ در کوچہ غیر نافذہ فقط عمرو و محمد و حامد است
زید کہ شخص ثالث ست دروازہ جدید در کوچہ جاری ساختہ در مرور شریک شدن میخواہد و محمد و حامد
مانع است پس شرعا باوجود ممانعت محمد و حامد بنائے دروازہ را درست ست یا نہ

ہو المصوب نعم واللہ اعلم کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفی عنہ الہادی صح الجواب محمد رحمت اللہ عفی عنہ
درحقیقت باوجود ممانعت محمد و حامد بنائے دروازہ زید را نمیرسد صاحب درمختار می نویسد
زائغۃ مستطیلۃ تنشعب عنہا سکۃ مثلہا یمنع اہل الاولی عن فتح باب للمرور فی القصوی الغیر النافذۃ
علی الصحیح اذ لا حق لہم فی المرور انتہی مختصرا واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ
اصاب من اجاب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

ہو المصوب در سکہ غیر نافذہ بغیر اجازت ارباب سکہ تصرفے جائز نیست حتی کہ اگر یکے
از شرکائے آن سکہ ہم احداث دروازہ جدید خواہد بغیر اجازت دیگران جائز نیست در بزازیہ می آرد
سکۃ غیر نافذۃ بین عشرۃ لکل منہم دار غیر ان لاحدہم دار فی سکۃ اخری لا طریق لہا فی ہذہ السکۃ
غیر ان حائطہا فی ہذہ السکۃ قال ابو القاسم لیس لہ ذلک وبہ افتی ابو جعفر وبہ ناخذ انتہی خصوصا پس
تحقق شد کہ شخصے کہ شرکتے ندارد دروازہ جدید بحوالہ جائز نخواہد بود و باوجود ممانعت ارباب سکہ بنائے دروازہ جدید نخواہد رسید
در منح الغفار می نویسد وفی غیر النافذ لا یتصرف فیہ احد مطلقا اضرہم او لا الا باذنہم لان الطرق التی

لیست بنافذة مملوکة لانهما والتصرف فی الملک المشترک من الوجه الذی لم یوضع له لا یملک الا باذن الکل واللہ اعلم حررہ محمد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مثلا زید کے مکان مین دروازہ پر کھڑکیان نصب ہین اور مکان زید سے مکان خالد محض علحدہ ہے بلکہ درمیان مین شارع عام فاصل ہے اور بھی ایک تیلی کا مکان درمیان مین واقع ہے چونکہ ایک دیوار مکان خالد کی بقدر ایک گز کے طول مین اور نصف گز کی بلندی عرض مین کم ہے اس وجہ سے کسیقدر اُسکا مکان کھڑکیون سے معلوم ہوتا ہے زید اُسقدر پردہ بنوانے پر بھی راضی ہے لیکن خالد اُن کھڑکیون سے مزاحمت کرتا ہے پس از روے شرع خالد کو تعرض پہنچتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق درین مسئلہ اختلاف ست بعضے متاخرین فتوے برین دادہ اند کہ اگر شخصے در ملک خود تصرف کند وہمسایہ اش بآن بضرر بین متضرر شود منع کردہ شود آنچنان شخص ازچنین تصرف قال فی الدر المختار وعلیہ الفتوے واختارہ فی العمادیة وافتی به قارئ الہدایة حتی یمنع الجار من فتح الطاقة وہذا جواب المشائخ استحسانا انتہی ومثلہ نصاب الاحتساب لو فتح کوة حتی وقع نظرہ منها الی نساء جارہ علی روایة کتاب القسمة لا یمنع والفتوی علی انه یمنع انتہی وفی فتاوے قاضیخان ومثله فی خزانة ملتقطین لو اراد الجار ان یمنعه من الصعود حتی یتخذ سترة قالوا ان کان فی صعودہ یقع بصرہ فی دار جارہ کان له ان یمنعه من الصعود حتی یتخذ سترة وان کان لا یقع بصرہ علیهم اذا کانوا علی السطح لا یمنعه من الصعود انتہی واکثرے موافق ظاہر روایت برآن فتوی دادہ کہ ہمسایہ را ازان ممانعت نرسد اگرچہ بآن متضرر شود فی فتاوی قاضیخان کل ما ذکرنا فی جنس ہذہ المسائل قول مشائخ بلخ وانه یخالف قول ابی حنیفة من تصرف فی ملکه لا یمنع منه وان تضرر جارہ وفی الدر المختار جواب ظاہر الروایة عدم المنع مطلقا وبه افتی طائفة کالامام ظہیر الدین وابن الشحنة ووالدہ ورجحه فی الفتح وفی قسمة المجتبی وبه یفتی واعتمدہ المصنف ثمه فقال قد اختلف الفقهاء وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایة انتہی وفی حاشیته لو فتح صاحب البناء فی علو بنائه کوة للاطلاع صاحب الساحة منعه بل له ان یبنی ما یستر جنبته الی ان قال والامام ظہیر الدین کان یفتی بقول الامام والمحصل ان الذی علیه غالب المشائخ من المتاخرین ہو الاستحسان فی جنس ہذہ المسائل وافتی طائفة بجواب القیاس المروی واختار فی العادیة المنع اذا کان الضرر بینا و

وظاہر الروایۃ خلافہ وذکر العلامۃ ابن الشحنۃ ان فی حفظہ ان المنقول عن ائمتنا الثلثۃ ابی حنیفۃ وابی یوسف
ومحمد وزفر والحسن انہ لایمنع من التصرف فی ملکہ وان اضر بجارہ وہو الذی امیل الیہ واعتمدہ وافتی بہ تبعا
لوالدی شیخ الاسلام انتہی ورجح فی فتح القدیر ایضا ظاہر الروایہ واللہ اعلم کتبہ انور علی عفی عنہ

ہو المصوب فقہا اختلاف دارند درین کہ آیا صاحب خانہ را در مکان خود تصرف بہر نوعے کہ
باشد جائز ہست یا نہ ظاہر الروایۃ این ست کہ مالک را بہر نوعے کہ خواہد تصرف کند اگرچہ بدیگرے
از آن ضرر پیدا شود وہمین ست مختار یک جماعت متاخرین واکثر مشائخ بر آنند کہ تصرفے کہ از آن
ضرر بین متصور شود جائز نیست وہمسایہ یا غیر ہمسایہ را کہ بآن ضرر رسیدہ منع میرسد علامہ غزی
در منح الغفار می آرد فی المجتبی لو وقع فی نصیب احدہما وفی الآخر ساحۃ فاراد صاحب الساحۃ ان یبنی
فیہا ویسد الریح والشمس علی الآخر فلیس لہ المنع فی ظاہر الروایۃ وبہ یفتی وقال نصیر الصفار لہ المنع و
علی ہذا لو اراد حماما او تنورا وفی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ
یتضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ واجاب قاری الہدایۃ بان الجار یمنع ان یفتح کوۃ یشرف منہا
علی جارہ فقد اختلف التصحیح وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایۃ انتہی ملخصا وصاحب خزانۃ الفقہ
می نویسد اذا اراد الرجل ان یبنی فی دارہ او دکانہ تنورا او حماما او مدقاق القصارین لم یجز قال الصدر
الشہید کان والدی یفتی بانہ اذا کان الضرر بینا قال وبہ یفتی وہذا جواب المشائخ وجواب ظاہر الروایۃ
لا یمنع انتہی وعلامہ خیر الدین الرملی در فتاوی خود می آرد مسئلۃ فتح الکوۃ فیہا قیاس واستحسان
والاستحسان المنع وعلیہ الفتوی کما نقل فی التاتارخانیۃ وشرح القدوری المسمی بالمضمرات عن التہذیب
وقال فی التاتارخانیۃ قبیل مسئلۃ الکوۃ ثم الحاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس ان کل من تصرف
فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضرر تصرفہ
الی غیرہ تصرفا بینا وقیل بالمنع مطلقا وبہ اخذ کثیر من مشایخنا وعلیہ الفتوی ومثلہ فی الفصول العمادیۃ ثم
من الکتب انتہی ومفتی شام ملا حامد در فتاوی خود میگوید فتاوی علی ان الکوۃ حیث کانت للنظر
والموضع موضع النساء وتسد بلا فاصل بین الطریق الفاصل وغیرہ کما فی المضمرات وغیرہ انتہی در منح
دیگر از آن فتاوی کہ معروف بمعین المفتی عن سوال المستفتی ہست می آرد لا فرق بین القدیم والحادث
حیث کان الضرر بینا انتہی وعلامہ ابن عابدین در تنقیح فتاوی حامدیہ می آرد فی حاشیۃ البحر عن القضاء

للشیخ خیر الدین لافرق بین القدیم والحادث حیث کانت العلة الضرر البین انتہے پس در صورت مسئولہ از کشادن زید طاقات مکانان خود بہ خالد ضرر بین میرسد و نظر بر عورات وی میفتد خالد را حسب اختیار مشائخ منع میرسد و زید را باید کہ دیوار پردہ بنا سازد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس سوال کے جواب مین کہ زید کی ایک آراضی مملوکہ مقبوضہ ہے اور اُسی آراضی مین مرور مکان مسکونہ زید کا ہے اب اُس آراضی کے دروازہ پر کہ قبل اس سے چند عرصہ سے بلا چوکھٹ و کواڑ کے تھا زید نے چوکھٹ و کواڑ واسطے بعض مصالح اپنے کے لگائے ہین ایک شخص غیر کہ قدیم سے اُسکا مکان مرور اسی آراضی مین نہ تھا اب چند عرصہ سے اُسی آراضی مین اُسکا مرور ہے اس نصب چوکھٹ و کواڑ سے مانع ہے حالانکہ زید مالک اراضی بعد نصب چوکھٹ و کواڑ کسی طرح اُس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین اور نہ کوئی حق اُس شخص غیر کا سواے مرور کے اُس آراضی مین ثابت ہو آیا زید مالک قابض کو اُس زمین پر چوکھٹ اور کواڑ قائم کرنا پہنچتا ہے یا کیا اور شخص غیر کا منع صحیح ہے یا نہین اور اگر وہ شخص غیر ملکیت زید سے بہ نسبت اُس آراضی کے جسمین دروازہ لگایا ہے انکار کرے تو حاکم کو تحقیقات اُسکی ملکیت کی بہ نسبت اُس آراضی کے چاہیے یا نہین بینوا توجروا

الجواب ولی اللہ سبحانہ الماٰب زید قابض مالک کو در صورت نہونے کسی قسم ضرر بین اُس شخص غیر کے چوکھٹ اور کواڑ لگانا پہنچتا ہے اور شرعا ممتنع نہین اور جب زید اُس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین تو اس دروازے سے کچھ حرج اُس شخص غیر کا ثابت نہین اور منع شخص غیر کا صحیح اور درست نہین اور مراد ضرر بین سے یہ ہے کہ ہمسایہ کے حوائج اصلیہ بند ہو جاوین جیسے مثلا کسی شخص کے مکان مین سے ہمسایہ کے مکان مین روشنی آتی تھی اب اُس شخص نے اپنا مکان ایسا بنایا کہ روشنی بالکل مکان ہمسایہ کی بند ہو گئی اور اگر ایسا نہو یعنی ہمسایہ اپنے حوائج اصلیہ سے بند نہوا تو ضرر بین نہوگا اور جب مالک و قابض مانع مرور ہمسایہ نہین ہے اور دروازہ اور چوکھٹ لگانے سے مرور مسدود نہین ہوتا تو ہمسایہ کو ممانعت نصب چوکھٹ و کواڑ سے شرعا اصلا نہین پہنچتا قال فی الدر المختار ولا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بجارہ ضررا بینا فیمنع من ذلک وعلیہ الفتوی وقال فی رد المختار والحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان

مرسلہ مولوی اعجاز حسین صاحب برادر زادہ مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری

یفعل المالک مابدا لہ مطلقا لانہ متصرف فی خالص ملکہ لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضررہ الی غیرہ ضررا فاحشا وہو المراد بالبین وہو ما یکون سببا للہدم وبخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو مایمنع الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ واختاروا الفتوی علیہ فاما التوسع الی منع کل ضرر فیسد باب انتفاع الانسان بملکہ کما ذکرنا قریبا انتہی اور حاکم کو تحقیق ملکیت زید کی بہ نسبت آراضی مذکورہ کے چاہیئے کہ بناء جواز نصب دروازہ اوپر ملکیت زید کے ہے اور عدم جواز بر تقدیر عدم ملکیت کے وہو ظاہر فقط

محمد حسین سلیم پوری عفی عنہ

الجواب ہو الصواب
العبد
محمد عنایت اللہ ولد
حبیب اللہ خان

ذلک کذلک
فدائے احمد

الجواب صحیح
محمد عبد القادر خان ابن حیدر علیخان عفا اللہ عنہما

الجواب صحیح بدریائے عرفان چو گوہر علی

اصاب من اجاب۔ حامد حسین۔ الجواب ہو الجواب العبد محمد ریاست علی خان عفا اللہ عنہ

قد صح الجواب والیہ المآب ابو القاسم محمد مزمل فی الواقع درصورت نہونے ضرر بین جار کے ممانعت تصرف فی ملکہ سے نہیں پہنچتی اور یہی مفتی بہ اور مختار ہے اور دوسری روایت بھی درمختار کی اسکے موید ہے قال وجواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقا وبہ افتی طائفۃ کالامام ظہیر الدین وابن شحنۃ ووالدہ ورجحہ فی الفتح وفی قسمۃ المجتبی وبہ یفتی انتہی بقدر الحاجۃ فقط

العبد
محمد عبد اللہ عفی عنہ
ہذا الجواب صحیح
محمد اکبر علیخان خلف حکیم یار خان

الجواب ہو الجواب
محمد عبد اللہ

ذلک کذلک
العبد
محمد نظیر علی

الاجوبۃ المذکورۃ صحیحۃ
بتقدیر صحۃ ما قالہ المستفتی کتبہ
الحافظ محمد شعیب صانہ اللہ عن العیب

ہو المصوب بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ لگانے سے منع نکیا جاویگا مگر یہ کہ ہمسایہ کو اُس سے ضرر ظاہر پہنچے تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے فی حواشی الاشباہ لبیری زادہ مانصہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ مالم یکن ضررا بینا والفتوی علیہ انتہی اور منح الغفار میں ہے فی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ تضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ انتہی اور تاتارخانیہ میں ہے الاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس

ان کل من صرف فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتادی ضرر تصرفہ الی غیرہ ضررا بینا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب المتفرقات

۲۸۱ **استفتا** ما قولکم حضرات علماے حنفیہ سے صورت مسئلہ کی پوچھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص مرد ہندی ناخواندہ قوم افغان دعوی نبوت کا اس پردے مین کرے کہ مین وکیل پیغمبر آخر الزمان کا ہون اور واسطے تردید کتب نصاری کے پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا آیا ہون کہ ایک مطبع محمدی قائم کرکے کتب تردید دین نصاری تصنیف کرکے چھپوا دون تا دین نصاری باطل اور رد ہو جاوے پس اس قول کو زبان مرد ہندی ناخواندہ سے باور کرنا اور اُسپر اعتقاد لانا کہ بیشبہہ یہ وکیل مختار فرستادہ نبی آخر الزمان کا ہے یا اُسکی مدد خرچ کرنا بنام مطبع دینا روا ہے یا نہین

در ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۸ ہجری

ہو المصوب اگر وہ شخص اپنی وکالت پر اس امر کو سند گردانتا ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا ہے پس بعد تحقیق و تفتیش اُسکے خواب کی تصدیق اُسکی ہو سکتی ہے ورنہ قول اُسکا پایۂ اعتبار سے ساقط ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

۲۸۲ **استفتا** کسی کا نام عبد الرسول یا عبد الحسین وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

از شہر مدراس ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ہو المصوب ایسا نام جسمین اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو شرعا درست نہین ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوسے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہین ہے قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہے اور علماے امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے تفسیر جلالین مین ہے ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ آدم وجعل خلق منہا زوجہا حواء لیسکن الیہا فلما تغشاہا حملت حملا خفیفا ہو النطفۃ فمرت بہ ذہبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما اتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاہما بتسمیتہ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبدا الا للہ ولیس باشراک

فی العبودیۃ لعصمۃ آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حوا رطاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ہذا من وحی الشیطان وامرہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصاً اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے ولیس الجعل المذکور باشراک اللہ بل ہو شرک فی التسمیۃ وہذا لا یقتضی الکفر انتہی اور شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمیہ حلیما ولا حکما ولا ابا عیسی ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہر کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی اور ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس انتہی اور ابن حجر مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار وعلی او الحسین لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سنہ ۱۲۸۲ محاکمہ در تقریرات فریقین بسم اللہ الرحمن الرحیم مسئلہ فضیلت سکان حرمین شریفین کے باب مین ہمنے مولوی محمد عبد الحی صاحب کو منصف قرار دیا ہے الراقم محمد عبد العزیز **جواب** مین نے مولوی محمد عبد الحی صاحب کی منصفی مسئلہ فضیلت سکان حرمین مین تسلیم کی محمد حسین عفا اللہ عنہ **سوال**۔ آپ فضیلت کلی ساکنان حرمین کے مدعی ہین اور ہر صفت مین اُنکو افضل بتاتے ہین یا کسی وصف خاص مین۔ محمد حسین آپنے مراد کلی فضیلت کیا رکھا ہے اور آپ وصف خاص کسکو کہتے ہین اور تمسک اس مسئلہ مین آپ کس دلیل سے پکڑوگے **جواب** مین وصف کلی سے شرح کرچکا ہون کہ ہر وصف مین یعنی علم وفہم وتقوی وفضل سکونت اور وصف خاص سے میری مراد ایک صفت ان صفتون سے ہے اور میرا تمسک کرنا ابھی آپ کو کہان معلوم ہوا مین تو سائل ہون تمسک کام مدعی کا ہے سو آپ ہین جس دلیل سے آپ تمسک کرینگے ہین اُسکا جواب دونگا (محمد حسین) **جواب** جب تک آپ کوئی دلیل ادلہ شرعیہ مین سے منظور نہ کروگے پس جواب متعذر ہے کیونکہ جس دلیل کو خصم تسلیم نہین کرتا اُسکا بیان بیفائدہ ہے اسلیے آپکو لازم ہے کہ اپنا متمسک بیان کرین تاکہ جواب دیا جاوے اور آپنے جو کل قرآن کی آیت مذہب اہل مدینہ اور عرب کے بیان مین فرمائی تھی اُسکو بھی مذمت مذکورہ مین سند جانتے ہو یا اُس سے انکار ہے۔

جواب میرے سامنے دلیل پیش کرنیکی اُسوقت حاجت ہوگی جب مین آپکے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور سراپا تسلیم پایا نہین گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی کچھ حاجت نہین شاید مین آپکے دعوی فضیلت کو مان جاؤن جس وقت مین آپکے دعوے کا منکر ہونگا دلیل طلب کرونگا اُسوقت آپ دریافت کرنا کہ تو دلیل کونسی مانگیگا اور جو آیت مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذہب مین اُن لوگون کی پکڑی تھی جب آنحضرت کے وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکے و مدینے کے لوگ کئی قسم کے ہین ایک وہ جو پہلے حضرت کے کافر تھے اور دوسرے وہ جو حضرت کے وقت مین کافر تھے اور کہا تھا کہ آنحضرت کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جسپر وہ آیت پیش کی تھی سو مین اب تک اسی تمسک پر قائم ہون اور اُن منافقون کی مذمت مین وہ آیت پڑھتا ہون (محمد حسین) آپنے جو کل آیت کو مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کیا اگر مراد آپکی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہو پس ظاہر ہے کہ آپ خطاے فاحش اور غلطی عظیم مین گرفتار ہوے کیونکہ جو حدیثین ہمنے مقابل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل تقرر اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو اگر مضمون اُس حدیث کا آپنے یہی خیال کیا ہے پس یہ امر اہل علم اور فراست سے دور اور بعید ہے اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے بھی ہو پس اس سے تکذیب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی ہے اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک کلہ اور آپ دو تین روز سے جو انکار فضیلت کر رہے تھے اسلیئے آپ سے دریافت متمسک کی ضرورت ہے آپنے دعوی کیا یعنی لکھا تھا کہ آپ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہین اسلیئے مین نے جواب مین تفصیل و تقسیم کیا تھا اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے فضیلت ثابت ہے وہ مسلم نہین۔ اور تقرر کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ تقرر پایا گیا جو وقت سے مدینہ مین منافق نہ رہے جسوقت حد بیان کرینگے اُسوقت میرا اقرار انکار آپکو ثابت ہوگا پہلے ہی سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام منافقون کا وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو اور احادیث کا خلاف کرتے ہو۔ جواب دو اتنی بات کا تین دو تین دن سے مطلق فضیلت کا منکر نہین جسکا منکر ہون اب بھی ہون آپ فضیلت معین کرین کہ آپ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید مین اُسکا منکر نہ نکلون جب منکر ہو نہین

اُسوقت آپ مجھسے دلیل لائق تمسک کا سوال کرین۔ جواب امر عجب العجائب ہے کہ آپکے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا صریح دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ نفاق اور کفر کا نہین پھر بھی ایسی آیت کو مقابل مین ان احادیث کے بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعویٰ فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلاء و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ کفر اور نفاق مین خیر اب جو کلہ آپ ادعاے مذکورہ سے کوئی وجہ نکال کر انکار کیا چاہتے ہین اس انکار کو آپکے ہمنے بجاے توجہ قرار دیا کیونکہ الانکار من الخطاء توبۃ اور فضائل سکان حرمین شریفین کی بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت نہین کئی قسم کے ہین لیکن مابین اس مناظرے کے مدعا اور مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف اور دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین یہ امر افضل اور بہتر ہے کہ حرمین شریفین کے علما کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعۂ احادیث مشتملہ استفتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہے جواب آپنے دعویٰ عام کیا تھا اور دلیل خاص و فضیلت زمانۂ تقرر اسلام کے لائے تھے اسلیئے مین نے آپ کے عام دعوے کے مقابلہ مین تقسیم کے اور عام کے انھین افراد کو توڑا اور وہ آیت میری متمسک بمقابلہ آپکے عموم دعوے کے ہے نہ بمقابلہ خصوص احادیث کے پس آپ کا سمجھنا کہ ہماری احادیث کے سامنے آیت پڑھی آپکی غلطی فہم ہے اور وہ پیدا ہوئی اس غلطی سے کہ آپنے دعوے مین ابہام اور تعمیم کی تھی خیر اب تو آپ اس تمام دعوے کو چھوڑتے ہین تو مین آپکے اس امر کو بجاے توبہ قرار دیتا ہون اس لیئے کہ انکار خطاے توبہ ہے اور جو آپنے دعویٰ کیا ہے کہ ہم اس وصف خاص مین فضیلت کے مدعی ہین کہ منصفی مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث متضمنہ فتویٰ پیش کی ہین سو مین کہتا ہون کہ آپکے اس دعوے مین اولاً یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ اس فضیلت کے محل ہین آیا ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے اسے تعین فرماوین تو آپکا فتویٰ دیکھا جاوے گا کہ وہ آپکے دعوے کا مثبت ہے یا نہین۔ جواب ہمارا دعویٰ اول یہ ہے کہ علماے حرمین شریفین کو اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیئے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط مشمولہ مثل جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئی تھی شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب نماننے اُس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی تھی

اور اُس شرط کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضار مجلس اور ناظرین کو اغلاط پر ظاہر ہو کہ توبہ کسکی طرف عائد ہوتی ہے شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ کو منصف مقرر کیا جاوے آپکو لازم ہے کہ آپ یا تو منصفی علماے حرمین کی منظور فرماوین یا ایک فتوی واسطے ثبوت مذمت سکان حرمین یعنی جو علماء اور اتقیاء اور مؤمنین وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین کیونکہ آپکا اول روز سے یہی دعوی سبکے روبرو ظاہر اور عیان ہے تاکہ ہوے طرفین کے منصف کے پاس ارسال کیئے جاوین ۔ جواب بیشک جناب نے اپنی شرط مین علما کی منصفی کا ذکر کیا تھا ولیکن جب آپ نے دعوے کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور شئے ہے اور دعوی مشروط یعنی جسکے لیئے شرط مقرر کی گئی ہے اور ہے یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علماء کی ہونے سے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے خصوصاً جبکہ الفاظ دعوی مین تعمیم ہو ۔ اُس سے سب کو ثابت ہوا کہ آپ ایسے دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات انصاف ناظرین رقعات طرفین پر چھوڑتا ہون اور مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو اُس فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین ۔ ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپنے اس بات کا جواب تو دیا نہین اور مجھسے درخواست کی کہ تم منصفی علماے حرمین منظور کرو ورنہ انکی مذمت مین فتوی لکھو کہ محض اجنبی بات ہے مین ابھی نہ منصفی مذکور کی تسلیم یا انکار کو زبان پر لاتا ہون نہ اُسکے خلاف مین کچھ لکھتا ہون جب آپ تعین اُن لوگون کی کرینگے جو آپ کی احادیث متضمنہ فتوی کے مصداق ہین تو اُسوقت مین نظر کرونگا اگر وہ لوگ واقعی آپ کی احادیث فتوی کی مصداق ہوے تو مین مان جاؤنگا ورنہ اس مین عذر کرونگا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمل دعوے کی یا انکار کیون چاہتے ہین آئندہ جواب بحرف واحد دین کہ وہ کون لوگ ہین جن کے باب منصفی مین آپ مدعی ہین اور احادیث سے اُنکی فضیلت باب منصفی مین ثابت فرمائیے ۔ جانبین کی عبارات کو منصف تحقیقات کہے گا اور یہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے دلیل اُسکی پیش نکر سکے آپکو اختیار ہے ۔ جواب مین بھی التماس کرتا ہون لاطائل

ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیے اور جو مجھے آپ مدعی بنا کر مجھ سے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہے وہ کونسا لفظ میری اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہے مہربانی فرما کر نشان دین ہین تو اب تک سائل ہون اور مدعی آپ ہین پس آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپ نے ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اُسکو کیون چھپاتے ہو آیندہ دعوے مین تعین کرو اور اُسپر کوئی ایک حدیث اسی فتوےکی شاہد ٹھہرا کر پیش کرو پھر مجھ سے دریافت کرو کہ تو اسکو مانتا ہے یا اُس مین منع پیش لاتا ہے یا معارضہ کرتا ہے جواب لاطائل ہونا کلام کا سپرد ناظرین کے کرنا نہایت انصاف ہے لہذا وجوہ لاطائل ہونے آپ کے کلام کے بیان کیے جاتے ہین تا ناظرین کو اغلاط اور ماہرین علوم پر خوب واضح اور لائح ہو جاوے وجہ اول یہ قول آپ کا (ولیکن جب آپ نے دعوی کیا تھا تو عام ساکنان مکہ معظمہ کی فضیلت کے مدعی ہوے) محض بے سند ہے بلکہ وقت اول ملاقات کے جو سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط جانبین علیحدہ علیحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئی تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے یہ تھی (شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ کو منصف مقرر کیا جاوے) اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین شریفین کو فاسق وغیرہ الفاظ ہتک آمیز سے یاد فرمایا اور مین نے جواب مین کئی حدیثین مثبت فضیلت پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین آپ سے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین ہو سکی تھی دوسرے روز روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا شروع ہوا اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت کے مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کین آپنے اُسکے جواب مین آیۃ الاعراب اشد کفرا ونفاقا الآیہ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق الآیۃ اور چند واقعات واسطے استدلال مذمت اہل حرمین کے پڑھین اور مین نے روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے ہرچند آپ سے التجا کی کہ آپ ان آیات کو مثبت مذمت جانکر تحریر کر دیجے آپ نے بالکل نہ مانا وجہ دوم اور قول آپ کا ذکر شرط اور شبیہ اور مشروط یعنی دعوی اور بر حق ہے لیکن شرط مذکور واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی

جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی شرط دعویٰ ہوگئی پس اس دعویٰ غیر شرط ہونا محالات سے ہے لان سلب الشئ عن نفسہ محال وجہ سوم اور قول آپکا دکہ دعوے کے الفاظ مین تعمیم ہوئی، محض افترا ہے ورنہ اُن الفاظ پر کو اغذات مثل مین نشان دو وجہ چہارم اور قول آپکا دا اپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو آہ، بڑے تعجب کی بات ہے کہ عبارت ہماری سراسر دال ہے اوپر تعیین مدعا کے اُسکے جواب مین آپ نے یہ فرمایا اب آپ ارشاد فرماتین کہ تعیین مدعا اگر کسی جسم کا نام ہے تو اُس جسم کو حاضر کر دین وجہ پنجم مذمت سکان حرمین کا جواب کئی روز سے ورد کر رہے تھے اب جب آپ سے دلیل اُسکی طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگو اسکی مثل یہ ہے ایک شخص اپنے لڑکے سے بر وقت آپڑنے کسی واردات کے منکر اُسکی ولدیت کا ہو جاوے اور اب جو آپ لکھتے ہین کہ آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے بر حق سو ہم دو روز سے دلیل اپنی پیش کر رہے ہین لیکن آپ کو مدعی مذمت زبانی ہونا اور دلیل پیش نکرنا بعید مناظرہ سے ہے کیونکہ مناظرہ مین یہ شرط نہین کہ جس چیز کا دعویٰ زبانی ہو اُسکے واسطے دلیل بیان نکری اور آپ کئی جگہ اپنے آپ کو سائل سے تعبیر کرتے ہین اور حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے کہ جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کی شان سائل سے نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم پس آپ کا سائل ہونا خبر نہین کہ کس علم سے مستنبط ہے اُس سے آگاہ کرے اب آپکو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کرو اور فضیلت اہل حرمین کی دلیل جو آپ کے روبرو کئی دفعہ بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون کو منصف کے پاس روانہ کیا جاوے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ صدق کو ہاتھ سے ندے خصوصًا مناظرۂ شرعیہ مین قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل یکب الناس فی النار علی وجوہہم الا حصائد السنتہم واللہ اعلم وعلمہ اتم

جواب اگر آپ نے انصاف لاطائل کلام ہونے کا سپرد ناظرین کیا تھا تو بیان وجوہ ایک لاطائل امر تھا اس لیئے اُنکا جواب ضروری تو نتھا لیکن بنظر اُسکے کہ عوام الناس دھوکا نکھاوین لکھا جاتا ہے، جواب وجہ اول، باوجود اُسکے کہ آپنے احادیث فضائل مدینہ پڑھے ہین اور شرط ثالث مین متصفی علما کی چاہتے تھے ولیکن دعویٰ آپ کا یہ تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہان کوئی حیثیت

رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی اور کہا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت یا ہجرت ہونے کی کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت بھی بعض منافق موجود تھے جسپر وہ آیۃ پڑھی تھی پھر وہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے جنکو حضرت صدیق اکبرؓ نے مارا اور بعض نے اکابر صحابہ کو جیسے حضرت عثمان رضؓ اور حضرت عمرؓ کو شہید کیا پھر خلفاءؓ کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین بیجا زنا و قتل مدینہ مین سرزد ہوئین اور مکہ مین عبدالملک نے چڑہائی کی ان دلائل سے مین نے آپ کے اس عام دعوے کو توڑا جو آپ فرماتے ہین کہ مکہ مین جو رہتے ہین اچھے ہوتے ہین میرا صریح کلام یہ ہے کہ ہمارے دین وایمان کا رکن ہے ولیکن وہان کے سبھی لوگ ہمیشہ یکسان نہین رہے اب فرمائیے آپ کی درخواست منصفی سے یہ کہان لازم آتا یا سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بر وقت بیان فضائل ساکنان مکہ کے اُن ساکنان مین قید علماء و فضلاء کی لگادی ہو اور میرا نہ لکھنا اُن آیات کو جو مین نے منافقون کی مذمت مین بیان کی تھین اس لیئے تھا کہ بدون تقرر مشروط اور تقرر مبحث مقصود کے لکھنا لکھانا محال ہے۔ اب جو آپ پہلے اپنے دعوے کا ثبوت لکھ چکین گے اور مجھے آپ کے خلاف مین کچھ دعوی ہوگا تو پھر وہی آیتین لکھدونگا (جواب وجہ دوم) وہ شرط اگرچہ پیچھے کر ایک دعوی ہو گئی ہے ولیکن بوقت اول دعوے کے وہ مغائر تھی (جواب وجہ سوم) آپ کا افترا کہنا محض افترا ہے اور جو آپ کا عندات مثل مین اسکا نشان چاہتے ہین محل تعجب ہے وہ تو گفتگو زبانی تھی مثل کہان ہے جس سے نشان دون۔ مثل تو وہی ہوئی جس مین آپ مدعی فضیلت ساکنان حرمین کے باب منصفی مین ہوئے (جواب وجہ چہارم) آپ کی کسی لفظ سے تمام تحریر مین بوبھی اس بات کی نہین آتی ہے کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کی جس سے کہ میرا سوال ہے جس جگہ وہ عبارت ہے جس سے یہ بات سمجھی جاوے وہان سے ایک سطر تحریر فرماوین (جواب وجہ پنجم) مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا کہ سبھی وہان کے برے ہین تمام لوگ مسلمان و ہنود حاضرین مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ

اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا ہے اور یہ بھی میرا کہنا بطور دعوے کے نہین تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوے مین تھا اور وہ بھی پہلے زبانی گفتگو مین ہو چکا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی ہے مین کسی امر کا مدعی نہین رہا آپ سے تعین دعوی اور اُسکی دلیل کا سوال کرتا ہون اور اس بات پر مستعد ہون کہ جب آپ اپنے دعوی پر دلیل قائم کرین تو پھر مین نظر کرون کہ آپ کے کلام مین تقریب تام ہے یا نہین اگر دلیل سے آپ کا دعوی ثابت پاؤن تو مان جاؤن ورنہ سائل نبجاؤن اور اُسکے نفی کی درپے ہو جاؤن اور اُس کا رد لکھون اس اعتبار سے مین سائل مصطلح ہو سکتا ہون۔ جناب من جب مین آپکے دعوے کی اوکھاڑنے کے درپے ہو گیا تو سائل ہون گا یا نہین علاوہ یہ کہ وہ تعریف سائل مصطلح فن مناظرہ کی ہے اور لغتا ہر بات پوچھنے والے کو سائل کہتے ہین جیسا کہ میرا سوال اول اسی اطلاق سے سوال ہو سکتا ہے اور ایسی ہی سائل پر بھی مجیب کو دلیل طلب کرنا نہین آتا اور جو آپ نے کہا ہے کہ تسلیم کرنا دعوے کا بعد قائم ہونے دلیل کے شان سائل سے نہین ہے معلوم نہین میرے کس بات کی جواب مین ہے میرا سائل رہنا بعد قائم ہونے دلیل اور تسلیم دعوے کی میرے کس کلام سے مفہوم ہوتا ہے یہ تو جواب ہے آپکے اعتراض کا اگر آپکے کلام کے ضمیمہ کو دیکھتا ہون تو اُس مین بھی مجھے کئی وجہ سے کلام ہے لیکن مین اس جگہ اس بحث نوی کو فضول جانتا ہون اسی واسطے جب آپ نے جملہ السائل من نصب نفسہ مین سین سے پڑھا تھا اور ترجمہ بھی اُس کا یہ کیا تھا کہ نسبت کرے تو در گذر کر کے زبانی آپ کو اس غلطی پر متنبہ کر دیا اور آپ ہی کے قلم سے سین کو صاد بنوا دیا اگر مجھے لفظی بحث منظور ہوتی تو خاموش رہتا اور آپکی تحریر کے جواب مین تفصیل و تطویل کرتا یہ جوابات آپ کے وجوہات کے ہین آپ مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے پھر وہی بات کی اور اپنے دعوے کی دلیل پیش نکی اور مجھ سائل سے دلیل مانگی اور جو آپ فرماتے ہین کہ ہم دو تین دن سے دلیل پیش کر رہے ہین یہ بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برملا خلاف واقعہ اظہار کرتے ہین اسکی کیا مثال دون شرم آتی ہے مین دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دورسے دیتے ہین ہر چند آپ سے سبھی لوگ یہانتک کہ سردار صاحب بھی کہہ رہے ہین کہ آپ فتوی دین اور اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرین آپ فتوی میرے ہاتھ دیتے نہین پھر کس طرح فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل

پیش کر رہا ہون اور مجھسے دلیل مذمت چاہتے ہین یہ محال ہے۔ مین اس گفتگو مین جس مین تحریر ہوتی ہے مذمت کا مدعی نہین۔ جو پیچھے زبانی کہا تھا سو دوسری بات ہے جسکی تشریح جواب دفعۂ اول مین گذری اس گفتگو تحریری کو اس سے کوئی علاقہ نہین اور باوجود اسکے مین اسی جواب مین اس اپنی دلیل کو لکھ بھی چکا ہون اب تو ضد چھوڑ دیے اور اپنے دعوے کا ثبوت تحریری دیجیے جس کا آپ نے وعدہ آخر تحریر مین کیا ہے مین اُسکو دیکھکر تسلیم کردون یا رد کردون پھر اُسکو منصف کی طرف بہنچا دین اگر اس امر کے سوا کوئی اور بات پیش کرین گے یعنی پھر وہی باتین لاطائل کرین گے اور اپنا ثبوت پیش نہ کرینگے تو میری طرف سے اس بات مین خطاب سے اعراض ہے مین ایسی باتون کو لائق جواب نہین جانتا اس بات کا انصاف ناظرین پر ہے اور جو آپ نے اخیر تحریر مین آیت اور حدیث لکھی ہین اسی پر خود بھی عمل کرتے تو اتنی فضول باتین بعید از مطلب اور مخالف واقع زبان قلم سے نہ نکالتے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم بھی قرآن ہی کی آیت ہے آخر اگر اس مسئلہ مین سوا ایسے قیل و قال کے آپ کو کوئی بات نہین آتی تو آپ دوسرے مسئلہ مین بحث کرین جیسے رفع یدین و آمین بالجہر اور مثل اُسکے اور اگر وہ بھی منظور نہین تو میری طرف سے سلام ہے (جواب) اگرچہ جواب دینے کی حاجت نہین لیکن بنظر فائدہ عام کے جواب بطور اختصار لکھا جاتا ہے لکھنا وجوہ کا واسطے اصل لاطائلیت کے نہین ہوا بلکہ واسطے وضاحت لاطائلیت کلام خصم کے لکھی گئین ہمنے کہین تحریراً یا تقریراً یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین شریفین قبل اسلام بھی بہتر تھے ورنہ کوئی تحریر سند مین پیش کردیا حضار مجلس سے گواہی دلوادو جیسا کہ ہمنے گواہ تحریری شرط ثالث کی پیش کیے اور جو واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے پیش کیے اُن کا مقابل مین احادیث نبویہ کے مثل ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا وغیرہ کے جو صحاح ستہ اور مشکوۃ مین موجود ہین پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین ہے اب واقعات کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ برین آنکہ واقعات مذکورہ سے بجز مظلومیت اُنکی کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا یعنی عبدالملک وغیرہ نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کرکے سکنائے حرمین کو بہت ستایا بلکہ ان شدائد سے فضیلت سکنائے حرمین کی عنداللہ ثابت ہوئی لقولہ

علیہ السلام اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہم انکی عصمت کے
مدعی نہین ہوے تا ہمپر کوئی اعتراض لازم آوے اور جو آپ نے حدیث زنا کرنے ماعز کے
بطور اہانت سکنائے حرمین کے بیان کی تھی جو حقیقت مین طعن صحابہ پر ہے اُسکے جواب مین
مین نے بھی کہا تھا کہ ہم اُنکی معصومیت کا دعوی نہین کرتے اور اب آپ جو فرماتے ہین کہ
بعضے لوگ وہان کے لُچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون
ہوتے ہو اگر ذی علم مراد نہین تو اُسکی سند قرآن وحدیث سے پیش کرو سے اگر دعوی سے
آپ نے اپنی عبارت مین دعویٰ عام فضیلت کا مراد لیا ہے تو اُسکا مشروط ہونا ساتھ شرط ثالث
ہمارے کے محالات سے ہے للزومہ شرطیۃ الشئ لنفسہ ولغیرہ وان اختلج فی صدرک بعد ذلک شئے
فاقرأ قولہ تعالی ان اللہ علی کل شئی قدیر فلیتامل فانہ دقیق وبالتامل حقیق آپ جو فرماتے ہین کہ
دعوی سے مین نے دعوی تقریر عام آپ کا مراد رکھا ہے باوجودیکہ یہ افترا محض ہے لیکن واسطے
ہمارے سند کامل ملگئی یعنی اب آپ دعوی تقریر کے سند ہونے کے مقر ہوے پس اب آپ پر
دلیل دعوی مذمت تقریری اپنے کی تحریراً واسطے ملاحظہ منصف کے ضروریات سے ہوئی لان
المرء یوخذ باقرارہ ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ ایک سطر واسطے تعین دعوی اپنے کے فلان دو
سو چھتیں تحریر ہمارے مین یہ درج ہے دیکھلو ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علمای مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے
شہ اطلاق کرنا لفظ سائل کا مقابل لفظ مدعی کے لغویت کو لغو کرتا ہے اور کہنا آپ کا کہ شاید مین تسلیم
کرلون آپ کے سائل ہونے کو باعتبار مایؤل الیہ کے باطل کرتا ہے والا ہر محارب کو قتیل کہنا اگرچہ
مقتول نہو درست ہوتا وہو کما تری اور آپ جو لکھتے ہین کہ مین نے سین کو صاد بنوایا آپ حلفاً
بیان کیجیے کہ جب آپ نے ہماری تحریر سے نقل کی تھی تو اُس مین صاد تھا یا سین اُس مین تو صاف
صاد ہی تھا سے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس علم مناظرے کی
کتاب مین درج ہے کہ جو شخص دلائل اپنے زبانی بیان کرچکا ہو اُس کو تحریر کرکے بھی دینا خصم کو ضروریات
سے ہے جب آپ نے بمقابلہ احادیث فضیلت کے جو مین نے مجمع عام مین پڑھی تھین معارض ہوکر
دلائل مذمت کے موافق زعم اپنے کے بیان کیے پس تحریر دلائل کے واسطے ملاحظہ منصف کے

ضرور درکار ہے سو ہم کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مذمت کا فتوی مدلل کرکے تم بھی پیش کرو تا دونو ن شامل مسل ہو کر منصف کے پاس روانہ کیے جاوین آپ جو بار بار زبان پر لاتے ہین کہ گفتگو فضیلت حرمین کی فضول ہے یہ بات آپ کی بالکل بے سند ہے کیونکہ اکثر فساد عوام کالانعام مین اس واسطے زیادہ برپا ہوتے ہین کیونکہ متبعین مذاہب سند عمل در آمد علماے اور اتقیاے سکناے حرمین شریفین کی پکڑتے ہین اور آپکے فرقے کے لوگ سکناے مکہ کی مذمت کرکے لوگون کی طبیعت کو اشتعال دلاتے ہین اگر آپکو دینا فتوی مذمت کا واسطے ملاحظۂ منصف کے منظور نہین تو ہم فتوی اپنا شامل مسل کرکے منصف کی پاس روانہ کردیتے ہین اور ختم گفتگو کرکے حضار مجلس کو پیام سلام کا دیتے ہین - مدعی فضیلت ساکنان حرمین شریفین - مولوی عبد العزیز صاحب - سائل مقابل - مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

خلاصہ تنازع یہ ہے کہ مدعی نے فضیلت ساکنان حرمین کا دعوی کیا سائل نے اسکے جواب مین کہا کہ حرمین کے لوگ منافق وکافر بھی تھے چنانچہ آیہ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق وآیۂ الاعراب اشد کفرا ونفاقا اُسپر دال ہے بروز مباحثہ سائل نے استفسار کیا کہ آپ فضیلت کلی کے مدعی ہین یا کسی وصف خاص مین اسکے جواب مین مدعی نے کہا کہ مراد فضیلت کلی سے اور وصف سے کیا ہے اور آپ تمسک اس مسئلہ مین کس دلیل سے پکڑو گے سائل نے شرح کی کہ فضیلت کلی عبارت ہے فضیلت سے ہر وصف مین جیسے علم وفہم وتقوی وفضل وسکونت وغیرہ اور وصف خاص ایک صفت ان صفتون سے اور یہ کہا کہ میرا تمسک کرنا آپ کو ابھی کہان معلوم ہوا مین تو سائل ہون آپ مدعی ہین آپ جس دلیل سے تمسک کرینگے مین جواب دونگا مدعی نے کہا کہ جبتک آپ کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ مین سے منظور نہ کرینگے جواب متعذر ہے اس لئے آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنا تمسک بیان کرین تا جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل آیت مذمت اہل مدینہ مین اور مذمت عرب مین پڑھی تھی اُس کو بھی مذمت مین سند جانتے ہین یا اُس سے رجوع ہے سائل نے کہا کہ میرے سامنے دلیل پیش کرنے کی اُس وقت حاجت ہوگی جب مین آپ کے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور میرا انکار یا تسلیم مانا نہ گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہین شاید مین آپکے دعوے کو مان لون جس وقت مین آپکے دعوی کا منکر ہونگا اُس وقت آپ دریافت کیجئے گا کہ تم کونسی دلیل مانگتے ہو اور آیت سے جو مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذمت مین اُن لوگون کی تھی جو آنحضرت صلعم

وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکہ و مدینہ کے لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ جو پہلے آنحضرتؐ کے کافر تھے دوسرے وہ جو حضرتؐ کے زمانہ مین کافر تھے اور یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جس پر وہ آیت پیش کی تھی مدعی نے کہا کہ آپنے جو آیت مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کی تھی اگر مراد آپ کی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہین پس آپ سے خطا ہوئی کیونکہ جو حدیثین ہمنے فضائل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل زور اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو پس یہ اہل علم سے بعید ہے اور اگر مراد آپ کی بعد تقرر اسلام کے بھی ہو پس اس سے تکذیب احادیث کی لازم آتی ہے اور آپ دو تین روز سے جو انکار فضیلت کا کر رہے ہین اس لئے آپ سے دریافت تمسک ضرور ہے سائل نے کہا کہ چونکہ آپنے دعوی معین نہ کیا تھا کہ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہین اس لئے مین نے تفصیل و تقسیم کی تھی اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے ثابت ہے مسلم نہین اور تقرر اسلام کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ زمانہ پایا گیا جب آپ حد بیان کرین گے اُس وقت میرا اقرار یا انکار آپ کو ثابت ہوگا پہلے سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام کے منافقون کا وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو مین دو تین روز سے مطلق فضیلت کا منکر نہین آپ وصف معین بیان کرین کہ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید اُس کا مین منکر نہ ہون جب آپ منکر پا دین اُس وقت مجھ سے دلیل لاؤ تمسک کا سوال کرین مدعی نے کہا کیا یہ عجب العجاب ہے کہ آپکے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا صریحا دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ نفاق و کفر کا نہین پھر ایسی آیت مقابل احادیث کے بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلاء و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ کفر و نفاق مین خیر اب چونکہ ادعاء مذکور سے انکار کیا چاہتے ہین انکار کو بجائے توبہ کے قرار دیا اور فضائل حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف و دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین یہ امر افضل و بہتر ہے کہ حرمین کے علماء کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعۂ احادیث مشتملہ استفتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہین سائل نے کہا چونکہ آپنے

دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانۂ تقرر اسلام کے لائے تھے اس لیئے آپکے دعوی کے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور وہ آیت بمقابلہ آپ کے عموم دعوے کے تھی نہ خصوص دعوے کی خیر آپ اس دعوی عام کو چھوڑتے ہین تو مین آپ سے اس امر کو بجائے تو بہ قرار دیتا ہون اور جو آپنے اب دعوی کیا ہے کہ ہم اس وصف مین مدعی ہین کہ منصفی مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث منضمہ فتوی پیش کی ہین سو مین کہتا ہون کہ اس دعوے مین یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ افضلیت کے محل ہین ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپ تعین فرماوین تو آپ کا فتوی دیکھا جاوے گا مدعی نے کہا ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علماء حرمین کا اس زمانہ مین منصف قرار دینا بر وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہمارے منجملہ شرائط مشمولہ اصل جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئین تھین شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب ماننے اُس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی تھی اور وہ یہ تھی کہ شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علمائے مکہ اور مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے اب آپ کو لازم ہے کہ یا تو منصفی علمائے حرمین کی منظور کرین یا ایک فتوی ثبوت مذمت سکان حرمین مین یعنی جو علما اور اتقیا اور مومنین وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین سائل نے کہا بیشک آپنے شرط مین منصفی کا ذکر کیا تھا لیکن جب آپنے عام دعوی کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور امر ہے اور مشروط یعنی دعوی جسکے لیے شرط مقرر کی گئی تھی اور امر یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علماء کی ہونے سے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے اس سے سب کو ثابت ہوگا کہ آپ اس دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات کو انصاف ناظرین پر چھوڑ کے مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو اس فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ کے یا آج کل کے جب آپ تعین کیجئے گا مین نظر کرون گا اگر وہ لوگ واقعی آپکی احادیث فتوی کے مصداق ہین تو مین مان جاؤن گا ورنہ اُس مین عذر کرون گا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمع مین بارہا دیگر کیون چاہتے ہین مدعی نے کہا کہ جانبین کی عبارت کو منصف تو دیکھیگا تحقیقات کرلے گا

آپنے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے اُسکی دلیل پیش کیجئے ورنہ آپ کو اختیار ہے
سائل نے کہا مین ابھی التماس کرچکا ہون کہ لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیے
اور جو مجھے آپ مدعی بناتے ہین اور مجھسے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہے وہ کون لفظ میری
اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہے مین تو اب تک سائل اور آپ مدعی
ہین پس آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپنے ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اُس کو کیون
چھپاتے ہو آیندہ دعوی مین تعین کرو اور اُس پر ایک حدیث فتوی کی شاہد ٹھہراؤ پھر مجھ سے
دریافت کرو کہ تو اُس کو مانتا ہے یا نہین بعد ازان مدعی نے وجوہ لاطائلیت کلام سائل کا بیان کرنا
شروع کیا چند وجوہ سے ایک یہ کہ قول سائل کا دو لیکن جب آپنے دعوی کیا تھا تو عام کیا تھا یہ
محض بے سند ہے کیونکہ جب اول ملاقات سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط بابین علحدہ
علحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئین تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے یہ تھی کہ شرط
سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علماء مکہ اور مدینہ منصف مقرر کیے جاوین
اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین کو فاسق وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا مین نے جابجا
کئی حدیثین فضیلت کی پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپنے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین کی دوسرے روز روبرو سردار صاحب
کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا تکرار شروع کیا اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت مین
مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کیے آپ نے اُسکے
جواب مین آیۂ الاعراب اشد کفرا ونفاقا و آیہ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق اور چند واقعات
بیان کیے دوسرے یہ کہ قول آپ کا (شرط اور شئے ہے اور مشروط اور ہے) حق ہے لیکن شرط نمبر ۳ کی
واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی
شرط دعوی ہو گئی تیسری وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ دعوے کے الفاظ مین تعمیم تھے محض افترا ہے ورنہ
اُن الفاظ کو مسل مین نشان دیجیے چوتھی وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا
بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو عبارت ہماری سراسر دال ہے اوپر تعین مدعی کے اُسکے
جواب مین آپنے یہ فرمایا پانچوین وجہ یہ کہ مذمت سکان حرمین کا جو آپ کئی روز سے ذکر کر رہے تھے

اب جب دلیل آپ سے طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگے اور اب کئی جگہ آپ اپنے کو سائل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کہ تسلیم کرنا دعوی کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم اب آپ کو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کیجیے فضیلت کی دلیل جو بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون منصف کے پاس روانہ کی جاوین بعد اسکے سائل نے جواب مین کہا کہ آپکی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شرط ثالث مین منصف علما کی چاہتے تھے لیکن دعوی آپ کا یہی تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جو ان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہانکے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جس کے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت مین بعض منافق موجود تھے جس پر آیت پڑھی تھی پھر وہ زمانہ جو حضرت کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرمین بیجا سرزد ہوئین اور مکہ پر عبد الملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مین نے آپکے دعوی عام کو توڑا اور جواب وجہ دوم کا یہ کہ اگرچہ شرط پیچھے کو ایک دعوی ہو گئی تھی ولیکن اول دعوے کے وہ مغائر تھی اور جواب وجہ سوم یہ ہے کہ آپ کا افترا کہنا محض افترا ہے وہ گفتگو زبانی تھی کہ جس مین دعوی عام تھا مسل کہان تھی جس مین نشان دیا جاوے مسل تو پیچھے ہوئی جس مین آپ مدعی فضیلت سکان حرمین کے باب متصفی مین ہوئی اور وجہ چہارم کا جواب یہ ہے کہ آپ کی کسی لفظ سے تمام تحریر مین بو بھی اس بات کی نہین آتی کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ کے بہتری کے باب متصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کی اور جواب وجہ پنجم کا یہ ہے کہ مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا تمام لوگ حاضرین مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا کچھ بطور دعوے کے نہ تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوی مین تھا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی مین کسی امر کا مدعی نہین ہوا آپ سے تعیین دعوی اور دلیل کا سوال کرتا ہون اور سائل لغۃ

ہر بات پوچھنے والے کو کہتے ہین اس نظر سے اطلاق سائل کا مجیب ہو سکتا ہے اور جو آپ فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برخلاف واقع اظہار کرتے ہین مین جب دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین مین کہتا ہون کہ فتوے مجھے دیجئے مین اُسکو قبول کرون یا رد کرون آپ نہین دیتے ہین بعد اُسکے مدعی نے کہا کہ ہمنے کہین تقریراً یا تحریراً یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین قبل تقریر اسلام بھی بہتر تھے اور واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے مقابل احادیث نبویہ پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن و حدیث و اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین پھر واقعات کو کیون بیان کرتے ہین علاوہ اسکے ان واقعات سے بجز مظلومیت اہل حرمین کے اور کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ امر ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے مدعی نہین ہوے تا ہمپر کوئی اعتراض لازم آوے اور اب جو آپ فرماتے ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون ہوئے اور ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علمای مکہ اور مدینہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس کتاب مین مناظرہ کے درج ہے کہ جو شخص اپنے دلائل زبانی بیان کرے اُسکو تحریر کر کے بھی خصم کو دینا ضرور ہے فقط تقریر فیصلہ چونکہ متخاصمین اس فقیر سراپا تقصیر کے انصاف و محاکمہ پر راضی ہوے یقین ہے کہ جو امر مین انصافاً بلا لحاظ احد الجانبین تحریر کرون گا اُسکو دونون پسند فرماوین گے اور بعد نظر غائر و فکر وافر کے میری تحریر کو محض انصاف و اظہار حق تصور فرماوین گے بنا ؔ علیہ امتثالاً للامر مین متوجہ انصاف ہوتا ہون اور امر مکنون کو ظاہر کرتا ہون مخفی نرہے کہ متخاصمین کے تقریرات امور زائدہ پر کہ بمراحل داب مناظرہ سے دور ہین مشتمل ہین ان سب سے قطع نظر کر کے بعد معائنہ تقریرات طرفین کے جو امور واضح ہوئے اُسکو درج صحیفۂ ہذا کرتا ہون اول مدعی کو لازم تھا کہ اولاً دعوی کی تنقیح کما حقہ فرماتے اور دعوی فضیلت سکان حرمین کا علی سبیل التعین عموماً یا خصوصاً فرماتے اور سکان کے تقیید ساتھ علماء کے اور فضیلت کا تعین کہ غرض باب انصاف مین ہے اور تعین زمانۂ فضیلت کرتے تا سائل کو موقع تطویل بحث کا نہ ملتا اور بوجہ

صرف ہو جانے زمانۂ تقریر کے امور غیر مقصود میں امر مقصود فوت نہو تا دوم اگرچہ مدعی نے
بوقت تقریر دعوی عامہ بلا تعین کیا ہو مگر قرائن حالیہ و مقالیہ تقریرات سابقہ و شرائط
سالفہ کے لحاظ سے یہ امر بدیہی ہے کہ غرض اُنکی اثبات فضیلت علماء اسلام حرمین یعنی اسلام
مسلم و دلیل ساطع اس امر پر ہے کہ وہ کفار اور منافقین اہل حرمین کو افضل نہین کہہ سکتا اور
عقل عاقل مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ دعوی سوائے مجنون یا زندیق و ملحد کے کسی سے نہین ہو سکتا
پس گو دعوی مدعی عام ہو کہ شامل جملہ ساکنان حرمین ہو مگر قرائن واضحہ عقلیہ دال اس امر پر ہین
کہ وہ خاص ساتھ ساکنان حرمین بعد تقرر اسلام کے بلکہ ساکنین مسلمین سے بلکہ علماے مسلمین
حرمین کے ہے علی الخصوص مابین متخاصمین کے قبل اس تقریر کے مذاکرہ مشروط ہو چکا تھا
اور شرط ثالث مین یہ مضمون مندرج تھا کہ بعد گفتگو کے اگر تکرار جانبین باقی رہے تو واسطے
انفصال کے علماء مکہ و مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے اور اگرچہ وہ شرط محل بحث واقع ہوگئی اور
وقت مباحثہ کے مدعی نے دعوی مطلقاً کیا لیکن قرینۂ سابقہ سے ظاہر ہے کہ غرض اُس کی
اس دعوے سے اجرا اُسی شرط کا تھا پس بالضرورۃ دعوی اُس کا خاص ہوا اگرچہ اُسنے بوقت
دعوی برخلاف داب مناظرہ اجمال کیا پس ایسی حالت مین سائل کو ہرگز نہین لازم تھا کہ بغرض
نقض دعوی عامہ کے آیۂ الاعراب اشد و من اہل المدینۃ وغیرہ کی تلاوت کرین یا قصص ختنہ
بیان کرین اس واسطے کہ سائل کو مدعی سے تعین دعوی و تعریفات مفردات دعوی وغیرہ
اُس وقت کرانا چاہیے جب علم اُس کا نہو اور اگر باوجود علم کے طلب کرے گا تو یہ مکابرہ یا نجادلہ ہوگا
جیسا کہ ابحاث باقیہ وغیرہ مین مصرح ہے اور مانحن فیہ مین علم اس امر کا کہ دعوی خاص ساتھ علماے
حرمین کے ہے بدلالت حال و مقال ہر کس و ناکس کو حاصل ہے پس مقابلہ سائل کا ایسی
صورت مین خارج از مناظرہ ہے سوم ہرگز سائل کو بمقتضاے مناظرہ نہین لائق تھا کہ آیات
مذمت کفار و منافقین حرمین کے تلاوت کرتے مگر بعد اسکے کہ اُنسے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہوا
مدعی کو دلیل مذمت سکان حرمین سائل سے طلب کرنا اور سائل کو مدعی مذمت ٹھیرانا خلاف
داب مناظرہ ہے اس وجہ سے کہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہے کہ غرض سائل کی اس تلاوت
وغیرہ سے صرف نقض عموم و اطلاق دعوی مدعی تھا نہ ادعاے مذمت سکان حرمین

یا منقصت علماے حرمین چہارم یہ کہ سائل نے جو بمقابلۂ اطلاق دعوی کے وقائع یزید وعبد الملک بن مروان بیان کیئے وہ خارج از بحث ہین اس وجہ سے کہ اُن وقائع مین کوئی امر شرارت و خباثت کا اہل حرمین سے نہین ہوا تھا بلکہ اُنپر غلبہ مفسدین کا ہوا تھا پنجم تعین دعوی جو مدعی نے بعد چند تقریرات کے کیا یعنی یہ کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا باب انصاف مین ہے اگرچہ یہ امر اُنکی شرط سابق سے معلوم ہوتا تھا مگر وقت بحث کے ابتدا سے اسکی توضیح ضرور تھی کہ سائل کو موقع سوال کا نہوتا اور وقت دعوے کے اسکا اجمال اس غرض سے کہ جب خصم انکار اس دعوے کا کرے گا حضار مجلس سے کہدیا جاوے گا کہ دیکھیے یہ مکہ اور مدینہ کے لوگون کی فضیلت سے جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے انکار کرتے ہین اور خلاف احادیث اعتقاد رکھتے ہین شان ارباب مناظرہ سے نہین ہے ششم باوجود استفسار سائل کے مرۃ بعد اخری مدعی نے صاف بیان نہ کیا کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا من حیث الانصاف آج کل کے علما کے باب مین ہے یا قرون ثلثہ کے علما کے باب مین یا بہ نسبت ہر زمانہ کے ہے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہے جب سائل استفسار امر ضروری کا کرے مدعی پر اُس کا جواب صاف دینا لازم ہے اور اُس مین لیت ولعل کرنا خالی مجادلہ ومکابرہ سے نہین ہے مدعی نے اُسکا حوالہ اپنی تقریرات سابقہ پر کیا حال آنکہ کسی تقریر مدعی سے اسکا حال نہین معلوم ہوتا ہے البتہ شرط ثالث کے عنوان سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے علماے حرمین کے افضلیت انصافیہ کے قائل ہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ امر خاص اسی زمانہ کے ساتھ ہے یا ہر زمانہ مین از ابتدای تقرر اسلام پایا گیا یا قرون ثلثہ مین یہ وصف ہو کے معدوم ہو گیا پھر اس زمانہ مین اعادہ معدوم ہوا جبتک کہ مدعی تعین دعوی صاف صاف نہ کرے دعوی کیونکر متقرر ہو گا اور سائل کس طرح دلیل مین نظر کر سکے گا ہفتم بحث کرنا اس امر مین کہ سائل سائل نہین خارج از مناظرہ ہے اگر اصطلاحا سائل نہ ہوں لغۃ سائل ہوتے ہین شبہہ نہین ہشتم سائل کا یہ قول کہ مکہ ومدینہ مین اچھے لوگ بھی ہوتے ہین اور بُرے بھی ہوتے ہین صحیح ہے لیکن منصفی مین افضل ہونا اس کا اثبات ذمہ مدعی کے ہے سائل کے اس کہنے سے یہ نہین لازم ہے کہ افضلیت من حیث الانصاف کا بھی قائل ہووے نہم فضیلت عرب بحیثیت عرب ہونے کے اور فضلیت اہل حرمین شریفین کی عموما اور علماے حرمین کی خصوصا بحسب تضاعف

ثواب عبادات و کثرت قبولیت حسنات و مغفرت سیئات و بحسب فضیلت موطن و مسکن متفق علیہ ہے اور اسکا ثبوت بہت سے احادیث صحیحہ و اخبار صریحہ سے ہوتا ہے کسی مسلم کی شان سے نہین ہے کہ ان فضائل کا انکار کرے اور کثرت ثواب طاعات و مغفرت خطیئات و قبولیت عبادات و فیضان رحم الٰہی قرب جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و افضلیت مسکن و موطن مین کسی کو اہل حرمین پر فضیلت دے باقی امر انصاف و تحقیق مسائل خلافیہ مین اور تنقید و تدقیق دلائل متخالفین مین پس یہ موقوف ہے اوپر جودت طبیعت و فرط ذکاوت و وسعت نظر و حسن فکر و وسعت علم و کمال فہم و ترک تعصب مذہبی و قطع تعلق ہوائے قلبی کے پس جب تک یہ ثابت نہو کہ علمائے حرمین ہر زمانہ کے یا کسی زمانۂ خاص کے ان سب صفات کے ساتھ متصف رہے ہے ثبوت افضلیت بحسب الانصاف مشکل ہے اور ماہران کتب تواریخ حرمین شریفین مثل العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین و تاریخ المدینہ وغیرہ و ناظران تراجم علمائے متقدمین و متاخرین پر مخفی نہ ہے گا کہ اجتماع ان سب صفات کا ہمیشہ تمام علمائے حرمین مین نہین پایا گیا بلکہ بعد قرون صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس قدر شیوع علم و قوت فہم بلاد شام و مصر وغیرہ مین پایا گیا حرمین مین اُس قدر نہین پایا گیا ثم مدعی نے جو احادیث اثبات دعوی کے واسطے ذکر کین ہین ثبوت دعوی اُن سے محل تامل ہے حدیث اول صلوۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوۃ فی ما سواہ الا المسجد الحرام ثبت فضیلت مسجد نبوی و مسجد حرام ہے اور اُس سے فضیلت ساکنان حرمین بحسب تضاعف ثواب عبادات و بحسب شرافت سکونت ثابت ہے اور اس مین کسی مسلم کو نزاع نہین اور اس فضیلت سے فضیلت من حیث الانصاف لازم نہین ہے بلکہ من حیث العلم بھی ضروری نہین ہے اور حدیث دوم سے یعنی ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل الحدیث شرافت ذاتیہ بلدہ مکہ معظمہ کی ثابت ہے نہ فضیلت علمیہ سکان اور حدیث سوم یعنی واللہ انک لخیر ارض اللہ الی اللہ الحدیث سے بھی فضیلت ذاتیہ زمین حرم مکہ کی اور فضیلت اہل حرمین بجہت شرافت مسکن ثابت ہے نہ فضیلت علمیہ اور حدیث چہارم یعنی ان الدین لیارز الی الحجاز بحسب تصریح شراح حدیث اُس زمانے سے خبر ہے کہ جس مین استیلاء کفرہ تمام اقالیم مین ہو جائے گا اور قوت دین تمام بلاد مین سے منتفی ہو جائے گی اُسوقت دین حجاز کی طرف مائل ہو گا اور وہان سے زائل نہ ہو گا اور بعض محدثین کہتے ہین کہ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ دین حرمین قوی رہے گا اور جسطرح سے مداہنت امور دینیہ دیگر

بدعت شرعیہ اور بلاد مین ہوگا اُس قدر حرمین مین نہ ہوگا علی کل تقدیر اس حدیث سے فضیلت علما
من حیث الانصاف نہین ثابت ہوگی کیونکہ بقاے دین اور قلت مداہنت دین شئے دیگر ہے
اور فضیلت انصاف امر دیگر ہے اور حدیث پنجم مین یعنی لا یرید اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ
فی النار وعید ہے اُس پر جو اہل مدینہ کو ایذا پہونچاوے جیسے عسکر یزید و عبد الملک بن مروان سے
سرزد ہوا فضیلت علما سے کچھ بحث نہین اور مجرد افضل نہ سمجھنا اہل حرمین کو من حیث العلم والانصاف
کسی طرح سے داخل ایذا نہین ہان جو شخص اہل مدینہ سے عداوت کرے اور اُنکو ایذا دے اور تحقیر
اہل حرمین کی کیا کرے اور اُنکے مذمت کے بیان مین سرگرم رہے وہ البتہ اس وعید مین داخل ہے
اور حدیث ششم یعنی لا یدعہا احد رغبۃ عنہا الخ مین مدینہ سے نکل جانے کا اور مدینہ مین رہنے پر
شفاعت ہونے کا ذکر ہے مبحث سے کچھ علاقہ نہین اور حدیث ہفتم مین یعنی ان ابراہیم الخ ذکر برکت
مکہ و مدینے کا تول و ناپ وغیرہ مین ہے فضیلت علمیہ سے اُسکو کیا علاقہ ہے اور حدیث ہشتم سے
یعنی من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیفعل فضیلت موت کی مدینے مین ثابت ہے اور یہ فضیلت
علمیہ پر موقوف نہین اور حدیث نہم سے یعنی انما المدینۃ کالکیر شرافت مدینے کی اسطور کی ثابت ہوئی
کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ وہان منافق اور خبیث الباطن بعد تقرر اسلام کے نہین رہ سکتا اور نہین ثابت ہوا
کہ وہان کا ہر عالم علماے بلاد سے من حیث العلم افضل ہوتا ہے اور بعض شراح حدیث نے اس حدیث کو
بھی زمانہ ظہور علامات قیامت کبری پر محمول کیا ہے کہ اُس وقت مین مدینے مین سواے مسلم کامل کے
کوئی نہ رہ سکیگا پس عموماً فضیلت نہ ثابت ہوئی اور حدیث دہم یعنی ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ کو کچھ
دخل مقصود مین نہین نام مدینے کا طابہ ہونا اور چیز ہے اور وہان کے سکان کا افضل ہونا اور چیز ہے اور
حدیث یازدہم یعنی آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ بھی مقصود سے بیگانہ ہے کیونکہ خبر اس
امر کی ہے کہ بوقت خراب عالم و قرب قیامت مدینہ سب بلاد کے بعد خراب ہوگا اُسکو فضیلت سے
کیا علاقہ ہے اور حدیث تبغض العرب فتبغضنی اور حدیث من غش العرب لم یدخل شفاعتی اور حدیث
لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب اور احبوا العرب لثلاث ایسی ایجاب حب عرب و حرمت ایذاء و طہارت
ال [illegible] شرک سے ثابت ہے اصل مقصود سے اسکو کچھ ربط نہین اور احادیث جو [illegible]
[illegible] و شام کے مذکور ہین وہ بھی بالکل مطلب سے بیگانہ ہین کہان فضیلت علماے

حرمین من حیث الانصاف کہان فضیلت یمن و شام

الحاصل جو احادیث کہ مدعی نے پیش کین کوئی اُن مین سے مثبت دعوی نہین ہے البتہ فضیلت ذاتیہ بلاد حجاز و قوت دین و بقاے اسلام در مدینہ تا زمانہ آخر و فضیلت اہل حرمین بجہت تضاعف ثواب والزام بجہت اہل حرمین و وعید موذی ایشان ثابت ہوتی ہے اور اس مین کسی مسلم کو انکار نہین ہو سکتا ہے یا زدہم ناظرین کتب فقہ و حدیث پر ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ سے تا این زمان مجتہدین و فقہا و محدثین مسائل فرعیہ و دلائل حدیثیہ مین مختلف رہا کیے اور فیما بین اصحاب مذاہب کے مناظرات ہوا کیے مگر کہین یہ نہین ثابت ہے کہ مختلفین نے رفع خلاف کے واسطے اہل حرمین کو منصف مقرر کیا ہو اور اُنکی تحقیق کو لازم التسلیم سمجھا ہو دوازدہم کتب اصول مین مصرح ہے کہ امام مالک کے نزدیک اجماع اہل مدینہ حجت ہے اور عمل صحابہ و تابعین مدینہ اُنکے نزدیک سند مستند ہے اور سواے انکے اور ایمہ مثل امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اس مین مخالفت کرتے ہین اور مجتہدین اہل مدینہ کو مساوی باقی مجتہدین کے سمجھتے ہین پس اگر فضیلت اہل حرمین من حیث الانصاف والتحقیق احادیث سے ثابت ہوتی تو اس مسئلہ مین مخالفت منقول ہوتی **الغرض** دعوی اس امر کا کہ علماے حرمین تمام علماے بلاد سے من حیث العلم والانصاف افضل ہین قرون ثلثہ مین یا ہر زمانہ مین اب تک حیز ثبوت تک نہین پہونچا ہان وہان کی علما کی بلکہ کل سکان کی فضیلت من حیث الثواب والشرافۃ وغیر ذلک کا کوئی انکار نہین کر سکتا اور یہ اس قدر ثابت ہے کہ دو طائفہ علما کے فرض کیے جاوین کہ مساوی وسعت علم و تحقیق و انصاف و تدقیق مین ہون اور ایک طائفہ اُنمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل دوسرے طائفہ سے ہی مگر یہ امر خارج از مقصد ہے۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۸۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ کچھ لوگ مذہب سے انکار کرتے ہین اور تقلید سے منکر ہین اور اپنے مکانون مین اور جا بجا اظہار لا مذہبی کا کرتے ہین مگر ہم لوگون کی مسجدون مین بخوف اہل مذہب کے رفع الیدین نہین کرتے اور آمین بجہر نہین کہتے مگر سینے پر ہاتھ باندھتے ہین ایسے لوگون کو ہم لوگ اپنی مسجدون مین آنے دین یا نہین اور انکے پیچھے اقتدا درست ہے یا نہین کیونکہ وہ لوگ اکثر امام بھی ہو جاتے ہین جواب مین

[illegible]

عبارت عربی اور اردو دونون ارقام فرمائی جاوے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب وہ لوگ جو مقلد کسی امام مجتہد صاحب مذہب کے نہین اور خود رتبۂ اجتہاد نہین رکھتے ہین اور متبع اپنے اہواء غیر شرعیہ کے بنام نہاد عمل بالحدیث ہین لیکن بخوف مقلدین یا بوجہ آخر مساجد اہل سنت مین رفع یدین وغیرہ نہین کرتے ہین انکو ممانعت دخول مساجد اور حضور صلوۃ سے نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ اس فعل اور اعتقاد سے وہ لوگ کافر نہین ہین البتہ تارک واجب ہین اور جب وہ اپنے اس فعل کو مخفی کرتے ہین تو مسجد مین آنے سے اشاعت بھی اس امر قبیح کی نہین ہے پس ممانعت کی کوئی وجہ وجیہ ظاہر نہین ہے اور ہاتھ باندھنا سینہ پر ایسا امر قبیح نہین ہے کہ جسکی وجہ سے ممانعت تجویز کی جاوے مگر نماز ایسے صاحبون کے پیچھے موافق مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مکروہ ہے لہذا انکو امام نہ کرنا چاہیے قال فی الدر المختار وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقین المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ انتہی مختصرا واللہ سبحانہ اعلم

العبد محمد ارشاد حسین عفی عنہ	احمدے محمد ارشاد حسین

الجواب صواب

عنایت اللہ ولد حبیب اللہ خان

جواب صحیح ہے بیشک جب تک یہ لوگ کوئی مفسدہ لامذہبی کا اور اضلال مضلین وتفریق جماعت وغیرہ مساجد مین نہ کرین تو ممانعت مساجد سے نکی جاویگی

ابو حمید علیخان محمد عبد القادر خان

ہو المصوب فی الواقع ایسے لوگون کو مسجد سے ممانعت کرنا نہین درست ہے اور انکے پیچھے اقتداء درست ہے بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور بعض کے نزدیک باین شرط کہ امام مراعات مذہب مقتدی کی کرے اور کسی مفسد و مبطل صلوۃ کا استعمال نہ کرے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

۱۰۵ **استفتا** بخدمت شریف جناب مولانا بحر العلوم مولوی محمد عبد الحی صاحب دام فیضہ السلام علیکم **سوال اول** زید قدرے زمین کا زمیندار ہے اور خراج اس کا حاکم وقت کو دیتا ہے اور زید کو اس قدر اختیار ہے کہ اُس زمین کو خود کاشت کرے یا کسی دوسرے کو دیوے یا اُس مین درخت نصب کرے یا اور کسی مصرف مین لاوے یا بیع اور رہن کرے مگر جب کسی کو کاشت کرنے کو دیا اور قبضہ اسکا مدت دراز یعنی بارہ برس تک اُس زمین پر رہا تو اُس کو زمیندار کسی طرح بیدخل نہین کر سکتا ہے اور اگر قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم ہے تو اُسکو بھی از خود

بے دخل نہین کر سکتا بلکہ جب اُس پر اطلاع نامہ بے دخلی کا جاری کرے گا اور بعد تحقیقات عدالت جب قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم پایا جاوے گا تب زمیندار کو از جانب حاکم دخل دلایا جاوے گا اور حاکم وقت انتظام اُس کا رد و بدل نہین کر سکتا تو اُس صورت مین زمیندار اُس زمین کا مالک ہی یا نہین

سوال دوم اگر زمیندار ایسی زمین کو کہ جس پر اختیارات مذکورہ حاصل ہون خود کاشت کرے تو اُس کو پیداوار غلہ پر زکوۃ واجب ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر یعنی دسوان حصہ یا بیسوان حصہ یا چالیسوان حصہ **سوال سوم** وقت وجوب زکوۃ غلہ کون ہے وقت درود فصل یا جب تمام سال کے خرچ سے فاضل بچے **سوال چہارم** جو اسامی کہ زمین کو زمیندار کے جانب سے کاشت کرتے ہین اور محصول اُسکا زمیندار کو دیتے ہین اُس مین دو صورت ہے اولاً یہ کہ قبضہ اُس کا زیادہ بارہ سال سے ہے اور زمیندار اُس کو بے دخل کر نہین سکتا ہے ثانیاً یہ کہ قبضہ اُس کا کم از بارہ سال ہے اور زمیندار اُس کو بذریعہ اجراے اطلاع نامہ بے دخلی بے دخل کر سکتا ہے تو اُس زمین کی پیداوار غلہ پر ذمۂ اسامی زکوۃ ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر **سوال پنجم** مالک ایسی زمین کا اسامی ہے یا زمیندار یا حاکم وقت اور تعریف ملک کی کیا ہے اور بموجب آیۂ کریمہ ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ مالک زمین بجز خداوند کریم کوئی نہین ہے البتہ وارث اُسکے حاکم وقت ہین زمیندار وارث نہین ہو سکتا اس واسطے کہ زمیندار باجازت حاکم وقت اُس زمین پر قابض ہے

ہو المصوب مالک زمین مذکور کا زمیندار ہے نہ اسامی و کاشتکار بدلیل اسکے کہ اُس زمین مین تصرف مالکانہ جیسے بیع ہبہ رہن وغیرہ زمیندار کر سکتا ہے نہ کاشتکار اور نہ کوئی اور رد المحتار مین ہے قد قالوا ان وضع الید والتصرف من اقوی ما یستدل بہ علی الملک لذا تصح الشہادۃ بانہ ملکہ انتہی اور حاکم وقت اگر باعتبار سلطنت و غلبہ کے مالک اُس کا کہا جاوے تو ممکن ہے لیکن ہرگاہ حاکم نے وہ زمین زمیندار کے قبضہ مین دیدی اور تصرفات مالکانہ کا مجاز کر دیا وہ زمین مملوک حاکم نہ ٹھہرے گی بلکہ مملوک زمیندار رد المحتار مین فتاوی ابن حجر مکی سے منقول ہے من فی یدہ شئی فہو ملکہ لا یحل لاحد الاعتراض علیہ ولا یکلف اثباتہ ببینۃ انتہی اور جو شخص اپنی زمین مین زراعت کرے اُسپر ادا کرنا اور مصارف زکوۃ مین صرف کرنا دسوان حصہ غلہ کا واجب ہے

اگر زراعت بذریعہ پانی برسات یا نہرون وغیرہ کے ہو اور اگر کنوئین سے پانی نکلوا کے اور خرچ کر کے
زراعت کی ہو تو بیسوان حصہ واجب ہے لیکن جس صورت مین کہ خراج اس زمین کا حاکم وقت کو
دینا پڑتا ہو اس وقت ادائے عشر وغیرہ ساقط ہے جیسا کہ رد المحتار وغیرہ مین ہے لا یجمع العشر
مع الخراج انتہی اور کاشتکار اس زمین کا مستاجر ہوتا ہے اس مین خلاف ہے کہ در صورت
اجارہ عشر مستاجر پر واجب ہے یا مالک زمین پر بعضون نے فتوی مستاجر پر واجب ہونے کا
دیا ہے اور بعضون نے مالک زمین پر اور یہی مختار ہے اکثر متاخرین کا در مختار مین ہے والعشر
علی المؤجر وقالا علی المستاجر وفی الحاوی القدسی بقولہما نأخذ انتہی اور رد المحتار مین ہے قلت
لکن افتی بقول الامام جماعۃ من المتاخرین کالخیر الرملی فی فتاواہ وکذا تلمیذ الشارح الشیخ اسمعیل وکذا
حامد افندی العمادی وقال فی فتاواہ قلت عبارۃ الحاوی القدسی لا تعارض عبارۃ غیرہ فان
قاضیخان من اہل الترجیح ومن عادتہ تقدیم الاظہر والاشہر وقد قدم قول الامام وکان ہو المعتمد
وافتی بہ غیر واحد واقتصر علیہ فی الاسعاف والخصاف انتہی الحاصل بقول مختار کاشتکار پر
عشر واجب نہین اور نہ زمیندار پر بسبب ادائے خراج کے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا زنے کہ چند نکاح ساختہ بشرط جنتی بودن آن وجملہ شوہران آن بکدام شوہر دادہ خواہد شد جواب
ہو المصوب از بعض روایات چنان ثابت ست کہ آن زن را اختیار دادہ خواہد شد کہ منجملہ
شوہران آن شوہرے کہ در دنیا از وے الفت زائد بود اختیار ساز دو در معجم طبرانی از ام سلمہ مروی است
قلت یا رسول اللہ صلعم المراۃ تزوج الزوجین والثلثۃ والاربعۃ فی الدنیا ثم تموت فتدخل الجنۃ ویدخلون
معہا من یکون زوجہا منہم قال انہا تخیر فتختار احسنہم خلقا فتقول یا رب ان ہذا کان احسنہم خلقا
فی دار الدنیا فزوجنیہ یا ام سلمۃ ذہب حسن الخلق بخیر الدنیا والآخرۃ انتہی ونیز در معجم طبرانی و مسند بزار
ومکارم اخلاق خرائطی از انس مرویست ان ام حبیبۃ قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المراۃ یکون لہا الزوجان فی الدنیا تموت ویموتان منہا یجتمعون فی الجنۃ لایہما تکون فقال لاحسنہم
خلقا کان عندہا فی الدنیا انتہی واز بعض روایات معلوم می شود کہ آن زن بآخر شوہران
خود سپرد خواہد شد طبقات ابن سعد از ابو الدرداء رضہ مرویست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول ان المرأة لآخر ازواجها فی الآخرة انتہی وبظاہر این صورت در آن وقت خواہد بود کہ جملہ شوہران در حسن صحبت مساوی الدرجہ باشند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[۲۸۷] **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مولانا مولوی محمد عبد العزیز صاحب خلف الصدق شاہ محمد عیسی صاحب مرحوم برادر زادہ حقیقی شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت نے صرف یکجائی سے علوم دینی سے فراغ حاصل کیا اور بعد فراغ علوم کے چندے جابجا نوکر رہے اور نوکری سے جو کچھ حاصل ہوا مکان پر بھیجا اور بشمول مال یکجائی کے سب کے صرف مین در آیا یعنی خرید زمینداری کے نام سے انکی بی بی اور زوجہ شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت کی ہوئی کسی قسم کی علیحدگی باخودھا نرہی اور حالت یکجائی مین مولانا موصوف نے وفات پائی اب عرصۂ پانچ چھ مہینے سے باخودھا محمد یعقوب و محمد فصاحت عمیان و منظاہر الحق برادر بے مات مولانا ممدوح کے علیحدگی ہو گئی تو اب مال متروکہ مین مولوی صاحب کی چیزین جو مثل کتاب وغیرہ کے ہین اُس مین استحقاق شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت چچا ؤن کا بھی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر ہے اور کتنا کتنا ہر ایک شخص کو پانا چاہیے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسی حالت مین وہ مال درمیان مولوی عبد العزیز و محمد یعقوب و محمد فصاحت کے مشترک سمجھا جاوے گا اور اثلاثا تقسیم ہوگی ایک حصہ محمد یعقوب کو اور ایک محمد فصاحت کو اور ایک محمد عبد العزیز کا تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے ماحصلہ الاخوة الخمسة بسعیہم وسہم یکون بینہم اخماسا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[۲۸۸] **استفتا** عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا اخرجہ البخاری ومسلم بصیغة الخبر ومعنی الخبر فی ہذا معنی النہی یبین ذلک ما رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا رواہ مسلم بصیغة النہی ورواہ الامام اسحق بن راہویہ فی مسندہ بصیغة الحصر انما تشد الرحال الی ثلثة مساجد

مسجد ابراہیم ؑ و مسجد محمد و مسجد بیت المقدس ومن رواۃ ہذا الحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بصیغۃ النہی ایضا ولکن این فرق بر بسیارے از اہل علم مخفی ماندہ و سبب اختلاف یک دیگر گشتہ و موجب بے دو قدح باہم آمدہ ویدل لہ ما قالہ فی الصارم ومن قال من العلماء انہ یستحب زیارۃ قبرہ فمرادہ بذلک السفر الی مسجدہ وفی مسجدہ یسلم علیہ ویصلی علیہ انتہی ودرینجا دلیل بیّن ست بر آن کہ مراد اہل علم در مناسک بزیارت قبر نبوی استحباب سفر بسوے مسجد نبوی ست زیرا کہ قبر مبارک در مسجد ست و ہرگز نمی تواند شد کہ مراد سفر بسوے نفس زیارت قبر بلا قصد مسجد نبوی باشد بنا بر آن کہ درین باب حدیثے صحیح نزد اہل معرفت مروی نہ گشتہ و نہ ارباب صحیح و سنن چیزے از آن اخراج نمودہ و نہ اہل مسانید بروایتے پرداختہ و نہ احدے از ائمہ اربعہ بحدیثے درین باب احتجاج نمودہ پس چہ قسم میتوان گفت کہ مراد ایشان سفر از برائے نفس زیارت ست نہ از برائے مسجد و این مغلطہ عظیم ست کہ راہ بسیارے از قاصرین زدہ و جہانے را گمراہ ساختہ ۔ دلیل الطالب علی ارجح المطالب از صفحہ ۳۴۸ و ۳۵۰ مطبوعہ مطبع شاہجہانی واقع بھوپال از تالیفات سید ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسینی القنوجی ما قولکم دام فضلکم فی ہذہ المسئلۃ فہل یختار السفر لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم او لزیارۃ مسجدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بینوا توجروا

ہو المصوب لا کلام فی استحباب السفر بقصد المسجد النبوی واما بقصد زیارۃ القبر النبوی فہو الذی وقع فیہ الاختلاف الفاحش والصحیح انہ جائز غیر منہی عنہ لاطلاق حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وحدیث من جاء فی زائرا لا تحملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا وشہیدا یوم القیامۃ وسندہ حسن والقول بان الاحادیث الواردۃ فی الزیارۃ کلہا ضعیفۃ او موضوعۃ باطل وکذا القول بان المراد بزیارۃ القبر النبوی السفر الی المسجد النبوی وقد اشبعت الکلام فی ہذہ المسئلۃ فی رسالتی السعی المشکور فی رد المذہب الماثور واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۸۹ استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ می فرمایند علمائے دین کہ در امرے از امور استخارہ نمودہ شود بچہ طور نمودہ آید بینوا توجروا

ہو المصوب در صحیح بخاری مروی ست عن جابر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ہم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک

تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت تعلم ان ہذا الامر الذی انا عازم علیہ خیر لی فی دینی ودنیائی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ وآجلہ فقدرہ لی ویسرہ ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی ودنیائی وعاقبۃ امری ومعاشی وعاجلہ وآجلہ فاصرفہ عنی واقدر لی الخیر حیث کان ثم رضنی بہ یا رب العالمین انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

٢٦ **استفتا** حامداً ومصلیاً کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کلام اللہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی سے سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہونچاتے تھے یا لوح محفوظ سے دیکھکر اگر اللہ تعالی سے سنکر پہونچاتے تھے تو سمع حادث نے احاطۂ کلام قدیم کیونکر کیا اور اگر لوح محفوظ سے دیکھکر پہونچاتے تھے تو امر پہونچانے کا کیونکر سنا اور اس صورت مین مکتوب لوح محفوظ پہونچا یا نہ کلام باری تعالی اور پہونچانا کلام اللہ بعینہ ممکن نہین اس واسطے کہ حلول کلام ایک کا دوسرے مین ایسا کہ وہ دوسرا پہونچاوے محال ہے پس حقیقت اس قرآن مجید کی کیا ہے اور قول اللہ تعالی انہ لقول رسول کریم کے کیا معنے ہین

ہو المصوب وحی نازل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ حق جل جلالہ کے کلام کو جبرئیل امین سنتے ہین اور وہان سے احکام پہونچاتے ہین اور کلام الہی کو سننا کچھ محال نہین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اور ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین کلام الہی سنا اور ملائک مقربین پروردگار کی آواز سنتے ہین سنن ابی داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل السماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفا فیصعقون ولا یزالون کذلک حتی یاتیہم جبرئیل فاذا اتاہم جبرئیل فزع عن قلوبہم قالوا یا جبرئیل ماذا قال ربنا فیقول الحق فینادون الحق الحق اور ابن مردویہ نے روایت کی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزل جبرئیل بالوحی علی رسول اللہ فزع اہل السموات لانحطاطہ وسمعوا صوت الوحی کاشد ما یکون من صوت الحدید علی الصفا فکلما مر باہل سماء فزع عن قلوبہم یقولون یا جبرئیل بما امرت فیقول کلام اللہ بلسان عربی الحاصل یہ کلام اللہ جس قدر نازل کرنا منظور ہوتا تھا پروردگار عالم جبرئیل امین کو

سنایا تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے اور اسی لحاظ سے انہ لقول رسول کریم وارد ہوا حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ علی رسولہ وآلہ والتسلیم **سوال** کیا فرماتے ہین علماے دین متین ومفتیان شرع مبین اس مقدمہ مین کہ کوئی مرد مسلم بمعمولی ہوش وحواس والا علانیہ کہتا ہو کہ قرآن میرے لوڑے مین ہے اور حدیث شریف میرے لوڑے مین ہے اور مسجد کو خالی ٹکرین مارنے کے لئیے جاتے ہین مسجد مین کیا میرا لوڑا ہے اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین اللہ تعالی کو ایک وقت دیکھا مین اس چشم سر سے پل پل اللہ تعالی کو ظاہر دیکھتا ہون جو شخص اس سر کی آنکھ سے اللہ تعالی کو عیانا نہ دیکھے وہ مؤمن نہین اور اسکی نماز بھی درست نہین علاوہ اسکے خدائی کا دعوی بھی کرتا ہو ایسا کہ مین اللہ ہون مین اللہ ہون مین اللہ ہون پس شخص مذکور داخل اسلام ہے یا خارج اسلام دوسرے مسلمان برادران کو اُسکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے بیان فرماکر ماجور ہو وین دیر نفرماوین

ہو المصوب یہ الفاظ صریح کفر ہین ایسے کلمات سے مسلم مرتد ہو جاتا ہے ایسے شخص کے ساتھ جو ایسے ہفوات بکتا ہو مثل اہل اسلام کے برتاؤ کرنا نہین درست ہے فتاوی بزازیہ مین ہے اذا وصف اللہ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدا او وعیدا کفر ولو قال من من خدایم یکفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شی یکفر انتہی اور ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مین لکھتے ہین من زعم ان الالہ سبحانہ یحل فی شی من آحاد الناس فہو کافر انتہی اور بھی اعلام مین ہے لو قال المصحف آلۃ الفساد او اللہو او قال القرآن حکایات جبریل کفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے ویکفر من کذب بشی مما صرح بہ القرآن من حکم او خبر او جملۃ التوراۃ والانجیل وکتب اللہ المنزلۃ او کفر بہا او لعنہا او سبہا او استخف بہا انتہی اور فتاواے انوار مین ہے من استخف بالمصحف او التوراۃ او الانجیل او الزبور کفر او قال انہ یری اللہ عیانا فی الدنیا او یکلمہ شفاہا او ان اللہ یحل فی الصور الحسان او قال انا اللہ او ہو انا انتہی اور فصول عمادیہ مین ہے اذا انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر رجل یقرأ القرآن فقال آخر این چہ بانگ وطوفان ست کفر رجل قیل بیا یک درم بدہ تا

بعمارت مسجد صرف کنم یا بمسجد حاضر شو فقال مرا با مسجد چہ کار یعزر انتہی اور بھی بہت سے کتب فقہ و کلام وغیرہ میں ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

از سہارنپور جامع مسجد کلان مرسلہ مولوی ابو المظفر میر محمد حسین مدراسی بماہ شوال [illegible] ہجری

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین رحم کرے اللہ جل شانہ اُنپر کہ عیسائی مذہب کے پادریون نے سہارنپور مین آکر نوجوان لڑکیون اور لڑکون کو اپنے مدرسون مین داخل کر کے بہکانا اور بے دین کرنا اور مرتد بنانا شروع کیا ہی تھا اب ایک اور فریب اور جال کی راہ نکالی وہ یہ کہ مسلمانون کی چھ چھ آٹھ آٹھ دس دس بیس بیس وغیرہ عمر کی لڑکیون اور عورتون کو اپنے مذہب کی کتابین پڑھانا شروع کیا ہے اور لڑکیان اور عورتین مطلق اپنے مذہب سے واقف نہین انکو ہر اتوار کو پیسے اور تصویرین اور شیرینی کی لالچ دیئے جاتے ہین اور مسیح کو غزلون اور بھجنون مین خدا اور خدا کا بیٹا گوایا جاتا ہے اور لڑکیان اور عورتین خصوصاً مسلمانون کی تنخواہ کے لالچ مین کفر و الحاد کے جملہ اور الفاظ بولتے ہوئے بھی نہین ڈرتین اسی مکر و فریب سے پادری لوگ ملک پنجاب مین گذشتہ سالون مین ساٹھ سو لڑکیان عیسائی کر چکے ہین سہارنپور مین یہ بلاے جانگزا و ایمان ربا اسی سال آئی ہے تو مدرسے خاص سہارنپور مین مسلمانون مین جاری ہین اور مسلمانون کی عورتین اسوجہ سے کہ روپیہ کے لالچ مین اگر خود انتظام کر لین گی اور لڑکیون کو جمع کر کے بے دین بے ایمان کرنے کا ڈھنگ ہمکو بتا دین گی معلمہ مقرر کی گئین ان مدرسون مین پڑھنا او پڑھانا اور پڑھائی کے واسطے مکان دینا اور پڑھنے والیان اور پڑھانے والیان اور جو اس فعل سے راضی ہون اور جو عورتین شوہرون کی اس حکم خاص کو نہین مانتین اور جو شخص اپنے مکان اور اپنے اہل و عیال کو اس کام سے باز نہین رکھتا اور اپنے لڑکیون کا ایسے مدرسے مین جانے سے مانع نہین ہوتا عند الشرع کیا حکم رکھتے ہین مفصل بحوالۂ آیات و احادیث تحریر فرمایئے اجر عظیم اللہ سے پایئے فقط

الجواب کلمۂ کفر بولنا عمداً اگرچہ اعتقاد اُس پر نہو کفر ہے چنانچہ رد المحتار مین لکھتا ہے قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلا ولاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیۃ ومن تکلم مخطیا او مکرہا لا یکفر عند الکل ومن تکلم عامدا کفر عند الکل ومن تکلم بہا اختیارا جاہلا بانہا کفر ففیہ اختلاف الخ وفی الفتح ومن ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف فہو ککفر العناد قال فی الخ ای تکلم باختیارہ غیر قاصد معناہ وہذا لا ینافی ما مر من ان الایمان ہو التصدیق فقط او والاقرار لان التصدیق وان کان موجودا حقیقۃ لکنہ زائل حکما لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ عدم وجودہ

کالہزل المذکور وکما لو سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقا لان ذلک فی حکم التکذیب کما افادہ فی شرح العقائد انتہیٰ رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن علی الایمان یکون کافرا ولا یکون عند اللہ مؤمنا کذا فی قاضیخان پس ان روایات سے صاف واضح ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ راگ مین گاوے یا کوئی کلمہ کفریہ یا وڑیون کے کہلانے سے جو صاحب مدارس کے لڑکے لڑکیان کہتی ہین کہے مرتد کافر ہوگا اور اس امر پر رضا دینا بھی کفر ہے قال فی شرح العقائد وشرح القاری علی الفقہ الاکبر الرضا بالکفر کفر انتہیٰ اور ان سخت کلمات پر کچھ پروا نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے الاستہانۃ بالمعصیۃ بان یعدہا ہینۃ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا ویجریہا مجری المباحات فی ارتکابہا کفر کذا فی شرح علی علی الفقہ الاکبر الحاصل اس مدرسہ کے لڑکے لڑکیان جو ایسے کلمات بولتے ہین سب مرتد ہین اور جو ان کو بخوشی ایسے کام کے واسطے وہان بھیجتے ہین دیدہ ودانستہ وہ بھی مرتد کافر ہین اور اس مدارس کے پڑھانے والیان اور اسکے معین مکان وچندہ کے اگر اس فعل بد سے راضی ہین سب کافر اور مرتد ہین اور جو اس امر کو برا جانکر دنیا کی طمع سے یہ کام کرتے ہین سب فاسق فاجر ہین سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ ایسے لوگون کو اور اپنے بچون کو روکین اور منع کرین لقولہ علیہ السلام من رآی منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من ایمان الحدیث الحاصل جو شخص استطاعت کسی قسم کی منع کی رکھتا ہے اور پھر منع نہ کرے تو اگر اس فعل کو مستحسن جانتا ہے یا سہل جانتا ہے تو کافر مرتد ہوا اور جو برا جانکر منع نہ کرے گا وہ مداہن فاسق ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ جواب صحیح ہے محمد مظہر مدرس مدرسۂ سہارنپور [محمد مظہر لطف الٰہی] الجواب حق والحق یتبع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری الجواب صحیح [ابوالحسن] جواب صحیح ہے عزیز حسن عفا اللہ عنہ جواب صحیح ہے مشتاق احمد عفی عنہ الجواب صحیح حبیب الرحمٰن عفی عنہ الجواب صحیح محمد حسن مدرس مدرسۂ دیوبند الجواب حق عبدالرحمٰن عفی عنہ جواب صحیح ہے [محمد امیر یار خان] اصاب المجیب ذوالفقار علی عفی عنہ الجواب صحیح ومنکرہ فضیح احمد عفی عنہ الجواب صحیح حق محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسۂ عربی دیوبند [محمد محمود] الجواب صحیح عزیز الرحمٰن دیوبندی مدرس مدرسۂ عربیہ میر محمد عفی عنہ ہذا الجواب صحیح

واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد ابراہیم عفی عنہ سنبھلی الجواب صحیح عبدالمؤمن دیوبندی عفی عنہ الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ دیوبندی محمد منفعت علی جواب صحیح ہے محمد محمود حسن عفی عنہ مدرس مدرسۂ عربی اسلامی دیوبند الحق اجرای کلمۃ الکفر کفر ہے اور آیت کریمہ سے بھی یہ مضمون صراحۃً ثابت ہوتا ہے وہی ہذہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم اس واسطے کہ آیت کریمہ میں صرف حالت اکراہ کا استثنا کیا ہے اور ماسوا اُس کے اجرای کلمۃ الکفر علی سبیل الاختیار کفر مین داخل تھا ہی اور ظاہر ہے کہ اشخاص مذکورہ کا راگ وغیرہ مین کلمات کفر کے زبان سے نکالنا قبیل اکراہ سے تھین ہے بلکہ باختیار خود ہے تو ضرور کفر مین داخل ہوگا اور اعانت کفر اور تعلیم اسکی اسی قبیلہ سے ہے واللہ اعلم بالصواب الراقم مدرس مدرسۂ عربی سہارنپور

صح الجواب قال اللہ تعالی فی کتابہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹۳ استفتا ہوالعلیم الکبیر علماے دیندار وحکماے حق شعار اندرین معنی چہ می فرمایند کہ شخصے بکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام خود ابوالقاسم دارد پس حالا ورا بموجب حدیثے کہ در کتاب الاستیذان دارمی شریف باین اسناد واقع است اخبرنا سعید بن عامر عن ہشام عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی تبدیل اسم خود باید یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہوالمصوب درین مسئلہ درمیان علماے امت اختلافے است کثیر وہر یک را سندے ہست از حدیث بشیر ونذیر چنانچہ طحاوی در شرح معانی الآثار مذاہب مختلفہ را بیان ساختہ ودلیل ہر یک را سند کردہ مذہب این کہ تکنی بابی القاسم جائز نیست خواہ نام مکنی محمد باشد یا دیگر وسند آن حدیثے ست کہ ابوہریرہ وجابر وغیرہ روایت کردہ اند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ودر روایت دیگر ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانی انا ابوالقاسم ونیز ابوہریرہ رضہ روایت کردہ تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم ونیز جابر روایت کردہ اند ولد لرجل من الانصار غلام فسماہ محمدا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما

انا قاسم اقسم بینکم ونیز بروایت جابر وارد ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما جعلت قاسما اقسم بینکم وهمین ست مذهب محمد بن سیرین ونخعی وغیرهما مذهب دوم این که نه مجرد تکنی ممنوع ست ونه مجرد تسمی بلکه جمع منع ست بسند این که براء بن عازب رض میگوید نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجمع بین اسمه وکنیته وجابر روایت می کند من تسمی باسمی فلا یکتنی بکنیتی ومن اکتنی بکنیتی فلا یتسم باسمی مذهب سوم این که تسمیه بقاسم نیز ممنوع ست چه این صفت از مختصات حضرت نبویه است چنانکه حدیث سابق بدان اشاره می کند ونیز تسمیه بقاسم اشاره بطرف تکنی پدر بابی قاسم است وسند آن حدیث جابر ست ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلنا لا نکنیک ابا القاسم ولا ننعمک عینا فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له فقال سم ابنک عبد الرحمن مذهب چهارم این که تکنی بابی القاسم یا جمع هر دو ممنوع ست برای هر کس وناکس بدلیل حدیث علی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ولد لک بعدی ابن فسمه باسمی وکنه بکنیتی وهی لک خاصة دون الناس مذهب پنجم این که تکنی بابی القاسم وجمع بین التکنی والتسمی هر دو جائز است بدلیل حدیث علی که بروایت دیگر آمده و در آن لفظ خصوصیت نبوده وهمین مذهب را طحاوی مختار ساخته وطیبی در حواشی مشکوة می نویسد اختلفوا فیه علی وجوه احدها لا یحل التکنی بابی القاسم سواء کان اسمه محمدا او غیره وذلک انه لما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکنی ابا القاسم لانه یقسم بین الناس من قبل الله ما یوحی الیه ولم یکن احد یشارکه فی هذا المعنی منع ان یکنی به غیره وهو مذهب الشافعی واهل الظاهر وثانیها ان هذا الحکم کان فی بدء الامر ثم نسخ فیباح التکنی الیوم بابی القاسم لکل احد سواء کان اسمه محمدا او غیره ویدل علیه نهیه فی حدیث انس عقیب ما سمع رجلا یقول یا ابا القاسم فالتفت الیه رسول الله فقال انی لم اعنک وما روی عن علی انه قال یا رسول الله ان ولد لی بعدک ولد الحدیث وهذا مذهب مالک قال عیاض وبه قال جمهور السلف وفقهاء الامصار وثالثها انه لیس بمنسوخ وان کان النهی للتنزیه والندب لا للتحریم وهو مذهب جمهور ورابعها ان النهی للجمع ولا باس بالکنیة وحدها وهو مذهب جماعة من السلف وخامسها انه نهی عن التکنی بابی القاسم مطلقا وارادوا المقید وهو النهی عن التسمیة بالقاسم وقد غیر مروان لما بلغه هذا الحدیث اسم ابنه فسماه عبد الملک وکان اسمه القاسم وسادسها ان التسمیة بمحمد ممنوعة مطلقا وجاء فیه حدیث مرفوعا تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونهم انتهی ملخصا و در در مختار ست من کان اسمه محمدا

لا باس بان یکنی ابا القاسم لان حدیث سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی قد نسخ لان علیا کنی ابنہ محمد بن الحنفیہ ابا القاسم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۹۴ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین کہ محفل مولد شریف مین جو مستنبط بعض صوفیہ صافیہ و بعض محدثین ہے اور اس مین علما مختلف ہین کما ہو مصرح فی موضعہ اکثر عوام و خواص اسکو کرتے ہین یعنی وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے ہین اور اس کھڑے ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سمجھتے ہین اور آپ کے افراد تعظیمہ مین داخل کرتے ہین آیا اس قیام کا کوئی ثبوت و استنباط اصول شرعیہ معتمدہ سے ہے یا نہ بر تقدیر اول کے جو اکثر علما فرماتے ہین ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا چنانچہ سیرت شامیہ و سیرت حلبی وغیرہما مین مندرج ہے اور کسی نے اسکی تردید نہین کی ہے یہ کیسا ہے اور بر تقدیر آخر مباح ہے یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ اور جو بعض لوگ یہ زعم کرتے ہین کہ وقت ذکر ولادت شریف روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لاتی ہے یہ زعم ان کا صحیح ہے یا نہ اور جو بعض لوگ کہ متبع سنت نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا وسلم ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو فرض عین مثل دیگر فرائض جانتے ہین وہ بنظر اس امر کے کہ جناب سید الانام نے خود حیات صوریہ مین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ایسے قیام سے منع فرمایا ہے اور صحابہ نے کبھی نہین کیا کما ہو مصرح فی الاحادیث اور موافق قول مسطور یعنی ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا کے اس قیام کو نہین کرتے ہین انکو اکثر لوگ بخصوص ترک ایسے قیام کے تارک تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین اور انپر طعن و تشنیع کرتے ہین پس اس طعن مین وہ لوگ مصیب ہین یا مخطی بینوا توجروا

بسند الکتاب توجروا من اللہ الوہاب

ہو المصوب قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ کیا جاتا ہے اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا نہین ہے اور یہ گمان کہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے اس وجہ سے کہ تین حال سے خالی نہین یا یہ کہ یہ قیام واسطے تعظیم نام پاک محمدی کے ہے یا واسطے تعظیم ہیئت ولادت و تصور وقائع ولادت کے ہے یا واسطے تعظیم ذات محمدی کے جسدا و روحا یا روحا فقط شق اول باطل ہے اولا اس وجہ سے کہ نام پاک کی تعظیم قیام یا انحنا وغیرہ کسا تھ

کہین نہین وارد ہے بلکہ بدعت ہے تعظیم کا نام یہی ہے کہ وقت نام لینے یا سننے کے درود بھیجا جاوے وثانیا اس وجہ سے کہ اگر نام لینے کی تعظیم قیام کے ساتھ ہو تو لازم ہے کہ تمام بیان مولد کھڑے ہوکے کیا جاوے اور جب نام پاک آپ کا لیا جاوے غیر بیان مولد مین اُس وقت قیام کیا جاوے ولا قائل به اور شق دوم بھی باطل ہے اس وجہ سے کہ مجرد تصور ہیئت کی تعظیم اس طرح سے نہین وارد ہے باقی رہی شق ثالث وہ موقوف اس امر پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت بیان ولادت مین جسداً و روحاً یا روحاً تشریف لاتے ہین اور یہ امر شرع مین نہین ثابت ہے ومن ادعی فعلیه البیان بادلة الشرعية لا بما قیل او یقال اور اگر بالفرض والتقدیر آپ کا تشریف لانا ثابت بھی ہو تو یہ ثابت ہونا محال ہے کہ بوقت بیان ولادت فقط تشریف لاتے ہین نہ ابتداے بیان مولد سے بلکہ بر تقدیر ثابت ہونے تشریف لانے کے ظاہر یہ ہے کہ ابتداے مجلس سے تشریف لاتے ہونگے پس لازم ہے کہ از ابتدا تا انتہا قیام کیا جاوے ولا یقول به احد علاوہ ازین کتب احادیث مین یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات مین اپنے واسطے صحابہ کے کھڑے ہونے کو منع کرتے تھے اور صحابہ آپ کے واسطے قیام نہین کرتے تھے پس جو امر کہ آپ اپنے حق مین بحالت حیات پسند نہین فرماتے تھے بلکہ صحابہ کو اُس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپ کے تشریف لانے کے وقت کیونکر جائز ہوگا اور اگر بالفرض والتقدیر قیام بوقت مولد مشروع بھی ہو تو غایۃ الامر یہ ہے کہ مستحب ہوگا نہ واجب و نہ فرض اور علما نے تصریح اس امر کی کی ہے کہ جس مندوب پر اصرار مثل فرائض و واجبات کے کیا جاوے اور اُسکے تارک پر ملامت کی جاوے وہ مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ وغیرہ مین لکھا ہے پس اصرار کرنا اس فعل پر اور اُسکے تارک پر ملامت کرنا اور اُسکو بدنام کرنا اور اُسکی تذلیل کی فکر مین رہنا درجۂ کراہت تک پہونچاتا ہے الحاصل یہ قیام افراد تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہے نہین ہے اور نہ اُسکی کوئی اصل معتد به شرعا پائی جاتی ہے بلکہ بدعت ہے اور تارکین قیام پر ملامت کرنے والے مرتکب گناہ کے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۹۵ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ زید از صورت ...

وسالہای دراز اس صورت سے بسر اوقات اپنی اور جملہ متعلقین و وابستگین اپنے کی کیا کرتا ہے کہ مال اس نیشکر دیہات کا مالگذاران ودیہات سے بزر مکسوبۂ خاص خرید کرکے شکر وغیرہ تیار کراکے فروخت کیا کرتا ہے اور زید مذکور کے دو پسر ہین عمرو فرزند اکبر و بکر خلف اصغر چنانچہ زید مذکور کو بمقتضاے الفت پدری کا غذ بیعنامہ گاہے بنام فرزند اکبر و احیانا باسم خلف اصغر تحریر کراد یتا ہی مگر خرید مال وجملہ مصارف ضروریہ مین زر مکسوبہ ذاتی اپنا صرف کرتا ہے و در حقیقت بوجہ صرف زر مکسوبہ ذاتی اپنے کے زید مسطور اصل مالک کل مال کھنڈسار ہے و یا باجازت زید فرزند اُسکے کہ جسکے نام سے وہ مال خرید کرکے بیعنامہ جات موسومۂ شان تحریر کرا دیتا ہے اہتمام و انتظام جملہ کاروبار کھنڈسار کا بیٹون اپنے سے لیا کرتا ہے اور شروع سے برخاست کھنڈسار تک جملہ حساب وکتاب جمع وخرچ سمجھکر کل زر آمدنی معرفت فرزندون اپنے کے حاصل کرتا ہے اس صورت مین کل کھنڈسار ملوکۂ خاص زید مذکور ہے اور اگر وہ کل مال مملوکہ محصلۂ زید مذکور ہے تو فرزند اسکے جہت کرنے کاروبار اور اہتمام کھنڈسار کے مستحق پانے اجر مثل کے ہین اور جو کچھ فرزندان زید نے بلا اجازت زید از روے نقدی خوکرد و برد یا ہلاک اور صرف بیجا کیا ہو اُس کا ضمان فرزندان زید پر شرعاً عائد ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین کل مال مذکور مملوک زید ہے اور فرزندان زید کو استحقاق اجر مثل کا ہے اور ضمان تعدی کا اُنپر عائد ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۴۶ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فرسخ اور میل کی تحدید معتبر کیا ہے

ہو المصوب اس باب مین حنفیہ کے چند اقوال ہین کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار میل مین اختلاف ہے اور فرسخ بقدر تین میل کے اتفاقاً ہوتا ہے ایک یہ کہ میل تین ہزار گز کا ہے پس فرسخ نو ہزار گز کا ہوگا لیکن اس قول کے معنی یہ ہین کہ گز موافق قدماے اہل حساب بتیس انگشت کا ہے دوسرا قول وہ جو عینی اور مسکین اور ابن نجیم نے شروح کنز مین نقل کیا ہے کہ میل چار ہزار خطوہ ہے اور ہر خطوہ بقدر ایک و نیم گز اور گز چوبیس انگشت کا پس فرسخ بارہ ہزار خطوہ اور اٹھارہ ہزار گز ہوگا اور میل چھ ہزار گز اور اس قول کو خیر الدین رملی وغیرہ نے

لکھا اسکو غیر معتبر ہے تیسرا قول وہ جو ذخیرہ مین ابو شجاع سے منقول ہے کہ میل تین ہزار اور پانسو گز بحساب چوبیس انگشت ہے چوتھا قول وہ جو زیلعی نے شرح کنز اور حدادی نے جوہرہ شرح مختصر قدوری وغیرہ مین ذکر کیا کہ میل چار ہزار گز اور فرسخ بارہ ہزار گز بحساب چوبیس انگشت ہے اور یہی قول مشہور ہے بین الحنفیہ اور خیر رملی نے اسی کو معتبر لکھا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۹۷ سوال جو راوی کتب رجال مین منجملہ الفاظ ثقۃ ثبت صدوق کے ایک یا دو یا تین لفظ کے ساتھ وصف کیا جاوے اس وصف سے اُس راوی مین وہ شرائط اربعہ راوی کے جو اصول فقہ مین بیان کیے گئے ہین یعنی عقل و اسلام و ضبط و عدالت تا وقتیکہ کچھ جرح مثل صدوق سیئ الحفظ صدوق یہم اور مانند اسکے اُس مین نہ کی گئی ہو ثابت ہو جاوین گے یا نہین ہو جاوین گے اور یہ تردد ہے گا کہ یہ راوی مسلم تھا یا نہین عاقل تھا یا نہین ضابط تھا یا نہین عادل تھا یا نہین

ہو المصوب یہ الفاظ عمدہ ترین مراتب تعدیل سے ہین اور بعد ورود ان الفاظ کے کسی راوی کے حق مین شبہ اسلام یا عقل یا ضبط یا عدالت مین کرنا کسی عاقل کا کام نہین ہے سخاوی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین قال الذہبی ان قولہم ثبت وحجۃ وامام وثقۃ ومتقن من عبارات التعدیل التی لا نزاع فیہا انتہی اور مقدمہ ابن صلاح اور مختصر ابن جماعہ وغیرہ مین ہے اما الفاظ التعدیل فعلی مراتب الاولی قال ابن ابی حاتم اذا قال للواحد انہ ثقۃ او متقن فہو من یحتج بحدیثہ قلت وکذا اذا قیل ثبت او حجۃ وکذا اذا قیل فی العدل انہ حافظ او ضابط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابو الحسنات

استفتا ۲۹۸ سوال صحیح مسلم کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ وکیفیۃ وضع الیدین علی الفخذین مین اس اسناد مین حدثنا عبد بن حمید قال نا یونس بن محمد قال نا حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قعد فی التشہد الحدیث ابن عمر سے راوی نافع مولی ابن عمر ہین جن کی نسبت تقریب مین مسطور ہے ثقۃ ثبت فقیہ مشہور من الثالثۃ یا اور کوئی نافع اور اسی اسناد مین حماد بن سلمہ جو ایوب سے راوی ہین انکی نسبت

تقریب مین مسطور ہے تغیر حفظہ بآخرہ پس قبل تغیر لفظ حماد کے یہ روایت صحیح مسلم مین اخذ کی گئی ہو جیساکہ نووی نے مقدمۂ شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واعلم ان ما کان من ہذا القبیل محتجا بہ فی الصحیحین فہو مما علم انہ اخذ قبل الاختلاط یا بخلاف اسکے بعد تغیر حفظ حماد کے

ہو المصوب فی الواقع یہ روایت قبل اختلاط کے ہے نہ بعد اختلاط کے جیساکہ نووی کی عبارت سے واضح ہوا اور فتح المغیث مین ہے ما یقع فی الصحیحین او احدہما من التخریج لمن وصف بالاختلاط فانا نعرف علی الجملۃ ان ذلک مما ثبت عند المخرج انہ من قدیم حدیثہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۹۹
۱۹۱ استفتا سوال اگر کوئی کہے کہ تقریب مین جو جرح وتعدیل رجال مذکور ہے صرف اُسی پر مجکو اعتبار نہین آتا کوئی اور بھی صاحب تقریب کے سوا اُسکے قول کی تصدیق کرے جب قابل اخذ ہو گا یہ کہنا اُس کا بجا ہے یا جہالت اور گمراہی کی بات ہے

ہو المصوب یہ کہنا اُس کا ضلالت وحماقت ہے اولاً تو اس وجہ سے کہ جلالت قدر مصنف تقریب حافظ ابن حجر عسقلانی کی کہ کتب تواریخ اور طبقات کے معاینہ سے معلوم ہوتی ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ اُن کا قول باب جرح وتعدیل مین خواہ مخواہ معتبر ہو گا ثانیاً اس وجہ سے کہ جو تعدیل وجرح تقریب مین مذکور ہے وہ صرف قول مصنف تقریب کا نہین ہے بلکہ قول ایک جماعت ائمۂ حدیث کا ہے اس وجہ سے اولاً ابو الحجاج مزی دمشقی نے جو باب رجال مین دستگاہ تمام رکھتے تھے صحاح ستہ کے رجال کے واسطے تہذیب الکمال تالیف کی اور اُس مین اقوال محدثین متقدمین سے جرح وتعدیل نقل کی بعد اسکے حافظ ابن حجر نے اسکی تلخیص کر کے مع زیادات کثیرہ کے تہذیب التہذیب تصنیف کی پھر اُسکی تلخیص تقریب مین کی پس جو جرح وتعدیل تقریب مین مذکور ہے وہ وہی ہے کہ تہذیب التہذیب اور تہذیب مین بنظر اقوال محدثین مذکور ہے پس کوئی جرح وتعدیل تقریب مین ایسی نہین ہے کہ جس کی تصدیق باقوال محدثین سابقین نہوئی ہو جیساکہ ماہرین پر ظاہر ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

۳۰۰
۱۹۲ استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے

اپنی زوجہ اور لڑکے کو سوائے ظلم کے کبھی شفقت شوہرانہ اور پدرانہ سے نہین دیکھا اور نہ پرورش کیا اس لیئے وہ زوجہ اور لڑکا اُس سے دور ہو گیا اور اب کسی طرح پرورش پاکر ہوشیار ہوا چونکہ شوہر و پدر واجب الاطاعت ہین اور یہ دونون بسبب بے مہری اُسکی اطاعت سے محروم رہے پس اس مین گناہگار کون ہے اور کون کس کے واسطے پوچھا جائے گا باوجودیکہ زوجہ اور لڑکا اپنی خواہش سے اطاعت سے محروم نہین ہے

ہوالمصوب ایسی صورت مین کہ نافرمانی کی ابتدا وزیادتی پسر وزوجہ کی جانب سے نہو وہ ماخوذ نہونگے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبدالحی ابوالحسنات

(٣٠١) **استفتا** چہ می فرمایند علماے دین اندرین صورت مثلاً زید نے فعل شنیع ہمراہ ہندہ کے سہواً یا قصداً کیا بعد حرکت فعل مذکورہ کے جب کہ خیال آیا کہ یہ حرکت نہایت بیجا تھی بہت نادم ہوکر عذاب الٰہی سے خوف زدہ ہوا ہندہ مذکورہ شوہر دار تھی مگر شوہر اُسکا چار سال سے مفقود الخبر ہے اب زید مذکور توبہ و استغفار چاہتا ہے تاکہ مغفرت ہو کیا کرے کیونکر کرے کہ گناہ سے نجات پاوے

ہوالمصوب وہ شخص اچھی طرح سے وضو کرکے دو رکعت نماز نفل خشوع و خضوع سے ادا کرے اور بعد نماز کے نہایت آہ وزاری سے آنسو بہا کے عاجزی ظاہر کرکے جیسے کوئی غلام مجرم اپنے آقا سے قصور معاف کراتا ہے دعاے مغفرت کرے اور دل مین اُس گناہ سے ندامت رکھے اور یہ قصد کرے کہ آیندہ مجھسے ہرگز ایسی حرکت نہ ہوگی پروردگار عالم اُسکے گناہ کو معاف فرمائے گا اور اُس عورت کے حق مین بھی دعاے مغفرت کرے اور اگر وہ عورت ابتدا مین راضی نہ تھی تو اُس سے بھی عفو قصور کرا لے تاکہ محشر مین وہ دامن گیر نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبدالحی ابوالحسنات

الحمد للہ والمنہ کہ ان دنون **مجموعۂ فتاوی** جلد ثانی جسکو مولوی **محمد ایوب صاحب** نبیسۂ حضرت خاتم العلماء والمحدثین مولانا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات **محمد عبدالحی لکھنوی** فرنگی محلی نوراللہ مرقدہ نے حسب ترتیب ابواب فقہی ترتیب دیا ہے بار دوم بماہ ذیحجہ سنہ ١٣٢١ ہجری **مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ** مین حسب الحکم جناب مولوی مفتی **محمد یوسف صاحب** مالک مطبع کے طبع ہوکر شایع ہوا چونکہ اس کتاب کا حق کاپی رائٹ محفوظ ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مالک مطبع کے نہ چھاپین

المشتہر منیجر مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ

فہرست استفتاہائے مجموعۂ فتاوے جلد ثانی

نام کتاب

شرح سلم صرف تصورات۔
شافیہ بتحشیۂ جدیدہ۔
شرح الاسباب والعلامات مع حاشیۂ
حل المعضلات در دو جلد۔
جلد اول۔
جلد ثانی۔
شرح مائۃ عامل کلان محشی وحل ترکیب
فارسی مین مبتدیون کے لیے بہت مفید ہے
صراح مع قراح
صدر الرعایۃ بتحشیۂ مولانا محمد عبد الحی رح
عمدة النصائح فی ترک القبائح از مولانا
محمد عبد الحی رح زبان اردو مین وعظ کا رسالہ ہے
الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ از مولانا محمد عبد الحی رح
الفلک المشحون فی الانتفاع بالمرہون
از مولانا محمد عبد الحی رح
القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم
از مولانا محمد عبد الحی رح
قدوری بتحشیۂ جدیدہ نہایت خوشخط کاغذ
...ائی وسفید۔
قاضی مبارک شرح سلم العلوم مع
حاشیۂ مولانا محمد یوسف وحاشیۂ حافظ اللہ...

نام کتاب

پشاوری۔
قطبی مع سعدیہ بتحشیۂ جدیدہ
کافیہ مع زینی زادہ در ترجمۂ فارسی
کافیہ خرد بحواشی جدیدہ
اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعۃ
موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مع حاشیۂ
التعلیق الممجد از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعۂ فتاوی مولانا محمد عبد الحی رح
کامل در سہ جلد۔
جلد اول۔
جلد ثانی ان دونو کی ترتیب ابواب فقہی
پر مولوی محمد ایوب سلمہ نبیسۂ مولانا مرحوم نے کی ہے
جلد ثالث زبان فارسی مین ہے۔
میر قطبی بتحشیۂ نفیسہ مع حاشیۂ محقق دوانی
مجموعۂ محرم افندی وملا جلال و عبد الرحمن
حواشی شرح ملا جامی نصف اول جو آج تک
ہندوستان مین نہین شائع ہوا تھا مطبع نے
بصرف زر کثیر طبع کرایا ہے کاغذ خانی گندمی
مجموعۂ امام الکلام فیما یتعلق بالقراءة
خلف الامام یعنی ثلث رسائل مع حاشیۂ غیث الغمام
وآثار المرفوعہ فی اخبار الموضوعہ از مولانا محمد عبد الحی رح

نام کتاب

مجموعۂ خطب مسمی بلطائف المستحسنہ
از مولانا محمد عبد الحی رح جسمین بارہ ماہ کے خطبے
وخطبۂ نکاح وعیدین ومحمدیہ علاوہ ہین۔
مجموعۂ خطب از مولانا محمد عبد الحی رح
مع ترجمہ اردو از مولوی محمد یونس مرحوم آنجناب
رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہین انکے
خطب جسقدر مقبول آفاق ہوئے اظہر من الشمس ہے
اردو خوان اصحاب شاکی تھے کہ ہم
مستفیض نہین ہو سکتے اس ضرورت کو
مولوی محمد یونس مرحوم نبیسۂ مولانا مرحوم نے
پورا کیا اور خدا کے فضل سے چھپکر تیار ہو گیا ہے
منیۃ المصلی بتحشیۂ مولانا وصی احمد محدث سورتی
بہ تعلیق المجلی۔
مجموعۂ ثمانیہ رسائل التحقیق العجیب
فی التثویب افادة الخیر بسواک الغیر تدویر الفلک
فی حصول الجماعۃ بالجن والملک جمع الغرر فی
ردّ نثر الدرر خیرة العالم بوفات جمع العالم
غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال مع تعلیقہ
ظفر الانفال تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ
سید الابرار مع تعلیقہ نخبۃ الانظار احکام
القنطرة فی احکام البسملۃ از مولانا محمد عبد الحی رح۔

نام کتاب

مجموعہ میر زاہد رسالہ یعنی حواشی
زاہدیہ متعلقہ قطبیہ و ضوء الہدی فی اللیل
والدجی و ہدایۃ الوری الی لواء الہدی و
حاشیہ مولانا مولوی محمد فضل اللہ رحمہ اللہ
فرنگی محلی و التحقیقات المرضیہ بر میر زاہد رسالہ
از مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ تعالی۔
میبذی تحشیہ جناب مولانا مولوی
محمد عین القضاۃ صاحب مدظلہ۔
مجموعہ حل المعاقد حاشیہ شرح عقائد جلالی
از مولانا محمد عبد الحلیم رح و حاشیہ مولانا کرم اللہ
العلوی و حاشیہ مولانا کمال الدین سہالوی
و حاشیہ مولانا نظام الدین رح و حاشیہ ملا باقر جانی رح
میر زاہد شرح مواقف جسمین امور عامہ
و حاشیہ میر زاہد امور عامہ مع منہیات
و حاشیہ وحید یہ جدید و تحشی شرح مواقف
از مولانا محمد عبد الحی رح و حاشیہ زاہدیہ باہم
منسلک ہاین۔
مجموعہ سبع رسائل الفلک الدوار
فی رویۃ الہلال بالنہار و القول المنشور فی
ہلال خیر الشہور و تحفۃ النبلاء فی جماعۃ
النساء و الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ

نام کتاب

الکلام المبرم و الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل
و قوۃ المغتذین بفتح المقتدین و آثار الافصاح
عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع از مولانا
محمد عبد الحی رح
مطول الی مقام الدرس تحشیہ مولانا
محمد عبد الحلیم نور اللہ مرقدہ
مختصر معانی کلاں مع حاشیہ تجرید البنانی
مختصر معانی خورد تحشیہ مولوی برکت اللہ صاحب
مجموعہ خمس رسائل آکام النفائس فی
اداء الاذکار بلسان الفارس و ترویح الجنان
فی حکم شرب الدخان و زجر الاخوان عن
محدثات آخر جمعۃ رمضان و فیہ بحث القضاء
العمری و زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس
و الانصاف فی حکم الاعتکاف از مولانا محمد
عبد الحی رح مع حاشیہ الاسعاف لمولوی عبد الغفور رح
مجموعہ تحفۃ الطلبۃ و اقامۃ الحجۃ و نزہۃ
الفکر از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعہ ست رسائل النافع الکبیر
لمن یطالع الجامع الصغیر و طرب الاماثل
بتراجم الافاضل و السعی المشکور فی نقض الوضوء بالقہقہۃ
و خیر الخبر فی اذان خیر البشر و سباحۃ الفکر

نام کتاب

فی الجہر بالذکر و ردع الستر عن کیفیۃ ادخال
المیت فی القبر لمولانا محمد عبد الحی رح
ملا حسن شرح سلم تحشیہ مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ
مع حاشیہ مولانا مفتی محمد یوسف رح
میر مطول حاشیہ سید شریف بر مطول
مجموعہ میر زاہد ملا جلال تحشیہ مولانا
محمد عبد الحی مع التعلیق العجیب و القول
المحیط حواشی از مولانا محمد عبد الحی رحمہ
مجموعہ میزان الصرف مع رسالہ
چار گل تصنیف لطیف عالم المعی فاضل
لوذعی مولانا محمد عبد الحی رح۔
مجموعہ صرف میر مع امتحان الطلبہ
تصنیف لطیف مولانا محمد عبد الحی رح
نصب الرایہ جلد ثانی۔
نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار از مولانا
محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ۔
نوادر الوصول شرح فصول اکبری
ہدایہ کامل تحشیہ مولانا عبد الحلیم
و مولانا عبد الحی رحمہما اللہ
ہدایۃ النحو یوسفی۔
ہدیہ مختاریہ از مولانا عبد الحی رح